نیل کی ناگن

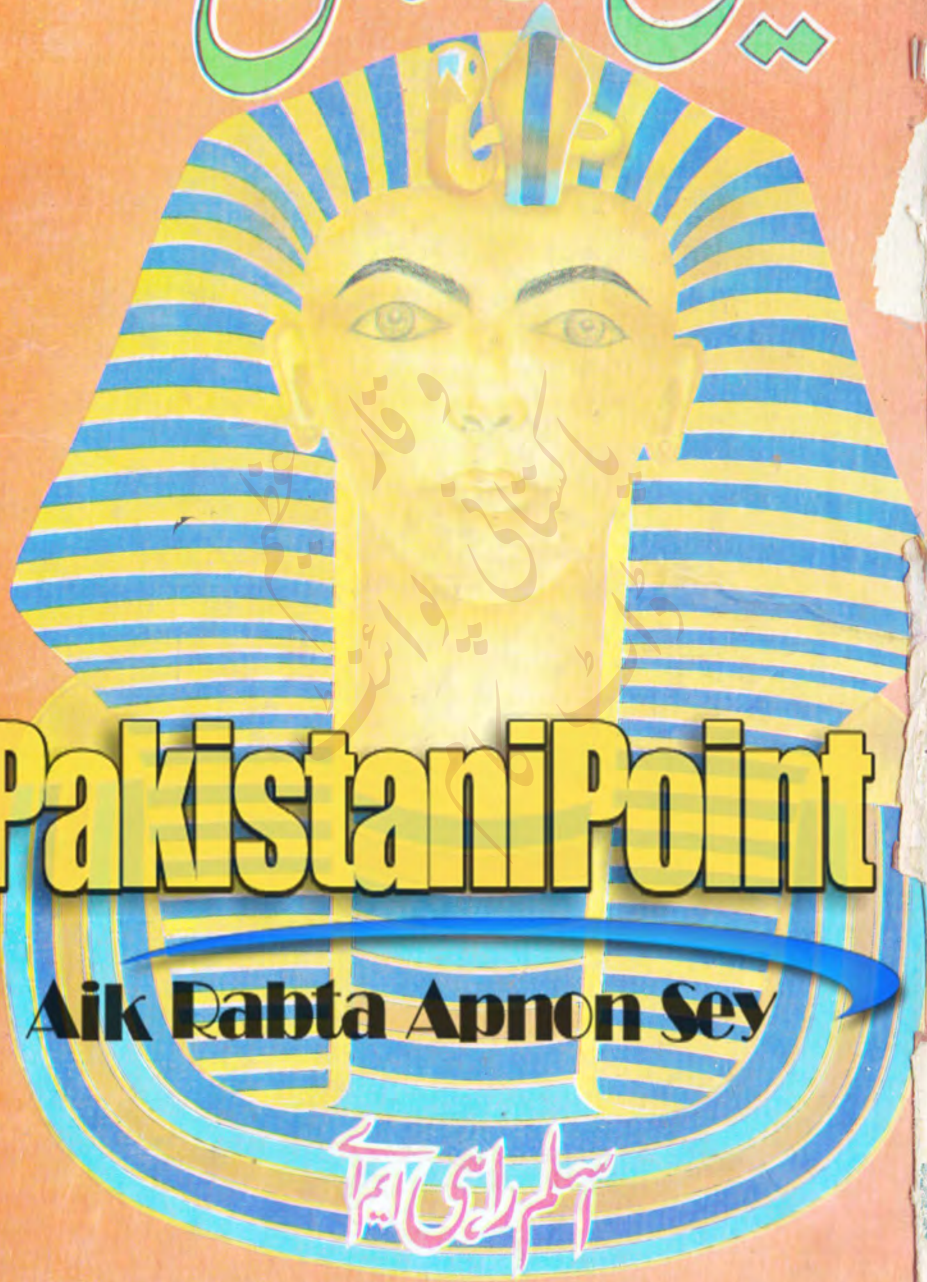

PakistaniPoint
Aik Rabta Apnon Sey

اسلم راہی ایم اے

اخلاق گجرات
97

فرعون ، اخناتون اور اس کی بیٹی عمدینہ کی حیرت انگیز اور مہماتی داستان

نیل کی ناگن

اسلم راہی ایم اے

عمار پبلی کیشنز غریب پورہ گجرات

انتساب

صحرائے سقارہ میں بھٹکتی
روحوں کے نام

اسلم راہی ایم اے

جملہ حقوق بحق عمّار احمد محفوظ ہیں

نام	نیل کی ناگن
ناشر	عمّار احمد
باہتمام	اسلم راہی ایم اے
مطبع	فلاور پریس گجرات فون ۲۹۸۱۰
کمپوزنگ	نائس انٹرنیشنل گجرات
جلد بندی	مکہ بک بائینڈنگ گجرات
سن اشاعت	سنہ ۱۹۹۷ء
تعداد	۶۰۰
قیمت	[redacted]/- روپے

عمّار پبلی کیشنز غریب پورہ گجرات

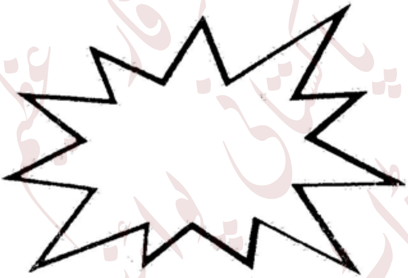

شام سرابوں کے دشت میں بھٹکتے مسافر کی طرح آہستہ آہستہ رات میں ڈھلنے لگی تھی ۔ شبنم کی خنک لطافت اپنا رنگ دکھانے لگی تھی ۔ چاروں سمت ایک خود فراموش محویت اور بے غرض انہماک تھا ۔ ایسے میں مصر کے مرکزی شہر تھبیس کے دروازے سے ایک سوار اپنے گھوڑے کو آہستہ آہستہ ہانکتا ہوا نکلا اور دریائے نیل کے کنارے آیا اس سے تندگام دریائے نیل اپنے اسم و جسم اپنے نبض و نفس میں آغوش گل سا پر سکون ۔ سرد اور کہر آلود رات جیسا چپ اور غلامی کی دھند جیسا خاموش تھا ۔ دریائے نیل کے کنارے آنے کے بعد اس سوار نے اپنے گھوڑے کو درمیانہ روی کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے ذرا فاصلے پر دکھائی دیتی آمون دیوتا کے مندر کی عمارت کی طرف ہانک دیا تھا ۔

وہ سوار تھبیس شہر اور آمون دیوتا کے مندر کے درمیانی حصے کو تھوڑا سا ہی طے کرنے پایا تھا کہ اچانک دریا کے کنارے ایک دم اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اس نے اسے روک دیا تھا ۔ اس لیے کہ سامنے کی طرف سے چار سوار نمودار ہوئے تھے ان کے ہاتھوں میں ڈھالیں اور ننگی تلواریں تھیں ۔ اور وہ اس کی راہ روک کھڑے ہوئے تھے ۔

تھبیس شہر سے نکل کر آمون دیوتا کے مندر کا رخ کرنے والے اس سوار نے

بھی اپنی پشت پر لٹکتی ہوئی ڈھال اپنے بائیں ہاتھ میں سنبھالی اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار بھی بے نیام کر لی تھی ۔ اتنی دیر تک راہ روکنے والے چاروں میں سے ایک کی آواز اجاڑ غاروں کی سی ویرانی اور اعمال نامہ گناہ کی طرح سیاہ رات میں گونجتی سنائی دی ۔

سن مفسدہ پرواز ۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ رع دیوتا کے مندر کی خبریں تو آمون دیوتا کے پجاری تک پہنچا سکے گا ۔ ہرگز نہیں دیائے نیل کے کنارے ہم تیری زیست کے سہرے کو تیرے گلے کا طوق مرگ بنائیں گے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ لمحہ بھر کے لیے خاموش ہوا اس کے بعد دوبارہ وہ سانپ کی سی پھنکار اور سیلابی پانی کے شور کی سی آواز میں بول پڑا ۔

سن سیاہ روانسان ۔ ہم جانتے ہیں تو کیا خبریں آمون دیوتا کے پجاری تک پہنچانا چاہتا ہے ۔ پر اب تمہیں آموں دیوتا کے مندر تک جانا نصیب نہ ہوگا ۔ یہاں دریا کے کنارے ہم تم پر حملہ آور ہوں گے ۔ یہاں کوئی تیرا مستغیث کوئی تیرا دادخواہ نہ ہوگا ۔ اور ہم چاروں مل کر تجھ اکیلے کی دل کی لوح پر ماندگی اور کسل طاری کریں گے اور تیری ساری شرارت تیری ساری کج روی کو موت کی اترائی میں پھینک کر چلے جائیں گے ۔

وہ سوار راہ روکنے والوں کی اس دھمکی کا کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا ۔ کہ اچانک ان چاروں کی پشت کی جانب سے ایک اور سوار نمودار ہوا اور ان چاروں کو مخاطب کر کے وہ دھاڑ پڑا ۔

سانپ کی اولادو ۔ تم کیا سمجھتے ہو تمہارے علاوہ ہر سمت حوصلے کی کمی اور ہمت کا قحط ہے ۔ تم اپنے سامنے اس سوار کو اکیلا دیکھ کر اس کی موت کے درپئے ہو ۔ سنو ۔ اپنے دل پر لکھ رکھو کہ دریائے نیل کے کنارے میں تمہارے گناہوں کو موت کی گود میں اور تمہاری سرفرازی کو ہلاکت خیزی میں ڈبوتا چلا جاؤں گا ۔ قسم مجھے اپنے اس خداوند کی جو سورج کو روشنی نجوم کو انکی ضیاء اور چاند کو اسکا نور عطا کرتا ہے ۔ قسم اس رب کی جو غنچوں کو شبنم کا جامہ پہناتا ہے ۔ جو خدائے قادر وقدوس ہے جو کھلاتا ہے کھاتا نہیں ۔ تم میں سے کوئی بچ کر نہ جا سکے گا ۔

سنو حملہ آور بھیڑیو ۔ اپنے جس مالک اپنے جس آقا کا نام لے کر میں تم پر وارد ہونے لگا ہوں ۔ وہ خدائے لم یزل ہے ۔ وہ رب لازوال ہے ۔ وہی انجمن کن فیکون کا مالک ہے وہی چاند کو گھٹاتا بڑھاتا ہے ۔ ستاروں کے درمیان وہی سورج کا راستہ متعین کرتا ہے ۔ وہی تیز ہوا کے بادلوں کو بھیڑوں کی طرح ہانکتا ہے ۔ اسی کی کاریگری سے روشنی تاریکی سے جدا ہوتی ہے وہ میرا اللہ ہے وہ میرا مالک ہے وہ میرا آقا ہے ۔ وہ قائم اور قیوم ہے ۔ وہی ستاروں کو کہکشاں اور قطرے کو سمندر میں بدل دیتا ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد پشت کی جانب سے نمودار ہونے والا وہ سوار خاموش ہو گیا ۔ اسکے ہاتھوں میں پہلے ہی اس کی ڈھال اور تلوار تھی ۔ پھر اچانک اس نے اپنے گھوڑے کو انگیخت کر دینے والی ایک تیز مہمیز لگائی اس کے بعد وہ پشت کی جانب سے ان چاروں پر وحشت بھری تنہائیوں میں جسم و روح کو زخمی کر دینے والی عذاب رتوں کے خونی لمحوں نفرت کی اداس رتوں کی فنا پذیری اور غم دہر کی کدورتوں سے بھرپور اذیتوں کے سمندر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا ۔

اس کے حملہ آور ہونے میں زندگی بخش اقبال مندی تھی ۔ تاریک وسوسوں کا ایک طوفان تھا ۔ ساتھ ہی ساتھ ان چاروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بلند آواز میں کہتا بھی جا رہا تھا ۔ ڈرو قضائے الہی سے ۔ خوف کھاؤ مشیت ربی سے ۔

قبل اس کے کہ وہ چاروں پشت کی جانب سے حملہ آور ہونے والے سے اپنا دفاع کرتے اس زندہ دل جوان نے لمحوں کے اندر ان چاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا ۔ سامنے والا سوار پشت کی جانب سے غیبی مدد کی صورت میں نمودار ہونے والے اس جوان کی مدد کے لیے آگے بڑھ کر حملہ آور ہونے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے اسکے چاروں دشمنوں کا خاتمہ کر دیا تھا ۔ پھر دریائے نیل کے کنارے اچانک نمودار ہونے والا وہ سوار اپنے گھوڑے سے اترا ۔ مرنے والوں کے لباسوں سے اس نے اپنی تلوار صاف کی تلوار کو نیام میں ڈالنے کے بعد اپنے سامنے دیکھا ۔ اس وقت تک دوسرا سوار بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اترتے ہوئے اپنی تلوار نیام میں کر چکا تھا ۔ پھر پہلے سوار نے بعد میں نمودار ہونے والے سوار کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ۔

میرے اجنبی محسن ! میرے انجانے مربی ! میں نہیں جانتا تو کون ہے ۔ تیرا کیا نام

ہے اور رات کی اس تاریکی میں تو اچانک میری مدد کے لیے کہاں سے نمودار ہوا ۔ پر ایک بات میں کہوں اور وہ یہ کہ میں بحر سے نکلے موتی جیسی تیری آبدار جرات مندی ۔ آگ سے اٹھتے شعلوں کی طرح تیرے حملہ آور ہونے کی ادا ۔ ابر سے نکلے آب صفا جیسی تیری اس دلیری اور شجاعت کو سلام کرتا ہوں ۔ تو نے کیا خوب ان چاروں پر پشت کی جانب سے حملہ آور ہو کر ہر نفس میں ایک طوفان ۔ ہر سانس میں ایک زلزلہ ۔ اور ہر شئے پر ایک اضطراب طاری کر دیا ۔ میرے اجنبی عزیز ۔ میرے ناشناسا محسن ۔ دریائے نیل کے کنارے تو یقیناً میرے لیے موت کی دھند میں نئی زندگی کا جوہر ثابت ہوا ہے ۔ تو شب کے ان سوداگروں پر کیا خوب ہیبتناک سناٹے اور پر تو فگن ضیاء کی طرح حملہ آور ہوا ۔ میں ایک بار پھر تیری طلسماتی کہانیوں جیسی جراتمندی اور شدید و محکم قوت کو سلام کرتا ہوں ۔ یقیناً تیرے جیسے جوان ہی شعاعوں میں آفتاب ۔ اور راکھ کی تہہ میں شعلے کھڑے کرنے کی جرات اور دلیری رکھتے ہیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ سوار تھوڑی دیر کے لیے رکا ۔ اس کے بعد وہ پھر بول پڑا اور اپنی مدد کرنے والے اس جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

کیا میں جان سکتا ہوں تم کون ہو ۔ تمہارا نام کیا ہے تم کہاں سے آئے ہو ۔ کن سرزمینوں سے تمہارا تعلق ہے ۔ رات کی اس تاریکی اور تنہائی میں دریائے نیل کے کنارے کس طرح تم نے میری مدد کی کیسے تمہیں خبر ہوئی کہ یہ چاروں میری راہ روک کھڑے ہوں گے اور مجھے ان سے خطرہ لاحق ہو گا ۔

اتنے ڈھیر سارے سوالوں سے اس جوان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے پہلی بار اس جوان کو مخاطب کیا جس کی اس نے مدد کی تھی ۔

میرا نام یرمیحا ہے میں اسرائیلی ہوں اور عوارث شہر کا رہنے والا ہوں اور تم جانتے ہوں گے کہ عوارث شہر دریائے نیل کے کنارے بالکل شمال میں نیل کے ڈیلٹا پر واقع ہے اسے مصر کے ان بادشاہوں نے اپنے مرکزی شہر کے طور پر آباد کیا تھا ۔ جنہوں نے مصر پر حکومت کی اور جو چرواہے بادشاہ کہلاتے تھے ۔ تم ان کے متعلق جانتے ہو گے وہ مقامی لوگ نہیں تھے بلکہ عرب تھے ۔ پہلے وہ خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے ۔ بعد میں انہوں نے طاقت اور قوت پکڑی اور مصر پر قابض ہو گئے ۔ ان کی خانہ

بدوشی ہی کی وجہ سے لوگ انہیں چرواہے بادشاہ کہنے لگے تھے ۔ بس میں انہی کے مرکزی شہر عوارث کا رہنے والا ہوں ۔

مرے عزیز پہلے تو مجھ سے اپنا نام کہہ ۔ اس کے بعد میں تجھے بتاتا ہوں کہ میں کیسے تیری مدد کو پہنچا ۔

اس سوال کے جواب میں دوسرا جوان بڑی شفقت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا ۔ میرے محسن میں نبطی ہوں ۔ اور میرا نام جودان ہے ۔ اب تم پوری داستان کہو اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ یہ میری راہ روکنے والے مجھ سے کیا دشمنی کیا عناد رکھتے تھے ۔ یرمیحا نے اپنے حالات کہنا شروع کیئے ۔

سن جودان ۔ جیسا کہ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں اسرائیلی ہوں میرا نام یرمیحا ہے اور میں چرواہے بادشاہوں کے پرانے قدیم اور مرکزی شہر عوارث کا رہنے والا ہوں ۔ میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میں اس دنیا میں اکیلا ہوں ۔ میں اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا ۔ ماں باپ کے مارے جانے کے بعد میں اکیلا رہ گیا ۔ گزشتہ چند ہفتے سے میں نے مصر کے اس مرکزی شہر تھبیس میں روزی رزق کے حصول کے لیے قیام کیا ہوا ہے ۔

تم جانتے ہو گے اسی دوران بادشاہ آمون حوتپ کی طرف سے یہ منادی کرائی گئی کہ اس کی بیٹی عدینہ اپنے لیے کوئی محافظ رکھنا چاہتی ہے لہذا بڑے بڑے تیغ زنوں اور شمشیر زنوں کو دعوتدی گئی تھی کہ وہ مقابلے کے میدان میں آکر اپنے نام لکھوائیں اور مقابلے میں حصہ لیں ۔ اورجو جوان تیغ زنی میں سب سے اعلیٰ اور ارفع رہے گا اسے ہی بادشاہ آمون حوتپ کی بیٹی اور شہزادی عدینہ کا محافظ مقرر کیا جائے گا ۔

کوئی ہفتہ بھر ہوا میں بھی مقابلے میں اپنے نام کا اندراج کرانے کے لیے پہنچا پر جب میں نے اندراج کرنے والوں پر انکشاف کیا کہ میں اسرائیلی ہوں تو انہوں نے مجھے مقابلے میں حصہ لینے سے روک دیا ۔ لگتا ہے میری خوش قسمتی کام کر رہی تھی جس وقت اندراج کرنے والوں نے مجھے مقابلے میں حصہ لینے سے روک دیا عین اس موقع پر تمہارے بادشاہ آمون حوتپ کا بھتیجا مخیدون بھی وہاں موجود تھا ۔ جب اسے خبر ہوئی کہ مجھے مقابلے سے روکا جا رہا ہے تب اس نے اندراج کرنے والوں کو حکم دیا کہ میرا

نام بھی مقابلے کے لیے لکھا جائے ۔ بس مخیدون کے کہنے پر میرے نام کا بھی اندراج ہو گیا اس طرح میں گزشتہ ایک ہفتے سے ان مقابلوں میں حصہ لے رہا ہوں ۔ اور میں نے اپنے ہر مد مقابل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا ہے ۔ اب مقابلے کے لیے صرف دو افراد باقی بچتے ہیں ۔ ایک میں اور دوسرا جوان جو میری طرح سارے مقابلوں میں فتحمند رہتے ہوئے سر فہرست آیا ہے ۔ کل میرا اس سے مقابلہ ہو گا ۔ میں نہیں جانتا وہ کون ہے اس کا نام کیا ہے ۔ لیکن مجھے امید ہے کہ میرے خداوند ۔ میرے اللہ نے چاہا تو میں یہ آخری مقابلہ بھی جیتنے میں کامیاب ہو جاؤں گا ۔ اگر میرے خداوند نے اس مقابلے میں مجھے سرخرو اور کامیاب رکھا تو میں مصر کے بادشاہ آموں حوتپ کی شہزادی عدنیہ کا محافظ مقرر ہو جاؤں گا ۔ اس طرح میں تھبیس میں ایک پر آسائش زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاؤں گا ۔

یہاں تک کہنے کے بعد یر میحا لمحہ بھر کے لیے رکا ۔ دم لیا ۔ اس کے بعد دوبارہ وہ کہہ رہا تھا ۔

جو دان سنو ۔ آج مقابلوں میں حصہ لینے کے بعد میں کچھ دیر تک شہر میں سستاتا رہا ۔ پھر جب سورج غروب ہو گیا تاریکیاں چاروں طرف پھیل گئیں تب میں اپنی سرائے میں جانے کے لیے شہر سے نکلا ۔ شاید میں نے تم سے یہ نہیں بتایا کہ تھبیس شہر میں آنے کے میں نے شہر سے باہر ایک معمولی سرائے میں قیام کیا ہوا ہے ۔ جب میں سرائے کی طرف جانے کے لیے نکلا تو میرے آگے آگے چار سوار باہم گفتگو کرتے ہوئے چل رہے تھے ۔ یہ یہی چاروں تھے جو تھوڑی دیر پہلے دریائے نیل کے کنارے میرے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں ۔ یہ کسی کو قتل کرنے کے متعلق گفتگو کر رہے تھے ۔ اور دریائے نیل کے کنارے اس کی راہ روکنا چاہتے تھے ۔

ان کی اس گفتگو سے مجھے جستجو ہوئی لہذا میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ جس جوان کو یہ قتل کرنے کے درپئے ہیں اس کی جان میں ضرور بچاؤں گا ۔ لہذا سرائے کی طرف جانے کے بجائے میں رات کی تاریکی میں ذرا فاصلہ رکھ کر ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا جب وہ دریائے نیل کے کنارے آئے تو میں بھی ان کے پیچھے ذرا فاصلے پر دریائے نیل کے کنارے اپنے گھوڑے سمیت گھات میں چلا گیا ۔ پھر جب تم ادھر آئے تمہاری راہ

انہوں نے روکی تو مجھ پر عیاں ہوا کہ وہ تمہیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ اسکے بعد میں ان کی پشت کی طرف سے نمودار ہوا۔ اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ بس میرے عزیز یہ ہیں میرے حالات اب تم اپنے متعلق کہو کہ تیری ان چاروں سے کیا دشمنی تھی۔ رات کی تاریکی میں دریائے نیل کے کنارے کیوں انہوں نے تیری راہ روکی۔ اور تجھ سے وہ کیا چاہتے تھے۔

جواب میں وہ جوان تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا۔ پھر یرمیحا کے ان سوالات کے جواب دینے کی خاطر وہ بول پڑا۔

سن یرمیحا۔ جیسا کہ میں تمہیں بتا سکا ہوں کہ میرا نام جودان ہے میں نبطی ہوں۔ شاید تم جانتے ہو گے اگر نہیں تو میں تم پر انکشاف کروں کہ مصر میں اس وقت دو بڑے دیوتا خیال کیے جاتے ہیں۔ ایک آمون۔ دوسرا آتون۔ آتون کو رع دیوتا بھی کہتے ہیں اور یہ آتون زیادہ تر راع ہی کے نام سے مشہور ہے۔ آمون دیوتا کا سب سے بڑا مندر وہ سامنے دریائے نیل کے کنارے دکھائی دے رہا ہے اور میں رات کی تاریکی میں اسی طرف جا رہا تھا۔ جبکہ راع اور آتون دیوتا کا مندر جو سب سے بڑا خیال کیا جاتا ہے ان دنوں تھیبیں شہر کے اندر ہے۔ اب تک مصر میں آمون دیوتا کا دور دورہ رہا ہے۔ اور آتون اور راع دیوتا کو دوسرے درجے کا دیوتا خیال کیا جاتا رہا ہے اس میں شک نہیں کہ بہت عرصہ پہلے راع اور آتون کو دیوتاؤں کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا۔ اسی کی پوجا اسی کی پرستش کی جاتی تھی۔ لیکن بعد میں مختلف وجوہات کی بناء پر اس دیوتا کو متروک قرار دیتے ہوئے دوسرے بڑے دیوتا آمون کو اہمیت دی گئی اور آج کل آمون ہی مصری حکومت اور یہاں کے عوام کا سب سے بڑا دیوتا ہے لیکن اب مصریوں کے اس سب سے بڑے دیوتا آمون کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ یہ سازش کیا ہے۔ سنو میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں۔

ہمارا موجودہ حکمران آمون حوتپ چہارم ہے۔ اس سے پہلے اس کا باپ آمون حوتپ سوئم مصر کا حکمران تھا۔ آمون حوتپ سوئم اپنے آپ کو آمون دیوتا کا بیٹا خیال کرتا تھا۔ اس کا یہ خیال تھا کہ مجسم حالت میں اس کی ماں کے پاس آمون دیوتا آیا جس کے نتیجے میں اس کی پیدائش عمل میں آئی۔ اس طرح آمون حوتپ سوئم اپنے آپ کو

انسانی پیرائے سے ماورا خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو آمون دیوتا کا بیٹا خیال کرتا تھا پس اس نے مملکت میں جگہ جگہ آمون دیوتا کے مندر بنائے اور آمون دیوتا کے بڑے پجاری اور چھوٹے پجاریوں کو اس نے اس قدر نوازا تھا کہ آمون دیوتا کے سارے ہی لواحقین یوں جانو مالا مال ہو کر رہ گئے۔

مرنے والے بادشاہ آمون حوتپ سوئم کی بیوی اور موجودہ بادشاہ آمون حوتپ چہارم کی ماں انتہا درجہ کی شریر اور انتہا درجہ کی شرارتی عورت ہے۔ اس کا نام طائی ہے۔ جب تک اس کا شوہر آمون جوتپ سوئم زندہ رہا اس نے اپنے آپ کو آموں دیوتا سے وابستہ رکھا۔ جبکہ درحقیقت یہ آتون یعنی راع دیوتا کی ماننے والی تھی۔ اس لیے کہ طائی کا بھائی جس کا نام کیرتون ہے یہ ان دنوں تھبیس شہر میں رع دیوتا کے سب سے بڑے مندر کا سب سے بڑا پجاری ہے۔ میں تم پر شاید یہ انکشاف کرنا بھول گیا ہوں کہ موجودہ بادشاہ آمون حوتپ کی ماں کا نام طائی ہے لوگ عام طور پر اسے نیل کی ناگن کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس لیے کہ لوگوں کے خلاف سازش کرنا اپنے دشمنوں کو پراسرار طریقے سے قتل کرا دینا اس طائی یعنی نیل کی ناگن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اسی بنا پر لوگ اسے طائی کے بجائے نیل کی ناگن کہہ کر پکارتے ہیں۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ آمون حوتپ سوئم جو مر چکا ہے وہ آمون دیوتا کا ماننے والا تھا جب تک وہ زندہ رہا نیل کی ناگن یعنی طائی بھی آمون کو مانتی رہی لیکن اندر ہی اندر یہ آمون دیوتا کے خلاف سازش کر رہی تھی اس نے اپنی سازش کی ابتدا اس طرح کی کہ اپنے بیٹے آمون حوتپ چہارم کو جو ان دنوں مصر کا بادشاہ ہے اس کی تعلیم و تربیت کے لیے اس نے اسے اپنے بھائی کیرتون کے پاس راع دیوتا کے مندر میں چھوڑا۔ پس موجودہ بادشاہ آمون حوتپ چہارم نے آمون دیوتا کے بجائے رع دیوتا کے مندر میں تعلیم و تربیت حاصل کی اور یہ طائی یعنی نیل کی ناگن کی ایک سوچی سمجھی تدبیر تھی اس طرح وہ اپنے بیٹے کو اپنے باپ کے برخلاف آمون دیوتا کے بجائے راع دیوتا کا پیروکار بنانا چاہتی تھی اور اس میں وہ پوری طرح کامیاب رہی ہے۔

اب جبکہ آمون حوتپ چہارم کو تخت نشین ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں تو طائی اپنا وہ رنگ دکھانا چاہتی ہے جس کے تحت اس نے اپنے بیٹے آمون حوتپ چہارم کی

تربیت رع دیوتا کے مندر میں اپنے بھائی کیرتون کی نگرانی میں کی تھی ۔ طائی چاہتی ہے کہ مصری حکومت میں جس قدر آمون دیوتا کے مندر ہیں ان سب کو بند کرا دیا جائے اور مندروں کے اندر جس قدر دولت جمع ہے وہ لوٹ کر مملکت کی فلاح پر خرچ کی جائے ساتھ ہی ساتھ آمون دیوتا کی جگہ ہر شہر ہر قصبے میں راع دیوتا کے مندر تعمیر کئے جائیں اور جس طرح ماضی میں آمون دیوتا اور اس کے پجاریوں کو نوازا جاتا رہا ہے اسی طرح راع دیوتا کے مندروں اور پجاریوں کو نوازا جائے ۔

اس مقصد کے لیے نیل کی ناگن یعنی طائی نے اپنے بھائی کیرتون سے رابطہ قائم کیا ہے جو ان دنوں تھبیس میں راع دیوتا کے مندر کا سب سے بڑا پجاری ہے ۔ ان دونوں بہن بھائیوں نے آپس میں صلاح و مشورے کیا ہے اس صلاح مشورے کے نتیجے میں کیرتون کل اپنے بھانجے آمون حوتپ چہارم سے ملے گا اور اسے مشورہ دے گا کہ وہ فی الفور تین باتوں پر عمل کرے ۔

اول یہ کہ وہ اپنا نام تبدیل کر دے ۔ پہلے اسکا نام آمون حوتپ ہے جسکا مطلب ہے آمون کی رضامندی ۔ اب کیرتون اسے یہ مشورہ دے گا کہ آمون حوتپ کے بجائے وہ اپنا نام اختاتون رکھے ۔ یعنی آتون اور راع دیوتا کی روح ۔

دوسرا مشورہ جو طائی کا بھائی کیرتون اپنے بھانجے آمون حوتپ چہارم کو دینے والا ہے وہ یہ کہ آمون کے بجائے راع یعنی آتون کو سب سے بڑا دیوتا قرار دیا جائے اور مصر کے کونے کونے میں اس کی پوجا اور پرستش کا حکم جاری کیا جائے ۔

سوئم یہ کہ آمون دیوتا کے مندروں میں جو دولت جمع ہے اسے ضبط کر لیا جائے اور اسے راع اور آتون دیوتا کے مندروں کے فروغ پر خرچ کیا جائے ۔ یہ تین مشورے ہیں جو کیرتون اپنے بھانجے مصر کے حکمران امون حوتپ چہارم کو دے گا ۔

میرے عزیز ۔ ابھی تک ان تین مشوروں کی کسی کو خبر نہیں ہوئی ۔ میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میں مصر کے موجودہ حکمران آمون حوتپ چہارم کے بھتیجے مخیدون کا آدمی ہوں ۔ مخیدون آمون دیوتا کا پیروکار ہے ۔ اور طائی اور اس کا بھائی کیرتون اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے ۔ لیکن چونکہ مخیدون کا تعلق شاہی خاندان سے ہے لہذا طائی اور کیرتون اس کے خلاف حرکت میں بھی نہیں آسکتے ۔ اس طرح شاہی

خاندان میں عداوت اور دشمنی اٹھ کھڑے ہونے کا خطرہ ہے ۔ اس بناء پر ط
اور کیرتون دونوں ہی مخیدون کو برداشت کرنے پر بے بس اور مجبور ہیں ۔
یہ اطلاعات میں نے اپنے ایک جاننے والے سے حاصل کیں ہیں جو راع دی
کے سب سے بڑے مندر میں کام کرتا ہے ۔ اور اب میں یہی اطلاعات آمون دیوتا
سب سے بڑے پجاری زرمون کو بتانے جا رہا تھا کہ ان چاروں نے میری راہ رو
میرے قتل کے درپے ہوئے لیکن بھلا ہو تیرا تو نے ان چاروں سے میری جان بچائی
دیکھ میں رات کی تاریکی میں دریا کے کنارے وہ سامنے دکھائی دیتی عمارت کی طرف
رہا تھا وہ عمارت ہی آمون دیوتا کا مصر کے اندر سب سے بڑا مندر ہے ۔ اور آمون دی
کا مصر کے اندر جو سب سے بڑا پجاری ہے اس کا نام زرمون ہے اور زرمون اسی عمار
کے اندر قیام کرتا ہے ۔ میں یہ ساری باتیں زرمون کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں
تاکہ وہ انقلاب برپا ہونے سے پہلے ہی پہلے احتیاطی اقدامات کر لے ۔
یہاں تک کہنے کے بعد جودان جب خاموش ہوا تب یرمیحا نے کچھ سوچا پھر جودا
کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا ۔
تو مجھے یہ تو بتا چکا ہے کہ مصر کے موجودہ حکمران آمون حوتپ چہارم کی ما
طائی جسے تم لوگ نیل کی ناگن کہہ کر پکارتے ہو آمون کے بجائے راع دیوتا کی ما
والی ہے اور اس کا بھائی تھبیس میں راع دیوتا کے مندر کا سب سے بڑا پجاری ہے
لیکن تو نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ جس شہزادی کے محافظ کے چناؤ کے لیے مقابلے
رہے ہیں اس کا رجحان کس دیوتا کی طرف ہے ۔ اس پر جودان نے کچھ سوچا اسکے بعد ا
نے یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔
یرمیحا میرے محسن ۔ میرے مربی ۔ موجودہ فرعون آمون حوتپ چہارم کی ما
اور اس کی بیوی موجودہ ملکہ میں بڑا فرق ہے ۔ یہاں میں تمہیں یہ بتا چکا ہوں
فرعون کی ماں طائی جسے لوگ نیل کی ناگن کہہ کر پکارتے ہیں راع دیوتا کے حق می
انتہا پسند ہے ۔ جبکہ فرعون کی ملکہ جس کا نام نافریطہ ہے وہ ایک معتدل خاتون ہے
گو فرعون سے اس کی چھ بیٹیاں ہیں لیکن اب بھی وہ نوجوان لگتی ہے ۔ اس لیے
چھوٹی سی عمر میں اس کی شادی فرعون آمون حوتپ چہارم سے ہو گئی تھی ۔ موجودہ م

نافریط کا کوئی بیٹا نہیں ۔ بس چھ بیٹیاں ہی ہیں ۔ سب سے بڑی کا نام سیشنک اس سے چھوٹی جو زفس ۔ تیسرے درجے پر زربال ۔ چوتھی اتھالیا ۔ پانچویں بیکاش چھٹی اور سب سے چھوٹی عدینہ ہے ۔

ملکہ نافریط نیل کی ناگن طائی کے برخلاف آمون دیوتا کی پیروکار ہے ۔ جیساکہ میں تمہیں بتا چکا ہوں یہ بڑی اعتدال پسند عورت ہے ۔ اور کسی بھی دیوتا کے خلاف آج تک اس نے کسی رجحان کا اظہار نہیں کیا بہرحال یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ آمون دیوتا کی پیروکار ہے اور اپنی ماں کی وجہ سے چھوٹی شہزادی عدینہ جس کے لیے مقابلوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے ۔ وہ بھی آمون دیوتا ہی کی ماننے والی ہے ۔

عدینہ کی پانچ بڑی بہنوں میں سے دو انتہا درجہ کی اہمیت رکھتی ہیں ۔ ان دونوں نے اپنے شوہروں کے ساتھ مرکزی شہر تھبیس ہی میں قیام کیا ہوا ہے ۔ جبکہ باقی تین بہنیں خاموش طبع ہیں اور دوسرے شہروں میں قیام رکھتی ہیں ۔

میں بتا چکا ہوں کہ فرعون اور ملکہ نافریط کی وہ بیٹیاں جو تھبیس شہر میں قیام رکھتی ہیں ان میں سے بڑی کا نام سیشنک چھوٹی کا نام زربال ہے ۔ سیشنک کے شوہر کا نام سمنخار ہے ۔ اس کا تعلق بھی شاہی خاندان سے ہے ۔ اور یہ فرعون کا بڑا چہیتا اور پسندیدہ ہے اور فرعون ہی کی طرح یہ راع دیوتا کا پرستار ہے ۔ جہاں تک دوسری بیٹی زربال کا تعلق ہے تو اس کی شادی بھی شاہی خاندان کے ایک فرد سے ہوئی ہے اسکا نام ٹوتخمان ہے اور یہ فرعون کے برخلاف آمون دیوتا کا پیروکار ہے ۔ فرعون کی بیٹی سیشنک اور اس کا شوہر سمنخار دونوں میاں بیوی فرعون آمون حوتپ کے طرفدار ہیں جبکہ فرعون کی دوسری بیٹی زربال اور اس کا شوہر ٹوتخمان دونوں میاں بیوی ملکہ نافریط کے حامی ہیں ۔ جہاں تک سب سے چھوٹی بیٹی عدینہ کا تعلق ہے یہ بھی اپنے باپ فرعون کے برخلاف آمون دیوتا ہی کی پیروکار ہے ۔ پر اس عدینہ کی مصر کی سلطنت میں ایک اعلیٰ اور ارفع حیثیت ہے ۔

میرے محسن میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ فرعون کی صرف چھ بیٹیاں ہیں ان کے نام بھی میں نے تمہیں بتا دیئے ہیں ۔ فرعون کا کوئی بیٹا نہیں ۔ لہذا اس عدینہ کی پرورش فرعون آمون حوتپ نے ایک بیٹے کی حیثیت سے ہی کی ہے ۔ فرعون نے اپنی

چھوٹی بیٹی عدسیہ کو بہترین جنگی تربیت دی ہے اور اسے سپہ گری کے سارے گر بھی سکھائے ہیں ۔ اس مقصد کے لیے اس کی تربیت کا بہترین اہتمام کیا گیا تھا ۔ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ عنقریب فرعون اپنی بیٹی عدسیہ ہی کو اپنی سلطنت کا ولی عہد مقرر کرنے والا ہے ۔ اپنی بیٹیوں میں فرعون سب سے زیادہ اس عدسیہ پر ہی بھروسہ کرتا ہے ۔ اور جب کبھی بھی کوئی مہم نکلتی ہے یا کوئی کام آن پڑتا ہے تو وہ اپنی بیٹی عدسیہ پر ہی اعتبار کرتا ہے ۔ چند ماہ پہلے فرعون کے خلاف ایک بغاوت اٹھی تھی ۔ اور سنو میرے محسن جانتے ہو اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے فرعون آموں حوتپ نے اپنی بیٹی عدسیہ ہی کا انتخاب کیا ۔ عدسیہ کو ایک لشکر مہیا کیا گیا اور عدسیہ نے کمال جراتمندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے باپ کے خلاف اٹھنے والی اس بغاوت کو بڑی سختی کے ساتھ کچل کر رکھ دیا تھا ۔ بس یوں جانو عدسیہ جس کا محافظ بننے کے لیے تم مقابلوں میں حصہ لے رہے ہو فرعون آموں حوتپ کی بیٹی ہی نہیں اس کا بیٹیا اور ولی عہد بھی ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد جوڈان تھوڑی دیر کے لیے رکا ۔ اسکے بعد کہتا چلا گیا ۔

یرمیحا ۔ میں تمہیں ایک بات کہنا بھول گیا ۔ فرعون کی بیوی اور موجودہ ملکہ نافریط کا باپ جو کبھی آمون دیوتا کے ایک مندر کا بڑا پجاری ہوا کرتا تھا ۔ وہ ان دنوں فرعون آمون حوتپ کا سب سے قابل قدر وزیر اور مشیر ہے ۔ اور اس کا نام آئی ہے ۔ یوں جانو نیل کی ناگن طائی جو فرعون کی ماں ہے اور فرعون کی بیوی کا باپ آئی ایک دوسرے کے بدترین دشمن ہیں ۔ یعنی طائی اور آئی دونوں ہی ایکدوسرے کے خلاف ازلی ابدی دشمنوں جیسی نفرت اور بیزاری رکھتے ہیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد جوڈان جب خاموش ہوا تب یرمیحا نے پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا ۔ تیری بڑی مہربانی تو نے مجھے فرعون اور اس کے خاندان کے متعلق اس قدر تفصیل سے بتایا ۔ تو نے ابھی تک مجھے فرعون آمون کے بھتیجے مخیدون سے متعلق کچھ نہیں کہا ۔ جس کے لیے تم کام کرتے ہو اور جو تمہارے کہنے کے مطابق آمون دیوتا کا پیروکار ہے ۔ جوڈان فوراً بول پڑا ۔

میرے محسن یہ مخیدون فرعون آمون حوتپ کا سگا بھتیجہ نہیں ہے ۔ رشتے میں

اس کا بھتیجہ ہے ۔ مذہبی اختلاف رائے رکھنے کے باوجود آمون حوتپ اس پر بڑا اعتبار کرتا ہے ۔ اس لیے کہ مخیدون بڑا سنجیدہ انسان ہے اور آج تک ہر معاملے میں یہ فرعون آمون حوتپ کی طرفداری ہی کرتا رہا ہے ۔ لہٰذا مشیر اور وزیر کی حیثیت سے آئی کے بعد سب سے زیادہ اہمیت فرعون کی نگاہوں میں اس مخیدون ہی کی ہے ۔ اب اگر تم مزید کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو۔

جواب میں یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

اب تم دریائے نیل کے کنارے وہ سامنے آمون دیوتا کے مندر کی طرف جاؤ۔ میں اپنی سرائے کی طرف جاتا ہوں جودان آگے بڑھا۔ بڑے پیارے انداز میں اس نے یرمیحا کا ہاتھ تھاما پھر کہنے لگا۔ میرے محسن یرمیحا۔ تم میرے ساتھ چلو ۔ میں تمہاری ملاقات آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون سے کراتا ہوں وہ تمہیں دیکھ کر خوش ہوگا جب اسے تمہاری کارگزاری کی خبر ہوگی تو میرے خیال میں وہ تمہیں بہترین انداز میں نوازے گا ۔ یرمیحا نے چونک جانے کے انداز میں جودان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

جودان تیری بڑی مہربانی ۔ میں تیری اس پیشکش کا قبل از وقت شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ پر میں تیرے ساتھ آمون دیوتا کے مندر نہیں جاؤں گا ۔ تو جانتا ہے ۔ میں نے ابھی مقابلوں میں حصہ لینا ہے ۔ اور کوئی مقام حاصل کرنے سے پہلے ہی میں کسی طرف جھکنا نہیں چاہتا ۔ اگر میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں رات وہاں قیام کرتا ہوں تو کسی نہ کسی کو تو خبر ہو ہی جائے گی کہ میرا جھکاؤ تم لوگوں کی طرف ہے ۔ اس طرح میرے کئی دشمن اٹھ کھڑے ہوں گے ۔ ہاں اگر میرے خداوند نے چاہا اور کل کے مقابلے میں کامیاب ہو گیا تو اسکے بعد اگر میں تم لوگوں کی طرفداری کرتا ہوں تو کم از کم فرعون کی بیٹی عدنیہ اس سلسلے میں میری طرفداری کرنے والی ہو گی اور اس کی وجہ سے کوئی میرے خلاف دشمنی اور عناد کا اظہار کرتے ہوئے میرے خلاف کوئی کاروائی نہ کر سکے گا ۔ لہٰذا تم اب اپنے سامنے مندر کی طرف جاؤ۔ میں رات بسر کرنے کے لیے اپنی سرائے کی طرف جاتا ہوں ۔ ویسے بھی مجھے اب آرام کرنا چاہیے اسلیے کہ کل میرا آخری مقابلہ ہے جو میرے لیے زندگی اور موت کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے کہ اگر میں یہ

مقابلہ جیتتا ہوں تو میرا مستقبل سنوارتا ہے اور اگر میں ہارتا ہوں تو یوں جانو میرے سامنے میرے مستقبل میں تاریکی ہی تاریکی ہے ۔ لہذا اب میں جا کر آرام کروں گا اس کے ساتھ ہی جودان سے یرمیحا نے مصافحہ کیا اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا اور اسے تھبیس شہر کی طرف ہانک دیا تھا ۔ دوسری جانب جودان دریائے نیل کے کنارے تھوڑی دیر تک کھڑا ہو کر اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا جب وہ رات کی تاریکی میں اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تب وہ بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگاتے ہوئے دریائے نیل کے کنارے آمون دیوتا کے مندر کی طرف سرپٹ دوڑا رہا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد جودان آمون دیوتا کے مندر میں داخل ہوا ۔ مندر کے صحن میں اپنے گھوڑے کو اس نے باندھا ۔ پھر ایک دروازے پر اس نے دستک دی تھی ۔ جس دروازے پر اس نے دستک دی تھی شاید وہ آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کے کمرے کا دروازہ تھا ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا ۔ دروازہ کھولنے والا مصر کے بادشا آمون حوتپ کا بھتیجہ مخیدون تھا ۔ رات کے وقت جودان کو وہاں دیکھتے ہوئے وہ لمحہ بھر کے لیے ٹھٹھکا پھر جودان کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

جودان تمہارے چہرے کے تاثرات بتاتے ہیں کہ تم کوئی اچھی خبر لے کر نہیں آئے ۔ جودان نے بھی فکر بھری آواز میں جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

مخیدون تمہارا اندازہ درست ہے ۔ میں واقعی بڑے پجاری زرمون کے لیے ایک بری خبر لے کر آیا ہوں ۔ دروازے سے مخیدون ایک طرف ہٹ گیا اور کہنے لگا اندر آؤ ۔ بڑا پجاری زرمون اس وقت اپنے کمرے ہی میں ہے اور تمہاری آمد سے پہلے میں اس کے پاس بیٹھ کر گفتگو کر رہا تھا ۔

جودان اندر داخل ہوا ۔ سامنے ایک نشست پر آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون بیٹھا ہوا تھا ۔ مخیدون اور جودان دونوں آگے بڑھے اور اس کی سامنے والی نشستوں پر بیٹھ گئے ۔ پھر جودان نے زرمون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

محترم زرمون ۔ میں ایک بری خبر لے کر آیا ہوں ۔ یوں جانو نیل کی ناگن طائی اپنا رنگ دکھانے لگی ہے ۔ یہ بات آپ بھی جانتے ہیں ۔ اور باقی لوگوں پر بھی عیاں ہے کہ طائی شروع ہی سے آمون کے بجائے راع اور آتون دیوتا کی پیروکار رہی ہے ۔

اب اس نے اپنے بھائی کیرتون کو جو راع دیتا کے مندروں کا سب سے بڑا پجاری ہے کچھ تجویزیں پیش کیں ہیں ۔ ان تجویزوں کے ساتھ کیرتون مصر کے بادشاہ اور اپنے بھانجے آمون حوتپ سے ملے گا اور اس کے سامنے چند تجاویز پیش کرے گا ۔ جو تجاویز وہ پیش کرنے والا ہے ان پر بھی میں آپ کے سامنے روشنی ڈالتا ہوں ۔

پہلی یہ کہ آمون کی جگہ راع دیوتا کو مصر کے اندر دیوتاؤں کا دیوتا تسلیم کیا جائے اور تھبیس میں ایک نیا مندر راع دیوتا کے لیے تعمیر کیا جائے ۔ اس کے علاوہ ہر قصبے ہر شہر میں بھی راع دیوتا کے لیے شاندار مندر تعمیر کیے جائیں ۔

دوئم یہ کہ آمون دیوتا کے سارے مندروں پر چھاپے مارے جائیں اور مندروں کے اندر جس قدر دولت جمع ہے اس پر قبضہ کرلیا جائے ۔

سوئم یہ کہ آمون دیوتا ہر اس پجاری ہر اس پیروکار کو جو مزاحمت کرے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ۔

جودان سے یہ خبریں سن کر بڑے پجاری زرمون کی حالت ناقابل برداشت ہو گئی تھی ۔ اس کے چہرے پر غصے اور غضبناکی کے آثار تھے ۔ تھوڑی دیر تک وہ اسی حالت میں چپ بیٹھا رہا پھر جودان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ پوچھنے لگا ۔

جودان میرے عزیز تجھے یہ خبریں کہاں سے ملیں ۔

جودان پھر بڑے غور سے زرمون کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔

محترم زرمون تھبیس شہر کے قصر میں کام کرنے والے کچھ لوگ میرے جاننے والے ہیں بظاہر وہ راع دیوتا ہی کے پیروکار ہیں لیکن اندر سے وہ میرے رازدار ہیں ۔ انہوں نے ہی مجھے یہ اطلاعات دیں کہ یہ مشورے کل کیرتون آمون حوتپ کو پیش کرے گا ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ کیرتون کی بات آمون حوتپ ٹالے گا نہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیل کی ناگن طائی نے آمون حوتپ کی تربیت ہی آمون دیوتا کے بجائے راع دیوتا کے مندر میں کی تھی ۔ پھر کیرتون آمون حوتپ کا ماموں بھی ہے ۔ لہذا میں پہلے سے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ جو مشورے کیرتون آمون حوتپ کو پیش کرنے والا ہے ۔ آمون حوتپ ہر صورت میں ان پر عمل کرنے کا حکم دے دے گا ۔

یہ جو اطلاعات میں نے آپ تک پہنچائی ہیں ۔ ہو سکتا ہے ۔ میں آپ تک پہنچ ہی

نہ پاتا اور مجھے دریائے نیل کے کنارے ہی قتل کر دیا جاتا۔ اس دوران ایک فرشتہ صفت شخص میری مدد کو پہنچا اس نے مجھ پر حملہ آور ہونے والوں کا خاتمہ کر دیا۔ جس وقت میں تھبیس شہر سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے مندر کی طرف آ رہا تھا تو آمون دیوتا کے پیروکاروں نے میری راہ روک لی وہ تعداد میں چار تھے۔ وہ مجھ پر حملہ آور ہو کر میرا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ انہیں شاید خبر ہو گئی تھی کہ میں یہ خبریں آپ تک پہنچانے جا رہا ہوں۔ پر بھلا ہو ایک فرشتہ صفت انسان کا وہ ان کی پشت کی طرف سے نمودار ہوا اور جھکڑوں اور طوفانوں کی طرح رات کی تاریکی میں ان پر حملہ آور ہوا اور ان چاروں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار ڈیا۔ اس طرح میں ان چاروں کے حملے سے بچ کر آپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکا۔

جودان کی اس گفتگو سے مخیدون ہی نہیں زرمون کے چہرے پر بھی ایک چمک پیدا ہوئی۔ پھر قبل اسکے کہ زرمون بولتا مخیدوں جودان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

جودان دریائے نیل کے کنارے تیری مدد کرنے والا وہ شخص کون تھا۔ کم از کم تو اپنے ساتھ اسے یہاں لاتا۔ اس کی مہربانی اسکے احسان کا ہم شکریہ ہی ادا کرتے۔ جواب میں مخیدون کہہ رہا تھا۔

محترم زرمون اور عزیز مخیدون۔ وہ شخص بھی کمال کا تیغ زن اور عجیب و غریب حملہ آور تھا۔ یہ وہی یرمیحا ہے جو شہزادی عدسنیہ کا محافظ بننے کے لیے مقابلے میں حصہ لے رہا ہے۔ اس نے مخیدون تمہارا بھی ذکر کیا تھا اس نے کہا تھا کہ اگر مخیدون میری مدد نہ کرتا تو اسے مقابلے میں حصہ لینے کی اجازت ہی نہ ملتی۔ میں نے اسے اپنے ساتھ لانا چاہا پر وہ کہہ رہا تھا کہ کل اس کا آخری مقابلہ ہے لہذا وہ اپنی سرائے میں جا کر قیام اور آرام کرے گا۔

جودان کے اس انکشاف پر مخیدون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہہ رہا تھا۔ جودان تیرا کہنا درست ہے۔ میں یرمیحا نام کے اس اسرائیلی کو جانتا ہوں۔ جب وہ اپنے نام کا اندراج کرانے آیا تھا تو اندراج کرنے والوں نے اس پر اعتراض کیا کہ وہ چونکہ اسرائیلی ہے لہذا شہزادی عدسنیہ کے محافظ بننے کے مقابلے میں حصہ نہیں لے سکتا۔ لہذا میں نے انہیں کہا کہ اس کے نام کا اندراج کیا جائے اور اسے مقابلوں

میں حصہ لینے دیا جائے ۔ بہرحال اس کی بڑی مہربانی کہ دریائے نیل کے کنارے اس نے تمہاری مدد کی ۔اس پر جودان پھر بول پڑا ۔

وہ تھبیس شہر سے نکل رہا تھا کہ میری راہ روکنے والے گفتگو کرتے ہوئے دریائے نیل کی طرف آ رہے تھے وہ میرے قتل کے متعلق ہی منصوبہ بنا رہے تھے ۔ ان کی گفتگو یرمیحا نے بھی سن لی ۔ لہذا سرائے کی طرفجانے کے بجائے وہ ان کے پیچھے پیچھے دریا کے کنارے آیا ۔اور گھات لگا کر بیٹھ گیا ۔جب انہوں نے میری راہ روکی ۔ تو وہ پشت کی جانب سے ان پر حملہ آور ہوا اور ان کا کام تمام کر کے رکھ دیا ۔

جواب میں مخیدون تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا ۔ پھر جودان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا ۔

جودان ۔ میں کل اس یرمیحا سے ملوں گا ۔ اور اس کی اس کارگزاری کا شکریہ ضرور ادا کروں گا ۔اب وہ ہمارا ہی آدمی ہے ۔وہ بلا کا تیغ زن اور انتہائی عمدہ شمشیر باز ہے ۔ طاقت اور قوت میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتا ۔ میرے خیال میں کل کا آخری مقابلہ وہ ضرور جیت لے گا ۔ میں خود مقابلہ دیکھنے جاؤں گا اور زرمون کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا ۔اتنا کہنے کے بعد مخیدوں رکا کچھ سوچا پھر زرموں کی طرف دیکھا ۔ بزرگ زرمون جو خبریں جودان نے بتائی ہیں ان پر آپ کا کیا رد عمل ہے ۔

محترم مخیدون میں ابھی اور اسی وقت تیز رفتار قاصد اپنے بڑے بڑے مندروں کی طرف روانہ کرتا ہوں ۔ میں کہتا ہوں کہ اپنی جو اصل دولت ہے وہ خفیہ جگہوں پر چھپا دیں ساتھ ہی میں یہ بھی احکامات جاری کر رہا ہوں کہ جب آمون دیوتا کے مندروں کی لوٹ کھسوٹ کی جائے تو کوئی اعتراض نہ کرے ۔ لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آئے کہیں ایسا نہ ہو کہ غصے میں آکر آمون دیوتا کے پیروکاروں کا قتل عام ہی شروع کروا دیا جائے ۔ میرے خیال میں اب تم دونوں بھی جا کر آرام کرو ۔ میں بھی قاصدوں کو روانہ کرنے کا اہتمام کرتا ہوں ۔ یہ کہتے ہوئے زرمون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

جودان اور مخیدون بھی اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے ۔ وہ کمرے سے باہر آئے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور چلے گئے تھے ۔ زرمون بھی قاصد روانہ کرنے کے لیے اپنے کمرے سے نکل گیا تھا ۔

مصر کے مرکزی شہر تھبیس کے وسط میں جو لوگوں کا دل بہلانے کے لیے تماشہ گاہ کے طور پر میدان رکھا گیا تھا اس میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی ۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو وہاں آکر جمع ہوا تھا ۔ میدان کے ایک طرف بلند و بالا شہہ نشین پر مصر کا فرعون آمون حوتپ ایک سنہری کامداد نشست پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کے دائیں جانب اس کی ماں طائی تھی جسے نیل کی ناگن کہہ کر پکارا جاتا تھا ۔ جبکہ اس کے بائیں جانب اس کی بیوی اور مصر کی ملکہ نافریط بیٹھی ہوئی تھی ۔ نافریط کے ساتھ اس کی سب سے چھوٹی بیٹی عدسیہ بیٹھی ہوئی تھی اور عدسیہ کے آگے اس کی بہنیں اپنی نشستیں سنبھالے ہوئے تھیں ۔

فرعون آمون حوتپ کے دائیں جانب اس کی ماں طائی سے آگے آمون حوتپ کا مشیر اور وزیر آئی بیٹھا ہوا تھا ۔ آئی کے ساتھ فرعون آمون حوتپ کا بھتیجہ مخیدون تھا ۔ اس کے بعد آموں حوتپ کا ماموں اور راع اور دیوتا کا سب سے بڑا پجاری کیرتون بیٹھا ہوا تھا ۔ کیرتون کے آگے آمون دیوتا کا سب سے بڑا پجاری نہ رمون تھا ۔ اس کے بعد فرعون آمون حوتپ کا داماد سمخار ۔ اور دوسرا داماد توتخمان بیٹھے ہوئے تھے اس کے بعد شہر کے امراء اور لشکر کے سالاروں کا ایک سلسلہ تھا جو فرعون کے پیچھے مختلف قطاروں میں بیٹھے ہوئے تھے ۔

پھر دوجوانوں کو فرعون آموں حوتپ کے سامنے پیش کیا گیا ۔ ان دو میں سے

ایک یرمیحا تھا دوسرا کوئی اور تھا۔ جب یہ دونوں جوان فرعون آموں حوتپ کے سامنے لائے گئے تب آمون حوتپ نے ایک بار ان دونوں کا بغور جائزہ لیا۔ پھر ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہ رہا تھا۔

مین تم لوگوں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انفرادی مقابلوں میں تم دونوں سرفہرست آئے ہو۔ آج تم دونوں کا مقابلہ ہو گا۔ تم میں سے جو بھی جیتے گا وہی میری سب سے ہر دلعزیز بیٹی عدسیہ کا محافظ ہو گا۔ تم جانتے ہو عدسیہ خود حرب و خرب میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ وہ ہر طرح کے عسکری علوم وفنوں سے آراستہ ہے اور یہ مقابلہ اسی کے محافظ کا چناؤ کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ مقابلے شروع کرانے سے پہلے میں تم پر واضح کر دوں کہ اسمقابلے کے دوران پوری کوشش کی جائے گی۔ کہ کوئی بھی کسی کو زخمی کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس کے علاوہ تم ایک دوسرے کے خلاف ہر طرح کی زور آزمائی کر سکتے ہو۔ اب میرے آدمی تمھیں میری بیٹی عدسیہ کے سامنے لے جاتے ہیں وہ تمھیں خود مقابلے کی تفصیل سے متعلق آگاہ کرے گی۔ سنو میں نے اپنی بیٹی عدسیہ سے مشورے کے بعد اپنے بھتیجے مخیدون کو تمہارے اس مقابلے کا منصف مقرر کیا ہے اس کے ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے فرعون آمون حوتپ نے مخیدون کو اپنی طرف بلایا۔

مخیدون اپنی جگہ سے اٹھ کر فرعون آمون حوتپ کے سامنے آیا۔ اسے مخاطب کرتے ہوئے فرعون پھر کہہ رہا تھا۔

مخیدون میرے بیٹے۔ ان دونوں کو عدسیہ کے پاس لے جاؤ۔ وہ ان دونوں کو مقابلے کی تفصیل سمجھا دے گی۔ اسکے بعد تم ہی مقابلے کے مصنف ہو۔ ان دونوں کے مقابلے پر گہری نگاہ رکھو۔ کسی سے ناانصافی نہیں ہونی چاہیے جو جیتے اس کی فتحمندی کا اعلان ہونا چاہیے۔

جواب میں مخیدون نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے ایک طرح سے آمون حوتپ کو اس کے احکامات کی تعمیل کا یقین دلایا تھا پھر مخیدون نے یرمیحا اور اس کے مدمقابل کو شہزادی عدسیہ کیسامنے لا کھڑا کیا تھا۔

یرمیحا اور اس کے مدمقابل دونوں نے ایک ساتھ اپنی نگاہیں شہزادی عدسیہ پر جما

دی تھیں ۔ دونوں نے دیکھا شہزادی عدسیہ اپنی شادابی میں جاگتے لمحوں کی انگڑائی میں وقت کی نغمگی کے سیلاب ۔ اپنے شباب میں وادیوں کی گل اندامی میں سرگردان عطر افشانیوں ۔ اپنی جاذب نظری میں بہاروں کے سمن زاروں میں آسمان سے برستے خنک نور جیسی تھی ۔ اس کے حسن اس کی خوبصورتی اس کی شادابی اس کی کشش کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا تھا جیسے اسے سالوں کی کسک مہینوں کی تڑپ میں نغموں کا تواں ۔ راتوں کی جلن دنوں کی دھڑکنوں میں نگاہوں کا خمار بنا کر اتارا گیا ہو ۔ وہ پرحیا ۔ کلی میں چھپی شبنم کی تراوت جیسی سندر غنچہ شاداب میں نہاں وصل کی حکائیتوں جیسی جمیل ۔ آبگینوں کے نگر میں اترتے نیر تابان جیسی شکیل ۔ اور شب کے ختم ہوتے غرور میں صبح کی انگڑائی جیسی خوبرو تھی ۔ اس کی جوانی جمال حدت اور سحر انجذاب کی مانند تھی ۔ اس کے چہرے پر رقص کرتے رنگ و نکہت میں ہواؤں کی ریشمی موجوں کے اندر رقص کرتی طلسماتی جھنکار جیسی ایک ناآشنا اور انوکھی سی کشش تھی ۔ یرمیحا اور اس کا مدمقابل تھوڑی دیر کے لیے حسین دخوبصورت عدسیہ کو دیکھتے رہ گئے تھے ۔ خود عدسیہ نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ دونوں اس کے حسن اس کی خوبصورتی اسکے شباب میں الجھ کر رہ گئے ہیں ۔ پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔ اور ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بول پڑی ۔

ابھی تھوڑی دیر تک تم دونوں کے درمیان مقابلہ ہوگا ۔ جو جیتے گا وہی میرا محافظ مقرر ہوگا ۔ میرے باپ اور مصر کے شہنشاہ آمون حوتپ نے تمہیں بتا دیا ہوگا کہ میرے بھائی مخیدون کو تم دونوں کے اس مقابلے کا منصف مقرر کیا گیا ہے ۔ اور مجھے امید ہے کہ کسی کے ساتھ بھی میرا بھائی مخیدون ناانصافی نہیں کرے گا ۔ میرے باپ نے تم پر یہ بھی واضح کر دیا ہوگا کہ خواہ مخواہ کسی کو زخمی کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی ۔ اس مقابلے کے دوران تعصب کے بجائے اپنی جنگی مہارت کا اظہار کیا جائے گا ۔ ایک دوسرے کے جذبات ایک دوسرے کے مزاج کا بھی خیال رکھا جائے گا کسی کے بھی جذبات کو مجروح کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی ۔ میں تم دونوں کو مبارک باد دیتی ہوں کہ انفرادی مقابلوں میں تم دونوں ابھر کر سامنے آئے ہو ۔ تم دونوں میں سے ایک نے میرا محافظ بننا ہے ۔ اور جو بھی میرا محافظ بنے گا یاد رکھو مصر کی

سرزمین میں وہی خوش قسمت ہو گا ۔اب تم چونکہ اپنے اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو جنگی لباس بھی پہنے ہوئے ہو لہذا میدان میں اترو تاکہ میرا بھائی مخیدون تمہارے مقابلے کی ابتدا کرائے ۔

شہزادی عدنیہ کا اشارہ پاکر مخیدون یرمیحا اور اس کے مدمقابل کو میدان کے وسط میں لے گیا ۔ پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

میرے عزیزو ۔ اس وقت اس میدان میں جمع ہونے والے انگنت اور بیشمار لوگ تمہارا مقابلہ شروع ہونے کا انتظار کر رہے ہیں گو اس سے پہلے تمہیں آمون حوتپ نے بھی بہت کچھ کہا ہے شہزادی عدنیہ بھی تمہیں بہتر انداز میں سمجھا چکی ہے ۔ میں بھی تم پر واضح کرتا ہوں کہ ایک دوسرے کو اپنی تیغ زنی کے بہترین جوہر دکھاتے ہوئے زیر کرنے کی کوشش کرنا ۔ جو زیر کرے گا وہی خوش قسمت ہو گا ۔ اب تم دونوں اپنی تلواریں بے نیام کر لو ۔ ڈھالیں سنبھال لو ۔اب میں تمہیں مقابلے کی ابتدا کرنے کا حکم دینے والا ہوں ۔اس کے ساتھ ہی دونوں نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلواریں بے نیام کر لیں ۔ اور بائیں ہاتھوں میں ڈھالیں سنبھال لیں اس کے بعد مخیدون نے انہیں مقابلہ شروع کرنے کا اشارہ دے دیا تھا ۔

یرمیحا کا مدمقابل اپنی تلوار غصے اور غضبناکی میں لہراتا ہوا آگے بڑھا ۔یرمیحا سے چند قدم دور رکا پھر یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ اٹھا ۔

سن میرے مدمقابل میرا نام خیوار ہے ۔اور میں مصر کی زمین میں میں قوت اور عظمت کی پرشکوہ علامت خیال کیا جاتا ہوں ۔ جو میرے خلاف درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے میں اسے جبر و ستم کی چٹانوں تلے دفن کر دیا کرتا ہوں ۔ تو بھی چونکہ میرے مدمقابل آیا ہے لہذا اپنے دل کے کاغذ پر لکھ رکھ کہ میں تم پر غم کی یلغار ۔ ہجر کی سیاہ رات کی طرح حملہ آور ہوں گا ۔ تجھے درماندہ اور فرومادہ کروں گا ۔ اور میدان جنگ میں تجھے مجروح اور حرماں نصیب ۔ بے شرف و بے توقیر اور بے وقعت اور بے نصیب کی طرح نکلنے پر مجبور کروں گا ۔یہاں تک کہنے کے بعد خیوار تھوڑی دیر کے لیے رکا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا ۔

سن مجھ سے مقابلہ کرنے والے مجھے بتایا گیا ہے کہ تیرا نام یرمیحا ہے اور تیرا

تعلق بنی اسرائیل سے ہے ۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تو اپنی مفلسی کے گرداب ۔ اپنے مخدوش اور شکستہ حالات سے نکلنے کی خاطر ان مقابلوں میں حصہ لینے پر مجبور ہوا ہے ۔ ذرا یہ تو سوچ تو اس اس وقت مصر کی سرزمین میں ہے ۔ اور مصر کے فرعون آمون حوتپ کی بیٹی عدنیہ کا محافظ بننے کا امیدوار ہے ۔ ہم راع اور آمون دیوتا کے پیروکار ہیں تو ان دیوتاؤں کو ماننے والا نہیں ۔ جبکہ تیرے آداب معاشرت تیرے عقائد و نظریات ہی فرعون کی بیٹی اور مصر کی شہزادی عدنیہ سے نہیں ملتے پھر تم اس کا محافظ بننے میں کیسے کامیاب ہو جاؤ گے ۔

یرمیحا اگر تو مال کمانے کی خاطر اس مقابلے میں حصہ لینے کے لیے آیا ہے اگر اس مقابلے میں حصہ لے کر تو اپنی مفلسی اپنی کم مائیگی کو دور کرنا چاہتا ہے ۔ تو اب بھی وقت ہے اس مقابلے سے کنارہ کش ہو جا ۔ میں تجھے اس قدر نقدی دے دوں گا کہ تو اپنی زندگی چین اور آرام سے گزار سکے گا اور اگر تو میرا کہا نہ مانتے ہوئے اسمقابلے سے کنارہ کش نہ ہوا تو پھر سن رکھ مقابلے کے اس میدان میں میں تم پر سطوت و جبروت فطرت کے جلال اور ہولناک طاقتور موت کی طرح نزول کروں گا ۔ اور تیرے دامن تیری جھولی میں حقارت کے طعن نفرت کے سنگ ذلت و بے آبروئی اور بدبختی اور خمیدہ سری بھرتا چلا جاؤں گا ۔ اب بھی وقت ہے اپنی ڈھال اپنی پشت پر باندھ ۔ اپنی تلوار کو نیام میں کر اور میرے سامنے اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے اس میدان سے نکل جا میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں تجھے اتنی نقدی ضرور مہیا کروں گا جس سے تو اپنی مفلسی اپنی غربت سے نجات پا جائے گا ۔ میں تجھے سوچنے کے لیے تھوڑا سا وقت دیتا ہوں اسکے بعد اگر تو نے اپنی خود سری پر قائم رہنے کی کوشش کی تو میں تیرے ساتھ مقابلے کی ابتدا کر دوں گا ۔ اس کے بعد تیرے مقدر تیری قسمت میں سوائے شکست و بربادی کے کچھ نہ رہے گا ۔

خیوار کے ان الفاظ پر یرمیحا کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ دو تین بار اس نے عجیب سے جذبے اور جوش میں اپنی تلوار کو اپنے سامنے لہرایا پھر اس نے خیوار کو مخاطب کیا ۔

سن ننگ و ذلت کی پیداوار ۔ جب میں اپنے رب کی رحمتوں کو جب میں اپنے

خداوند کی مدد کو پکارتا ہوا تمہارے خلاف مقابلے کی ابتدا کروں گا تو پھر لکھ رکھو اس وقت میں تمہارے لہو کی لکیروں میں سسکتے تڑپتے الفاظ کی نئی داستانیں رقم کروں گا۔ اس وقت میں تیری بڑھتی ہوئی برہی کو دھنکی نرم اون جیسا بنا کر رکھوں گا۔ سن خیوار میں تیری اندھی ظلمت کی المناک فصیلیں۔ دکھ کے آسیب جیسی تیری درندگی اور سفاکی اور وحشت نیم خوابی کو لت لت لہو لہو کر کے رکھ دوں گا۔

سن بندہ حرص و ہوس۔ سن بے ضمیری کے غلام۔ سن خدائی برکتوں سے محروم اور سماوی نعمتوں سے محروم بدبخت انسان۔ ذرا تو اس مقابلے کو شروع تو ہونے دے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ مقابلے کے تھوڑی ہی دیر بعد میں تیری حالت لمحہ تاریک کی طرح غمزدہ۔ راکھ ہوتے ماہ و انجم۔ کہکشاں کی اجڑتی مانگ اور غمکدوں کے پرسوز سینے جیسی بنا کر نہ رکھی تو میرا نام یرمیحا مت رہنے دینا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا لمحہ بھر کے لیے رکا۔ اس کے بعد اس نے آسمان کی طرف دیکھا پھر خداوند قدوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے سارے جہان کے آقا و مالک اے کائنات کے رازق و خالق۔ تو مجھے اپنی ذات کے تقدس اور تمام گزرے ہوئے اور آنے والے رسولوں کی رسالت کے صدقے میں مقابلے کے اس میدان میں کامیاب و کامران رکھنا۔ میرے اللہ جس طرح تو نے اپنے پیارے نبی یوسف کو اس غریب الوطنی اور پردیس میں کامیاب و کامران رکھا۔ میرے اللہ میں جو تیرا ماننے والا ہوں تجھ پر تیرے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے اللہ مجھے بھی اس مقابلے میں اپنی رحمت اپنی وحدانیت کے طفیل فوزمندی عطا کرنا"

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا رک گیا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ شاید وہ اپنے رب سے اپنا معاملہ طے کرنے کے بعد سکون و یکجہتی محسوس کر رہا تھا پھر اپنے سامنے اپنی ڈھال اور تلوار لہراتے ہوئے اس نے خیوار کو مخاطب کر کے کہا۔

سن میرے مدمقابل۔ آ اب مقابلے کی ابتدا کریں۔ تیرا اور میرا یہ مقابلہ دیکھنے کے لیے میدان میں بیٹھے لوگ بڑی بے چینی سے منتظر ہیں۔ اب ہمیں ان کی بے چینی میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔ آگے بڑھ کر مجھ پر حملے کی ابتدا کر۔ پھر اپنے انجام کو دیکھ۔ میں تجھے پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں تاکہ مجھ سے ہارنے کے بعد تجھے مجھ سے

یہ گلہ یہ شکوہ نہ رہے کہ میں پہلے حملہ آور ہوا اور کامیاب رہا۔ میں تمہیں اس مقابلے کے بعد کسی شک کسی شبے اور گنجلک میں نہیں رکھنا چاہتا۔ آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو۔ اور پھر دیکھو تیغ زنی اور شمشیر بازی کے جوہر میں تم زیر رہتے ہو یا میں۔

یرمیحا کی اس گفتگو نے خیوار کو اور زیادہ برانگیختہ کر دیا تھا۔ یرمیحا ہی کی طرح اس نے اپنی تلوار اور ڈھال اپنے سامنے لہرائی پھر وہ بپھرے ہوئے خوک کی طرح آگے بڑھا اور یرمیحا پر اس نے ایک خوفناک وار کیا تھا۔

یرمیحا نے خیوار کے اس حملے اس وار کو روک دیا تھا اس کے بعد دونوں بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے تھے۔

میدان میں جہاں تھوڑی دیر پہلے تک ایک شور ایک واویلا اٹھا ہوا تھا اس مقابلے کے شروع ہوتے ہی لوگ بالکل خاموش اور چپ ہو گئے تھے۔ بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ وہ اس مقابلے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ دوسری جانب شہہ نشین پر بیٹھا مصر کا فرعون اور شاہی خاندان کے دیگر افراد بھی اپنی نظریں یرمیحا اور خیوار پر گاڑے ہوئے تھے۔ جبکہ منصف کی حیثیت سے کام کرنے والا فرعون کا بھتیجا مخیدون بھی یرمیحا اور خیوار کے قریب بڑے غور سے ان کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

شروع شروع میں خیوار یرمیحا پر اندھیرے میں بدی کے متلاشی طاغوت کے گماشتے۔ کفرو الحاد کی بو پھیلاتی خوفناک قوت اور دوزخ نما زندگی کی راہوں پر بے لگام ہو جانے والی گرسنگی و فاقہ کشی کی طرح نازل ہونے لگا تھا۔ اس کے مقابلے میں یرمیحا نے ابھی تک جارحیت اختیار نہیں کی تھی وہ دفاع تک محدود تھا اور بڑے سامان شوق اور طغیان ذوق میں وہ دشت و جبل میں اچانک اٹھ کھڑی ہونے والی احساس کی بیداری اور گرم جولاں استقامت کی طرح اس کے حملوں کو روکنے پر اکتفا کئے ہوئے تھے۔ تاہم یرمیحا کے اس دفاع میں بھی ایک طرح کا اسرار اور بیدار ہوتا انقلاب تھا۔

کچھ دیر تک ایسی ہی کیفیت طاری رہی۔ خیوار بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتا رہا۔ اور اسی کے سے انداز میں بڑھ چڑھ کر یرمیحا دفاع کرتا رہا۔ پھر یرمیحا نے اپنا رنگ دکھانے کی ابتدا کی۔ کچھ دیر تک دفاع تک محدود رہنے کے بعد اس نے خیوار کی طرف

دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن قنوطیت اور منکریت کے علمبردار۔ سن زندگی کی تاریک گہرائیوں میں شہوات و لذات کے عادی ابلیس۔ تو میرے خلاف اپنا سارا زور اپنی تیغ زنی کی ساری فنی صلاحیت کو آزما چکا۔ میں نے تیرے ہر حملے تیرے ہر وار کو تیرے سامنے آسانی سے روک دکھایا۔ سن اب میں اپنے اللہ۔ اپنے رب۔ اپنے خالق و مالک کا نام لے کر تیرے خلاف اپنی جارحیت کی ابتدا کرنے والا ہوں۔ میں اپنے اسی اللہ کو مدد کے لیے پکارتا ہوں جو صاحب الطاف و عطا ہے۔ پھر دیکھ اس پکار کے بعد میں کیسے تیرے تعصب و گھمنڈ تیرے غرور اور فخر کے طبل اور علم مار گراتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی یرمیحا نے اپنا رنگ بدلا۔ وہ دفاع سے نکل کر جارحیت پر اترا اور خیوار پر وہ نقش گر کے عزم صمیم۔ کالی آندھی سے مجاہدو مجتہد اور قضا کا فرشتہ ثابت ہونے والے مجادل اور جنگجو کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ یرمیحا کا ہر وار اس کی ہر ضرب خیوار کے لیے کالنقش فی الحجر ثابت ہو رہی تھی۔ لمحوں کے اندر لگتا تھا یرمیحا نے اپنے مقابلے میں خیوار کے ہر جابر و قاہر جذبوں کو قائزہ و لگام چڑھا کر رکھ دی تھی۔ تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے کے خلاف گھمسان کا کھیل کھیلتے رہے۔ پھر یرمیحا کے تیز حملوں کے سامنے اپنا آپ بچانے کے لیے خیوار دفاع پر اتر آیا تھا پھر مزید تھوڑی دیر بعد سب نے دیکھا کہ خیوار ایک طرح سے یرمیحا کے مقابلے میں قلق و اضطراب۔ قطع و برید ہراس و وحشت اور تھکاوٹ و تھکن کا شکار ہوتا جا رہا تھا۔

یرمیحا نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ اسکا مدمقابل خیوار آہستہ آہستہ تھکاوٹ اور پژمردگی کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔ اور یہ کہ اس کے حملوں میں پہلے جیسی تیزی اور کاٹ نہیں رہی۔ اور آگے بڑھنے کے بجائے اب وہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے پر مجبور ہے تو اس نے اپنے حملوں میں پہلے کی نسبت اور زیادہ تیزی پیدا کر دی۔

اس تیزی کے دوران ایک موقع پر جب خیوار کے قدم لڑکھڑا رہے تھے اور وہ ڈگمگا جانے کی حالت میں تھا تو اچانک یرمیحا نے اپنی ڈھال اپنی پوری طاقت اور قوت سے خیوار کے شانے پر اس انداز میں ماری کہ خیوار اپنا توازن کھو بیٹھا اور زمین پر گر گیا۔ یرمیحا بپھرے ہوئے درندے کی طرح آگے بڑھا اور اپنے پاؤں کی ایسی ٹھوکر خیوار

کے بازو پر ماری کہ خیوار سے اس کی تلوار چھوٹ کر دور جا گری تھی ۔یرمیحا کے پاؤں کی دوسری ضرب خیوار کے بائیں ہاتھ پر لگی تھی اور اس ضرب سے اس کی ڈھال بھی چھوٹ گری تھی ۔یرمیحا کے پاؤں کی تیسری ضرب خیوار کے سر پر لگی تھی اور خیوار نے اپنے سر پر جو آہنی خود پہنا ہوا تھا وہ بھی اسکے سر سے اتر کر دور جا گرا تھا ۔چوتھی ضرب یرمیحا نے خیوار کی پیٹھ پر اس زور سے لگائی تھی کہ خیوار بلبلاتا ہوا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا عین اسی لمحہ یرمیحا نے آگے بڑھ کر اپنی تلوار کی نوک خیوار کی گردن پر رکھی اور اس کا ہلکا سا دباؤ گردن پر ڈالتے ہوئے اس نے خیوار کو مخاطب کیا ۔

سن خیوار مقابلے کی ابتدا سے پہلے تو اپنے آپ کو مصر کی ساری مملکت کی عظمت بتا رہا تھا ۔اب دیکھ اس مقابلے میں نے تجھے سارے لوگوں کے سامنے ذلیل و خوار کر کے رکھ دیا ہے ۔بول تو میرے مقابلے میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہے یا نہیں اگر تو شکست تسلیم نہیں کرے گا چپ رہے گا تو یاد رکھنا میری تلوار بلند ہو کر گرے گی اور اپنے بدن پر جو تم نے خول اور جوشن پہنے ہوئے ہیں انہیں کاٹ کر گراتی چلی جائے گی ۔

قبل اس کے کہ یرمیحا کے اس سوال کا جواب خیوار دیتا اتنی دیر تک مخیدون قریب آیا ان دونوں کے درمیان حائل ہو گیا ۔خیوار کی گردن سے اس نے یرمیحا کی تلوار کی نوک ہٹا دی ۔ پھر وہ یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

یرمیحا تمہیں اس خیوار سے اپنی کامیابی یا اس کی ناکامی اگلوانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں منصف کی حیثیت سے یہاں موجود ہوں ۔ تو اس مقابلے کو بڑے احسن طریقے سے جیت چکا ہے ۔ خیوار ہار چکا ہے ۔ پھر مخیدون نے مڑ کر خیوار کی طرف دیکھا اور تحکمانہ لہجے میں اسے مخاطب کیا ۔

خیوار تو یہ مقابلہ ہار چکا ہے ۔ اپنے بکھرے ہوئے ہتھیار اٹھا ۔ اور میدان سے نکل جا ۔اس پر خیوار فوراً حرکت میں آیا ۔اپنی تلوار ڈھال سر کا آہنی خود اس نے اٹھایا اور مقابلے کے میدان سے نکل گیا تھا ۔اس کے جانے کے بعد مخیدون نے پھر یرمیحا کو مخاطب کیا ۔

یرمیحا خیوار کے مقابلے میں تمہاری اس کامیابی پر میں تمہیں مبارکباد پیش کرتا

دں ۔ دیکھ میرے عزیز بھائی ۔ میں تیرا بڑا احسان مند ہوں ۔
مخیدون یہیں تک کہنے پایا تھا کہ یرمیحا بول پڑا ۔
مخیدون تمہیں میرا احسانمند ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ تم نے مجھے ان مقابلوں میں حصہ لینے کی اجازت دلوائی ورنہ تم جانتے ہو کہ مقابلوں میں حصہ لینے کے لیے میرے نام کا تو اندراج ہی نہیں ہو رہا تھا ۔ یہ تم ہو جس کی وجہ سے مجھے ان مقابلوں میں حصہ لینے کا موقع ملا ۔ اور آج میں مقابلہ جیتنے کی حالت میں ہوں ۔
یرمیحا جب خاموش ہوا تو مخیدون پھر بول پڑا ۔
یرمیحا تو نے گزشتہ شب اس سے بھی بڑا احسان مجھ پر کیا تمہیں یاد ہو گا آمون دیوتا کا ایک پیروکار گزشتہ شب دریائے نیل کے کنارے چند اہم خبریں آمون دیوتا کے بڑے پجاری کو پہنچانے جا رہا تھا کہ چار مسلح جوانوں نے اس کی راہ روکی ۔ پس تو نے ان چار مسلح جوانوں کا خاتمہ کیا ۔ اس شخص کی جان بچائی وہ شخص میرا جاننے والا یوں جانو میرا راز دار تھا ۔ کیا یہ تیرا مجھ پر احسان نہیں ۔ میرے عزیز بھائی ۔ آج سے میں ہی نہیں تو بھی میرا محسن اور مربی ہے ۔ اور میں تیری ضرورت کے ہر موقع پر تیرے کام آؤں گا ۔ آج سے تو میرا میں تیرا راز دار ہوں ۔ سن یرمیحا ۔ آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون بھی تم سے ملنے اور تم سے ملاقات کرنے کا خواہشمند ہے ۔ وہ اس مقابلے کو دیکھنے کے لیے بھی آیا ہوا ہے میں کوئی مناسب موقع جان کر اس سے تیری ملاقات کراؤں گا ۔ اب تو میرے ساتھ آ میں تجھے اپنے چچا اور فرعون مصر آمون حوتپ اور اس کی بیٹی عدینہ کے پاس لے کر چلتا ہوں ۔ جواب میں یرمیحا چپ چاپ مخیدون کے ساتھ ہو لیا تھا ۔ اور وہ دونوں میدان کے وسطی حصے سے اس شہہ نشین کی طرف ہو لیے تھے جس پر فرعون آمون حوتپ اور اس کے اہل خانہ اور دیگر شاہی افراد بیٹھے ہوئے تھے ۔
مخیدون یرمیحا کو اپنے ساتھ فرعون مصر آمون حوتپ کے سامنے لایا ۔ آمون حوتپ تھوڑی دیر تک مسکراتے ہوئے یرمیحا کی طرف دیکھتا رہا پھر اپنے قریب ہی پڑی ہوئی ایک بڑی چرمی خرجین سے اس نے نقدی کی ایک تھیلی نکالی ۔ اور یرمیحا کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ کہنے لگا ۔

سن نوجوان تیرے اس مقابلے سے میں ہی نہیں یہاں بیٹھے سب لوگ مطمئن ہوئے ۔ خیوار تھبیس شہر کا ایک انتہا درجہ کا خونخوار تیغ زن خیال کیا جاتا تھا ۔ تم نے کمال جراتمندی کمال تجربے سے کام لیتے ہوئے خیوار کو اپنے سامنے بڑی آسانی کے ساتھ زیر کر دیا ۔ تم چونکہ اس آخری مقابلے میں کامیاب و کامران رہے ہو لہذا میں تمہیں اپنی بیٹی عدسیہ کا محافظ مقرر کرتا ہوں ۔ تم صرف عدسیہ کے ساتھ کام کرو گے ۔ کوئی اور تمہیں نہ حکم دے سکتا ہے ۔ اور نہ کوئی تمہیں اس بات پر مجبور کر سکتا ہے کہ تم اس کے حکم کا اتباع کرو ۔

یہاں تک کہنے کے بعد فرعون تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر اس نے اپنے بھتیجے مخیدون کی طرف دیکھا ۔

مخیدون میرے بیٹے تم یرمیحا کو عدسیہ کے سامنے لے جاؤ ۔ وہ جو حکم جاری کرتی ہے اس پر عملدرآمد کراؤ ۔ فرعون آمون حوتپ کا حکم سنتے ہی مخیدون حرکت میں آیا اور وہ یرمیحا کا ہاتھ پکڑ کر فوراً وہاں سے ہٹا اور قریب ہی یرمیحا کو شہزادی عدسیہ کے سامنے لا کھڑا کیا تھا ۔

شہزادی عدسیہ تھوڑی دیر مسکراتے ہوئے یرمیحا کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے انتہائی شیریں انتہائی میٹھی آواز میں یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

سن نوجوان ! سب سے پہلے تو میں تمہیں تمہاری کامیابی پر مبارکباد پیش کرتی ہوں مجھے تمہارا نام یرمیحا بتایا گیا ہے اور مجھے تمہارا نام بے حد پسند آیا ہے ۔ تھوڑی دیر قبل میرے باپ نے تمہیں جو میرے متعلق کہا ہے اسے بھی میں سن چکی ہوں ۔ اور میرا باپ یعنی فرعون مصر تمہیں میرا محافظ بھی مقرر کر چکا ہے ۔ اور ساتھ ہی تم پر یہ بھی واضح کر چکا ہے کہ تمہیں صرف میرے احکامات کا اتباع کرنا ہے اور کوئی نہ تمہیں حکم دے سکتا ہے اور نہ تم کسی کے حکم کا اتباع کرنے کے پابند ہو گے ۔

عدسیہ کچھ دیر کے لیے رکی کچھ سوچا اسکے بعد پھر اس نے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تم اسرائیلی ہو نہ تم آمون دیوتا کے پیروکار ہو نہ راع دیوتا کے ماننے والے ہو مجھے اس سے کوئی غرض و غایت نہیں تم کس کے ماننے والے ہو میں نے تو یہ دیکھا ہے ۔ تم تیغ زنی میں لاجواب اور بے مثال ہو اور

تمہاری تیغ زنی کی مہارت دیکھ کر میں خوش ہوئی ہوں اس کے بعد یرمیحا سے نگاہیں ہٹاتے ہوئے عدینہ نے مخیدون کی طرف دیکھا۔

مخیدون اب تم یرمیحا کو اپنے ساتھ لیجاؤ میری خواجگاہ کے ساتھ جو خالی کمرہ ہے اس میں اس کا قیام ہو گا۔ اس کو ہر چیز وہاں مہیا کی جائے گی۔ اس کے کھانے کا اہتمام بھی شاہی مطبخ سے ہو گا۔ اور جب کبھی بھی میں محل سے باہر نکلوں گی یا کسی مہم پر روانہ ہوتی ہوں یہ میرے ساتھ ہوا کرے گا شہزادی عدینہ کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے مخیدون یرمیحا کو لے کر مقابلے کے میدان سے نکل کر فرعون کے قصر کی طرف جا رہا تھا۔

مخیدون اور یرمیحا کے جانے کے بعد راع دیوتا کا بڑا پجاری کیرتون فرعون آمون حوتپ کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آمون حوتپ میرے عزیز میرے بیٹے میں تمہارے ساتھ ایک انتہائی اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے میں تنہائی کا خواہش مند ہوں اس پر آمون حوتپ اٹھ کر کھڑا ہوا اور اپنے ماموں کیرتون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے بزرگ قصر کی طرف چلتے ہیں وہاں میں تمہیں تنہائی میسر کروں گا اسکے بعد جو کچھ تمہیں کہنا ہوا کہہ لینا یہ ساری گفتگو آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون بھی سن رہا تھا وہ چونکا اسکے کان کھڑے ہو گئے تھے تاہم وہ چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھا اور وہانسے چلا گیا تھا۔ آمون حوتپ بھی وہاں سے جانے کے لیے جب اٹھا تو اسکا داروغہ ایک طرف سے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آیا آمون حوتپ کے سامنے آکر اس نے اپنے سر کو خوب خم کیا اس کے بعد آمون حوتپ کو مخاطب کر کے وہ کہہ اٹھا تھا۔

آقا دو قاصد میتانی سلطنت کی طرفسے آئے ہیں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حکمران اپنے بادشاہ کا کوئی اہم پیغام پیش کرنا چاہتے ہیں۔

اس انکشاف پر فرعون آمون حوتپ نے کچھ سوچا پھر اپنے داروغہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں قصر کی طرف جا رہا ہوں۔ سب سے پہلے میں اپنے بزرگ کیرتون سے تنہائی میں ملوں گا یہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ میتانی قاصدوں کو چند دن روکو پھر تم ان دونوں

قاصدوں کو میرے سامنے پیش کرنا۔ اس کے ساتھ ہی آمون حوتپ شہ نشین سے اترا پھر وہ اپنی ماں طائی ماموں کیرتون اپنی بیوی نافریط اور ساری بیٹیوں کے ساتھ مقابلے کے میدان سے نکل کر تھبیس کے قصر کی طرف جا رہا تھا۔

پاکستانی ویب سائٹ ڈاٹ کام وقار عظیم

مصر کا فرعون آمون حوتپ اپنے قصر کے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اس کمرے میں اس کی ماں طائی اس کا ماموں کیرتون داخل ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی آمون حوتپ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر استقبال کیا تھا۔ خالی نشستوں کی طرف اشارہ کیا۔ اورانہیں بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب وہ دونوں بہن بھائی بیٹھ گئے۔ تو آمون حوتپ نے آتون یعنی راع دیوتا کے سب سے بڑے پجاری اور اپنے ماموں کیرتون کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے میری ماں کے عظیم بھائی مقابلے کے میدان میں آپ نے مجھ پر انکشاف کیا تھا کہ آپ تنہائی میں مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں آپ جو میری ماں اور اپنی بہن کو ساتھ لے کر آئے ہیں تو اس سے میں یہ اندازہ لگا سکا ہوں کہ جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں اس میں میری ماں کی تائید بھی آپ کو حاصل ہے لہذا کہیں جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں میں غور سے سنوں گا۔

آمون حوتپ کی اس گفتگو کے جواب میں آتون دیوتا کے سب سے بڑے پجاری کیرتون نے ایک بار اپنی بہن اور فرعون کی ماں طائی کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد اس نے آمون حوتپ کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

میرے عزیز میں تم سے تین چار انتہائی اہم موضوعات پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات دیوتا آتون یعنی راع سے متعلق ہے آمون حوتپ تیری پرورش تیری ماں نے

آمون کے بجائے راع دیوتا کے مندر میں کی تھی لہٰذا تیرے دل میں بھی آمون پر آتون کی برتری موجزن ہو گی ۔ یہ مصری قوم کی بہت بڑی بد قسمتی ہے کہ ماضی میں راع یعنی آتون دیوتا پر آمون دیوتا کو فوقیت دے دی گئی ۔ حالانکہ مصر کے اندر ہمیشہ راع ہی کو دیوتاؤں کا دیوتا یعنی سورج دیوتا تسلیم کیا گیا تھا ۔ آمون دیوتا مصر میں ہمیشہ دوسرے درجہ کا دیوتا بن کے رہا تھا ۔ پر ماضی کے چند حکمرانوں نے راع دیوتا کو فراموش کرتے ہوئے آمون دیوتا کو فوقیت دی ۔ اور مصر میں اسے دیوتاؤں کا دیوتا تسلیم کر لیا یہ راع دیوتا کے ساتھ سراسر ناانصافی اور ظلم ہے ۔

میرے عزیز آمون بعد کی پیداوار ہے مصر کا قدیم ترین دیوتا راع ہے ۔ میرے عزیز تم جانتے ہو لفظ فرعون بھی راع سے بنا ہے پہلے راع سے فرع بنا ۔ فرع کے معنی ہیں راع دیوتا کا اوتار ۔ یعنی مصر کے حکمران قدیم زمانے سے ہی اپنے آپ کو راع دیوتا کا اوتار خیال کرتے ہوئے مصریوں پر حکومت کرتے تھے یہی فرع آگے بگڑ کر فرعون کی شکل و صورت اختیار کر گیا ۔ لفظ فرعون کے معنی ہیں سورج دیوتا کی اولاد ۔ قدیم اہل مصر سورج کو جو انکا مہادیوتا یا رب اعلیٰ تھا راع کہتے تھے ۔ اور فرعون اسی راع کی طرف منسوب ہے ۔

اس لحاظ سے میرے عزیز آمون سے راع پرانا اور بڑا دیوتا ہے ۔ ہماری بد قسمتی ہے کہ راع کو فراموش کرتے ہوئے ہم نے آمون دیوتا کو ان دنوں دیوتاؤں کا دیوتا تسلیم کر لیا ہے حالانکہ اہل مصر کے قدیم اعتقاد کی رو سے کسی فرمانروا کی حاکمیت کے لیے اس کے سوا کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ راع کا جسمانی مظہر اور اس کا ارضی نمائندہ ہو کر رہے ۔ اسی لیے ہر شاہی خاندان جو مصر میں برسرِاقتدار آتا تھا اپنے آپ کو سورج بنسی بنا کر پیش کرتا ۔ اور ہر فرمانروا جو تخت نشین ہوتا فرعون کا لقب اختیار کر کے باشندگان ملک کو یقین دلاتا تھا کہ وہ گویا رب اعلیٰ یا مہادیو راع کا اوتار ہے ۔

اس میں شک نہیں کہ اس سے پہلے بھی کچھ عرصے کے لیے مصر سے راع دیوتا کو مفقود کر دیا گیا تھا ۔ لیکن وہ راع دیوتا کو مفقود کرنیوالے غیر مصری تھے ۔ میرا اشارہ مصر پر حکومت کرنے والے پندرھویں خاندان کی طرف ہے جو مصری تاریخ میں چرواہے بادشاہ کہلاتے ہیں ۔ دراصل یہ چرواہے بادشاہ جنہیں تاریخ میں عمالیقی بھی کہا

گیا ہے مصری نہیں تھے اسی لیے انہوں نے راع دیوتا کی پرستش مصر میں ختم کرا دی۔

دراصل یہ حکمران جنہیں عمالقہ یا چرواہے بادشاہ کہا گیا ہے عربی النسل تھے اور فلسطین اور شام سے آکر مصر پر حکومت کرنے لگے تھے۔ مصر میں یہ لوگ اجنبی حملہ آوروں کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور ملک کی خانگی نزاع کے سبب انہیں وہاں اپنی بادشاہت قائم کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اسی نسبت سے ان کی حکومت میں بنی اسرائیل کے پیغمبر یوسف کو عروج حاصل ہوا اس لیے کہ بنی اسرائیل اور عمالقہ دونوں ہی عربی النسل ہیں اور ایک دوسرے کی حمایت کرنے والے تھے۔ اسی بناء پر عمالقہ کے دور میں بنی اسرائیل مصر میں ہاتھوں ہاتھ لیے گئے اور ملک کے بہترین زرخیز علاقے میں آباد کئے گئے اور ان کو وہاں بڑا اثر و رسوخ حاصل ہوا۔ کیونکہ وہ ان غیر ملکی حکمرانوں کے ہم جنس تھے۔

ان چرواہے بادشاہوں یا عمالقہ کے زمانے میں ملک کا سارا اقتدار عملاً بنی اسرائیل کے ہاتھ میں رہا۔ اسی دور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں تم سے کہہ رہا تھا کہ اس دور میں بھی راع دیوتا کی پرستش اور اس کی الوہیت کو ختم کر دیا گیا تھا۔ اس لیے کہ ان چرواہے بادشاہوں نے مصری دیوتاؤں کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ اپنے ساتھ یہ اپنے دیوتا شام سے لے کر آئے تھے اور ان کی کوشش یہ تھی کہ مصر میں ان کا مذہب رائج ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دور میں مصر کے حکمران کو فرعون کے نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ فرعون مصر کی مذہبی اصطلاح ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ ملک میں ایک نہایت زبردست قوم پرستانہ تحریک اٹھی۔ جس نے عمالقہ اور چرواہے بادشاہوں کا اقتدار الٹ دیا۔ ڈھائی لاکھ کی تعداد میں عمالقہ ملک سے نکال دیئے گئے۔ اور مقامی مصری مصر کے حکمران بن گئے۔ اور انہوں نے راع دیوتا کے تقدس کو بحال کرتے ہوئے فرعون یعنی راع دیوتا کا اوتار کہلانا شروع کیا۔ اس طرح مصر میں راع دیوتا کی حاکمیت کو بحال رکھا گیا تھا۔ یہ سلسلہ زمانہ قدیم سے جاری و ساری تھا۔ لیکن ماضی کے چند بادشاہوں نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے راع دیوتا کو پس پشت ڈال دیا اور کچھ غلط لوگوں کے مشورے پر انہوں نے راع کے بجائے آمون کو مصر کے اندر دیوتاؤں کا دیوتا قرار دے دیا۔

آمون حوتپ میرے بیٹے۔ ان حالات میں سب سے پہلے تم سے جو مطالبہ میں کروں گا وہ یہ ہے کہ مصر کے اندر آمون کے بجائے راع دیوتا کی حاکمیت کو بحال کیا جائے۔ راع دیوتا چونکہ سورج دیوتا ہے لہذا یہ سب سے بڑا یعنی دیوتاؤں کا دیوتا ہے اس بناء پر آمون کے بجائے راع دیوتا کو سب سے بڑا اور مصر کا سرکاری دیوتا تسلیم کیا جائے۔

میرے عزیز۔ میرے بیٹے۔ میرا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ تم اپنا نام بھی تبدیل کر لو۔ اس وقت تمہارا نام آمون حوتپ ہے جس کا مطلب ہے آمون دیوتا کی رضا۔ جبکہ تمہارا آمون دیوتا سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی آمون کو ہم مصر کا سب سے بڑا دیوتا تسلیم کرتے ہیں۔ میرے بیٹے۔ میں نے تمہارا ایک نام بھی تجویز کیا ہے اور یہ نام ہے اخناتون۔ میں چاہتا ہوں آج کے بعد تم آمون حوتپ کے بجائے اخناتون کہلاؤ۔ اخناتون کا مطلب ہے آتون دیوتا کی روح۔ مجھے امید ہے کہ جب تم یہ نام اپنا لو گے تو کامیابیاں ہر جگہ تمہارے قدم چومنے لگیں گی۔

میرا تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ ایک نیا شہر آباد کرو اس کا نام اخناتون رکھو اور اس شہر میں راع دیوتا کے لیے مصر کا سب سے بڑا مندر تعمیر کرو۔ تمہارے ایسا کرنے سے مصر میں راع دیوتا کی پرانی عزت اور اس کا وقار بحال ہو جائے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد راع دیوتا کا بڑا پجاری کیرتون جب خاموش ہوا تب آمون حوتپ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے محترم ماموں میں تمہاری اس دلیل کو تسلیم کرتا ہوں کہ قدیم زمانے سے راع دیوتا مصر کا سب سے قدیم دیوتا چلا آ رہا ہے۔ اور فرعون اسی کے اوتار کی حیثیت سے مصر پر حکومت کرتے رہے ہیں۔ میں تمہارا پہلا مطالبہ تسلیم کرتا ہوں۔ میں آج ہی احکامات جاری کرتا ہوں آمون کی فوقیت کو میں ختم کرتا ہوں اور حکم جاری کرتا ہوں کہ آج کے بعد مصر کا سب سے بڑا دیوتا راع ہے اسی کی حاکمیت کو تسلیم کیا جائے گا اور راع دیوتا کو ہی دیوتاؤں کا دیوتا تسلیم کیا جائے گا۔

تمہارے دوسرے مطالبہ کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں اپنا نام بھی آج سے میں آمون حوتپ کے بجائے اخناتون رکھتا ہوں۔ لیکن تمہارا تیسرا مطالبہ جو ہے وہ فی

الحال مجھے قابل عمل دکھائی نہیں دیتا ۔ تم کہتے ہو کہ میں اپنے نئے نام یعنی اخناتون کے نام سے ایک نیا شہر آباد کروں اور اس شہر کے اندر راع دیوتا کے لیے مصر کا سب سے بڑا مندر تعمیر کراؤں ۔ میرے ماموں اسکے لیے بہت زیادہ دولت کی ضرورت ہے اور فی الوقت میں نیا شہر تعمیر کرنے کے لیے سرمایہ مہیا نہیں کر سکتا ۔ اس لیے کہ شمال کی جانب سے ہمارے خلاف بغاوتیں اٹھتی دکھائی دے رہی ہیں ۔ حتیٰ جو کبھی ہماری محکوم قوم بن کر زندگی بسر کرتے رہے ہیں ہمارے خلاف سر اٹھانے لگے ہیں ۔ اور وہ اپنی سرحدوں سے ملحق ہمارے علاقوں پر میلی آنکھ سے دیکھنے لگے ہیں ۔ مجھے خدشہ ہے کہ آنے والے دور میں کسی بھی وقت مجھے ان حتیوں کے خلاف لشکر کشی کرنی پڑے گی اور اس کے لیے مجھے سرمائے کی ضرورت ہو گی ۔

ماموں مقابلے کے میدان کے اندر ہی میرے داروغہ نے کہا تھا کہ متانی قوم کے قاصد مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ متانی قوم کے یہ قاصد ضرور میرے پاس حیتوں کی زیادتی کی شکایت لے کر آئے ہوں گے اور اگر ایسا ہے تو مجھے حیتوں کے خلاف ہر صورت میں لشکر کشی کرنا ہو گی اور اگر میں نے ایسا نہ کیا تو شمالی علاقوں میں مصر کی عظمت اور اسکی فوقیت خاک میں مل کر رہ جائے گی ۔

فرعون آمون حوتپ جب خاموش ہوا تو اسکے ماموں کیرتوں نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا ۔ پھر انتہائی چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ کہنے لگا ۔

میرے بیٹے میں آج سے نہیں بلکہ ابھی سے تمہیں آمون حوتپ کے بجائے اخناتون مخاطب کروں گا ۔ سن اخناتون میرے بیٹے ۔ اس نئے شہر اور راع دیوتا کے مندر کے علاوہ میں تمہارے لیے بھی دولت کا بندوبست کر سکتا ہوں ۔ فرعون اخناتون کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی پھر اس نے اپنے ماموں کی طرف دیکھا ۔ کیرتون پھر بول پڑا ۔

اخناتون میرے بیٹے ۔ اب جبکہ تم راع دیوتا کی عظمت کو بحال کر چکے ہو اور اپنا نام بھی آمون حوتپ سے اخناتون رکھ چکے ہو تو پھر اپنی مملکت کے اندر جس قدر آمون دیوتا کے مندر ہیں ان پر شبخون اور چھاپے مارو ۔ ان مندروں کے اندر اتنی دولت جمع ہے کہ تم مالا مال ہو کر رہ جاؤ گے ۔ اور ایسا کرنے میں دیر نہ کرنا ۔ اگر تم

نے دیر کی تو یاد رکھنا آمون دیوتا کے پجاری ایک مندر سے دوسرے مندر تک اس تبدیلی سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیں گے اور وہ فی الفور دولت کو ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر وہ دولت کو ٹھکانے لگائیں تب بھی میں تمہیں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان پر سختی کرو۔ اگر تم سختی کرو گے تو وہ چھپی ہوئی دولت کے ڈھیر تمہارے سامنے لگا دیں گے۔ اس طرح تمہارے پاس اس قدر دولت جمع ہو جائے گی کہ تم ایک نہیں اس دولت سے کئی نئے شہر تعمیر کر سکو گے۔ اور حملہ آور حیتوں سے مقابلہ کرنے کے لیے بھی اسی رقم سے اپنے اخراجات پورے کر سکو گے۔

فرعون کو اپنے ماموں کیرتون کی یہ تجویز بڑی پسند آئی۔ لہذا اسی وقت اس نے اپنے سرکردہ لوگوں کو بلایا اور حکم دیا کہ آج سے راع دیوتا کو فوقیت دی جائے گی۔ یہ بھی احکامات جاری کئے کہ فرعون کو آمون حوتپ کے بجائے اختاتون کے نام سے پکارا جائے گا۔ ساتھ ہی اس نے احکامات جاری کر دئے کہ آمون دیوتا کے مندروں میں جس قدر دولت ہے ضبط کر لی جائے۔ اختاتون کے یہ احکامات جاری ہوتے ہی اسکے کارندے وحشی اور بھوکے بھیڑیوں کی طرح آمون دیوتا کے مندروں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

گو آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون نے اپنے پجاریوں کو احکامات جاری کر دیئے تھے کہ وہ اپنی دولت کا ایک حصہ چھپا دیں لیکن فرعون اختاتون کے کارندوں نے سختی کی اور انہوں نے مندروں کے اندر سے چھپائی ہوئی دولت کو بھی حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس طرح دنوں کے اندر تھبیس شہر میں فرعون اختاتون کے پاس آمون دیوتا کے مندروں سے حاصل کی جانے والی دولت کی ڈھیر لگ گئے تھے۔

○○○

اس واقعہ کے چند ہی روز بعد فرعون اختاتون اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنے داروغہ کو اندر بلایا۔ جب داروغہ اندر آیا تب آمون حوتپ نے اسے مخاطب کیا۔

مقابلے کے روز تم نے مجھے بتایا تھا کہ میتانی سلطنت کی طرف سے کچھ قاصد آئے ہیں اور وہ میرے نام کوئی اہم پیغام رکھتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے انہیں مجھ سے ملاقات

کرنے کے لیے چند روز انتظار کرنا پڑا۔ اس لیے کہ میں راع اور آمون دیوتا کے پجاریوں کے الجھاؤ میں پھنس گیا تھا۔ اب میں اس قصے سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اب تم ان قاصدوں کو میرے پاس لاؤ۔ پر انہیں لانے سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کیا تم نے ان سے کچھ خبریں حاصل کی ہیں۔ وہ مجھ سے کیوں ملاقات کے خواہشمند ہیں۔ اور اپنے بادشاہ کی طرف سے میرے نام کیا پیغام رکھتے ہیں۔

داروغہ نے اپنے سر کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے فرعون اختاتون کو تعظیم دی اس کے بعد وہ کہنے لگا۔

آقا میں ان سے یہ تو جان سکا ہوں کہ وہ آپ سے حتیوں کے خلاف شکایت اور نالش پیش کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے بادشاہ کی طرف سے آپ کے نام کیا پیغام رکھتے ہیں میں نہیں جانتا۔ میں نے انہیں مہمان خانے میں ٹھہرا رکھا ہے اگر آپ حکم دیں تو میں انہیں جا کر لے آتا ہوں۔

داروغہ جب خاموش ہوا تو اختاتون نے بڑی غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے تحکمانہ انداز میں اسے میتانی قاصدوں کو جب پیش کرنے کے لیے کہا تب داروغہ مڑا اور قصر کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

تاریخ کی شہ نشین پر جو قوم میتانی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہوئی دوسرے الفاظ میں انہیں حوری بھی کہتے ہیں کچھ مورخین حوریوں کو غیر سامی قرار دیتے ہیں لیکن حوری زیادہ تر عمالقہ کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ اور یہ عمالقہ صحرائے عرب سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ حوری ان کے اندر رہ کر بھی کام کرتے رہے ہیں۔ جس پر یہ گمان غالب آتا ہے۔ کہ عمالقہ کی طرح یہ حوری بھی سامی النسل تھے اور صحرائے عرب سے نکل کر شمال کی طرف جا کر آباد ہو گئے تھے۔

حوریوں نے طاقت اور قوت پکڑنے کے بعد جھیل ارومیا اور کوہستان زاگروس کے درمیان ایک طاقتور سلطنت قائم کر لی تھی۔ اٹھارویں صدی قبل مسیح کے اواخر میں انہوں نے دوآبہ دجلہ اور فرات کے آخری حصے پر حملہ کیا اور وہاں جم کر بیٹھ گئے۔ پھر شمالی شام کی طرف بڑھنے لگے۔ اور مشرق قریب میں انہوں نے زبردست سلطنت قائم کر لی۔ ان کے قریب ترین ہمسائے اموری تھے جو سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے

اور وہ بھی صحرائے عرب سے نکل کر شمالی علاقوں میں آکر بیٹھے تھے۔

پندرہ سو قبل مسیح کے آس پاس حوری اپنی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے اور ان کی سلطنت کو میتانی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہ سلطنت اس درجہ طاقتور بن گئی تھی کہ ایک وقت میں اس کی حدیں بحیرہ روم سے ایران کی سلطنت تک جا ملتی تھیں۔ اور بعد میں جو علاقے آشوری سلطنت میں شامل ہوئے ان پر بھی حوریوں کا قبضہ تھا۔

ان میتانی یا حوریوں کا مرکزی شہر آشوکانی تھا۔ قیاس ہے یہ مقام اس جگہ تھا جسے آج کل فخاریہ کہتے ہیں اور یہ دریائے خابور پر تل الخلف اور حران کے مشرق میں ہے۔

دوآبہ دجلہ اور فرات میں ان کے مرکز کا نام ارنجا تھا جو موجودہ زمانے میں کا کر کوک کے نام سے مشہورہ ہے۔ مصری اس میتانی سلطنت کو نہارین نام سے بھی پکارتے تھے۔ جن دنوں مصر میں اخناتون کی حکومت تھی ان دنوں میتانیوں کا بادشاہ توشرت تھا۔ اسی توشرت نے اپنے قاصد آمون حوتپ کی طرف حتیوں کے خلاف نالش دے کر روانہ کیے تھے۔

ادھر حتی جن سے میتانی سلطنت کے لوگ اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہے تھے۔ یہ لوگ اصلاً اناطولیہ کے علاقوں میں رہنے والے تھے جسے دریائے ہالیس کا علاقہ کہا جاتا ہے۔ یہی حتیوں کا وطن تھا اور ان کے مرکز حکومت کا نام ختو شاش تھا۔ آج کل اس شہر کو بوغاز کوئی کہتے ہیں جو موجودہ انقرہ شہر سے نوے میل مشرق کے مقام پر واقع ہے۔

ابتدا میں حتیوں کا مرکزی شہر کشار تھا یہ شہر تباہ ہو گیا اس کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ حتیوں نے سب سے پہلے تاریخ کے اسٹیج پر نمودار ہونے کے بعد اپنے آپ کو اس طرح روشناس کروایا کہ ان کے پہلے بادشاہ مرشلش اول نے بابل پر حملہ کیا بابل شہر کو اس نے لوٹا وہاں کے پہلے حکمران خاندان کا اس نے خاتمہ کر دیا۔ اس خاندان کا تعلق عظیم بادشاہ حمورابی سے تھا۔ اسکے بعد حتیوں کا بادشاہ مرشلش اول جلیہ یعنی حلب پر حملہ آور ہوا اور اسے بھی فتح کرتے ہوئے اسے تباہ و برباد کر ڈالا۔

یہ فتوحات حاصل کرنے کے بعد حتیوں نے اپنا مرکزی شہر تبدیل کر دیا اور اب انہوں نے ختوشاش کو اپنا دارالحکومت بنا دیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ حتی طاقت اور قوت پکڑتے چلے گئے اور انہوں نے ہمسایوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے دن رات اپنی سلطنت میں توسیع کرنا شروع کر دی یہاں تک کہ ان کا ایک بادشاہ جس کا نام شو بیلو لیوما تھا اس نے آس پاس کی سلطنت کو تہس نہس کرنے کا تہیہ کر لیا۔ شو بیلو لیوما انتہا درجہ کا جنگجو دلیر تھا اور اپنی سلطنت کی توسیع کے بعد اس شو بیلو لیوما نے اپنی ہمسایہ میتانی سلطنت پر ضرب لگانے کی کوشش کی۔ وہ میتانیوں پر حملہ آور ہونے کے لیے تیاریاں کر رہا تھا کہ میتانیوں کے بادشاہ نے اپنے قاصد مصر کے بادشاہ اختاتون کی طرف روانہ کیے تاکہ حتیوں کے خلاف مصر کی طاقت سے وہ مدد حاصل کرے۔ اب فرعون اختاتون کا داروغہ انھی میتانی قاصدوں کو مہمان خانے سے لینے گیا تھا جو اپنے بادشاہ کی طرف سے حتیوں کے بادشاہ شو بیلو لیوما کے خلاف شکایت اور نالش لے کر آئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد فرعون اختاتون کا داروغہ دونوں میتانی یا حوری قاصدوں کو لے کر اس کمرے میں داخل ہوا جس میں اختاتون بیٹھا ہوا تھا۔ داروغہ نے جب دونوں قاصدوں کو اختاتون کے سامنے پیش کیا تو پہلے اختاتون نے پاؤں سے لے کر سر تک ان دونوں قاصدوں کا ایک جائزہ لیا۔ پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سب سے پہلے تو میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ میں اپنی سلطنت کے چند امور میں کھو گیا تھا لہٰذا چند دن تک میں تمہیں ملاقات کا وقت نہ دے سکا اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ اب میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تمہارے بادشاہ توشرت نے تم دونوں کو کیا پیغام دے کر ہماری طرف روانہ کیا ہے۔ کیا توشرت نے ان دنوں اپنی مرکزی شہر اشوکانی میں ہی قیام کر رکھا ہے یا وہ کسی مہم کے سلسلے میں کہیں اور قیام کیے ہوئے ہے۔ اس پر جواب دینے کے لیے پہلے دونوں قاصدوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا اس کے بعد ان میں سے ایک بول پڑا۔

مصر کے عظیم بادشاہ۔ ہم اپنے مرکزی شہر اشوکانی سے آپ کی سرزمینوں کی طرف آئے ہیں ہمیں ہمارے بادشاہ توشرت نے ہی روانہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں

حتیوں کی سلطنت کی حدود ہماری سلطنت کی حدود سے ملتی ہے ۔ حتیوں نے آہستہ آہستہ ہم پر حملہ آورہوتے ہوئے ہماری سلطنت کی حدود کو سکیڑنا اور اپنی سلطنت کو وسعت دینا شروع کر دیا ہے ۔ ہمارے مخبر ہمارے جاسوس ہمارے بادشاہ توشرت کو یہ بھی اطلاع دے چکے ہیں کہ حتی اپنے مرکزی شہر ختوشاش میں ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دے رہے ہیں اوران کا موجودہ بادشاہ شو بیلولیوما میتانی سلطنت پر حملہ آورہونے کے لیے میتانیوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر کے میتانی سلطنت کو اپنے علاقوں میں شامل کرلینا چاہتا ہے ۔

ہمارے بادشاہ توشرت نے ہمیں آپ سے یہ گزارش کرنے کے لیے روانہ کیا ہے کہ آپ حتیوں کے بادشاہ شو بیلولیوما کے مقابلے میں ہماری مدد کریں تاکہ ہم آپ کی طاقت اور حمایت کی وجہ سے اپنی سلطنت کی حفاظت کر سکیں ۔ اگر آپ ہمارا ساتھ دینے کا اعلان کریں تو ہمیں امید ہے کہ حتیوں کے بادشاہ شو بیلولیوما کو ہم پر حملہ آورہونے کی جرات اور جسارت نہیں ہو گی ۔

ان قاصدوں کے اس پیغام پر اختاتون تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر قصر میں اسکی آواز گونجی ۔

میتانیوں کے بادشاہ توشرت کی طرف سے آنے والے دونوں قاصدو جو کچھ میں کہنے والا ہوں غور سے سنو ۔ تم نے جو نالش حتیوں کے خلاف پیش کی میں نے اسے سنا اس سے پہلے بھی مجھے حتیوں کی طرف سے یہ اطلاعات ملی ہیں کہ وہ اپنی سلطنت میں توسیع کرنے کے لیے ہمسایوں پروارد ہونے کی تیاریاں کررہے ہیں تم اگر مزید چند روز قیام کرنا چاہتے ہو تو یہاں شاہی مہمان خانے میں ٹھہرو ۔ اگر واپس جانا چاہو تو آج ہی یہاں سے کوچ کر سکتے ہو ۔ میں ایک دو روز تک اپنا ایک وفد شمال کی طرف روانہ کروں گا ۔ جو جائزہ لے گا کہ واقعی حتیوں کا موجودہ بادشاہ شو بیلولیوما ہمسایوں پر حملہ آورہونے کے لیے پر تول رہا ہے اگر اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو پھر میں شو بیلولیوما کے خلاف ضرور حرکت میں آؤں گا ۔

دونوں قاصد مصر کے فرعون اختاتون کے اس جواب سے خوش ہو گئے تھے ۔ پھر وہ قصر سے باہر نکلے اوراسی روز وہ اپنے مرکزی شہر اشوکانی کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

یبتانیوں کے قاصدوں کو روانہ کرنے کے بعد فرعون اخناتون نے ایک بار پھر اپنے داروغہ کو اندر بلایا۔جب داروغہ سامنے آیا اور فرعون کو تعظیم پیش کی تب اسے مخاطب کرتے ہوئے اخناتون کہنے لگا۔

ذرا میری بیٹی عدسیہ کو بلا کرلاؤ میں اس سے چند اہم امور پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں ۔اس پر داروغہ باہر نکل گیا اسکے تھوڑی دیر بعد اخناتون کی سب سے چھوٹی بیٹی اور مصر کی شہزادی عدسیہ قصر کے اس کمرے میں داخل ہوئی اس کے پیچھے پیچھے اسکا محافظ یرمیحا بھی تھا۔ہاتھ کے اشارے سے اخناتون نے اپنی بیٹی عدسیہ کو بیٹھنے کو کہا۔ جبکہ عدسیہ نے اپنے قریب ہی ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جب یرمیحا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو یرمیحا ہچکچاتے ہوئے اس نشست پر بیٹھ گیا جو بالکل عدسیہ کے قریب تھی ۔اس کے بعد فرعون اخناتون نے اپنی بیٹی عدسیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

عدسیہ میری بیٹی جس روز اس یرمیحا نے تمہارے محافظ کی حیثیت سے مقابلہ جیتا تھا اس دن کے بعد میں نے چند فیصلے کئے ہیں ۔اوران فیصلوں میں میں نے کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرایا۔ہاں ان فیصلوں میں میری ماں طائی اور میرا ماموں کیرتون شامل رہے ہیں ۔ان دونوں کے علاوہ کسی اور کو ان فیصلوں میں شامل نہ کرنے کے لیے ایک مصلحت تھی ۔میری بیٹی ۔میرے خیال میں اس مصلحت کو تم جان چکی ہو گی اپنے باپ اخناتون کی اس گفتگو کے جواب میں عدسیہ جھٹ سے بول پڑی ۔

اے میرے باپ میں اس مصلحت کو اچھی طرح جانتی ہوں ۔اس لیے کہ آپ کی ماں اور ماموں دونوں ہی آمون دیوتا کے بجائے راع دیوتا کے پیروکار ہیں ۔آپ کی تربیت بھی راع دیوتا ہی کے مندر میں ہوئی تھی ۔اسی بناء پر آپ نے آمون کو ترک کر کے راع کو اپنانے کا حکم دیا ہے اور اپنا نام بھی آمون حوتپ سے اخناتون رکھ لیا ہے کیا میں نے درست کہا ہے ۔

عدسیہ کے اس طنزیہ استفسار پر فرعون اخناتون تھوڑی دیر تک شفقت آمیز مسکراہٹ میں اپنی بیٹی عدسیہ کی طرف دیکھتا رہا۔اسنے عدسیہ کی کسی بات کا برا نہیں مانا تھا۔اس لیے کہ اپنی بیٹیوں میں سے عدسیہ کو وہ سب سے زیادہ چاہتا تھا۔اور اس

کی قدر اس کی عزت بیٹی ہی نہیں ایک بیٹے کی حیثیت سے بھی کرتا تھا اس لیے کہ عدینہ کو اس نے بیٹے کی طرح بہترین عسکری تربیت بھی دلوائی تھی اور عدینہ پر وہ ہر قسم کا اعتماد اور بھروسہ بھی رکھتا تھا۔ تھوڑی دیر تک عدینہ کی طرف پیار اور محبت میں دیکھنے کے بعد فرعون اخناتون پھر بول پڑا۔

میری بیٹی۔ تیرا کہنا درست ہے۔ میں نے ان فیصلوں میں اپنی ماں اور اپنے ماموں کو اس لیے شریک کیا تھا کہ وہ دونوں بھی آمون کے بجائے راع کے پرستار ہیں تمہیں تمہاری بہنوں تمہاری ماں نافریطی کو اس کے علاوہ تمہارے نانا اور اپنے وزیر اور مشیر آئی کو میں نے اس لیے ان فیصلوں میں شریک نہیں کیا کہ تم سب لوگ راع کے بجائے بڑے دیوتا کی حیثیت سے آموں کو فوقیت دیتے ہو۔ دیکھ میری بیٹی میری بچی یہ کوئی خاندانی تنازعہ نہیں ہے۔ بس میں نے کچھ فیصلے کرنے تھے وہ میں نے بعد میں بھی کرنے تھے لیکن یوں جانو اپنے ماموں کے کہنے پر وہ فیصلے میں نے قبل از وقت کر دیئے ہیں۔

سن میری بیٹی۔ پہلا فیصلہ یہ کہ آمون کے بجائے اب مصر کی سرزمین میں راع دیوتا کو دیوتاؤں کا دیوتا تسلیم کیا گیا ہے آمون دیوتا کے سارے مندروں کی دولت میں نے ضبط کر لینے کا حکم دیا ہے۔ اپنا نام بھی میں نے آمون حوتپ سے اخناتون رکھ کر لیا ہے۔

میری بچی۔ ان سارے عوامل کے علاوہ میں نے ایک بہت بڑا فیصلہ بھی کیا ہے وہ یہ کہ میں ایک نیا شہر بساؤں گا اس شہر کا نام اخناتون ہو گا۔ یہ شہر دریائے نیل کے کنارے قدیم شہر ممفس اور موجودہ شہر تھبیس کے درمیان ہو گا۔ (اخناتون نے جب اس شہر کو آباد کیا تو اس شہر کا نام اس کے نام پر اخناتون ہی رکھا گیا تھا۔ بعد میں یہ تباہ و برباد ہو گیا۔ لیکن موجودہ کھدائی کے دوران اب اس شہر کے آثار پھر ملے ہیں۔ اور آج کل اس شہر کو اخناتون کے بجائے امارنہ کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے)

شہزادی عدینہ اپنی جگہ چپ اور خاموش بیٹھی اپنے باپ فرعون اخناتون کی گفتگو سن رہی تھی۔ اخناتون چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پھر اپنی بیٹی عدینہ کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

جس شہر کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے۔ اس کا نام میں اختاتون رکھوں گا اور جو دارالحکومت تھیبس اور پرانے شہر ممفس کے درمیان ہو گا۔ میری بیٹی میری بچی اس کے لیے میں نے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ جگہ کا بھی تعین کر دیا گیا ہے۔ شہر کی تعمیر کا کام کرنے کے لیے صناعوں اور کاریگروں کا بھی انتظام ہو چکا ہے۔ میری بیٹی میری بچی تو جانتی ہے کہ میں صرف تمہیں اپنی بیٹی نہیں بیٹیا بھی تسلیم کرتا ہوں اس لیے کہ تم نے کبھی بھی مجھے بیٹے کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ عدسینہ میری بچی۔ اس شہر کی تعمیر کا کام مین تمہیں سونپ رہا ہوں۔ یہ شہر تمہاری نگرانی میں تعمیر ہو گا۔ اس شہر کے وسط میں راع یعنی آتون دیوتا کا ایک بہت بڑا مندر ہو گا۔ ایسا مندر جو اس سے پہلے کسی بھی دیوتا کیلیے مصر کی سرزمین میں تعمیر نہ ہوا ہو گا۔ اس شہر اور مندر کی تعمیر پر جس قدر اخراجات آئیں گے وہ سارے آمون دیوتا کے مندروں سے حاصل کیے جائیں گے۔

عدسینہ میری بیٹی جس جگہ شہر تعمیر ہونا ہے وہاں میں نے خیموں کے دو بڑے بڑے شہر آباد کر دیئے ہیں۔

خیموں کے ایک حصے میں بنی اسرائیل کے وہ لوگ رہیں گے جو اس شہر کی تعمیر میں کارکن کی حیثیت سے کام کریں گے۔ ان کی رہائش ان خیموں میں ہو گی اور خیموں کا جو دوسرا حصہ ہو گا میری بیٹی اس میں تم قیام کرو گی اور تمہارے ساتھ ایک لشکر ہو گا جو تمہارے ماتحت ہو گا۔ اس لشکر کو دو احتیاط کے طور پر تمہارے ساتھ رکھا گیا ہے

اول یہ کہ ہو سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جنہیں شہر کی تعمیر کے لیے کارکن کی حیثیت سے استعمال کیا جائے وہ اپنے اوپر ہونے والی سختی کی بنا پر اگر کبھی بغاوت کر بیٹھیں تو جو لشکر تمہارے پاس ہو گا اس کی مدد سے تم باغی اسرائیلیوں پر قابو پا سکتی ہو۔

دوسری وجہ جس کی بنا پر تمہارے پاس وہاں لشکر رکھا جا رہا ہے وہ یہ کہ چونکہ ہم نے آمون دیوتا کی فوقیت ختم کر کے اس کے مندروں سے ساری دولت چھیننا شروع کر دی ہے لہذا آمون دیوتا کے پیروکار یا اسکے پجاری اس شہر کی تعمیر کو روکنے کے

لیے نہ صرف بنی اسرائیل کے کارکنوں بلکہ تم پر بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں ۔ لہذا
لشکر سے تم آمون دیوتا کے پیروکاروں اور پجاریوں سے بھی اپنی اور اپنے سا
اور بنی اسرائیل کے کارکنوں کی بھی حفاظت کر سکو گی ۔

فرعون اختاتون جب خاموش ہوا تو اسکی بیٹی عدینہ بول پڑی ۔

اے میرے محترم باپ ۔ جہاں تک بنی اسرائیل کے کارکنوں کا تعلق ہ
مجھے امید ہے وہ میرے خلاف بغاوت نہیں کرنے پائیں گے ۔ اس لیے کہ میرا
یرمیحا میرے ساتھ وہاں رہے گا ۔ یرمیحا کا تعلق بھی چونکہ بنی اسرائیل سے ہے لہ
ان کے ذہن میں بغاوت کی بو آتی ہے تو یرمیحا انہیں سمجھا بجھا کر پھر کام پر لگا
کامیاب ہو سکتا ہے گزشتہ کئی دن سے یرمیحا میرے ساتھ کام کر رہا ہے یہ انتہا
کردار اور اخلاق کا انسان ہے اور اس کی وفاداری اسکی جانثاری بھی بے مثال
اے محترم باپ ۔ اس شخص کی شخصیت کو اس کے اخلاق کو دیکھتے ہوئے میں ا
پر فخر محسوس کر رہی ہوں کہ مجھے اس یرمیحا جیسا محافظ میسر آیا ہے ۔ اب آ
بتائیں کہ مجھے کب تک یہاں سے اس جگہ کی طرف روانہ ہونا ہو گا ۔ جہاں نیا ش
کیا جا رہا ہے ۔

جو لشکر تمہارے ساتھ جانا ہے اسے میں نے تیاری کا حکم دیا ہوا ہے
تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جس جگہ شہر تعمیر ہونا ہے وہاں کاریگر اور صناع
ہیں ۔ بنی اسرائیل کے کارکن بھی وہاں خیموں میں منتقل کئے جا چکے ہیں ۔
دوسرا حصہ خالی پڑا ہے ۔ وہاں جا کر تم نے اور تمہارے لشکریوں نے قیام کر
تم کل یہاں سے کوچ کر جاؤ ۔ تمہارے وہاں جاتے ہی شہر کی تعمیر کا کام ش
جائے گا ۔ اس لیے کہ سارے صناعوں اور کاریگروں کو میں نے سمجھا دیا ہے
دلجمعی اور محنت سے کام کریں گے کہ تمہارے لیے وہ کسی قسم کی پیچیدگی پیدا ن
دیں گے ۔

اس کے علاوہ میری بیٹی میں ایک وفد آج ہی حتیوں کے بادشاہ شوبیلو
طرف روانہ کر رہا ہوں ۔ یہ وفد اس سے گفتگو کرے گا اور جائزہ لے گا کہ حتی
ہمارے حمایتی میتانیوں کے متعلق کیا ارادے ہیں ۔ حتیوں کے بادشاہ شوبیلو

بات کرنے کے بعد یہ وفد میتانیوں کے مرکزی شہر اشوکانی کا رخ کرے گا وہاں یہ میتانی سلطنت کے بادشاہ توشرت سے ملے گا اور ان کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ لوٹے گا اور جو کچھ یہ وفد دونوں سلطنتوں میں حالات کا جائزہ لے گا وہ سارے حالات واپس آکر یہ مجھے بتائے گا۔ اور ان حالات کی روشنی میں ہی میں حتیوں کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ حتیوں کا بادشاہ شوبیلولیوما کسی بھی صورت میتانی سلطنت کو نیست و نابود کرے۔ اگر اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو میں جنوب کی طرف سے اس پر حملہ آور ہو کر اسے ایسی سزا دوں گا۔ جسے وہ مدتوں یاد رکھے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اختاتون تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ اسکے بعد دوبارہ اس نے اپنی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔

عدسیہ میرے خیال تم اب یرمیحا کے ساتھ جاؤ۔ آج کا دن اپنی تاریاں کرو۔ کوچ کے لیے تمہیں جو چیز چاہیے وہ تم تھبیس شہر کے بازاروں سے حاصل کر سکتی ہو۔ دیکھ میری بیٹی میری بچی۔ تیرے ہمراہ کل جو لشکر روانہ ہو گا اس کی کمانداری مخیدون کرے گا۔ لشکر کے ساتھ چھوٹا سا ایک خزانہ بھی ہو گا۔ جو وہاں قیام کے دوران تیری ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہو گا۔ میرے خیال میں اب تم جاؤ۔ جا کر آرام کرو۔

اس پر عدسیہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اس کی طرف دیکھتے ہوئے یرمیحا بھی کھڑا ہو گیا پھر وہ دونوں آگے پیچھے قصر کے اس کمرے سے باہر آئے اس موقعہ پر یرمیحا نے عدسیہ کو مخاطب کیا۔

خانم آپ واپس اپنی خوابگاہ کی طرف جائیں گی۔ یا آپ اس وقت مستقر میں اس لشکر کا جائزہ لینے جائیں گی۔ جس نے کل آپ کیساتھ تھبیس سے نئے تعمیر ہونے والے شہر کی طرف کوچ کرنا ہے۔

جواب میں عدسیہ نے تھوڑی دیر گھور کر یرمیحا کی طرف دیکھا۔ کچھ سوچا اس کے بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اسنے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

میں گزشتہ کئی دن سے تمہاری گفتگو کا اندازہ لگا رہی ہوں تمہاری گفتگو میں عجیب طرح کی اجنبیت ہے۔ لگتا ہے تم نے ابھی تک اپنے آپ کو میرے محافظ کی حیثیت سے قصر کے اس ماحول میں تحلیل نہیں کیا۔ میں گزشتہ کئی دن سے دیکھ رہی

ہوں کبھی تم مجھے شہزادی کہہ کر مخاطب کرتے ہو ۔ کبھی آقا زادی ۔ کبھی فرعون کی بیٹی ۔ کبھی خانم کبھی بانو ۔ کبھی مالکن ۔ آخر تم میرے تخاطب کے لیے اتنے الفاظ کیوں استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہو ۔ یرمیحا سنو تم میرے محافظ ہو ۔ محافظ راز دار بھی ہوتا ہے ۔ لہذا میں تم سے یہ کہتی ہوں کہ آج کے بعد تم مجھے میرے نام سے مخاطب کیا کرو ۔ کیا ایسے تخاطب میں آسانی نہیں ہے ۔

عدنیہ کی اس گفتگو سے یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ پھر عدنیہ مزید اس کے قریب ہوئی اور اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی ۔

یرمیحا تم نے یہ مقام اپنی کوشش اپنی صلاحیت اپنی تیغ زنی میں صناعی کی بناء پر حاصل کیا ہے تم اس مقام کے قابل ہو اپنے آپ کو کمتر خیال کرنے کی کوشش مت کرنا یہ بات بھی اپنے ذہن میں کبھی مت لانا کہ تم اسرائیلی ہو لہذا میں تمہیں نبطیوں کی طرح عزت نہیں دے سکوں گی ۔ سنو اگر ایک طرف سینکڑوں نبطی ہوں اور ایک طرف تم اکیلے تو میری نگاہوں میں تم ان پر بھاری اور وزنی ہو ۔ جو وقعت جو عزت میری نگاہ میں تمہاری ہے وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ تم ایک لا جواب تیغ زن ہو اور تم نے بڑی محنت بڑی مشقت اور جانفشانی سے کام لیتے ہوئے یہ مقام حاصل کیا ہے ۔ جس پر اس وقت تم قائم ہو ۔

گفتگو کے دوران چونکہ عدنیہ اور یرمیحا بالکل قریب کھڑے تھے ۔ عین اس موقع پر فرعون اخناتون کی ماں طائی اور اسکا بھائی اور راع دیوتا کا سب سے بڑا پجاری کیرتون ایک طرف سے آئے عدنیہ اور یرمیحا کے قریب آکر طائی رک گئی اسکی آنکھوں میں غصے اور غصبناکی کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں ۔ تھوڑی دیر تک کھا جانے والے انداز میں طائی نے عدنیہ کی طرف دیکھا اسکے بعد وہ قہر اور غضبناکی برساتی آواز میں یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگی ۔

سن اسرائیل کے گھٹیا فرد ۔ تمہیں کیسے جرات ہوئی کہ تم عدنیہ کے اس قدر قریب اس قدر نزدیک کھڑے ہو کر اس سے گفتگو کرو ۔ کیا تم نہیں جانتے کیا تمہیں علم نہیں کہ سیاہی اور سفیدی ۔ نرمی اور سختی ۔ نیکی اور بدی ۔ چھوٹائی اور بڑائی ۔ غم اور خوشی ۔ سزا و جزا اتفاق و اختلاف ۔ ردو قبول محبت اور نفرت ۔ اقدام و پسپائی ۔ حقیقت

اور گمان میں کوئی فرق ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تم اس وقت ہماری بیٹی عدنیہ کے محافظ ہو۔ لیکن یہ مت بھولو کہ تمہارا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور اسرائیلی مصر کی سرزمینوں میں دھواں دھار اندھیروں کے پس پردہ بھوک اور سایوں کے ہجوم۔ ہنرمند دماغوں کی امنگوں سے محروم گورشب رنگ کی صورت زندگی بسر کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ مصر میں بنی اسرائیل کی حالت نگاہوں میں اداسی کے ہجوم میں ٹپکتے اشکوں سحاب کی مانند ہے اور وہ مصر میں صرف اور صرف جنگ کا ایندھن۔ بنجر کھیت اور ویران بستیوں کی صورت میں زندگی بسر کرنے کے قابل ہیں۔ تاریخ کے حادثوں میں مصریوں کیسامنے یہ اسرائیلی سینوں سے اُٹھتے دھوئیں کی مانند ہیں۔ جس وقت فرعون کی ماں طائی یہ گفتگو کر رہی تھی عدنیہ اور یرمیحا دونوں نے دیکھا اس کی آنکھوں میں حقارت د برہمی اس کے لہجے میں آندھیوں اور زلزلوں کی کیفیت اوراس کا چہرہ جبر و ستم کا بھبھوکا ہو رہا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد طائی لمحہ بھر کے لیے رکی غضبناکی میں مزید اضافہ ہو گیا اور اس نے پھر یرمیحا کو مخاطب کیا۔

جب بھی عدنیہ تمہیں مخاطب کرے یا تم اس سے گفتگو کا آغاز کرو تو چند قدم کے فاصلے پر کھڑے ہوا کرو۔ تم اسکے اس قدر قریب ایسے کھڑے ہو جیسے تمہارا تعلق بنی اسرائیل سے نہیں شاہی خاندانسے ہے۔ دور ہٹ کر کھڑے ہو۔ طائی کی اس ڈانٹ سے یرمیحا چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر طائی اپنے بھائی اور راع دیوتا کے بڑے پجاری کیرتوں کے ساتھ اپنے بیٹے اور مصر کے فرعون اخناتون کے کمرے میں داخل ہو گئی تھی۔

طائی کی اس ڈانٹ اور اسکی اس غضبناکی سے یرمیحا بیچارہ دل گرفتہ ملول و مغموم ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شب ہجر کا ساز ہر پھیل گیا تھا جبکہ اس کے چہرے پر غم کی ویران سی تلچھٹ رقص کر گئی تھی اسکی حالت سے لگتا تھا جیسے وہ ضبط کی کربناک شدت میں مبتلا ہو گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک صحرائے آرزو کے سرابوں۔ اداس فضا اور مضمحل رت جیسی خاموشی طاری رہی اس دوران عدنیہ بڑے غور سے یرمیحا کی

طرف دیکھتے ہوئے کچھ سوچتی رہی پھر وہ کانپتے بدن دھڑکتے دل کے ساتھ آگے بڑھی ایک انوکھی سی وارفتگی میں اس نے یرمیحا کا ہاتھ اپنے خوبصورت گداز اور نرم ہاتھ میں لیا اس کے بعد وہ یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی شیریں آواز اپنے میٹھے لہجے میں کہہ رہی تھی ۔

یرمیحا تمہیں اداس افسردہ اور ملول ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں تمہیں بتا دوں کہ مصر کی سرزمینوں میں طائی موت اور بدی کی طاقت خیال کی جاتی ہے ۔ یہ ہمارے یہاں بیوگی کا نشان ۔ خوف کا عصا ہے ۔ اگر اس کے بس میں ہو تو یہ سب لوگوں کے سر میں سوگ کی راکھ اور بالوں میں دھواں بھر دے ۔ اس کے اسی کردار اس کی اسی غضبناکی اس کی اسی وحشت کی بناء پر لوگ اسے زیادہ تر نیل کی ناگن کہہ کر مخاطب کرتے ہیں ۔

یرمیحا تم اداس اور افسردہ مت ہونا یہ طائی درندگی کا مظاہرہ وحشی تماشے اور جبر کا شب رنگ دھواں پھیلانے کی عادی ہے ۔ تم میرے محافظ ہو تم نے میرے ساتھ کام کرنا ہے ۔ جب میری نگاہوں میں تمہاری عزت و وقار ہے تو طائی کچھ بھی کہتی رہے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ۔ سنو میری نگاہوں میں تم مسرت کا قطرہ ۔ آس کا جگنوں ہو ۔ میرے لیے تم تحفظ کے ترانوں کی بازگشت ۔ اور خوشی کا پیغام ہو ۔ اب تم اپنے آپ کو ہجر کے سیاہ اندھیروں اور ناتم کناں ظلمت کی حد سے باہر نکالو ۔ ذرا اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرو ۔ تاکہ جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں تم سے کہوں ۔

عدسیہ کی اس پیار بھری اور ہمدردانہ گفتگو سے یرمیحا فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اپنے چہرے پر مسکراہٹ پھیلا دی ۔ پھر بڑے رازدارانہ انداز میں عدسیہ نے یرمیحا کو مخاطب کیا ۔

یرمیحا یہ جو طائی اپنے بھائی کیرتون کے ساتھ اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے آئی ہے ۔ اس کا اس حالت میں آنا کسی علت کے بغیر نہیں ۔ آؤ دروازے پر کھڑے ہو کر سنتے ہیں ۔ طائی اور اس کا بھائی کیرتون میرے باپ سے کیا گفتگو کرتے ہیں ۔ سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے یرمیحا نے عدسیہ کی اس رائے سے اتفاق کیا ۔ پھر وہ فرعون اخناتون کے کمرے سے ملحقہ ایک کمرے میں گئے اور اس کے دروازے سے کان لگا کر اندر ہونے

والی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگے تھے ۔

فرعون اخناتون کی ماں طائی اور اس کا بھائی کیرتون دونوں جب اخناتون کے اس کمرے میں داخل ہوئے تو اخناتون نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنی ماں اور اپنے ماموں کا استقبال کیا تھا ۔ دونوں کو اس نے اپنے قریب بیٹھنے کے لیے کہا ۔ جب دونوں بیٹھ گئے تو نیل کی ناگن یعنی طائی نے گفتگو کا آغاز کیا ۔

اخناتون میرے بیٹے میں تمہاری اس کارگزاری سے تو خوش ہوں کہ تم نے اپنا نام آموں حوتپ سے اخناتون رکھ لیا ہے تمہاری اس کارگزاری سے بھی خوش ہوں کہ تم نے آمون کے بجائے راع کو مصر کا سب سے بڑا دیوتا تسلیم کرتے ہوئے اسکی پرانی عزت و وقار کو بحال کیا ہے ۔ میں تمہاری اس کارکردگی سے بھی خوش ہوں کہ تم نے تھبیس اور ممفس کے درمیان اپنے نام کا ایک نیا شہر بھی آباد کرنے کا کام شروع کر دیا ہے ۔ اور اس شہر کے وسط میں تم نے راع دیوتا کا سب سے بڑا مندر تعمیر کرنے کے احکامات بھی جاری کر دیئے ہیں ۔

پر اخناتون میرے بیٹے تمہارے ایک عمل سے میں غیر مطمئن ہوں اور ناخوش ہوں ۔

اپنی ماں طائی کی یہ گفتگو سنتے ہوئے اخناتون چونکا تھا ۔ تھوڑی دیر تک وہ تفکرات اور پریشانی ملے جلے انداز میں اپنی ماں طائی کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کمرے میں اسکی آواز گونج گئی ۔

اے میری محترم ماں ۔ وہ میرا کون سا عمل کونسا فعل ہے جو آپ کی ناپسندیدگی کا باعث بنا ہے ۔

میرے بیٹے تم نے آمون دیوتا کے مندروں سے دولت حاصل کرنے کا جو طریقہ کار استعمال کیا ہے ۔ اس سے میں بالکل ناخوش اور غیر مطمئن ہوں ۔ میرے بیٹے میں نہیں تمہارا ماموں کیرتون اور مصر کے سب ہی لوگ جانتے ہیں کہ آموں دیوتا کے مندروں میں دولت کے انبار لگے ہوئے تھے ۔ لیکن تمہارے احکامات جاری ہونے کے بعد آمون دیوتا کے مندروں سے جو دولت حاصل ہوئی ہے وہ اصل دولت کا یوں جانو پچاسواں حصہ بھی نہیں ہے ۔ میرے خیال میں آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون

کے کہنے پر آموں دیوتا کے مندروں کے پجاریوں نے دولت کا ایک بڑا حصہ چھپا دیا ہے اور کچھ حصہ انہوں نے سامنے رکھا ہے تاکہ تمہارے حوالے کر کے تمہیں خاموش کر دیا جائے ۔ جبکہ دولت کے انبار میرے خیال میں انہوں نے زیر زمین دفن کر دیئے ہیں جب تک ان پر سختی نہیں کی جائے گی اس وقت تک تم نہ صرف یہ کہ اس دولت سے محروم رہو گے ۔ بلکہ راع دیوتا کی پرستش بھی مصر میں اسطرح نہ ہو سکے گی جس طرح ہونی چاہیے ۔

اختاتون میرے بیٹے تم جانتے ہو راع یعنی آتون ہی مصر کا قدیم اور سب سے بڑا دیوتا رہا ہے ۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ بیچ میں حکمرانوں نے راع کو ترک کرتے ہوئے آمون کو اپنایا ۔ اب میرے بیٹے یہ تیری اور میری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے ایک بار پھر راع کی عظمت کو بحال کیا ہے ۔ اگر آمون دیوتا کے پجاریوں کے پاس دولت محفوظ رہتی ہے تو یاد رکھنا اختاتون میرے بیٹے اس دولت کے ذریعے ایک بار پھر وہ راع دیوتا کو پستی کی طرف لے جائیں گے اور مصر کی سرزمین میں آمون دیوتا کا بول بالا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ اس سلسلے میں تمہارے ماموں اور میرے بھائی کیرتون کے ذہن میں ایک تجویز ہے ۔ میرے خیال میں اگر تم اس پر عمل کرو تو اس کے دو فائدے ہوں گے ۔

اول یہ کہ تمہارے ہاتھ اس قدر دولت آئے گی کہ جس سے نہ صرف یہ کہ تم راع دیوتا کے کئی مندر مصر کی سرزمینوں میں تعمیر کر سکو گے بلکہ شمال کی طرف سے حتیوں کی صورت میں مصر کے لیے جو خطرات اور خدشات اٹھ رہے ہیں ان کے لیے جن اخراجات کی تمہیں ضرورت ہو گی وہ بھی احسن طریقے سے پورے کئے جا سکیں گے وہ تجویز کیا ہے میں نہیں تمہارا ماموں کیرتون ہی تم سے بیان کرے گا ۔

اپنی بات یہاں تک مکمل کرنے کے بعد فرعون اختاتون کی ماں طائی نے اپنے قریب بیٹھے اپنے بھائی اور راع دیوتا کے سب سے بڑے پجاری کیرتون کی طرف سوالیہ سے انداز میں دیکھا ۔ اس پر کیرتون بول پڑا ۔

اختاتون میرے بیٹے جو تجویز میں اور تمہاری ماں طائی نے مل کر طے کی ہے وہ یہ ہے کہ آمون دیوتا کے سارے مندروں کا محاصرہ کر لیا جائے اور سارے پجاریوں کو

گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا جائے ۔ آمون دیوتا کے سب سے بڑے پجاری زرمون کو بھی گرفتار کر لیا جائے ۔ دوسرے پجاریوں کے ساتھ اسے بھی زندان میں رکھا جائے ۔ زندان میں ان پر اس قدر سختیاں کی جائیں کہ بالآخر وہ چھپی ہوئی دولت تمہارے حوالے کرنے پر رضا مند ہو جائیں ۔ اخناتون میرے بیٹے اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھنا جتنا عرصہ تم مصر کے حکمران رہو گے تمہیں کسی طرح کی مالی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا ۔ اور اس کے علاوہ جو تم تھبیس اور ممفس کے درمیان نیا شہر آباد کر رہے ہو اس کے اخراجات کے علاوہ اپنے دفاع کو بھی اس دولت سے مضبوط اور مستحکم بنانے میں کامیاب ہو جاؤ گے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد راع دیوتا کا بڑا پجاری کیرتون خاموش ہو گیا ۔ اسکے جواب میں اخناتون تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے شاید کچھ فیصلہ کر لیا تھا ۔ اس لیے کہ اس کے چہرے سے تفکرات جاتے رہے تھے ان کی جگہ ہلکہ سا تبسم نمودار ہوا تھا ۔ اس کے بعد اس نے باری باری اپنی ماں طائی اور اپنے ماموں کیرتون کی طرف دیکھا پھر کمرے میں اس کی آواز گونج گئی تھی ۔

آپ دونوں نے جو تجویز پیش کی ہے میں نے اسے پسند کیا ہے ۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک احکامات جاری کرتا ہوں کہ آمون دیوتا کے سب سے بڑے پجاری زرمون اور اس کے علاوہ آمون دیوتا کے سارے پجاریوں کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا جائے اس کے علاوہ میں مسلح جوانوں کا ایک دستہ بھی مقرر کرتا ہوں جو زندان میں ان پجاریوں سے پوچھ گچھ کرتا رہے گا اور مجھے امید ہے کہ جب میرا مقرر کردہ یہ دستہ پجاریوں پر سختی کرے گا تو آپ سے آپ وہ چھپی ہوئی دولت ظاہر کرنا شروع کر دیں گے اس طرح میری حکومت ہی نہیں راع دیوتا کے ماننے والے بھی مالی طور پر مستحکم ہو کر رہ جائیں گے ۔

ساتھ والے کمرے میں دروازے کے بالکل ساتھ کان لگا کر کھڑی عدینہ پیچھے ہٹ گئی پھر اس نے منہ سے کچھ کہے بغیر یرمیحا کا ہاتھ پکڑا اور اسے تقریباً کھینچتی ہوئی باہر لے گئی تھی ۔ تھوڑی دیر تک تیزی سے چلتی ہوئی وہ قصر کے اس کمرے سے دور چلی گئی تھی جس میں اس کا باپ اسکی دادی اور اس کی دادی کا بھائی بیٹھے ہوئے تھے ۔ پھر ایک جگہ

وہ رکی اور یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے بڑی رازداری سے کہا۔

یرمیحا یہ نیل کی ناگن طائی اوراس کا بھائی کیرتون مصر میں بڑا بھیانک اور خوفناک کھیل کھیلنے لگے ہیں ۔انہوں نے جو میرے باپ کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ آمون دیوتا کے سارے چھوٹے بڑے پجاریوں کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا جائے تو یہ ایک ہولناک فیصلہ ہے ۔میں جانتی ہوں میرا باپ ان دنوں پوریطرح اپنی ماں اور ماموں کے قبضے میں ہے اسی بناء پر میں اسکے کسی فیصلے کے خلاف احتجاج نہیں کرتی ۔اگر میں ایسا کرتی ہوں تو مجھے شک ہے کہ میرا باپ اپنی ماں اور ماموں کے کہنے پر میرے خلاف بھی حرکت میں آسکتا ہے ۔جو گفتگو طائی اور کیرتون نے میرے باپ سے کی ہے یرمیحا وہ تم نے بھی سن لی ہے ۔یرمیحا میرے ساتھ رہتے ہوئے تمہیں چند دن ہوگئے ہیں اس دوران تم نے یہ بھی اندازہ لگا لیا ہے کہ میں اپنے باپ کے برخلاف آمون دیوتا کی پیروکار ہوں ۔اس لیے میں کسی بھی صورت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ آمون دیوتا کے چھوٹے اور بڑے پجاریوں کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا جائے ۔

یرمیحا جیسا کہ فیصلہ ہو چکا ہے مجھے اور تمہیں کل یہاں سے لشکر کے ساتھ نئے آباد ہونے والے شہر کی طرف کوچ کر جانا ہے ۔یہ لشکر جو میری حفاظت کے لیے نئے تعمیر ہونے والے اختاتون نام کے شہر کی طرف جائے گا اس لشکر کا کماندار میرا چچا زاد بھائی مخیدوں ہو گا ۔ تم جانتے ہو مخیدون بھی آمون دیوتا کا پیروکار ہے اور آمون دیوتا کے چھوٹے بڑے پجاریوں کے ساتھ اس کے روابط رہتے ہیں ۔آؤ دونوں مخیدون کے پاس چلتے ہیں اس وقت وہ مستقر میں ہو گا اس کو جا کر یہ بری خبر سناتے ہیں تاکہ وہ اپنے راز دار قاصدوں کے ذریعے آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون تک یہ خبر پہنچا دے ۔ زرمون تک اگر یہ خبر پہنچ گئی تو وہ فی الفور تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے آموں دیوتا کے سارے مندروں کے پجاریوں کو اس خبر سے آگاہ کر دے گا لہذا ہر کوئی اپنی جان بچانے کی خاطر گرفتاری سے پہلے ہی روپوش ہو جائے گا ۔کیا تم میرے اس اقدام سے اتفاق کرتے ہو ۔

عدسیہ کے اس استفسار پر یرمیحا نے تھوڑی دیر خاموش رہتے ہوئے کچھ سوچا ۔ پھر اس نے عدسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

عدسیہ جو کچھ تم نے کہا ہے یہ درست ہے میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں ۔ اگر تم نے ایسا کرنا ہے تو یہاں کھڑے ہو کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے ۔ ہمیں فی الفور مستقر کی طرف جانا چاہیے ۔ پھر یرمیحا کو کوئی جواب دیئے بغیر عدسیہ بڑی تیزی سے ایک طرف بھاگ کھڑی ہوئی ۔ یرمیحا اس کے ساتھ تھا ۔

OOO

یرمیحا اور عدسیہ دونوں بڑی تیزی سے مستقر میں داخل ہوئے تھے ۔ پھر ایک کمرے کے سامنے عدسیہ رک گئی دروازے پر دستک دی شاید مستقر میں وہ کمرہ مخیدون کے لیے مختص تھا ۔ تھوڑی دیر بعد جب کمرے کا دروازہ کھلا تو مخیدون سامنے تھا کمرے میں داخل ہونے کے بعد عدسیہ نے کمرے کا جائزہ لیا ۔ وہاں مخیدون کے علاوہ اور کوئی نہ تھا ۔ عدسیہ کے پیچھے پیچھے یرمیحا بھی کمرے میں داخل ہوا ان دونوں کی حالت دیکھتے ہوئے مخیدون کسی قدر شک و شبہ میں مبتلا ہو گیا تھا ۔ لہذا اس نے دروازہ اندر سے بند کیا اتنی دیر تک عدسیہ اور یرمیحا دونوں کمرے کی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے ۔ مخیدون ان کے سامنے بیٹھا پھر بڑے غور سے اس نے عدسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

میری بہن ۔ تم مجھے بدحواس اور گھبرائی ہوئی سی لگتی ہو ۔ یرمیحا کی حالت بھی تم سے مختلف نہیں ہے ۔ تمہارا اس وقت اچانک میرے پاس آنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کوئی غیر معمولی واقعہ ہوا ہے ۔ جواب میں عدسیہ فوراً بول پڑی ۔

مخیدون میں تمہارے پاس اچھی نہیں ایک انتہائی بری خبر لے کر آئی ہوں ۔ دیکھ تھوڑی دیر پہلے میرے باپ نے مجھے اور یرمیحا کو بلایا تھا اور میرے لیے میرے باپ نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ میں کل تھبیس اور ممفس کے درمیان نئے تعمیر ہونے والے شہر کی طرف کوچ کر جاؤں ۔ اور اس شہر کی تعمیر میری نگرانی میں ہو گی ایک لشکر بھی میرے ساتھ جائے گا اور میرے خیال میں اس لشکر کے کماندار تم ہو گے ۔ اس پر مخیدون جواب دیتے ہوئے کہنے لگا ۔

تمہارا اندازہ درست ہے ۔ کل میں ایک لشکر کے ساتھ یہاں سے نئے تعمیر ہونے والے شہر کی طرف جاؤں گا ۔ میں تم دونوں ہی کی طرف آنے والا تھا ۔ اور تمہیں یہ بتانے والا تھا کہ کل تم دونوں مستقر میں آجانا اور یہیں سے میرے ساتھ کوچ کرنا ۔

اب تم جو بری خبر لے کر آئی ہو وہ کہو۔

مخیدوں میرے بھائی جس وقت میں اور یرمیحا دونوں اپنے باپ سے ملاقات کرنے کے بعد باہر نکلے تب میں اور مخیدوں قصر کے اس کمرے سے باہر کھڑے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ہماری یہ گفتگو نئے تعمیر ہونے والے شہر سے متعلق تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ اس گفتگو کے دوران میں یرمیحا کے بالکل قریب کھڑی تھی۔ دراصل یرمیحا گزشتہ چند روز سے مجھے کبھی خانم۔ کبھی بانو کبھی آقازادی۔ کبھی شہزادی کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ یہ بے چارہ بڑی الجھن میں مبتلا تھا میں اس کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی تھی اسی بناء پر میں اس کے قریب ہوئی اس کو ڈھارس دی کہ وہ مجھے اس طرح کے نامناسب ناموں سے نہ پکارے میرا نام وہ جانتا ہے۔ لہذا یہ مجھے عدینہ ہی کے نام سے پکارے۔

عین اسی لمحہ نیل کی ناگن طائی اور اس کا بھائی کیرتوں وہاں آ گئے۔ ہمارے قریب آکر طائی رک گئی اس نے مجھے تو کچھ نہیں کہا لیکن وہ یرمیحا پر برس پڑی یرمیحا کو بھی اس نے برا بھلا کہا بلکہ پوری بنی اسرائیل کی اس نے ایسی تیسی کر دی۔ اور یرمیحا کو اس لیے اس نے ڈانٹا کہ وہ میرے اس قدر قریب کیوں کھڑا تھا۔ دور رہ کر بات کرے۔ مجھے طائی کے اس رویئے پر بڑا دکھ بڑا صدمہ ہوا۔ پر افسوس میرے باپ کا جھکاؤ چونکہ پوری طرح اپنی ماں اور ماموں کی طرف ہے لہذا میں طائی کے خلاف بول بھی نہ سکی اس لیے کہ اگر میں ایسا کرتی تو مخیدون میرے بھائی تم بھی جانتے ہو کہ طائی میرے خلاف بھی حرکت میں آئے گی اور میرے باپ سے کہہ کر کسی بھی وقت وہ مجھے کسی بھی معاملے میں پھنسا کر سزا بھی دلوا سکتی ہے۔

طائی جب اپنے بھائی کے ساتھ آئی تو مجھے کچھ شک ہوا میں ساتھ والے کمرے میں چلی گئی۔ میں چاہتی تھی کہ میں ان کی گفتگو سنوں۔ بس وہ اندر میرے باپ کے پاس گئے اور دونوں بہن بھائی نے یہ مشورہ دیا کہ آمون دیوتا کے مندروں سے پوری دولت نہیں ملی۔ ابھی بھی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ چھپا دیا گیا ہے۔ لہذا انہوں نے میرے باپ اخناتون کو یہ مشورہ دیا کہ آمون دیوتا کے سارے چھوٹے بڑے پجاریوں کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا جائے اور ان پر اتنی سختی کی جائے کہ وہ چھپی ہوئی

الات ظاہر کرنے پر مجبور ہو جائیں۔
میں اور یر میحا تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تم ابھی اور اسی وقت آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون تک یہ خبر پہنچا دو کہ عنقریب ان کی گرفتاری کا وقت آنے والا ہے۔ زرمون کو جب یہ خبر پہنچ جائے گی تب وہ خود بھی روپوش ہو جائے گا۔ اور تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے اپنے سارے پجاریوں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دے دے گا۔ اس طرح آمون دیوتا کے پجاری تباہ و برباد ہونے سے بچ جائیں گے۔
عدسینہ کے اس انکشاف پر مخیدون بے چارہ الجھن اور پریشانی کا شکار ہو کر رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر وہ کچھ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے عدسینہ کی طرف دیکھا۔
تم یر میحا کے ساتھ یہاں رکو گی یا واپس جاؤ گی۔ میں ابھی اور اسی وقت زرمون کی طرف جا رہا ہوں اس تک یہ خبر میں خود پہنچاؤں گا۔ اور اس سے کہوں گا کہ وہ اپنے سارے پجاریوں کو اس سے مطلع کر دے۔ اس پر عدسینہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی میں اور یر میحا اب جائیں گے تم یہ خبر زرموں تک پہنچاؤ۔ اس کے ساتھ ہی عدسینہ یر میحا کے ساتھ مستقر سے نکل کر اپنی قیام گاہ کی طرف جا رہی تھی۔ جبکہ مخیدون یہ بری خبر سنانے کے لیے بڑی تیزی سے آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کا رخ کر رہا تھا۔

اگلے روز یرمیحا ۔ مخیدون اور شہزادی عدینہ ایک لشکر کے ساتھ مصر کے مرکزی شہر تھبیس اور مصر کے پرانے اور قدیم مرکزی شہر ممفس کے درمیان اس جگہ پہنچے جہاں نیا شہر تعمیر ہونا تھا ۔ لشکر کے ساتھ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو شہر کی تعمیر کے لیے جو راج ۔ کاریگر نقاش اور سنگتراش جمع کیۓ گۓ تھے ۔ انہوں نے والہانہ انداز میں ان کا خیر مقدم کیا ۔ بنی اسرائیل کے وہ نوجوان جن سے شہر کی تعمیر کے لیے وہاں جبر کام لیا جانا تا ۔ انہوں نے بھی بڑے کھلے دل سے انکا استقبال کیا تھا ۔ جس وقت اسرائیل کے لوگ مخیدون ۔ عدینہ اور یرمیحا کے قریب آۓ تو یرمیحا کو شہزادی عد اور مخیدون کے ساتھ دیکھتے ہوۓ بنی اسرائیل کے لوگ کسی قدر خوش اور مطمئن ہوۓ تھے ۔ شاید وہ یرمیحا کو پہلے سے جانتے تھے ۔ اس موقع پر مخیدون کی طرف دیکھ ہوۓ شہزادی عدینہ نے کہنا شروع کیا ۔

مخیدون تم جانتے ہو اس سے قبل مصر کی سرزمین میں جہاں کہیں بھی تعمیر کا ک ہوتا رہا وہ جبری مشقت کے طور پر بنی اسرائیل کے جوانوں سے کرایا جاتا رہا اور ا کے لیے انہیں کوئی معاوضہ کوئی اجرت نہ دی جاتی تھی ۔ اس طرح بنی اسرائیل نوجوان بے چارے غلاموں کی طرح کام کرتے تھے ۔ جہاں کہیں بھی انہیں کام کر کے لیے لے جایا جاتا تھا انہیں صرف کھانا اور ضروریات کی کچھ اشیاء مہیا کی جاتی تھیں معاوضہ اجرت کچھ نہیں دیا جاتا تھا ۔

میرے عزیز یہ انکشاف تمہارے لیے یقیناً حیرت انگیز ہو گا کہ تمہارے ساتھ اس طرف روانگی سے پہلے ایک بار پھر میں اپنے باپ اخناتون سے ملی تھی اور میں نے اسے اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ بنی اسرائیل کے وہ نوجوان جو اس شہر کی تعمیر میں حصہ لیں گے انہیں تھوڑا بہت معاوضہ ضرور ملے گا۔ پہلے تو میرے باپ نے انکار کر دیا جب میں نے دلائل سے کام لیا تو پھر میری بات ماننے پر وہ تیار ہو گئے۔ میں نے انسے یہ کہا کہ اگر تھوڑا بہت معاوضہ بنی اسرائیل کے ان لوگوں کو دیا جائے تو وہ کام میں زیادہ دلچسپی لیں گے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کریں گے۔ وہاں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے کسی قسم کی سرکشی اور بغاوت ان کے ذہن میں نہیں آئیں گی۔ اس کے علاوہ اپنے باپ کے ذہن میں میں نے یہ بھی بات ڈالی کہ اگر ہم اسی طرح بنی اسرائیل کے لوگوں سے بغیر معاوضے کے غلاموں کی طرح کام لیتے رہے تو آہستہ آہستہ ان کے دلوں میں ہمارے لیے نفرت پھیل جائے گی۔ اور ایک نہ ایک روز یہ نفرت آتش فشاں اور کھولتا ہوا لاوہ بن کر پھٹ پڑے گی پھر اس لاوے اور اس آتش فشاں کو کوئی روک نہ سکے گا۔

جب تک عدنیہ بولتی رہی مخیدون خاموشی سے سنتا رہا۔ تاہم اس دوران وہ تھوڑی دیر کے لیے مسکراتے ہوئے یرمیحا کی طرف ضرور دیکھ لیتا تھا۔ جب شہزادی عدنیہ خاموش ہوئی تب مخیدوں نے کہنا شروع کیا۔

عدنیہ جو گفتگو تو نے اپنے باپ سے کی وہ یقیناً قابل تعریف ہے اور جو تو نے بنی اسرائیل کے لوگوں کے لیے اجرت دینے کی بات منوائی ہے۔ یہ بھی قابل توصیف ہے پر عدنیہ میری بہن برا مت ماننا میرا دل کہتا ہے کہ یہ تجویز تمہاری نہیں کسی اور کی ہے ساتھ ہی تیز نگاہوں سے اس موقع پر مخیدوں نے یرمیحا کی طرف دیکھا تھا۔ اس کی تیز نگاہوں کا تعاقب عدنیہ نے بھی کیا تھا اور عدنیہ کے لبوں پر بھی اس موقع پر بڑی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ تاہم وہ چپ ہی رہی اور اپنی مسکراہٹ کو دبانے کی کوشش کرتی رہی۔ مخیدون ایک بار پھر بول پڑا۔

اگر میں جھوٹ نہیں کہہ رہا تو یہ تجویز یقیناً یرمیحا کی ہے اور اس تجویز کو میں بھی پسند کرتا ہوں۔ سچ کہنا میری بہن۔ جھوٹ نہیں کہنا۔ کیا یہ تمہاری تجویز ہے یا یرمیحا کی

اس پر عدینہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا بڑی مانوسیت کی ایک نگاہ اسنے اپنے پہلو میں کھڑے یرمیحا پر ڈالی اس کے بعد وہ بول پڑی ۔

مخیدون تمہارا اندازہ درست ہے ۔ یہ تجویز یرمیحا نے ہی مجھے پیش کی تھی میں نے یرمیحا کی اس تجویز کو پسند کیا تھا ۔ لہذا اس تجویز کے متعلق میں نے اپنے باپ سے بات کی اور میں اس سے بھی اپنی بات منوانے میں کامیاب ہو گئی ۔ اب بنی اسرائیل کے ان جوانوں کو اس شہر کی تعمیر کے سلسلے میں جب معاوضہ ملے گا تو میں سمجھتی ہوں یہ ہمارے ساتھ بڑی خوشی اور بڑی اطمینان سے یہاں کام کرتے رہیں گے ۔

جس وقت عدینہ مخیدوں اور یرمیحا باہم گفتگو کر رہے تھے اس وقت بنی اسرائیل کے ہزاروں جوان جن میں کچھ ڈھلی ہوئی عمر کے لوگ بھی شامل تھے ان کے سامنے کھڑے بڑے اشتیاق سے انہیں دیکھے جا رہے تھے ۔ پھر اس موقع پر عدینہ نے اپنے پہلو میں کھڑے یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا یہ جو بنی اسرائیل کے انگنت لوگ تمہارے سامنے کھڑے ہیں میرا دل کہتا ہے ان میں سے بہت سے لوگ تمہارے جاننے والے بھی ہوں گے ۔ جواب میں جب یرمیحا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی تو عدینہ پھر بول پڑی ۔

یرمیحا اس موقع پر میں یا مخیدون کوئی بھی بنی اسرائیل کے ان لوگوں کو مخاطب نہیں کرے گا ۔ تم چند قدم آگے بڑھو ۔ بنی اسرائیل کے لوگوں کو خود مخاطب کرو ان پر انکشاف کرو کہ ان سے غلاموں کی طرح کام نہیں لیا جائے گا ۔ ان کی عزت نفس کا خیال کیا جائے گا ۔ ان سے یہ بھی کہو کہ انہیں معقول معاوضے کے علاوہ ان خوراک کا مفت اور بہترین اہتمام کیا جائے گا ۔ اس کے علاوہ جو لشکر ہمارے ساتھ ہے اس میں بہت سے طبیب بھی شامل ہیں کام کے دوران اگر کوئی بیمار پڑتا ہے زخمی ہوتا ہے تو اس کے بہترین علاج کا بھی بندوبست کیا جائے گا ۔ غرض یہ کہ اس کی تعمیر کے دوران جس طرح ہم اپنے لشکریوں کا خیال کریں گے ویسے ہی ان کی دیکھ بھال ان کی بھی نگہداشت ہوگی ۔

عدینہ کے ان الفاظ نے یرمیحا کو خوش کر دیا تھا ۔ ایک گہری نگاہ اسنے عدینہ پر ڈالی پھر وہ چند قدم آگے بڑھا اور وہاں جو ہزاروں کی تعداد میں بنی اسرائیل کے لوگ

کھڑے ہوئے تھے انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

اے بنی اسرائیل ۔ تملوگوں میں سے کئی لوگ میرے جاننے والے ہیں وہ جانتے ہیں میرا تعلق بنی اسرائیل سے ہے ۔ میرا نام یرمیحا ہے اوران دنوں میں شہزادی عدسیہ کا محافظ ہوں ۔ تم جانتے ہو تم لوگوں کو اس لیے یہاں لایا گیا ہے کہ یہاں ایک نیا شہر تعمیر ہو گا اس شہر کا نام اختاتون ہو گا جو لشکر ہمارے ساتھ آیا ہے یہ بھی یہیں قیام کرے گا ۔ تاکہ شہر کی تعمیر کے دوران اگر کوئی تم پر حملہ آور ہو تو تمہاری حفاظت کا سامان کیا جاسکے ۔

سنو بنی اسرائیل میں بھی جانتا ہوں اور تم بھی اس حقیقت سے باخبر ہو کہ اس سے پہلے جہاں کہیں بھی تعمیر کے سلسلے میں تم سے کام لیا جاتا رہا ہے ۔ صرف کھانا تمہیں مہیا کیا جاتا تھا ۔ تمہیں کوئی اجرت کوئی معاوضہ نہ دیا جاتا تھا ۔ پر یہاں صورتحال مختلف ہے ۔ فرعون اختاتون نے شہر کی تعمیر کرنے والے صناعوں نقاشوں ۔ کاریگروں اور تمہارے لیے بھی یہ احکامات جاری کئے ہیں کہ یہ شہر کم از کم دو سال کے اندر تعمیر ہو جانا چاہیے ۔ اس شہر کی تعمیر کے سلسلے میں جہاں صناعوں ۔ کاریگروں ۔ نقاشوں اور دیگر ہنرمندوں کو انکا معاوضہ ان کی معقول اجرت ملے گی وہاں بنی اسرائیل تم لوگوں کو بھی معقول اجرت معقول معاوضہ دیا جائے گا ۔ حالانکہ تم جانتے ہو اس سے پہلے کسی بھی بنی اسرائیلی کو اس کے کام کا معاوضہ اور اجرت نہیں ملی ۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا کو رک جانا پڑا اس لیے کہ سامنے جمع ہونے بنی اسرائیل کے لوگ بے پناہ خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مختلف انداز میں نعرے لگانے لگے تھے اور کچھ لوگ یرمیحا کے حق میں بھی بول رہے تھے ۔

اس دوران یرمیحا ہاتھ بلند کر کے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کرتا رہا ۔ جب لوگ خاموش ہوئے تو یرمیحا نے پھر کہنا شروع کیا ۔

اے بنی اسرائیل میں تمہارے لیے مزید ایک آسائش کا اعلان کرتا ہوں ۔ وہ یہ کہ جہاں اس شہر کی تعمیر کے سلسلے میں تمہیں اجرت تمہیں بہترین خوراک مہیا کی جائے گی ۔ وہاں مصر کی شہزادی عدسیہ اپنے ساتھ طبیبوں کا ایک گروہ بھی لے کر آئی ہے ۔ یہ طبیب بھی یہاں قیام کریں گے ۔ اور جب تم میں سے کوئی بیمار ہو گا یا

تعمیر کے دوران زخمی ہو گا تو اس کا علاج اسکی دیکھ بھال بھی بہترین اور اچھے انداز میں کی جائے گی ۔ اب تم سب لوگ اپنی خیمہ گاہ کی طرف جا کر آرام کرو کل صبح ہی صبح شہر کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا ۔

یرمیحا کے ان الفاظ نے بنی اسرائیل کے ان لوگوں کو خوش کر دیا تھا لہذا وہ بے پناہ خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اپنی خیمہ گاہ کی طرف چلے گئے تھے جبکہ عدنیہ یرمیحا اور مخیدون بنی اسرائیل کے سامنے جو خیمہ گاہ خالی پڑی تھی ۔ اپنے لشکر کے ساتھ اس خیمہ گاہ کی طرف چلے گئے تھے ۔ جب وہ خیمہ گاہ کے نزدیک پہنچے تو وہاں پہلے ہی خیمہ گاہ کے کچھ محافظ تھے جو خیموں کے متعلق شہزادی عدنیہ کو تفصیل بتانے لگے تھے ۔ خیمہ گاہ کے بالکل ایک طرف دریائے نیل کے کنارے شہزادی عدنیہ کے لیے ایک بہت بڑا خیمہ نصب کیا گیا تھا ۔ جس وقت خیمہ گاہ کے محافظ شہزادی عدنیہ کو اسکا خیمہ دکھا رہے تھے تو اپنے خیمے کو باہر اور اندر سے دیکھنے کے بعد عدنیہ اس خیمے سے نکلی پھر خیمہ گاہ کے محافظ جو پہلے سے وہاں موجود تھے ان میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگی ۔

شاید تم لوگوں کے علم میں پہلے سے یہ بات ہو گی کہ میرا محافظ یرمیحا بھی میرے ساتھ یہاں رہے گا ۔ لہذا میں یہ دیکھنا پسند کروں گی کہ یرمیحا کے لیے کونسا خیمہ نصب کیا گیا ہے ۔ اس پر وہ محافظ شہزادی عدنیہ کے دائیں جانب ایک خیمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا ۔

خانم ہم نے اپنی دانست میں یہ خیمہ یرمیحا کے لیے رکھا ہے ۔ ہم پہلے سے یہ امید اور توقع رکھتے تھے کہ آپ اپنے محافظ کو کہیں اپنے قریب ہی رہائش دینا پسند کریں گی ۔ اگر آپ اس کے علاوہ کوئی خیمہ پسند کرنا چاہتی ہیں تو ہم وہ بھی مختص کر سکتے ہیں ۔

جواب میں عدنیہ نے منہ سے تو کچھ نہ کیا یرمیحا کو لے کر وہ اس خیمے کی طرف بڑھی ۔ اندر اور باہر سے اس نے اس خیمے کا بھی جائزہ لیا ۔ وہ ایک انتہائی اچھا صاف ستھرا اور نیا خیمہ تھا اسے دیکھتے ہوئے عدنیہ کسی قدر مطمئن ہو گئی ۔ پھر اس نے لوگوں کو اپنے اپنے خیمے میں جا کر آرام کرنے کا حکم دیا تھا ۔ خود عدنیہ بھی اپنے خیمے میں چلی گئی ۔ جبکہ یرمیحا اور مخیدوں بھی اپنے خیموں کی طرف چلے گئے تھے ۔ جو قریب

قریب ہی تھے۔

○○○

اگلے روز نئے شہر اختاتون کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا تھا۔ مصر کی شہزادی عدینہ اور فرعون اختاتون کا بھتیجہ مخیدون چونکہ کاریگروں ۔ صناعوں اور نقش گری کا کام کرنے والوں کے اندر موجود تھے ۔ لہذا انہوں نے بڑے جوش بڑے جذبے کا اظہار کرتے ہوئے اپنے کام کی ابتدا کی تھی ۔ ادھر ایک روز پہلے چونکہ بنی اسرائیل کے کارکنوں کے سامنے بھی یرمیحا یہ اعلان کر چکا تھا ۔ کہ انہیں ان کے کام کا معقول معاوضہ بھی دیا جائے گا ۔ لہذا بنی اسرائیل کے وہ کارکن بھی شہر کی تعمیر میں بڑی سرگرمی کا مظاہرہ کرنے لگے تھے ۔

چند روز بعد شام کے وقت جب سورج غروب ہو رہا تھا ۔ یرمیحا اپنے خیمے سے نکلا اور دریائے نیل کی طرف بڑھا ابھی وہ چند قدم ہی آگے گیا کہ شہزادی عدینہ اپنے خیمے کے سامنے کھڑی تھی اسے دیکھتے ہی یرمیحا مڑا اور اس کے سامنے آن کھڑا ہوا ۔ عدینہ نے پھر اسے مخاطب کیا ۔

یرمیحا اس وقت کہاں جا رہے ہو ۔ جواب میں یرمیحا نے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں عدینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا ۔

میں ذرا دریا کی طرف نہانے جا رہا تھا ۔ اور جلد لوٹ کر آ جاؤں گا ۔ اگر تمہیں مجھ سے کوئی کام ہو تو بتا دو ۔ وہ کام نپٹانے کے بعد میں پھر نہانے چلا جاؤں گا ۔

عدینہ فی الفور کوئی جواب نہ دے سکی اپنی جگہ پر کھڑی ہو کر وہ کچھ سوچتی رہی اس کے بعد ہچکچاتے ہوئے لہجے میں اس نے یرمیحا کو مخاطب کیا ۔

یرمیحا میں تم سے ایک بات کہتی ہوں ۔ پر تو برا مت ماننا ۔ میں تیرنا نہیں جانتی میں بھی تمہارے ساتھ دریا کی طرف چلتی ہوں تم مجھے تیرنا سکھا دینا ۔ عدینہ کی اس گفتگو سے یرمیحا چونک پڑا اور کہنے لگا ۔

عدینہ یہ تمہارا مجھ سے تیراکی سیکھنا ایک بہت بڑا مسئلہ کھڑا کر دے گا ۔ میں تمہیں دریا کے اندر تیرنا سکھاؤں گا ۔ تو ظاہر ہے یہ معاملہ سارے لوگ دیکھیں گے اور یہ خبریں مرکزی شہر تھبیس تک پہنچ جائیں گی ۔ اور یہ خبر اگر تمہاری دادی طائی اور

تمہارے باپ اخناتون تک پہنچی تو یاد رکھنا وہ میرے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیں گے ہو سکتا ہے دونوں صلاح و مشورہ کر کے مجھے زندہ ہی زمین میں گاڑ دیں۔
یرمیحا کے ان الفاظ سے عدینہ کے چہرے پر عزم کی لکیریں پھیل گئیں تھیں۔ پھر اس نے انتہائی پختہ لہجے میں کہنا شروع کیا۔
سن یرمیحا۔ میرے ہوتے ہوئے کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ پر جو تم نے کہا ہے یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ مجھے سب لوگوں کے سامنے یوں تیراکی نہیں سیکھنی چاہیے۔ بہر حال تم رکو۔ میں اپنا ایک فالتو لباس لیتی ہوں اور تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ دیکھو سورج اب تقریباً غروب ہو گیا ہے تھوڑی دیر تک فضاؤں میں تاریکی پھیل جائیگی۔ تم جاتے ہی دریا میں نہانا شروع کر دینا میں کنارے پر بیٹھ کر انتظار کرتی رہونگی جب اندھیرا پھیل جائے گا تب تم مجھے تیراکی سکھانے کی ابتدا کرنا۔ اور اس طرح ہم ہر روز ایسا کیا کریں گے۔ میرے خیال میں اگر تم میری مدد کرو تو چند یوم میں تیرنا سیکھ جاؤں گی۔ اس سے بہتر پھر ہمیں موقع نہیں ملے گا۔ اس لیے کہ ان دنوں ہم نے دریائے نیل کے کنارے پڑاؤ کر رکھا ہے گو دریائے نیل تھبیس کے پاس سے بھی گزرتا ہے مگر وہاں میرے لیے تیراکی سیکھنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اس سے بہتر موقع مجھے پھر کبھی نہیں ملے گا۔
عدینہ کی اس گفتگو سے شاید یرمیحا مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
عدینہ تمہاری یہ تجویز ٹھیک ہے۔ جب فضاؤں میں تاریکی پھیل جائے گی۔ پھر میں تمہیں تیرنا سکھا دیا کروں گا۔ میرے خیال میں اس طرح تم چند ہی روز میں تیرنا سیکھ جاؤ گی۔ میں یہیں کھڑا ہوتا ہوں تم اپنا فالتو لباس لے کر آؤ۔ یرمیحا کا جواب سن کر عدینہ خوش ہو گئی تھی۔ پھر وہ ہرنی کی طرح بھاگتی ہوئی اپنے خیمے میں داخل ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکلی اس کے پاس ایک فالتو لباس تھا پھر دونوں دریائے نیل کی طرف بڑھے تھے۔
دریا کے کنارے جا کر یرمیحا بیٹھ گیا۔ عدینہ اسکے پاس کھڑی رہی۔ اس موقع پر دریا کی طرف دیکھتے ہوئے یرمیحا نے پھر کہنا شروع کیا۔

عدنیہ دریا کے کنارے تھوڑی دیر بیٹھتے ہیں ۔ میں بھی ابھی نہیں نہاتا ۔ جب تاریکی پھیل جائے گی پھر میں تمہیں تیرنا سکھانے کی ابتدا کر دوں گا ۔ ساتھ ہی ساتھ میں نہا بھی لوں گا ۔ عدنیہ نے شاید اس تجویز کو پسند کیا تھا ۔ وہ بھی دریا کے کنارے بیٹھ گئی تھی ۔ تھوڑی دیر تک دونوں تیزی سے بہتے دریائے نیل کو دیکھتے رہے ۔ پھر عدنیہ نے گفتگو کا آغاز کیا ۔ وہ یرمیحا کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی ۔

یہ دریائے نیل بھی عجیب و غریب ہے ۔ یہ یوگنڈا کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے اور افریقہ کے لق و دق صحرائے اعظم میں ایک آبی لکیر بناتا ہوا بحیرہ روم میں جا گرتا ہے مصری سرحد میں داخل ہونے پر دریائے نیل پانچ سو میل تک اونچے پہاڑوں کے درمیانسے گزرتا ہے اور اس علاقے میں دریا کا پاٹ دس بارہ میل سے بھی چوڑا ہو جاتا ہے ۔

لہذا وہاں کے باشندے اسی تنگ وادی میں رہنے پر مجبور ہیں ۔ البتہ دریا جس وقت ممفس کے پاس پہنچتا ہے تو پہاڑیاں دور ہٹ جاتی ہیں ۔ اور وادی بہت کشادہ ہو جاتی ہے ۔ آگے بڑھ کر دریا کی کئی شاخیں بن جاتی ہیں ۔ اور دریا کا پانی ان شاخوں میں بٹ کر چار سو میل لمبے اور طویل ڈیلٹا کو سیراب کرتا ہے ۔ ڈیلٹا کا علاقہ دراصل اس مٹی سے بنا ہے جو دریائے نیل اپنے ساتھ بہا کر لاتا ہے ۔

اس مٹی کا رنگ سیاہ ہے اور وہ جنوبی خطے کی نسبت زیادہ زرخیز ہے ۔ جب تک مصر میں متحدہ بادشاہت قائم نہیں ہوئی تھی ۔ جنوبی اور شمالی بادشاہتیں اسی ڈیلٹا کی خاطر اکثر آمادہ جنگ رہتی تھیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد عدنیہ لمحہ بھر کے لیے رکی ۔ پھر ایک بھرپور نگاہ اس نے اپنے قریب بیٹھے یرمیحا پر ڈالی اس کے بعد وہ دوبارہ کہہ رہی تھی ۔

دریائے نیل دجلہ و فرات کے برعکس بڑا شائستہ اور قابل اعتبار نرم رو دریا ہے اگست کے مہینے میں جب وسطی افریقہ کے پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے تو دریا آہستہ آہستہ چڑھنے لگتا ہے بارش کا یہ پانی یکم ستمبر کو اسوان پہنچتا ہے اور یکم اکتوبر کے قریب ممفس جا پہنچتا ہے ۔ اور کیا مجال جو ان معمولات میں کوئی فرق آ جائے ۔

اور اگر فرق آ جائے تو ملک میں قحط پڑ جاتا ہے ۔ ایسا ہی قحط جیسا چرواہے

بادشاہوں کے دور میں بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت یوسف کے دور میں پڑھا تھا۔
سن یرمیحا یہ دریا بھی بڑا عجیب بڑا عزیب ہے۔ سیلاب آتا ہے تو دریائے نیل
ساحلی زمین میلوں تک پانی سے ڈھک جاتی ہے۔ دو تین مہینے کے بعد جب دریا ا
ہے تو اپنے پیچھے مٹی کی نہایت زرخیز ایک تہہ چھوڑ جاتا ہے۔ اور یہ مٹی کی
کاشتکاروں کو سونے کی مانند عزیز ہے۔

مصر کا چونکہ سارا دارومدار اسی دریائے نیل پر ہے لہذا مصر کا بیشتر علاقہ بے آ
و گیاہ ہے چنانچہ مصر کی ننانوے فیصد آبادی دریائے نیل ہی کے کنارے آباد ہے م
کے لوگ اس دریا کی فیض رسانیوں کا جتنا بھی احسان مانیں کم ہے۔ مصر کے لوگ
اسی دریا ہی کے باعث آباد اور شاد ہیں۔

سن یرمیحا۔ دریائے نیل کی پابندی اور فوائد کی بدولت انسان کو تقویم سازی
ہنر ہاتھ آیا تھا۔ اور برسوں پہلے مصر کے نجومیوں نے دریائے نیل کی اس حالت
سامنے رکھتے ہوئے معلوم کیا کہ ستارہ شعرائی یمانی ہر سال طلوع آفتاب سے پہلے ٹھیک
اسی دن افق پر نمودار ہوتا ہے جس دن سیلاب شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے سا
کو تین سو پینسٹھ دنوں تیس تیس دنوں کے بارہ مہینوں میں تقسیم کیا۔ پانچ روز
بچ گئے ان کو جشن نوروز کے لیے مخصوص کر دیا۔

یوں ستارہ شعرائی یمانی کو انہوں نے افزائش و محبت کی دیوی اذیس سے او
دریائے نیل کے پانی کو اذیس کے مقتول شوہر ازریس کے لہو اور سیلاب کو اذیس ک
آنسوؤں سے تعبیر کیا۔ یہ اذیس اور ازریس کون تھے مجھے کبھی موقعہ ملا تو ان کی بھ
تفصیل میں تمہیں بتاؤں گی

اس موقع پر یرمیحا نے بڑے غور اور اشیاق سے شہزادی عدینہ کی طرف دیکھ
ہوئے کہنا شروع کیا۔

عدینہ ابھی تاریکی پھیلنے میں کچھ وقت لگے گا کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو پہلے مج
اذیس اور ازریس کی داستان سنا ڈالے۔ تمہارے داستان کہنے تک اندھیرا کچھ گہرا
جائے گا۔ اس کے بعد ہم دریا میں اتریں گے پھر میں تمہیں تیرنا سکھاؤں گا۔

یرمیحا کی اس گفتگو کے جواب میں عدینہ تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی۔ اس

اپنی گردن موڑتے ہوئے بڑے غور سے یرمیحا کی طرف دیکھا پھر کہنا شروع کیا۔
یرمیحا تمہارے کہنے پر میں یہ داستان تمہیں ابھی سناتی ہوں لیکن اس کے لیے میری ایک شرط ہے۔اس پر یرمیحا نے چونک کر عدنیہ کی طرف دیکھا۔
اس سلسلے میں تمہاری کیا شرط ہے۔ سن یرمیحا میں تمہیں اس شرط پر ازیس اور ازدیس کے حالات بتاتی ہوں کہ کبھی موقع ملا تو تم مجھے بھی تفصیل کے ساتھ بتاؤ گے کہ بنی اسرائیل کی ابتدا کیسے ہوئی اور یہ کہاں سے اٹھے اور کیسے طاقت اور قوت حاصل کی کس طرح یہ مصر میں داخل ہوئے اور ان کی تعداد کیسے بڑھتے بڑھتے لاکھوں تک پہنچ گئی۔
عدنیہ کی اس گفتگو سے یرمیحا مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عدنیہ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں تفصیل کے ساتھ بتاؤں گا کہ بنی اسرائیل کہاں سے اٹھے کب انہوں نے نقل و حرکت کی۔ پہلے پہلے کہاں آباد تھے اٹھ کر کہاں جا بسے اس کے بعد مصر میں کب داخل ہوئے۔اب تم ازدیس اور ازیس کی داستان سناؤ۔اس کے بعد اتنی دیر تک تاریکی بھی ہو جائے گی۔ میں نہا بھی لوں گا اور تمہارے تیرنے کی ابتدا بھی کرا دوں گا۔
عدنیہ نے یرمیحا کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر اس نے کچھ سوچا اس کے بعد وہ کہہ رہی تھی۔
یرمیحا کہتے ہیں نوت نام کی ایک عورت سورج دیوتا راع کی بیوی تھی۔ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ دیوی نوت کی زمین کے دیوتا گیب سے ناجائز تعلقات کے نتیجے میں پہلے اس کے یہاں ازدیس پھر حوریس اس کے بعد ساتب پھر ازیس اور آخر میں نفتیش پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر ساتت نے اپنی بہن نفتیش سے شادی کر لی۔ جبکہ ازدیس نے اپنی بہن ازیس سے بیاہ رچالیا تھا۔
کہتے ہیں جس وقت ازدیس کو مصر کی بادشاہت سونپی گئی اس وقت مصر کے باشندے بالکل جنگلی۔ وحشی اور آدم خور تھے۔ لیکن ازدیس نے گیہوں اور جو کے جنگلی دانے تلاش کر کے اہل مصر کو کاشتکاری کا فن سکھایا۔ تب ان لوگوں نے آدم خوری ترک کر دی اور اناج پیدا کرنے لگے۔

اذریس نے انہیں درختوں کے پھل کھانا اور انگور کی شراب بنانا سکھایا اذریس کی آرزو تھی کہ دنیا کے سب لوگ تہذیب کی ان برکتوں سے واقف ہوں لہذا اس نے اپنی بہن اور بیوی اذیس کو مصر کے تخت پر بٹھایا اور خود دنیا کے سفر پر روانہ ہو گیا۔

کہنے والوں کا کہنا ہے کہ جب وہ اس طویل سفر سے وطن واپس آیا تو اہل مصر نے اس کا شاندار خیر مقدم کیا اور اسے دیوتا کا لقب دیا لیکن اس کے بھائی ساتت اس کے خلاف سازش کی۔

وہ اس طرح کہ اس نے کسی طرح اذریس کے بدن کی ناپ حاصل کی اور اس کے مطابق ایک نہایت حسین خوبصورت تابوت بنایا۔

ایک روز جبکہ شراب کا دور چل رہا تھا۔ سب لوگ مدہوش ہو رہے تھے۔ تو ساتت نے ہنس کر کہا کہ یہ تابوت میں اس کو دوں گا جس کو یہ پورا ہو گا اس پر سب لوگ باری باری اس تابوت میں اترے مگر کسی کو تابوت پورا نہ آیا۔ سب سے آخر میں اذریس تابوت میں لیٹا۔ سازشی اسی کے منتظر تھے انہوں نے دوڑ کر تابوت کا ڈھکنا بند کر دیا اس پر پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا۔ اور تابوت کو دریائے نیل میں بہا دیا۔

جب اذریس کی بیوی اور بہن اذیس کو اس ہولناک حادثے کی خبر ہوئی تو اسے بڑا دکھ بڑا افسوس ہوا۔ ماتم کرنے لگی رونے پیٹنے لگی۔ اپنی زلفیں اس نے کاٹ ڈالیں پھر ماتمی لباس پہنا اور اپنے شوہر اذریس کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔

کہتے ہیں ادھر اذریس کا تابوت بہتے بہتے بحیرہ روم میں پہنچا اور بحیرہ روم کی موجیں اس فونیقوں کے شہر ببلیوس کے ساحل پر لے آئیں۔ اور جس جگہ وہ آکر رکا وہاں دفعتاً ایک درخت اگ آیا اور اس تابوت کو اپنے تنے میں چھپا لیا۔

جب ببلیوس کے بادشاہ ملکاندر نے اس درخت کو دیکھا تو اسے یہ درخت پسند آیا اس نے اسے کٹوا کر اس کے تنے کو اپنے محل میں لگوا لیا۔

اذیس بھی کسی نہ کسی طرح تلاش کرتی ہوئی ببلیوس شہر پہنچ گئی اسے خبر ہوئی کہ اس کے شوہر کا تابوت جو ایک تنے میں بند ہو گیا تھا۔ ببلیوس کے شاہی محل میں پہنچ چکا ہے۔

یہ خبر ہونے کے بعد اذیس نے ایک اجنبی عورت کا بھیس بدلا ببلیوس پہنچ

وہاں شاہی کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئی اور زارو قطار رونے لگی۔

جب شاہی محل کی عورتیں لونڈیاں اور بادشا ملکاندر کی عزیز و اقارب اس شاہی کنوئیں پر آتیں تو اذیس نے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے یہ کام شروع کیا کہ اس نے ان کی زلفیں سنوارنی شروع کیں اور اپنے مقدس جسم کی خوشبو سے ان کے بالوں کو مہکانا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ تک اس نے یہ رویہ جاری رکھا یہاں تک کہ اس کے اس کام کی خبریں ببلیوس کے بادشاہ ملکاندر کی ملکہ تک جا پہنچیں۔ تب ملکہ نے اذیس کو طلب کر لیا۔ جب اذیس ببلیوس کی ملکہ کے سامنے پیش ہوئی تب ملکہ نے اسے بڑا پسند کیا۔ اور اسے اپنے بیٹے کی آیا مقرر کیا۔

کہتے ہیں اذیس نے شہزادے کو اپنی چھاتی سے دودھ نہیں پلایا بلکہ وہ اپنی انگلیاں بچے کو چوسا دیتی تھی اور وہ آسودہ ہو جاتا تھا ایک دن ملکہ نے بچے کو اذیس کی انگلیاں چوستے ہوئے دیکھ لیا۔ تب ملکہ کو یقین ہو گیا کہ اذیس ضرور مافوق الفطرت قوتوں کی مالک ہے۔ اور پھر جب اس نے اذیس سے اس کی حقیقت کے لیے استفسار کیا تب اذیس نے ملکہ سے اپنا سارا ماجرا بیان کر دیا۔ اور درخواست کی کہ لکڑی کا وہ کھمبا جو محل میں لگا ہوا ہے اسے دیدیا جائے اس لیے کہ اس کے اندر اس کے شوہر ازریس کی لاش پوشیدہ ہے۔

یہ خبر جب بادشاہ تک پہنچی تو بادشاہ نے وہ کھمبا اذیس کے حوالے کر دیا۔ اذیس نے اندر سے اپنے شوہر ازریس کا تابوت نکالا۔ تابوت کو کشتی میں رکھ کر مصر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مصر پہنچ کر اس نے کشتی کو بوتو کے مقام پر پہنچ کر دریائے نیل کے کنارے چھوڑا اور خود اپنے بیٹے حوریس کو دیکھنے چلی گئی۔ بد قسمتی سے اسی دوران ساتت کا گزر ادھر سے ہوا چاندنی رات میں اس نے تابوت کو پہچان لیا۔

اس نے وہ تابوت اور اس کے اندر بند ازریس کی لاش کو اپنے لیے خطرہ سمجھا لہذا اس نے تابوت کو کھولا اپنے بھائی ازریس کی لاش کے اس نے چودہ ٹکڑے کئے اور ان ٹکڑوں کو دور دور پھینک دیا۔

اذیس جب واپس آئی اور لاش کو نہ پایا تو اس نے سورج دیوتا راع سے فریاد کی

کہتے ہیں راع دیوتا نے اس کی فریاد سن لی اور اذیس اپنے شوہر کے ٹکڑونکو جمع کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

جب سب ٹکڑے جمع ہو گئے تب اپنے شوہر کی لاش پر اذیس بین کرنے لگی۔ کہتے ہیں راع دیوتا کو اس پر رحم آیا اور اس نے اس کی خاطر اذریس کو زندہ تو کر دیا مگر اسے پاتال کی بادشاہت عطا کر دی۔جہاں وہ مردوں کے اعمال کو میزان میں تولتا ہے

اتنا کہنے کے بعد شہزادی عدسیہ نے دوبارہ یرمیحا کی طرف دیکھا۔

یرمیحا یہ ہے اذریس اور اذیس کی داستان جو میں نے تمہیں سنا ڈالی ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تم اس داستان پر یقین نہیں کرو گے۔اس لیے کہ نہ تم دیوی دیوتاؤں کو ماننے والے ہو نہ بتوں کی پوجا پاٹ اور پرستش کرنے والے ہو۔جیسا کہ تم مجھے خود بھی بتا چکے ہو کہ تم ایک خدا کی بندگی اور عبادت کرنے والے ہو۔ میں نہیں جانتی اس خدا کی کیا حقیقت ہے اس کے کیا احکامات ہیں۔

عدسیہ یہیں تک کہنے پائی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے یرمیحا بول پڑا۔

سن عدسیہ کسی روز وقت نکال کر جہاں میں تمہیں بنی اسرائیل کی ابتدا اور عروج کی داستان سناؤں گا وہاں تمہیں میں اپنے اس خدا اپنے اس رب کی کسی قدر حقیقت سے بھی آگاہ کروں گا۔جس پر میں ایمان رکھتا ہوں اور جسے میں بوقت ضرورت اپنی مدد کے لیے بھی پکارتا ہوں۔دیکھ عدسیہ اب اندھیرا ہو گیا ہے آؤ دریا میں اتریں تاکہ میں تمہیں تیرنا سکھانا شروع کروں۔

عدسیہ نے یرمیحا کی اس تجویز سے اتفاق کیا اپنے فالتو کپڑے اس نے کنارے پر رکھ دیئے ان کے اوپر ایک پتھر جما دیا۔پھر وہ یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ یرمیحا میں تمہارے ساتھ دریا میں اترتی ہوں۔میرا ہاتھ پکڑ کر رکھنا میں پانی سے ڈرتی بہت ہوں۔اسی بناء پر میں تیراکی سیکھنا چاہتی ہوں کہ اگر مجھے کبھی ضرورت پڑ جائے تو میں کم از کم تیر کر اپنی جان تو بچا سکوں۔میرا ہاتھ مت چھوڑنا ورنہ یاد رکھنا میں چیخ و پکار شروع کر دوں گی۔

یرمیحا نے مسکراتے ہوئے عدسیہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا۔پھر وہ عدسیہ

کو پانی کی اس جگہ لے گیا جہاں دریا کا پانی کمر کمر تھا اس پر عدینہ سسکیاں لیتے ہوئے کہنے لگی۔

یرمیحا میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑنا اس لیے کہ میں دیکھتی ہوں یہاں پانی کی روانی کنارے کی نسبت کچھ تیز ہے۔یرمیحا نے عدینہ کو پانی کے بہاؤ کے سامنے رکھا پھر اس کے سامنے آڑھ کے طور پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا عدینہ میں تمہارے سامنے ہوں۔ میں تمہیں پانی کے بہاؤ کے سامنے بہہ نہیں جانے دوں گا آخر کو میں تمہارا محافظ ہوں۔ میں تمہاری حفاظت کروں گا۔اب میں تیرنے کی ابتدا کرتا ہوں میں تمہارا ہاتھ چھونے لگا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ تم چیخنا چلانا شروع کر دو۔ خیمہ گاہ کے لوگ سب جمع ہو کر ہمارا تماشہ دیکھیں۔ میں تمہارا ہاتھ چھوڑ کر اپنے دونوں ہاتھ تمہارے سامنے پھیلاتا ہوں۔ تم میرے دونوں ہاتھوں پرلیٹ کر اپنے ہاتھ اور پاؤں پانی کے اندر زور زور سے پیچھے ہلانا یعنی تم پانی کو اپنے ہاتھوں اور پیروں سے پیچھے پھینکنا جب تم ہاتھوں اور پیروں سے پانی کو پیچھے پھینکو گی تو اسکا ردعمل یہ ہو گا کہ تم آگے بڑھو گی۔اس طرح میرے خیال میں تم جلد تیرنا سیکھ جاؤ گی۔

پھر یرمیحا نے عدینہ کا ہاتھ چھوڑا۔ عدینہ پانی کے اندر یرمیحا کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑی رہی۔یرمیحا نے اپنے دونوں بازو آگے پھیلائے یرمیحا کی پہلے سے بتائی ہوئی تجویز کے مطابق عدینہ اسکے دونوں بازوؤں پرلیٹ گئی پھر یرمیحا کے کہنے پر وہ اپنے ہاتھ اور پاؤں پانی میں چلانے لگی تھی۔اس طرح جب ہاتھ پاؤں چلانے سے عدینہ آگے بڑھتی تو اسکے ساتھ یرمیحا بھی آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔یوں پانی کے اندر یرمیحا عدینہ کو تیرنے کی مشق کرانے لگا تھا۔

کچھ دیر تک یرمیحا عدینہ کو تیرنے کی یہ مشق کراتا رہا۔ پھر عدینہ رک گئی اور عجیب سی بے بسی میں وہ یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یرمیحا اب بس کرتے ہیں۔میں اب تھک گئی ہوں۔ مجھے تم کنارے پر لے چلو کنارے کی چٹانوں میں جا کر میں دوسرا لباس پہنتی ہوں۔اتنی دیر تک تم نہا لو۔

یرمیحا عدینہ کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے کنارے پر لے گیا۔عدینہ کنارے پر چڑھی اس نے وہاں رکھا ہوا ایسا نباس اٹھایا پھر وہ ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گئی

تھی ۔ اس کے جانے کے بعد یرمیحا دریائے نیل کے اندر تیزی سے تیرتے ہوئے نہانے لگا تھا ۔

تھوڑی ہی دیر بعد عدنیہ چٹان کی اوٹ سے نکلی وہ اپنا لباس تبدیل کر چکی تھی ۔ جس لباس میں وہ نہائی تھی اسے دریا میں دھو کر اس نے نچوڑا اور ایک چٹان پر رکھ دیا تھا ۔ پھر اس نے دھیمی سی آواز میں یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا تم ابھی نہاؤ میں تھوڑی دیر تک آ رہی ہوں اس کے ساتھ ہی عدنیہ مڑی پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنے خیمے کی طرف جا رہی تھی ۔

بھیگا ہوا لباس اس نے اپنے خیمے میں پھیلا دیا تھا ۔ پھر وہ بڑی تیزی سے اپنے خیمے سے نکل کر یرمیحا کے خیمے میں داخل ہوئی وہاں سے اس نے یرمیحا کا ایک لباس اٹھایا دوبارہ کنارے پر آئی اور یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگی یرمیحا اگر تم نہا چکے ہو تو کنارے پر آ جاؤ میں تمہارے خیمے میں جا کر تمہارے لیے تمہارا ایک لباس لے آئی ہوں جن چٹانوں کی اوٹ میں میں نے کپڑے تبدیل کیئے ہیں ۔ انہی چٹانوں کی اوٹ میں جا کر تم اپنا لباس تبدیل کر لو ۔ آؤ پھر چلتے ہیں ۔

دریائے نیل میں تیرتے ہوئے یرمیحا کنارے کے قریب آیا ۔ پھر وہ عدنیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

عدنیہ تم نے میرا لباس لانے کی زحمت کیوں کی ۔ جواب میں عدنیہ جھٹ سے بول پڑی ۔

تم اپنا فالتو لباس کیوں نہیں لے کر آئے تھے ۔ کیا تم ان بھیگے اور نچڑتے ہوئے کپڑوں میں ہی خیمے میں جاتے ۔ یرمیحا پہلے کنارے پر آیا اور جواب میں عدنیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

عدنیہ اگر تم میرے ساتھ تیراکی سیکھنے کی ابتدا کرنے کے لیے نہ آتیں تو میں یہاں اکیلا جب تاریکی ہو جاتی تو کپڑے اتار کر دریا میں نہا لیتا اور پھر وہی کپڑے پہن کر خیمے میں چلا جاتا ۔ یہ تو تمہارے آنے کی وجہ سے میں کپڑوں میں ہی نہا لیا ۔ پھر اس نے مزید کچھ کہے بغیر عدنیہ سے کپڑے لیے اور چٹان کی اوٹ میں گیا ۔ لباس اس نے کہنے لگا آؤ اب چلیں ۔ عدنیہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لی تھی ۔

دونوں ابھی خیمہ گاہ کے قریب ہی پہنچے تھے کہ سامنے کی طرف سے مخیدون آتا دکھائی دیا ۔ جب وہ ان کے قریب آیا تو وہ دونوں رک گئے ۔ پھر مخیدون نے ان دونوں کو کسی قدر فکر مندی میں مخاطب کیا۔

میں تم دونوں کے متعلق بڑا فکر مند ہو گیا تھا۔ میں اس سے پہلے دو دفعہ تم دونوں کے خیموں میں آچکا ہوں لیکن تم دونوں ہی اپنے خیموں میں نہیں تھے ۔ میں فکر مند تھا کہ تم دونوں کہاں چلے گئے ہو ۔

مخیدون کے اس سوال پر عدینہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے بھائی تم جانتے ہو میں تیرنا نہیں جانتی ۔ سورج غروب ہونے کے وقت یرمیحا اپنے خیمے سے دریائے نیل میں نہانے کے لیے نکلا تب میں نے اس سے کہا کہ ہمارا پڑاؤ چونکہ ان دنوں دریائے نیل کے کنارے ہے جہاں کسی کا آنا جانا بھی نہیں لہٰذا تم مجھے دریائے نیل میں تیرنا سکھا دو ۔ اسطرح میں اور یرمیحا تھوڑی دیر تک دریائے نیل میں رہے اور اس نے مجھے تیرنا سکھانا شروع کر دیا ہے ۔ جس طرح اس نے مجھے تیرنے کا فن سکھانا شروع کیا ہے اس کے مطابق مجھے امید ہے کہ میں چار پانچ روز تک خوب تیرنا سیکھ جاؤں گی ۔ مخیدون میرے بھائی تمہیں ہم دونوں کے متعلق فکر مند نہیں ہونا چاہیے ۔ بے فکر رہو ہم کہیں بھاگ نہیں جائیں گے ۔

عدینہ کے ان الفاظ پر عدینہ نے ہی نہیں یرمیحا اور مخیدون نے بھی قہقہہ لگایا تھا پھر مخیدون ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔ تم دونوں میرے ساتھ آؤ میں ایک انتہائی اہم مسئلے پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں ۔ اس پر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے یرمیحا اور عدینہ اسکے ساتھ ہو لیے تھے ۔

وہ عدینہ کے خیمے میں داخل ہوئے خیمے کے کئی حصے تھے ۔ وسطی حصے میں وہ نشستوں پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد مخیدوں نے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

عدینہ میں تم سے اور یرمیحا سے ایک انتہائی اہم اور نازک موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں ۔ اپنے اصل موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے میں چند باتیں خصوصیت کے ساتھ یرمیحا سے کہوں گا اسکے بعد میں اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون چند لمحے رکا سوچا اس کے بعد اس نے یرمیحا کی طرف دیکھا۔

یرمیحا اس میں شک نہیں کہ تم ہمارے ساتھ عدینہ کے محافظ کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔پر میرے عزیز۔اب تمہاری حیثیت صرف محافظ کی نہیں رہی میں تمہیں اپنا بھائی خیال کرتا ہوں۔اور آج کے بعد میں تمہیں بھائی ہی کہہ کر مخاطب کروں گا۔اور میں تم سے یہ بھی امید اور توقع رکھتا ہوں کہ جو راز میرا اور میری بہن عدینہ کا ہوگا اسے تم اپنا ہی راز جان کر اس کی حفاظت اس کی پاسبانی کرو گے۔

مخیدون شاید مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ درمیان میں فوراً یرمیحا بول پڑا۔

میرے بھائی میری ذات پر کسی قسم کا شک و شبہ نہ کرنا میں تمہیں بھی اور عدینہ کو بھی اپنے بچپن سے لے کر اب تک اپنے سارے حالات تفصیل کے ساتھ بتا چکا ہوں۔تم بھی جانتے ہو۔عدینہ بھی اس سے باخبر ہے کہ یہاں آنے سے پہلے میں دکھ کے بادلوں کی دل گرفتگی۔زارو قطار روتی سیاہ تقدیر۔اور تربتوں جیسی پیاسی چپ کی طرح زندگی بسر کرتا رہا ہوں۔تم دونوں جانتے ہو میرے ماں باپ اس وقت ہی مر گئے تھے جس وقت میں چھوٹا تھا۔میں نے بڑی محنت مشقت کر کے اپنے بچپن کو جوانی کی طرف دھکیلا۔بچپن سے جوانی تک آنے میں مجھے غلامی کی زنجیروں محکومیت کی طویل قید سے گزرنا پڑا۔وہ لمحات میرے لیے ایسے تھے کہ میں زندگی سے موت کو بہتر خیال کرتا تھا۔یہاں آنے کے بعد مجھے جبر و ستم کی چٹانوں کے بوجھ۔دامان و آستین کے خون۔اور خاموشی اور بے حسی جیسی نفرت کے وفور سے نجات ملی ہے۔یہاں آنے کے بعد میرے چہرے سے اداس مٹی کی تہیں صاف ہو گئی ہیں۔یہاں آنے کے بعد میری زندگی کے افق پر روشنی کے ستارے طلوع ہوئے ہیں اور صحیح طور پر میری شخصیت کا الاؤ روشن ہوا ہے۔

مخیدون۔یہاں آنے سے پہلے جو زندگی میں نے بسر کی اب جب میں اس کا تصور کرتا ہوں تو مجھے اپنی اس زندگی سے نفرت ہونے لگی ہے۔یہاں اب میرے لیے چہار سو کو بہ کو بکھری کہکشاؤں کے اندر شہد سے میٹھی کوثر سی لذیذ امرت سے خوشگوار امیدیں ہیں۔یہاں آنے سے پہلے میں اندرائن کا کڑوا پھل تھا۔یہاں آنے کے بعد میں پکے

انگوروں سا رس دار اور میٹھا ہو کر رہ گیا ہوں ۔
آج تک میں نے تمہارے اور عدسیہ کے سامنے اس قسم کی گفتگو نہیں کی ۔
مخیدون ۔ اگر تم مجھے اپنا بھائی خیال کرتے ہو تو ذرا میرے دلی جذبات بھی سنو ۔
اگر تم اور عدسیہ کسی سلسلے میں مجھ پر اعتماد کرنے لگے ہو مجھے اپنے کسی راز کا راز دار بنانے لگے ہو تو پھر سنو ۔ یرمیحا کی گردن کٹ سکتی ہے پر تم لوگوں کا راز ہونٹوں پر نہیں آسکتا ۔ جس روز یرمیحا نے تمہارا راز فاش کرنے کی کوششکی اس روز میں اپنے ہاتھوں سے یرمیحا کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا ۔ مخیدون اب بولو تم کیا کہتے ہو

یرمیحا کی اس ساری گفتگو کے جواب میں جہاں عدسیہ فخریہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی وہاں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مخیدون کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ تھی ۔ تھوڑی دیر تک ایسی ہی کیفیت رہی اس کے بعد مخیدون بولا اور کہنے لگا ۔

یرمیحا جو بات میں تم سے کہنے لگا ہوں اس بات سے ابھی میری بہن عدسیہ بھی واقف نہیں ہے ۔ تم دونوں یہ تو جانتے ہو کہ میرے چچا اخناتون اور عدسیہ کے باپ نے اپنی ماں طائی اور طائی کے بھائی اوراخناتون کے ماموں کیرتون کے کہنے پر آمون دیوتا کے پجاریوں پر سختی کرنے کا حکم جاری کر دیا تھا ۔ اس نے یہاں تک حکم دے دیا تھا کہ آمون دیوتا کے مندروں سے دولت حاصل کی جائے پجاریوں پر سختی کی جائے کہ وہ چھپی ہوئی دولت کو نکالیں اور اگر کوئی پجاری اس سلسلے میں پس و پیش سے کام لے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے ۔
تم دونوں یہ بھی جانتے ہو کہ یہ حکم جاری ہونے کے ساتھ ہی تم دونوں کی وجہ سے میں نے آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کو اطلاع کر دی تھی لہذا اس حکم کے جاری ہونے سے پہلے ہی زرمون کی ہدایت پرآمون دیوتا کے پجاری ادھر ادھر چھٹ گئے کچھ پناہ گاہوں کی طرف چلے گئے کئی زیر زمین چلے گئے ہیں ۔ اور کچھ اپنے جاننے والوں اور دوستوں کے یہاں پناہ لے چکے ہیں ۔ لہذا میرے چچا اور عدسیہ کے باپ اخناتون کو پجاریوں سے دولت حاصل کرنے میں ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا ہے ۔ اب اخناتون کے

حکم پر آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کو تلاش کیا جا رہا ہے ۔ اور یہ تلاش راع دیوتا کے بڑے پجاری اور طائی کے بھائی کیرتون کے کہنے پر کی جا رہی ہے کیونکہ کیرتون آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کو اپنا بدترین دشمن خیال کرتا ہے ۔ کیرتون ہر حالت میں چاہتا ہے کہ زرمون کی گردن کاٹ دی جائے اور اس کی گردن کاٹنے سے پہلے یہ پوچھ لیا جائے کہ آمون دیوتا کے پجاریوں نے دولت کے انبار کہاں کہاں چھپا رکھے ہیں ۔

یرمیحا تم نہیں جانتے لیکن عدینہ جانتی ہے کہ آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کی ایک بیٹی بھی ہے جسکا نام نیمیا ہے یہ اپنے حسن اپنی جوانی اپنی خوبصورتی میں اپنا جواب نہیں رکھتی ۔ یرمیحا عدینہ بھی اس راز سے واقف ہے کہ زرمون سے میرے پرانے مراسم اور تعلقات ہیں ۔ زرمون کا کوئی بیٹا نہیں ۔ میرا چونکہ اس کے یہاں آنا جانا تھا لہذا زرمون نے مجھے اپنا بیٹا بنا لیا ۔ اس لحاظ سے نیمیا مجھے اپنا سگا بھائی خیال کرتی ہے ۔ اور سگے بھائی ہی جیسا میرا خیال رکھتی ہے ۔ میرا بھی اسکے ساتھ رشتہ ایک سگی بہن اور بھائی جیسا ہے ۔ ان کے پاس جان بچانے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہ تھا لہذا میں ان دونوں باپ بیٹی کو اپنے یہاں لے آیا ہوں اب میں تم سے اسی موضوع پر صلاح و مشورہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں انہیں اپنے پاس رکھتے ہوئے ان کی نگہداشت ان کی حفاظت اور پاسبانی کا سامان کرنا ہوگا ۔ اس سلسلے میں بولو تم کیا کہتے ہو ۔ ان دونوں کو کہاں رکھا جائے اس وقت وہ دونوں کہاں ہیں ۔ یہ میں بعد میں بتاؤں گا ۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ انہیں کہاں رکھا جائے ۔ قتل ہونے کے لیے پکڑے نہ جائیں اور وہ دونوں بحفاظت زندگی بسر کرتے رہیں ۔

محیدون کے اس سوال پر جہاں عدینہ سوچوں میں ڈوب گئی تھی وہاں یرمیحا کی گردن بھی جھک گئی تھی دونوں کچھ سوچنے لگے تھے ۔ پھر یرمیحا نے گردن سیدھی کی اور محیدون کی طرف دیکھا ۔

محیدون پہلے یہ بتاؤ آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کی جو بیٹی ہے جس کا نام تم نے نیمیا بتایا ہے کیا عام لوگ اسے جانتے اور پہچانتے ہیں ۔ اگر وہ عام لوگوں کے سامنے آئے تو کیا عام لوگ اس کی شکل سے اسے پہچان سکتے ہیں کہ یہ بڑے پجاری

زرمون کی بیٹی ہے۔ اور یہ جو لشکری اس وقت ہمارے ساتھ ہیں ان میں سے کوئی نیمیا کو جانتا ہے۔

یرمیحا کے اس سوال پر جہاں عدنیہ نے اس کی طرف غور سے دیکھا تھا وہاں تھوڑی دیر تک مخیدون نے بھی یرمیحا کے چہرے کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد یرمیحا کو جواب دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

یرمیحا میں نہیں جانتا جو سوال تم نے کیا ہے۔ یہ تمہارے کن خیالات کی ایک کڑی ہے۔ پر سنو۔ بڑے پجاری زرمون کی بیٹی نیمیا کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی۔ وہ پردے کی انتہا درجے کی پابند ہے۔ ایک اس وجہ سے بھی کہ وہ بڑے پجاری کی بیٹی ہے دوسرے اس وجہ سے بھی کہ وہ حد سے زیادہ خوبصورت اور پرکشش ہے۔ اسے ڈر تھا کہ کسی نے اگر اسے دیکھ لیا یا اس پر فریفتہ ہو گیا تو اس کے لیے مصیب آجائے گی لہذا میں تمہیں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت جو لشکری ہمارے ساتھ ہے ان میں سے کوئی بھی نیمیا کو نہیں جانتا۔ بلکہ میرے چچا اختاتون اس کی ماں طائی اور کیرتون بھی نیمیا کے متعلق کچھ نہیں جانتے نہ اسے اس کے چہرے سے پہچان سکتے ہیں ہاں عدنیہ نیمیا کو خوب اچھی طرح جانتی ہے۔ اور اسکے پاس اٹھتی بیٹھتی رہی ہے اس لیے کہ نیمیا کبھی کبھی میرے ساتھ یا اکیلی بڑے پجاری زرمون کے پاس جاتی رہی ہے اس لیے کہ ہم دونوں ہی نہیں بلکہ عدنیہ کی ماں اس کی ایک بہن اور اس کا شوہر بھی آمون دیوتا ہی کے پیروکار ہیں اس لیے ہم سب کا بڑے پجاری زرمون کے یہاں آنا جانا تھا عدنیہ کے علاوہ اس کی ایک بہن عدنیہ کی ماں بھی نیمیا کو جانتی اور پہچانتی ہیں۔ اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

مخیدون کے اس جواب پر یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

مخیدون تمہارے اس جواب نے میری ساری ہی مشکلیں آسان کر دی ہیں۔ اب میں سمجھتا ہوں زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا کی حفاظت کرنا ہمارے لیے آسان تر ہو گیا ہے۔ یہ الفاظ یرمیحا نے بڑے پرسکون انداز میں ادا کیے تھے یہاں تک کہنے کے بعد وہ رکا تھا اسکے بعد دوبارہ کہتا چلا گیا تھا۔

میرے عزیز بھائی تم جانتے ہو بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو شہر کی تعمیر میں حصہ

لے رہے ہیں ان میں سے اکثر میرے جاننے والے ہیں اور ان میں سے کچھ ایسے بزرگ بھی ہیں جو مجھ پر اور میں ان پر اندھا اعتماد کر سکتا ہوں۔ مخیدون تم یہ بھی جانتے ہو کہ شہر کی تعمیر میں حصہ لینے والے بنی اسرائیلیوں کے ساتھ ان کی مائیں بہنیں بچیاں بیٹیاں بھی شامل ہیں اور سب مل کر شہر کی تعمیر کا کام کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں بڑے پجاری زرمون کو بنی اسرائیل کے اندر رکھا جائے اور اسے ایک علیحدہ خیمہ دیا جائے گا۔ اور بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگوں کو اس کی خدمت پر مامور کر دیا جائے گا اور جو اس کی خدمت پر مامور ہوں گے انہیں میں سختی سے سمجھا دوں گا کہ کسی کو کان وکان خبر نہ ہو کہ جس مہمان کی وہ خاطر و خدمت کر رہے ہیں وہ آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون ہے۔

جہاں تک نیمیا کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے بنی اسرائیل کے اندر خیموں میں رکھنا اس کی شخصیت کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ میرا ارادہ ہے کہ نیمیا کو کسی باوقار جگہ رکھا جائے۔ اگر عدسیہ اس سلسلے میں پسند کرے اور میری بات کا برا نہ مانے تب نیمیا کو عدسیہ کے ساتھ اس کے خیمے میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح اکیلے میں عدسیہ کا جی بھی نہیں گھبرائے گا اور نیمیا کی موجودگی میں اس کی دلبستگی اور دلجمعی کا بھی سامان رہے گا۔ اور پھر عدسیہ پہلے سے نیمیا کو جانتی ہے اور دونوں ایک دوسرے سے واقف ہیں لہذا یہ ایک ہی خیمے میں باحفاظت اکٹھی رہ سکتی ہیں۔ ہاں تھبیس سے اگر کوئی سرکاری ہرکارہ آتا ہے۔

یا عدسیہ کے باپ کا کوئی کامدار شہر کی تعمیر کا جائزہ لینے آتا ہے یا خود اختاتون اس کی ماں یا اختاتون کا ماموں ادھر آتا ہے تو ان میں سے کوئی بھی نیمیا کو پہچان نہیں سکے گا اور نیمیا سے متعلق جب وہ استفسار کریں گے تو ہم انہیں کہہ دیں گے کہ یہ ایک اسرائیلی لڑکی ہے جسے عدسیہ کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اگر وہ تفتیش کرنا چاہیں گے تو میں پہلے سے کچھ اسرائیلیوں کو تیار کر دوں گا۔ وہ بتا دیں گے کہ نیمیا کا اسرائیلیوں سے تعلق ہے کوئی اسرائیلی یہ بھی تصدیق کر دے گا کہ نیمیا اس کی بیٹی ہے۔ میرے خیال میں اس طرح بڑا پجاری زرمون اسرائیلیوں کے اندر اور نیمیا عدسیہ کے خیمے میں بڑی پرسکون اور باوقار زندگی بسر کر سکے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا خاموش ہو گیا ۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر اس خاموشی کو یرمیحا نے ہی توڑا ۔

جو تجویز میرے ذہن میں آئی تھی وہ میں نے تم سے کہہ دی ہے اور اب اس تجویز کو عملی جامہ صرف عدنیہ کے تعاون ہی سے پہنایا جا سکتا ہے ۔ عدنیہ تمہارے سامنے ہے اس سے پوچھ لو کیا یہ نیمیا کو اپنے ساتھ اپنے خیمے میں رکھنے پر آمادہ اور تیار ہے ۔

جونہی یرمیحا نے اپنی بات ختم کی اور مخیدون کچھ کہہ نہ پایا تھا کہ عدنیہ پہلے ہی بول پڑی ۔

یرمیحا جو تجویز تم نے پیش کی ہے وہ بڑی عمدہ اور قابل عمل ہے میں تمہاری اس دانشمندی کی تعریف کرتی ہوں ۔ جہاں تک نیمیا کا تعلق ہے تو اسے میں اپنی بہن سمجھتی ہوں اور بخوشی میں اسے اپنے پاس رکھنے پر آمادہ اور تیار ہوں ۔ میرے خیال میں نیمیا اگر میرے ساتھ میرے خیمے میں رہتی ہے تو میرا اکیلا پن بھی دور ہو جائے گا ۔ اسطرح میرا اور نیمیا دونوں کا وقت اچھا کٹ جائے گا ۔

عدنیہ کا جواب سن کر مخیدون اور یرمیحا دونوں ہی خوش ہو گئے تھے یرمیحا نے ایک بار پھر مخیدوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

مخیدون ۔ اب جبکہ عدنیہ فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیمیا کو اپنے ساتھ رکھنے پر تیار ہو گئی ہے تو اب تم بتاؤ تم نے بڑے پجاری زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا کو کہاں چھپا رکھا ہے ۔ تاکہ ان دونوں کو وہاں سے نکال کر ان کی حفاظت کی جگہ پر پہونچایا جائے اور وہ متوقع خطرات سے محفوظ ہو جائیں ۔

یرمیحا کے اس استفسار پر مخیدون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔

یرمیحا تم میرے ساتھ آؤ ۔ میں نے اس سے پہلے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ میں بڑے پجاری زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا کو تمہارے خیمے میں بٹھا کر آیا ہوں ۔ اب جبکہ ہم تینوں نے مل کر یہ معاملہ طے کر لیا ہے تو آؤ ان دونوں کو یہاں لے کر آتے ہیں ۔ پھر تم بڑے پجاری زرمون کو ان کی حفاظت کی جگہ بنی اسرائیل کے اندر پہنچا دینا جبکہ نیمیا یہیں عدنیہ کے ساتھ ہی رہے گی ۔

مخیدون کے کہنے پر یر میحا فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا ۔ عدینہ بھی کھڑی ہو گئی ۔ تینوں خیمے سے نکلے پھر وہ یر میحا کے خیمے کی طرف جا رہے تھے ۔

جب وہ اس کے خیمے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا خیمے کے اندر آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا بیٹھے ہوئے تھے ۔ وہ تینوں جب خیمے میں داخل ہوئے تو دونوں باپ بیٹی نے اٹھ کر ان تینوں سے سلام کہا تھا ۔ اس موقع پر بڑے غور سے یر میحا نے نیمیا کی طرف دیکھا ۔ اس نے اندازہ لگایا ۔

نیمیا کا سراپا افق کے سینے پر افسانوی نگری اور خوابوں کے دیار جیسا تھا ۔ اس نے جو سلام کہا تھا تو اس کی آواز یوں لگی تھی جیسے نغمہ لب بہ لب ترانہ گلو بہ گلو اور بانگ راحیل سنائی دیا ہو ۔ اس کی جسمانی ساخت وقت سحر پھیلتی کرنوں میں سیلاب جمال ۔ رنگین دھندلکوں میں بے روک نغمگی کے سیلاب اور بہاروں کے سمن زاروں میں رقصندہ و رخشندہ نور آلود تبسم جیسی تھی ۔ اس کا حسن قافلہ نور میں رحمت کے عطیوں کے خمار ۔ اس کی شادابی فرحت بخش نغموں کے نور سے بھرے فطرت کے امن جیسی تھی ۔ اس کا جمال بادام اور سیب کے پھولوں میں رقصاں جوانی اور مسرت کے گیتوں کی مانند تھا ۔ جبکہ اس کی جاذبیت نظر فریب سبزہ زاروں میں نغمہ ہائے عبودیت کی طلسمی جھنکار جیسی تھی ۔ اپنے حسن اپنی خوبصورتی اپنی جوانی اپنی شادابی اپنی رنگینی اپنی کشش میں نیمیا اگر شہزادی عدینہ سے زیادہ نہیں تو اس سے کسی صورت کم بھی نہ تھی ۔ تاہم اپنی عمر کے لحاظ سے وہ شہزادی عدینہ کی طرح ہی نوخیز اور نو عمر تھی ۔

جب بڑا پجاری زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا بیٹھ گئے تو شہزادی عدینہ مخیدون اور یر میحا بھی ان کے سامنے بیٹھ گئے ۔ گفتگو کا آغاز یر میحا کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے پجاری زرمون نے کیا تھا ۔

یر میحا میرے عزیز ۔ میرے محسن میں تمہیں محسن اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس سے پہلے دریائے نیل کے کنارے تو نے میرے ایک آدمی کی جان بچائی تھی ۔ میرے عزیز شہزادی عدینہ کا محافظ بننے کے لیے جو تو نے مقابلہ کیا تھا وہ مقابلہ میں نے دیکھا تھا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس مقابلے کے بعد ہی میں تیری فتحمندی پر میں تجھے مبارکباد دیتا لیکن میں تیرے قریب نہیں آنا جانتا تھا ۔ میں چاہتا تھا کہ آمون دیوتا کے پجاریوں کے بے

حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں لہذا میں دیکھنے والوں کو اس تاثر میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا کہ تمہارے ہمارے ساتھ تعلق ہیں ۔

یرمیحا قطع نظر اسکے کہ تمہارا تعلق بنی اسرائیل سے ہے میں نے اس روز مقابلے کے دوران جو کچھ دیکھا اسے سامنے رکھتے ہوئے تیری شدت جذبات کی خزان اور وجد شباب کے موسموں جیسی جراتمندی ۔ ساحل سے ناآشنا سمندر کی لہروں ۔ پابند سلاسل کرتے یاس کے بھنور جیسی تیری شجاعت ۔ ہوا کے واویلے ۔ سمندر کے شور جیسی تیری طاقت ۔ سردی کے برفانی طوفانوں میں طلسمی غاروں میں چگھاڑتے طوفانوں جیسی تیری منہ زوری کو سلام کرتا ہوں ۔ تو نے مقابلے کے دوران کیا خوب اپنے سامنے اپنے مدمقابل کو رنج و غم کا کھلیان ۔ پامال ثمر اور روندھا ہوا پھول بنا کر رکھا ۔ مقابلے کے دوران تو نے اسکے حیوانی مقاصد اس کی خواہش کی گندگی اس کی روح کی ذلت وننگ کو دھوڈالا ۔ اور کیا خوب تو نے اپنے سامنے اسے پابہ زنجیر قیدی اور اطاعت پیشہ غلام کی طرح شکست و ذلت اور پستی کا کفن پہنا کر رکھا ۔

جب تک بڑا پجاری زرمون یرمیحا کی تعریف کرتا رہا ۔ عدسیہ برابر ہلکے ہلکے مسکراتی رہی اس دوران زرمون کبھی کبھی عدسیہ کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا ۔ پھر اچانک اس نے شہزادی عدسیہ کو مخاطب کر لیا ۔

عدسیہ میری بیٹی ۔ میں تیرے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا ہوں کیا تجھے میرے یہ الفاظ پسند نہیں آئے جو میں نے یرمیحا کی جراتمندی اس کی دلیری اور اس کی شجاعت کے متعلق کہے ہیں ۔ جواب میں عدسیہ نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر زرمون کی طرف دیکھتے ہوئے وہ اپنی گنگناتی کھنکتی شیریں اور شہد بھری آواز میں کہہ اٹھی ۔

محترم زرمون ۔ میں نے اپنے چہرے سے کسی ناگواری کا اظہار تو نہیں کیا ۔ آپ میری دلی کیفیت ہی جاننا چاہتے ہیں تو میں آپ سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ آپ اسیطرح یرمیحا کی تعریف کرتے رہیں اور میں سنتی رہوں اور وقت ہمارے سامنے منجمد ہو جائے ۔ عدسیہ کے ان الفاظ سے مخیدون یرمیحا ۔ زرمون ہی خوش نہیں ہوئے تھے ۔ نیمیا کے چہرے پر بھی گہرا خوشگوار تبسم بکھر گیا تھا ۔ پھر اس کے بعد مخیدون بولا اور اس نے پجاری زرمون کو مخاطب کیا تھا ۔

زرمون میرے بزرگ ۔ آپ لوگوں کو اس خیمے میں بٹھانے کے بعد میں جب عدسیہ کے خیمے میں گیا تو عدسیہ دریا کی طرف گئی ہوئی تھی ۔ یرمیحا اس کے ساتھ تھا۔ دراصل عدسیہ نے یرمیحا سے تیراکی سیکھنا شروع کر دی ہے ۔ جب یہ لوٹے تب میں نے آپ اور نیمیا کی حفاظت سے متعلق ان دونوں سے بات کی ۔ اس سلسلے میں یرمیحا نے ایک تجویز پیش کی ہے میرے خیال میں یہ تجویز آپ کو پسند آئے گی ۔

یرمیحا کا کہنا ہے کہ آپ کو بنی اسرائیل کے اندر رکھا جائے ۔ بنی اسرائیل میں بہت سے لوگ یرمیحا کے جاننے والے ہیں ۔ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو اس شہر کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں ۔ ان کے ساتھ ان کے بیوی بچے بھی شامل ہیں ۔ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو اس شہر کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں ۔ ان کے اندر آپ کا قیام ہو گا آپ کی خدمت کے لیے کچھ لوگوں کو بھی مقرر کر دیا جائے گا ۔ اگر شاہی ہر کارے آپ کو تلاش کرتے ہیں تو وہ یہ سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ بنی اسرائیل کے اندر آپ پناہ لے سکتے ہیں ۔ اصل مسئلہ آپ کی حفاظت کا ہے کیونکہ مصر کا بچہ بچہ آپ کو آپ کے چہرے سے پہچانتا ہے ۔ اس لیے ہمیں ہر صورت میں عام لوگوں سے آپ کو چھپا کر رکھنا چاہیے ۔

جہاں تک نیمیا کا تعلق ہے تو اس کا دفاع اتنا مشکل نہیں اس لیے کہ نیمیا کبھی گھر سے نکلی ہی نہیں ۔ لوگ اسے نہ جانتے ہیں نہ پہچانتے ہیں آپ بھی نیمیا کو اگر تھبیس شہر کے بازاروں اور کوچوں میں لے جایا جائے تو کوئی بھی اسے نہ جان سکے گا نہ پہچان سکے گا ۔ کہ یہ آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کی بیٹی ہے ۔

نیمیا کی حفاظت کے لیے یرمیحا نے جو تجویز پیش کی ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ نیمیا کو عدسیہ کے خیمے میں رکھا جائے گا اگر کوئی عدسیہ سے ملنے کے لیے آتا ہے یا کوئی شاہی ہرکارہ اس کو تلاش کرتا ہوا عدسیہ کے خیمے کا رخ کرتا ہے تو اول تو کسی کو جرات ہی نہیں ہو گی کہ بغیر اجازت کے عدسیہ کے خیمے میں داخل ہو اور نہ کوئی ایسا کرنے کی ہمت کر سکتا ہے ۔ ہاں اگر کوئی ہمارا قریبی رشتہ دار عدسیہ سے ملنے آ جائے اور عدسیہ کے خیمے میں داخل ہو اور وہاں نیمیا کو دیکھے اور نیمیا سے متعلق استفسار کرے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیمیا کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور اسے عدسیہ کی خدمت پر مامور کیا گیا

ہے ۔ اس طرح عدنیہ کے خیمے میں نیمیا بحفاظت اور پر سکون طور پر رہ سکے گی ۔ آپ کے پاس سے جانے کے بعد یرمیحا اور عدنیہ سے مل کر میں نے یہ ہی لائحہ عمل طے کیا ہے اس میں اگر آپ کوئی تبدیلی چاہتے ہوں تو بولیں ۔

اس موقعہ پر زرمون نے اپنی بیٹی نیمیا کی طرف دیکھا دونوں باپ بیٹی کی آنکھوں میں ایک استفسار تھا ۔ پھر نیمیا نے اثبات میں گردن ہلا دی گویا یہ اس بات کا اعلان تھا کہ وہ اس تجویز سے اتفاق کرتی ہے ۔ اسکے بعد مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے بڑا پجاری زرمون کہہ رہا تھا ۔

مخیدون میرے عزیز میرے بیٹے میں یرمیحا کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں یرمیحا جہاں دلیر شجاع اور بہترین تیغ زن ہی نہیں وہاں ایک عقلمند اور دانشمند انسان بھی ہے جو تجویز یرمیحا نے پیش کی ہے میرے خیال میں اس کے مطابق میں اور میری بیٹی یہاں بحفاظت زندگی کے دن گزار سکیں گے ۔

مخیدون زرمون کی اس گفتگو کے جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ یرمیحا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ مخیدون اور عدنیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا ۔

میں اب بنی اسرائیل کی طرف جاتا ہوں وہاں اپنے جاننے والوں سے ملتا ہوں بزرگ زرمون کے لیے ایک خیمہ مختص کراتا ہوں اس کے بعد میں واپس آکر زرمون کو بنی اسرائیل کی خیمہ گاہ کی طرف لے جاؤں گا ۔ پھر مخیدون اور عدنیہ کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کئے بغیر یرمیحا خیمے سے نکل گیا تھا ۔

تھوڑی دیر تک اس خیمے میں بیٹھ کر عدنیہ مخیدون زرمون اور نیمیا باہم گفتگو کرتے رہے ساتھ ہی ساتھ بڑی بے چینی ہے وہ یرمیحا کے لوٹنے کا بھی انتظار کرتے رہے پھر یرمیحا لوٹا خیمے میں داخل ہوا ایک نشست پر بیٹھا اس کے بعد زرمون کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا ۔

بزرگ زرمون میں آپ کی رہائش کا وہاں عمدہ انتظام کرکے آ رہا ہوں بنی اسرائیل میں میرے انتہائی پر خلوص لوگ ہیں آپ کے لیے ایک نیا خیمہ مختص کر دیا گیا ہے اس خیمے میں آپ کی ضرورت کا ہر سامان بھی مہیا ہو گا اس کے علاوہ آپ کے لیے کچھ خدمتگار بھی ہوں گے ۔ اور کچھ لوگ ہمہ وقت آپ کی حفاظت کا سامان بھی

کریں گے ۔آپ بالکل مطمئن رہیں ۔ بنی اسرائیل کے اندر رہتے ہوئے آپ کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہوگا۔آپ کی تلاش میں اگر کوئی بنی اسرائیل کے خیموں میں داخل ہوا تو بھی بنی اسرائیل والے آپ دیکھیں گے کہ کیسے آپ کو تلاش کرنے والوں سے محفوظ کر لیتے ہیں ۔

بڑا پجاری زرمون تھوڑی دیر تک بڑی شکر گزاری بڑی ممنونیت سے یرمیحا کی طرف دیکھتا رہا پھر یرمیحا کو اس نے مخاطب کیا۔

میرے عزیز ۔پہلے صرف لوگوں سے سن رکھا تھا کہ کبھی کبھی معطر محل میں انتظار کرتی شہزادیاں بیاہتا عورتیں اپنے گھروں کے قفس میں ۔ فاحشہ عورتیں اپنی رسوائیوں کی گلیوں اور راہب اپنے راہب خانوں کے اندر بھی بے بس۔ مجبور اور ذلیل وخوار ہو جاتے ہیں لیکن اب جبکہ ہم عملی طور پر ان حالات سے گزرتے ہیں اپنے ہی دیس اپنی ہی سرزمینوں میں ہماری حالت بدترین ہوئی ہے تب محسوس ہوا ہے کہ لوگوں کی کی یہ حکایتیں اور ہیں روایتیں درست ہی تھیں ۔میں اور میری بیٹی بھی اپنی سرزمینوں میں نغموں کے متلاشی دکھی دل ۔ سکون کو تلاش کرتے اجنبیوں ۔ گورستان کے متلاشی بے اولادوں اور اپنے ہی ہاتھوں اپنی سطوت کا طشت گرادینے والے لوگوں کی مانند ہو کر رہ گئے ہیں ۔یرمیحا راع دیوتا تو بڑی دور کی بات ۔ اس لیے کہ وہ مصر کا سب سے بڑا دیوتا ہے ۔ہم اس کا احترام اس کی عزت کرتے تھے ۔ راع سے ہٹ کر ہم آمون دیوتا کے پجاری تو سارے مصری دیوتاؤں ۔ عربوں کے بتوں یونان کے فلسفیوں ۔ بیروت کے دانشوروں ۔انطاکیہ کے گوشہ نشینوں تک کا بھی احترام ان کی عزت کرتے چلے آئے ہیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد زرمون لمحہ بھر کے لیے رکا ۔دم لیا کچھ سوچا اس کے بعد اس کی آواز پھر سنائی دی ۔

بہرحال جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ۔میں تمہارا شکر گزار تمہارا ممنون ہوں کہ تو نے بنی اسرائیل کے اندر میری حفاظت کا سامان کیا ۔ میں اس لحاظ سے بھی تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مخیدون اور عدینہ کو یہ تجویز پیش کی کہ میری بیٹی نیمیا کو عدینہ کے ساتھ اس کے خیمے میں رکھا جائے ۔بیٹے جب تک زندہ رہا تیرا شکر گزار تیرا ممنوں

رہوں گا۔

بڑا پجاری زرمون جب خاموش ہوا تو نیمیا نے بھی اپنی شہد اور مٹھاس برساتی آواز میں یرمیحا کا شکریہ ادا کیا۔اس کی آواز جو خیمے میں بلند ہوئی تھی ایسی محسوس ہوئی تھی جیسے ایک آتشیں بے دود اور شعلہ پنہاں ہو جس نے تاریک خطہ کو روشن کر دیا ہو جیب اور ظلمات تنویروں سے بھر دی ہو اس کی آواز میں ایسی کشش ایسا سوز تھا جیسے اس آواز کو سن کر نبض نیل۔رگ دجلہ و فرات۔نس جیحوں و سیحوں اور شام کے تابوت اور ہیکلوں کے سیل میں بہتے وقت کی رفتار تھم اور رک جائے گی۔

یرمیحا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے بڑے پجاری کو مخاطب کیا۔

بزرگ زرمون۔آپ میرے ساتھ آئیں۔میں آپ کو آپ کی حفاظت کی جگہ خود پہنچا کر آتا ہوں۔زرمون فوراً کھڑا ہو گیا اور نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔نیمیا میری بیٹی تم یہیں عدنیہ کے ہی پاس رہو۔اس پر یرمیحا کہنے لگا۔

نہیں نیمیا کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔اگر عدنیہ پسند کرے تو یہ بھی ساتھ چلے نیمیا کے ساتھ جانے کا یہ فائدہ ہو گا۔کہ رات اور دن کے کسی بھی حصے میں جب یہ چاہے گی آپ کے خیمے میں جا کر آپ سے مل لیا کرے گی۔اس کے لیے کوئی روک رکاوٹ نہ ہو گی۔اور جو آپ کے خیمے کے اردگرد محافظ ہوں گے۔خدمتگزار ہوں گے وہ بھی نیمیا کو دیکھ لیں گے۔اور آپ کے خیمے میں آتے جاتے اسے روکیں گے نہیں۔عدنیہ اگر نہ جانا چاہے تو بھی کوئی بات نہیں اس لیے کہ بنی اسرائیل کے سارے لوگ اسے جانتے اور پہچانتے ہیں۔

یرمیحا کی اس گفتگو کو نیمیا نے بڑے تحسین آمیز انداز میں پسند کیا تھا۔پھر وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی مخیدون بھی کھڑا ہو گیا عدنیہ بھی کھڑی ہوئی اور کہنے لگی میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ چلوں گی۔اس کے ساتھ ہی سب خیمے سے نکل گئے تھے۔

تیزی سے چلتے ہوئے یرمیحا کی راہنمائی میں وہ بنی اسرائیل کی خیمہ گاہ میں داخل ہوئے وہاں لوگوں نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا۔پھر بنی اسرائیل کے کچھ بزرگ راہنمائی کرتے ہوئے ان سب کو ایک نئے اور انتہائی خوبصورت خیمے کے پاس لے گئے یرمیحا خیمے میں داخل ہوا۔اور سب کو اندر آنے کے لیے کہا۔سب اندر گئے انہوں نے

دیکھا خیمہ صاف ستھرا نیا اور ضروریات کی ہر شئے اسکے اندر آرائش کی طرف سجا کر رکھ دی گئی تھی ۔ اس موقع پر یرمیحا نے زرمون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

میرے بزرگ ۔ یہ آپ کی آرامگاہ ہے ۔ اس خیمے میں آپ کے طعام اور قیام کا نہایت عمدہ اور اعلیٰ بندوبست ہو گا ۔ آپ کی حفاظت میرے یہ بزرگ کریں گے جو آپ کیسامنے کھڑے ہوئے ہیں ۔ یہ بڑے بے مثال اور لاجواب لوگ ہیں ۔ یقیناً آپ ان کی صحبت میں لطف محسوس کریں گے ۔ اس کے بعد وہاں جمع ہونے والے لوگوں سے یرمیحا نے مخیدون ۔ زرمون اور نیمیا کا تعارف کروایا ۔ تھوڑی دیر تک سب اس خیمے میں بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے پھر یرمیحا اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا آپ لوگ بیٹھیں ، میں آپ لوگوں کے کھانے کا اہتمام کرتا ہوں ۔ اس کے ساتھ ہی یرمیحا خیمے سے نکل گیا تھا

تھوڑی دیر بعد یرمیحا لوٹا ۔ اس کیساتھ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ تھے جو کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھے ۔ یرمیحا کے کہنے پر انہوں نے خیمے کے اندر کھانے کے برتن لگا دیئے سب نے وہاں مل کر کھانا کھایا اس کے بعد زرمون اپنے خیمے میں آرام کرنے لگا تھا جبکہ یرمیحا ۔ مخیدون ۔ عدسیہ اور نیمیا اس خیمے سے نکل کر اپنی خیمہ گاہ کی طرف جا رہے تھے ۔

ooo

اگلے روز جب سورج غروب ہو گیا اور فضاؤں کے اندر تاریکیاں گہری ہو گئیں تب یرمیحا اپنے خیمے سے نکلا عدسیہ کے خیمے کے دروازے پر آیا اور عدسیہ کو اس نے آواز دی ۔ اس پر اندر سے عدسیہ کی آواز سنائی دی ۔

یرمیحا باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہو اندر آجاؤ ۔

یرمیحا اندر داخل ہوا ۔ خیمے کے وسطی حصے میں عدسیہ اور نیمیا دونوں بیٹھی ہوئی تھیں ۔ نیمیا نے اس وقت ایک نیا لباس پہنا ہوا تھا جو شاید عدسیہ نے اسے دیا تھا ۔ ہاتھ کے اشارے عدسیہ نے یرمیحا کو جب بیٹھنے کے لیے کہا تو یرمیحا وہاں بیٹھ گیا ۔ پھر عدسیہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا ۔ میں پہلے بھی تمہیں کئی بار کہہ چکی ہوں کہ تمہاری حیثیت میری نگاہوں

میں اب ایک محافظ کی سی نہیں ۔ مخیدون بھی تمہیں آج بتا چکا ہے کہ تمہارا تعلق صرف ایک محافظ کا سا نہیں بلکہ تم اب ہمارے خاندان کے ایک فرد کی سی حیثیت رکھتے ہو ۔ میں آج پھر نیمیا کے سامنے تمہیں کہتی ہوں کہ تمہیں خیمے کے دروازے پر کھڑا ہو کر مجھے آواز دینے کی ضرورت نہیں بس تم کھنکھارتے ہوئے خیمے میں جب چاہو داخل ہو جاؤ ۔ اس لیے کہ یہ خیمہ گاہ یوں جانو تمہاری اپنی ہے ۔ اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو ۔

یرمیحا فوراً بول پڑا ۔

دیکھ عدنیہ میں دریا کی طرف نہانے جا رہا تھا ۔ میں نے سوچا میں تمہاری طرف آؤں اور پوچھوں کہ تم نے تیراکی کے لیے آج جانا ہے یا نہیں ۔ اس پر عدنیہ چونک سی پڑی اور کہنے لگی ۔

میں تو بھول ہی گئی تھی ۔ میں نے جانا کیوں نہیں ۔ اب تو میرا یہ روزمرہ کا کام ہے ۔ بلکہ اب تم جس وقت بھی نہانے کے لیے جاؤ مجھے اپنے ساتھ لے کر جایا کرو اور ہاں میں اس کام میں نیمیا کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلوں گی ۔ جب میں نے اسے بتایا کہ میں نے دریائے نیل میں یرمیحا کے ہاتھوں تیراکی سیکھنا شروع کر دی ہے ۔ تو یہ کہنے لگی کہ یہ بھی میرے ساتھ جایا کرے گی ۔ اور تیراکی سیکھے گی ۔

جواب میں ایک بار تیز نگاہوں سے یرمیحا نے باری باری عدنیہ اور نیمیا کی طرف دیکھا پھر عدنیہ کو اس نے مخاطب کیا ۔

عدنیہ کیا تو نے نیمیا کو بتا دیا ہے کہ تیراکی کیسے سیکھی جائے گی کیا یہ دریا کے اندر میرے ہاتھوں پر بیٹھ کر تیراکی سیکھنے کے عمل کو پسند کرے گی ۔

جواب میں عدنیہ ہی نہیں نیمیا نے بھی ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا ۔ پھر خیمے میں عدنیہ کی آواز گونج گئی تھی ۔

یرمیحا میں اسے سب کچھ بتا چکی ہوں کہ تیراکی کیسے سیکھنی ہے ۔ یہ اس پر آمادہ ہے ۔ تم تھوڑی دیر بیٹھو میں اور نیمیا دوسرے کمرے میں جا کر اپنے فالتو لباس لاتی ہیں اس کے بعد دریا کی طرف چلتے ہیں ۔

عدنیہ اور نیمیا دونوں اپنی جگہ سے اٹھیں اپنے خیمے کے دوسرے حصے کی طرف

گئیں تھوڑی دیر بعد وہ لوٹیں ۔ان کے پاس فالتو لباس تھے ۔ پھر وہ یرمیحا کے ساتھ خیمے سے نکل کر دریا کی طرف جا رہی تھیں ۔

دریائے نیل میں اترنے کے بعد جس طرح پہلے روز یرمیحا نے عدسیہ کو تیراکی سکھانا شروع کی تھی اسی طرح اس نے باری باری عدسیہ اور نیمیا دونوں کو تیرنے کا عمل سکھایا ۔ تھوڑی دیر تک عدسیہ اور نیمیا دونوں اسکے ساتھ دریائے نیل کے اتھلے پانی میں نہاتی رہیں اس کے بعد باری باری دریا کے کنارے کی چٹانوں میں انہوں نے اپنے لباس تبدیل کئے ۔ پھر اپنے خیموں کی طرف روانہ ہوئے ۔ خیموں کی طرف جاتے ہوئے اچانک عدسیہ کو کچھ یاد آیا ۔ اور اس نے یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا گزشتہ دن تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ تم جہاں اپنے دین کے متعلق کچھ روشنی ڈالو گے وہاں تم مجھے بنی اسرائیل کے متعلق بھی تفصیل سے بتاؤ گے کہ یہ کہاں سے اٹھے کہاں پہلے پہل آباد ہوئے کیسے انہوں نے عروج حاصل کیا ۔ ان ساری باتوں کا ذکر میں نے نیمیا سے بھی کیا تھا ۔ یہ بھی یہ تفصیل سننے کے لیے بے چین ہے ۔لہذا میں نے اور نیمیا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ابھی تم اپنے خیمے میں نہیں جاؤ گے ۔ ہمارے ساتھ ہمارے خیمے میں چلو ۔ پہلے ہمیں یہ تفصیل بتاؤ اس کے بعد آج رات کا کھانا ہمارے خیمے میں ہی کھاؤ گے ۔

جواب میں یرمیحا بے چارے نے کچھ بھی نہ کہا وہ چپ چاپ ان کے ساتھ ہو لیا خیمے میں داخل ہونے کے بعد وسطی حصے میں تینوں آمنے سامنے نشستوں پر بیٹھ گئے ۔ اسکے بعد یرمیحا بولا اور اس نے کہنا شروع کیا ۔

پہلے میں تم دونوں سے بنی اسرائیل کی ابتدا اور ان کے عروج سے متعلق کچھ بتاؤں گا اس کے بعد اس دین کے متعلق روشنی ڈالوں گا جس کے پیروکار میں اور بنی اسرائیل ہیں ۔ جہاں تک بنی اسرائیل کا تعلق ہے یہ پہلے عبرانی کہلاتے تھے ۔ اور یہ صحرائے عرب کے رہنے والے ہیں ۔ صحرائے عرب کے شمالی حصوں میں یہ آباد تھے ۔ پھر وہاں سے دوسری اقوام مثلاً عموریوں ۔ کنعانیوں ۔ آرامیوں آشوریوں اور حوریوں کی طرح یہ بھی صحرائے عرب سے نکل کر ارض شام کی طرف بڑھے ۔ حوریوں ۔

دریوں کنعانیوں اور آرامیوں کی طرح یہ عبرانی بھی شروع میں خانہ بدوش تھے ۔
ہیں گروہوں کی طرح یہ سامی زبان بولتے تھے ۔

صحرائے عرب سے نکل کر یہ عبرانی دوآبہ دجلہ و فرات کی طرف بڑھے ۔ یہ لوگ
لہ و فرات کے دوآبے میں داخل ہوئے تو اس وقت ساحلی علاقے پر بہت سے کنعانی
باد تھے اور یہ طاقت اور قوت میں بھی خوب تھے ۔ سطح مرتفع پر اموری آباد تھے ۔ سب
ل راحت پسند اور تن آسان تھے ۔ اور جنگ وجدل کی طرف رغبت نہیں کرتے تھے

اس دور میں آبادی زیادہ گھنی نہ تھی لہذا ان کو آباد کاری کا زیادہ موقع مل جاتا
۔ چھوٹے چھوٹے گروہ جہاں قبضہ کرلیتے تھے ۔ وہیں ہمیشہ کے لیے بیٹھ جاتے تھے ۔
نکہ گاؤں بستیاں اور شہر دور افتادہ تھے ۔ اس لیے ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کوئی
دہ غرض و غائیت نہ ہوتی تھی ۔ یوں عبرانی بھی دوسرے سامی گروہوں کی طرح
ب کی سرزمینوں سے اٹھ کر ارض شام میں آباد ہوئے ۔

عبرانی چونکہ دوسری سامی گروہوں کی طرح صحرائے عرب میں خانہ بدوش زندگی
کرتے رہے تھے ۔ لہذا یہ کھیتی باڑی سے آگاہ نہیں تھے ۔ جس وقت یہ اموریوں ۔
ریوں کنعانیوں آشوریوں اور آرامیوں کے ساتھ شام کی سرزمینوں میں آباد ہوئے
ب انہوں نے کھیتی باڑی کے علاوہ مکان بنانے کا ڈھنگ بھی سیکھ لیا اور ان تمام
ں میں مشغول ہوگئے جنہیں عام طور پر فنون حالت امن کہا جاتا ہے ۔

عرب کے صحراؤں سے اٹھ کر جب یہ لوگ شام میں آباد ہوئے تو انہوں نے
نا پڑھنا بھی سیکھ لیا ۔ آگے بڑھ کر یہ بھی انہوں نے کیا کہ پہلے یہ سامی زبان بولتے
، اب انہوں نے ارض شام میں آکر کنعانی آرامی اور دیگر زبانوں پر بھی عبور حاصل
ل یا ۔ یہ لوگ کنعانیوں سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ۔ اور چونکہ کنعانی ان کے
سایہ تھے لہذا انہوں نے کنعانیوں کی بہت سی مذہبی عبادتوں اور دینی رسموں کو کسی
لسی شکل میں اپنا لیا ۔

جن عبرانی قبائیل نے صحرائے عرب سے نکل کر ارض شام کی طرف ہجرت کی
، میں سب سے نمایاں قبیلہ اللہ کے بزرگ حضرت ابراہیم کا تھا ۔ یہ قبیلہ پہلے ار شہر

میں آباد تھا اس کے بعد یہ لوگ حران شہر کی طرف چلے گئے۔ پھر یہ فلسطین میں جا کر
آباد ہوئے۔ وہاں ابراہیم کے یہاں ان کے بیٹے اسماعیل اور اسحاق پیدا ہوئے۔ جبکہ
خداوند نے اسحاق کو یعقوب اور عیسو عطا کئے۔

یعقوب کئی سال تک فاران میں مقیم رہے پھر وہ اپنے بڑے بھائی عیسو کے
مقابلے میں زیادہ صاحب فضیلت قرار پائے انہوں نے اپنا نام بدل کر اسرائیل رکھ لیا
بس انہی کی نسبت سے یہ عبرانی اسرائیلی کہلانے لگے۔

عیسو کا دوسرا نام عدوم تھا اس لیے کہ وہ سرخ تھا اور عدوم سرخ کو ہی کہہ کر
پکارا جاتا تھا۔ عدوم کے اخلاف نے انجام کار کوہ سعیر کے مقابی باشندوں سے
زمینیں قبضہ میں لے لیں اور خود عدومیوں کے لقب سے مشہور ہو گئے یوں عیسو
عبرانی یعنی اسرائیلیوں کی زندگی اور فکر کے دھارے سے بالکل باہر نکل گیا۔ اسی طرح
جیسے اس سے بیشتر حضرت اسماعیل حضرت اسحاق کے مقابلے میں اسرائیلی دھارے
سے الگ ہو گئے تھے۔ وہ ایک مصری عورت کے بطن سے تھے۔

دوسری جانب حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے ہوئے جن میں سے گیارہوں یعنی
حضرت یوسف جو راحیل کے بیٹے تھے اس وقت ایک گروہ کے ہاتھ فروخت ہوئے جس
وقت یہ لوگ فلسطین میں رہتے تھے وہ گروہ انہیں مصر لایا یہاں انہیں بیچ دیا۔
خداوند نے انہیں عزت بخشی اور وہ زندان سے نکل کر شاہی محل تک پہنچ گئے اس
وقت مصر میں ہکسوس یعنی چرواہے بادشاہوں کی حکومت تھی۔ بس اسی روز سے مصر
کے اندر بنی اسرائیلیوں کا آنا جانا ہوا اور یہ آنا جانا ایسا بڑھا کہ اب تم لوگ دیکھتے
کہ مصر میں بنی اسرائیل کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا رکا۔ دم لیا۔ دوبارہ اس نے عدنیہ اور نیمیا
مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میں نے اختصار کے ساتھ تم لوگوں کو بنی اسرائیل سے متعلق بتا دیا ہے
کہاں سے اٹھے کہاں سے ہوتے ہوئے مصر میں داخل ہوئے اور کیسے ان کی آبادی ا
قدر بڑھی۔ اب میں تم لوگوں کو اس دین کے متعلق اختصار کے ساتھ روشنی ڈ
ہوں جس دین کے پیروکار میں اور بنی اسرائیل کے لوگ ہیں۔

سنو عدینہ اور نیمیا ۔ ان بتوں ان دیوتاؤں کی کوئی حیثیت نہیں ۔ انہیں انسان
ؔود ہی بناتے ہیں خود ہی ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں خود ہی ان کی پوجا پاٹ کرتے
ؔیں ۔ یہ انسانوں کے کسی بھی نفع نقصان کے مالک نہیں نہ یہ کسی کو کچھ دے سکتے
ؔیں نہ کسی سے کچھ چھین سکتے ہیں ۔ یہ بس انسان کے بنائے ہوئے ہیں یوں جانو بے
ؔبان پتھر کی طرح ہیں ۔ اور یہ انسانی زندگی پر کوئی اثرات نہیں رکھتے ۔

اصل دین اسلام ہے ۔ جس کی تبلیغ حضرت آدم سے لے کر اللہ کے نبی یوسف
ؔک سب نے کی ۔ اور یہ اسلام کہلاتا ہے کہ انسان کو اپنی پوری زندگی کو خداوند
ؔدوس کی عبادت بنا دینا چاہیے ۔ انسان عبد یعنی بندہ پیدا ہوا ہے اور عبدیت یعنی
ؔندگی اس کی عین فطرت ہے ۔ اسلیے عبادت یعنی خیال و عمل میں خدا کی بندگی کرنے
ؔے کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی اسے آزاد نہیں ہونا چاہیے ۔

انسان کو اپنی زندگی کے ہر معاملے میں ہمیشہ اور ہر وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ
ؔائنات کے اس مالک یعنی خداوند کی رضا اور خوشنودی کس چیز میں ہے اور اس کا
ؔضب اور ناراضگی کس چیز میں ہے ۔ پھر جس طرف اللہ کی رضا مندی ہو ادھر جانا
ؔاہیے اور جس طرف اس کا غصب اور اس کی ناراضگی ہو اس سے یوں بچنا چاہیے جیسے
ؔ کے انگارے سے کوئی بچتا ہے ۔ جو طریقہ اللہ نے پسند کیا ہے اس پر چلنا چاہیے جس
ؔریقے کو اس نے ناپسند کیا ہو اس سے بھاگنا چاہیے ۔ جب انسان کی ساری زندگی
ؔں رنگ میں رنگ جائے تو صحیح معنوں میں وہ انسان کہلائے جانے کا حقدار ہے ۔

جس دین پر میں قائم ہوں اسے اسلام کہہ کر پکارا جاتا ہے اور یہ دین سب سے
ؔہلے ہمیں اس بات کی طرف بلاتا ہے کہ انسان کو سارے جعلی اور بناوٹی معبودوں
ؔے منہ پھیر کر صرف ایک خدا کی طرف توجہ دینی چاہیے جو اس کائنات کا خالق مالک و
ؔا ہے ۔

اس دنیا میں انسان کی حیثیت خدا کے بندے اور نائب کی سی ہے ۔ خدا کے
ؔدے کو جتنی چیزوں سے سابقہ پیش آتا ہے وہ سب خدا کی ملک ہیں حتیٰ کہ انسان کا
ؔنا جسم اور تمام قوتیں بھی جو اس جسم میں بھری ہوئی ہیں وہ انسان کی اپنی ملک نہیں
ؔلکہ خدا کی ملک ہیں ۔

خدا نے انسان کو ان تمام چیزوں پر تصرف کرنے کے اختیارات دے کر ا
نائب کی حیثیت سے مامور کیا ہے ۔اس ماموریت میں اس کا امتحان ہے ۔
امتحان کا آخری نتیجہ اس دنیا میں نہیں نکلے گا بلکہ افراد کا قوموں کا اور پوری نو
انسانی کا کام ختم ہو چکے گا اور انسانوں کی مساعی کے اثرات اور نتائج پایہ تکمیل کو پ
جائیں گے تب خدا یہ یک وقت ان سب کا حساب لے گا ۔ اور اس امر کا فیصلہ کر
گا کہ کس نے اس کی بندگی اور نعمت کا حق ٹھیک ادا کیا اور کس نے نہیں ۔

یہ امتحان کسی ایک امر میں نہیں بلکہ تمام امور میں ہے کسی ایک شعبہ زند
میں نہیں بلکہ بحیثیت مجموعی زندگی میں ہے ۔ نفس و جسم کی جتنی قوتیں انسان کو د
گئی ہیں ۔ سب کا امتحان ہے اور خارج میں جن جن چیزوں پر جس جس طرح
اختیارات اسے دیئے گئے ہیں ان سب میں بھی امتحان ہے کہ کس طرح ان پر اس
اپنے اختیارات کا استعمال کیا ہے ۔ جس دن یہ امتحان ہو گا اس دن کو ہم لوگ قیا
کہہ کر پکارتے ہیں اس روز دنیا کو تبدیل کر دیا جائے گا ۔ زمین بالکل سپاٹ اور ہموا
دی جائے گی ۔ یہ پہاڑ یہ سمندر بالکل ختم کر دیئے جائیں گے ۔ اور زمین ایک چ
میدان کی صورت اختیار کرے گی ۔

انسان کی اپنی حیثیت کے تعین کا ایک منطقی نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں اس
اخلاقی طرز عمل کے تعین کا حق ہی سرے سے انسان کو حاصل نہیں رہتا ۔ بلکہ ا
فیصلہ کرنا خدا کا حق ہو جاتا ہے ۔ اس کے بعد فلسفہ اخلاق کے وہ سارے سوالات
کو فلسفیوں نے چھیڑا ہے نہ صرف حل ہو جاتے ہیں ۔ بلکہ اس امر کی گنجائش بھی
نہیں رہتی کہ ایک ایک سوال کے کئی کئی جوابات ہوں ۔
اگر اس حیثیت کو تسلیم کر لیا جائے جو اسلام نے قرار دی ہے تو یہ بات
متعین ہو جاتی ہے کہ خدا کے امتحان میں کامیاب ہونا اور اس کی رضا کو پہنچنا ہ
ترین بھلائی ہے جو مقصود بالذات ہونی چاہیے ۔ اور کسی طرز عمل کے صحیح
ہونے کا مدار اسی عمل پر ہے ۔ کہ وہ اس بھلائی کے اصول میں کہاں تک مدد گار

ہوتا ہے ۔ اس طرح یہ بات بھی یہیں سے متعین ہو جاتی ہے کہ انسان کے لیے نیک اور بد صحیح اور غلط علم کا اصل ماخذ خدا کی ہدایت ہے ۔ اور اس کے سوا دوسرے ذرائع علم کے اس اصل ماخذ کے مددگار تو بن سکتے ہیں مگر خود اصل ماخذ نہیں بن سکتے ۔ اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ قانون اخلاق کے واجب الادا ہونے کی اصل بنیاد صرف یہ ہے کہ وہ خدا کا ٹھہرایا ہوا قانون ہے اور یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ اچھے اخلاق کی پابندی اور برے اخلاق سے بچنے کے لیے اصل محرک خدا کی محبت اور اس کی طلب اور ناراضگی کا خوف ہونا چاہیے ۔ پس یہی وہ دین اسلام ہے جس کے ہیں اور بنی اسرائیل پیروکار ہیں ۔ ہم خدا کو واحد مانتے ہیں اور اسی کی بندگی اور عبادت کرتے ہیں ۔ ضرورت کے وقت اسے ہی مدد کے لیے پکارتے ہیں ۔ ہمارے نظریئے کے مطابق یہ لوگ جو خداوند قدوس کو چھوڑ کر دوسروں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں ۔ اور ان کی اطاعت کے لیے سر کو خم کرتے ہیں وہ مشرک ہیں شرک میں مبتلا ہیں ۔ اور شرک ایسا گناہ ہے جس کی کوئی معافی نہیں ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا خاموش ہو گیا اس لیے کہ ان کا کھانا آ گیا تھا ۔ کھانا لانے والوں نے خیمے کے اندر کھانا سجا دیا پھر وہ باہر نکل گئے ۔ تینوں نے گفتگو ختم کر دی ایک جگہ بیٹھ کر تینوں نے مل کر کھانا کھایا اس کے بعد آرام کرنے کے لیے یرمیحا اپنے خیمے کی طرف چلا گیا تھا ۔

مصر کے فرعون اختاتون کا بھیجا ہوا وفد ایک روز حتیوں کے مرکزی شہر
ختوشاش میں داخل ہوا ۔ یہ وفد سیدھا شاہی قصر کی طرف گیا اور شاہی قصر کے بڑے
محافظ سے اس وفد نے حتیوں کے بادشاہ شوبیلولیوما سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا
ساتھ ہی تفصیل بھی بتائی کہ انہیں ان کے بادشاہ اختاتون نے ایک انتہائی اہم پیغام
دے کر حتیوں کے بادشاہ شوبیلولیوما کی طرف روانہ کیا ہے ۔

اس وفد کے آنے کی اطلاع قصر کے محافظوں کے سالار نے حتیوں کے بادشاہ
شوبیلولیوما کے داروغہ تے پہنچائی ۔ داروغہ بادشاہ شوبیلولیوما کے کمرہ خاص میں داخل ہوا
اس وقت حتیوں کا بادشاہ شوبیلولیوما اپنے بیٹے شبل لیوماش اور حسین وجمیل بیٹی میکا
کے ساتھ بیٹھا گفتگو کر رہا تھا ۔ جب داروغہ نے مصری وفد کے آنے کی اطلاع دی
شوبیلولیوما چونکا ۔ سو ۔یہ سے انداز میں باری باری اس نے اپنے بیٹے شبل لیوماش اور
بیٹی میکایا کی طرف دیکھا پھر داروغہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے تحکمانہ انداز میں کہنا
شروع کیا ۔

مصر کے فرعون اختاتون کی طرف سے جو وفد آیا ہے اسے وقت ضائع کئے بغیر
میرے پاس لے کر آؤ تاکہ میں جانوں کہ وہ اپنے بادشاہ اختاتون کی طرف سے میرے
نام کیا پیغام رکھتے ہیں ۔ اس پر داروغہ نے اپنے سر کو زمین کی طرف خوب جھکاتے
ہوئے اپنے بادشاہ شوبیلوما کو خوب تعظیم دی اس کے وہ داروغہ باہر نکل گیا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد مصری وفد کے ارکان اس کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے بھی اپنے سروں کو خوب جھکاتے ہوئے حتیوں کے بادشاہ شو بیلولیوما کو خوب تعظیم دی۔ حتیوں کے بادشاہ شو بیلولیوما نے مصریوں کے وفد کی بڑی تعظیم اور تکریم کی۔ تخت سے اٹھ کر ان کے ساتھ مصافحہ کیا اس کے بیٹے شیل لیوماش نے بھی ایسا ہی کیا پھر ،، والے مصری وفد کے اراکین کو انہوں نے بہترین نشستوں پر بیٹھنے کے لیے کہا خود حتیوں کا بادشاہ شو بیلولیوما اور اس کا بیٹا شبل لیوماش بھی بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حتی بادشاہ شو بیلولیوما نے مصری وفد کے ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

آنے والے محترم اور معزز مصریو! کیا میں یہ جان سکوں گا کہ تم اپنے بادشاہ اخناتوں کی طرف سے میرے لیے کیا پیغام لے کر آئے ہو۔

حتی بادشاہ شو بیلیو لیوما کے اس استفسار پر اس وفد کا جو سربراہ تھا وہ اسے مخاطب کر کے بول پڑا۔

حتیوں کے عظیم بادشاہ میتانی سلطنت کے چند قاصد ہمارے بادشاہ اخناتون کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے خدشات ظاہر کیے تھے کہ حتی عنقریب ان کی سلطنت پر حملہ ہو کر ان کو سلطنت کو نیست و نابود کر دینا چاہتے ہیں۔

عظیم بادشاہ آپ جانتے ہیں زمانہ قدیم سے مصریوں اور میتانیوں کے برادرانہ تعلقات چلے آ رہے ہیں۔ ہمارے بادشاہ اخناتون نے اس احتیاط کے تحت ہمیں آپ کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ ہم آپ کے یہ گوش گزار کریں کہ آپ کسی بھی موقع پر میتانیوں کو اپنی طاقت اور قوت کا ہدف نہ بنائیں۔ اس لیے کہ میتانی ہمارے حلیف ہی نہیں ان کے ساتھ ہماری سلطنت کا ایک رشتہ بھی ہے۔ حتیوں کے بادشاہ آپ جانتے ہوں گے کہ میتانیوں کے موجودہ بادشاہ تو شرت کی بہن ہمارے موجودہ فرعون اخناتون کے باپ کے حرم میں شامل تھی۔ اس کے بعد تو شرت نے ایسا کیا کہ اخناتون کے باپ کے آخری دور میں اس نے اپنی حسین و جمیل بیٹی بھی اخناتون کے باپ کے حرم میں داخل کر دی تھی۔ اور جب اخناتون کا باپ امون حوتپ مر گیا تب اس لڑکی سے خود اخناتون نے نکاح کر لیا یوں ان دنوں تو شرت کی بیٹی اخناتون کی بیویوں میں سے ایک ہے۔ لہذا اخناتون نے آپ کے نام یہ پیغام بھیجا ہے کہ آپ

کسی بھی موقع پر میتانیوں پر حملہ آورہ ونے کی کوشش نہ کریں اور اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو ہمارے بادشاہ اختاتون نے آپ کے نام یہ بھی پیغام بھیجا ہے کہ اسطرح مصریوں اور حتیوں کے تعلقات کشیدہ اورابتر ہو کر رہ جائیں گے ۔ اور میرے خیال میں آپ یہ پسند نہیں کریں گے کہ مصری اور حتی آپس میں ٹکرائیں اور دونوں سلطنتوں کی تباہی اور بربادی کے دروازے کھلیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد مصری وفد کے اراکین کا سربراہ خاموش ہو گیا اس کی ساری گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک حتیوں کا بادشاہ شو بیلولیوما اپنے بیٹے شبل لیوماش اور بیٹی میکایا کے ساتھ گفتگو کرتا رہا اس دوران مصری وفد کے ارکان اس کمرے کا جائزہ لیتے رہے انہوں نے دیکھا جس نشست گاہ پر شبیلولیوما شبل لیوماش اور میکایا بیٹھے ہوئے تھے ۔ اسکے پیچھے حتیوں کے قومی دیوتا تلے نیوش کا ایک بہت بڑا بت کھڑا تھا ۔ اور اسکے بائیں جانب حتیوں کی قومی دیوی ماتھا کا بت تھا جسے حتی زمین کی دیوی خیال کرتے تھے ۔ اسکے علاوہ وفد کے ارکان نے یہ بھی دیکھا کہ اس بڑے دیوتا اور دیوی کے علاوہ اور چھوٹے چھوٹے بت بھی ادھر ادھر رکھے ہوئے تھے ۔ دیواروں پر مختلف دیوی دیوتاؤں کی رنگیں تصاویر بھی بنی ہوئی تھیں ۔ وفد کے ارکان قصر کے اس کمرے کا جائزہ ہی لے رہے تھے ۔ کہ حتیوں کے بادشا شو بیلولیوما نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

جو کچھ تم لوگوں نے کہا ہے وہ اپنی جگہ درست ہے ۔ میتانی ہمارے ہمسائے ہیں اور ہمسایوں کو ہم عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ جہاں تک مصری سلطنت کا تعلق ہے تو مصر ایک بہت بڑا ملک ہے ۔ اور یہ ایک انتہا درجہ کی طاقتور سلطنت ہے اختاتون ہم سے بھی بڑا بادشاہ ہے ۔ لہذا کسی بھی صورت ہم اختاتون کی دشمنی مول لینا نہیں چاہتے ۔ ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے مصر اور حتیوں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ ہم دونوں ہی کے لیے تباہ کن ہو گا ۔

میں تمہارے بادشاہ اختاتون کا شکر گزار ہوں کہ اس نے تمہیں ایک وفد کی صورت میں میرے پاس روانہ کیا ۔ ورنہ وہ اتنا بڑا بادشاہ ہے کہ مجھے یا میرے بیٹے کو

اپنے مرکزی شہر تھبیس میں طلب کر کے دھمکی آمیز لہجے میں مجھے میتانیوں پر حملہ آور نہ ہونے کے لیے بھی کہہ سکتا تھا۔ بہرحال آنے والے وفد کے ارکانو مطمئن رہو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم حتی میتانیوں پر حملہ آور نہیں ہوں گے۔ میں جانتا ہوں جہاں میتانیوں کے مصر کے ساتھ بہترین تعلقات ہیں وہیں مصر کے شاہی خاندان کے ساتھ ان کی رشتہ داریاں بھی ہیں۔ تم ہمارے لیے معزز ہو محترم ہو۔ لہذا چند یوم تک ہمارے یہاں قیام کرو۔ اسکے بعد تمہیں بہترین تحائف دے کر یہاں سے رخصت کیا جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی حتیوں کے بادشاہ شو بیلو لیوما نے اپنے داروغہ کو آواز دی۔ اسکا داروغہ بڑی تیزی سے اندر آیا اسے مخاطب کرتے ہوئے شو بیلو لیوما کہنے لگا۔

مصری وفد کے ان معزز اراکین کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ ان کے قیام ان کے طعام کا بہترین بندوبست کرو۔ جب یہ جانا چاہیں ہمیں اطلاع کرو تاکہ ان کی رخصتی کا بہترین سامان کریں۔ اس کیساتھ ہی مصری وفد کے اراکین اپنی جگہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور شبیلو لیوما کے داروغہ کے ساتھ وہ اس کمرے سے نکل گئے تھے۔

ان کے جانے کے بعد قصر کے اس کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر شبلو لیوما کے بیٹے شبل لیوماش نے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے استفہامیہ سے انداز میں کہنا شروع کیا۔

اے میرے باپ۔ جو کچھ آپ نے مصری وفد سے کہا ہے کیا یہ آپ کے دل کی آواز ہے۔ یا آپ نے صرف وقتی طور پر مصری وفد کو ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے بھائی کے اس استفسار پر شبیلو لیوما کی حسین و خوبصورت بیٹی میکایا بھی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس موقع پر شبیلو لیوما کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ باری باری اس نے اپنے بیٹے شبل لیوماش اور بیٹی میکایا کی طرف دیکھا پھر وہ ہلکے ہلکے تبسم میں کہہ رہا تھا۔

میرے عزیز بیٹے۔ میری پیاری بیٹی۔ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ میرے دل کی آواز نہیں اس وقت حتیوں کی طاقت اپنے عروج پر ہے اگر مصری ہم پر حملہ آور ہوں تب بھی وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور پھر ان دنوں مصر کی طاقت دو حصوں میں بٹ چکی

ہے ۔ پہلے جس وقت آمون مصریوں کا قومی دیوتا تھا مصریوں کی بڑی طاقت تھی آمون دیوتا کے رشتے سے وہ یکجا تھے پر اب جیسا کہ خبریں آچکی ہیں اخناتون نے آمون کے بجائے راع دیوتا کو اپنا قومی دیوتا قرار دے دیا ہے آمون دیوتا کے پجاریوں اور مندروں کو اس نے لوٹ لیا ہے ۔یہاں تک خبریں آئی ہیں کہ آمون دیوتا کے جن پجاریوں نے خفیہ دولت ظاہر نہیں کی ان کے قتل کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے ۔ اورآمون دیوتا کا بڑاپجاری بھی روپوش ہے ۔اس لحاظ سے مصری سلطنت کے لوگ دو حصوں میں تقسیم ہیں کچھ لوگ جو راع دیوتا کو ماننے والے ہیں ۔ وہ فرعون اخناتون کے ساتھ ہیں اور وہ لوگ جو آمون دیوتا کے عقیدت مند ہیں وہ اخناتون کے خلاف ہیں اس طرح مصری عوام ان دنوں دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں اس لحاظ سے ان کے اندر کمزوری کے آثار ہیں ان حالات میں اگر اخناتون نے ہم سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میرا دل کہتا ہے کہ ہم اخناتون اور اس کے لشکریوں کو باآسانی شکست دے کر مصریوں کے کچھ علاقوں پر بھی قابض ہونے میں کامیاب ہو سکتے ہیں ۔

جہاں تک میتانیوں کا تعلق ہے تو ان پر ہم نے حملہ کرنا ہی کرنا ہے اور یہ حملہ میں بہت جلد کرنے والا ہوں اس کام میں اب میں دیر نہیں لگاؤں گا میں میتانیوں کی سلطنت کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگا چکا ہوں ۔ میتانیوں کا بادشاہ توشرت بوڑھا ہو چکا ہے ۔ وہ کسی بھی صورت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گا گو توشرت کا بیٹا متی وازا بڑا تنومند طاقتور اور جوان ہمت ہے خوبصورت بھی ہے پر کشش بھی ہے لیکن وہ اکیلا ہماری اندھی قوت کو کب تک اور کہاں تک روکنے میں کامیاب ہو گا ۔

شوبیلولیوما یہیں تک کہنے پایا تھا کہ بیچ میں اس کا بیٹا لیوماش بول پڑا اور اپنے باپ کو مخاطب کیا ۔

اے میرے باپ کیا آپ کا ارادہ یہ ہے کہ میتانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہو کر اسے مکمل طور پر نیست و نابود کیا جائے اور اس پر قبضہ کر لیا جائے ۔

اپنے بیٹے کے اس استفسار پر شوبیلولیوما کے چہرے پر پھر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر کہہ اٹھا ۔

نہیں میرے بیٹے میں میتانی سلطنت کو بالکل نیست و نابود نہیں کروں گا ان

کے کچھ علاقوں پر قبضہ کروں گا اور انہیں ساتھ ملا کر رکھنے کی کوشش کروں گا اس لیے کہ اس وقت مصریوں کے علاوہ ایک اور بڑی طاقت بھی سر ابھار رہی ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ آنے والے دنوں میں یہ طاقت ایسا زور ایسا شور پکڑے گی کہ ان کی راہ روکنا مشکل ہو جائے گا ۔ شو بیلو لیوما کے ان الفاظ پر شبل لیوماش نے بڑے تفکر سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

اے میرے باپ آپ کا اشارہ کس قوت کی طرف ہے ۔

سن میرے بیٹے میرا اشارہ آشوری عربوں کی طرف ہے جو صحرائے عرب سے نکل کر ان علاقوں میں آکر آباد ہوئے ۔ آہستہ آہستہ انہوں نے پر پھیلانا شروع کیۓ ۔ اپنی طاقت اپنی ہمت اپنی جوانمردی اور تیغ زنی میں عروج کی وجہ سے انہوں نے وسیع علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے اور اب دن رات وہ اپنی طاقت میں اضافہ کر رہے ہیں اگر اسی طرح وہ طاقت پکڑتے رہے ۔ تو یاد رکھنا میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ حتی ہی نہیں مصری بھی ان آشوریوں کے سامنے بے بس ہو جائیں گے میتانیوں پر حملہ کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ میتانی سلطنت پر بھی ہماری گرفت ہو جائے اور آنے والے دور میں اگر آشوری ہم پر حملہ کرتے ہیں تو حتی اور میتانیوں کی متحدہ قوت کے ساتھ ہم آشوریوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائیں بس یہ میرا مدعا یہ میرا مقصد ہے ۔

یہاں تک کہتے ہوئے شو بیلو لیوما خاموش ہو گیا تھوڑی دیر تک اس کمرے میں بالکل سکوت رہا لگتا تھا تینوں باپ بیٹا اور بیٹی گہری سوچوں میں کھو گئے ہوں اس دوران شبل لیوماش کے چہرے پر گہرے تفکرات تھے ۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا پھر شاید وہ کسی نتیجے پر پہنچا تھا اسکے بعد اس نے اپنے باپ شو بیلو لیوما کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

اے میرے باپ جو حالات آپ نے آشکارا کیۓ ہیں وہ واقعی فکر انگیز ہیں اگر آشوری بڑی تیزی سے طاقت اور قوت پکڑ رہے ہیں ۔ تو ابھی سے ہمیں ان کی اس طاقت اور قوت کے سامنے بند باندھنے کے متعلق سوچنا چاہیے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میتانیوں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد ہم آشوریوں کا مقابلہ کریں اور میتانیوں کو اس وقت تک نہیں ملایا جا سکتا جب تک ان پر ہماری گرفت نہ ہو تو ان پر گرفت رکھنے

کے لیے اور انہیں اپنے ساتھ یا اپنے ماتحت رکھنے کے لیے اے میرے باپ میرے ذہن میں بڑی عمدہ ترکیب ہے ۔ میرے خیال میں اگر اس ترکیب پر عمل کیا جائے تو ہمیشہ کے لیے میتانی سلطنت ہماری مطیع و فرمانبردار نہیں بلکہ ہماری ملکیت ہو کے رہ جائے گی ۔ یہ الفاظ اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے شبل لیوماش نے بڑے فخریہ انداز میں کہے تھے ۔

میرے بیٹے وہ کونسی تجویز ہے جس پر عمل کرتے ہوئے میتانی سلطنت کے ہم مالک بن سکتے ہیں کہو اگر وہ تجویز قابل عمل ہوئی تو میرے بیٹے میں فی الفور اس پر عمل کی ابتدا کر دوں گا ۔ حیتیوں کے بادشاہ نے یہ الفاظ بڑے غور بڑے انہماک سے اپنے بیٹے سے کہے تھے ۔ اس دوران حسین و پر جمال میکایا بھی بڑی جستجو اور انہماک میں اپنے بھائی شبل لیوماش کی طرف دیکھے جا رہی تھی ۔

شبل لیوماش نے تھوڑی دیر کے توقف کے بعد پھر کہنا شروع کیا ۔

اے میرے باپ جو تجویز میں پیش کرنا چاہتا ہوں پہلے اس سے متعلق میری بہن میکایا کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے ۔

تم کہو تجویز کیا ہے ۔ اگر میکایا اس میں ملوث ہوئی تو اس کی رضامندی بھی لے لیں گے ۔ اپنے باپ کے کہنے پر شبل لیوماش بول پڑا ۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ کے لائحہ عمل کے مطابق ہم میتانی سلطنت پر حملہ آور ہوں مجھے امید ہے کہ میتانیوں کے بادشاہ توشرت کو ہم اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ اور جب میتانیوں کے مقابلے میں ہم کو فتحمندی نصیب ہو تو صلح کے لیے ہم اسکے سامنے یہ تجویز رکھیں کہ توشرت تخت سے دستبردار ہو جائے اور اپنی جگہ اپنے بیٹے متی وازا کو تخت پر بٹھائے ساتھ ہی ہم یہ بھی شرط رکھیں گے کہ متی وازا میری بہن میکایا سے شادی کر لے ۔ اے میرے باپ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو آنے والے دور میں نہ ہمیں مصر کی طرف سے کوئی خطرہ رہے گا نہ میتانی سلطنت سے ۔ اس لیے کہ میتانیوں کی ملکہ ہماری بہن ہو گی وہ سمت ہمارے لیے محفوظ ہو گی ۔ جب مصری دیکھیں گے کہ میتانیوں کیساتھ ہمارا ایک رشتہ ہے میرے خیال میں تب وہ بھی ہمارے خلاف برسرپیکار نہیں ہوں گے ۔

اپنے بیٹے کی اس تجویز پر شبیلولیوما تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا ۔ پھر اس کی آواز سنائی دی ۔

میرے بیٹے ۔ تمہاری تجویز بہترین ہے ۔ اس میں واقعی میری بیٹی میکایا کی رضا مندی ضروری ہے ۔ اب میں اپنی بیٹی میکایا سے پوچھتا ہوں جو تجویز اس کے بھائی نے پیش کی ہے کیا یہ اسے پسند کرتی ہے ۔ کیا میری بیٹی میتانیوں کے بادشاہ توشرت کے بیٹے متی وازا کی بیوی بننا پسند کرے گی ۔

اپنے باپ کے ان الفاظ سے میکایا کے چہرے پر خوشگوار تبسم نمودار ہوا تھا ۔ اس نے اپنے باپ کو مخاطب کیا ۔

جیسا کہ آپ بتا چکے ہیں توشرت کا بیٹا متی وازا جوان ہمت ہے ۔ خوبصورت ہے طاقتور اور توانا ہے ۔ اگر وہ واقعی ایسا ہے تو میرے باپ میں اس کے ساتھ شادی کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ اس شادی کے بعد حتی اور میتانی دونوں سلطنتیں ایک ہو کر رہ جائیں گی اور ہماری طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گا ۔ اس سے بڑھ کر ہمیں اور کیا چاہیے ۔

اپنی بیٹی کی اس رضا مندی پر شوبیلولیوما گہری مسکراہٹوں میں ڈوب گیا تھا ۔ شبل لیوماش بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہا تھا ۔ پھر وہ تینوں اٹھے اور قصر کے اسکمرے سے نکل کر وہ محل کے سکونتی حصے کی طرف چلے گئے تھے ۔ دو دن بعد مصری وفد نے بھی وہاں سے کوچ کیا ان کے کوچ کے وقت حتیوں کے بادشاہ شوبیلولیوما نے انہیں بہترین تحائف سے نوازا ۔ مصری وفد نے اب میتانیوں کے مرکزی شہر اشوکانی کا رخ کیا تھا ۔

○○○

اس طرح مصری وفد میتانیوں کے مرکزی شہر اشوکانی میں میتانیوں کے بادشاہ توشرت اور اس کے بیٹے متی وازا سے ملا ۔ اس ملاقات کے دوران مصری وفد نے توشرت اور اس کے بیٹے متی واز کو یہ یقین دلایا کہ حتی اس پر حملہ آور نہیں ہوں گے اور جو گفتگو ان کی حتیوں کے بادشاہ شوبیلولیوما اور اس کے بیٹے شبل لیوماش سے ان کے مرکزی ختوشاش میں ہوئی تھی ۔ اس کی پوری تفصیل مصری وفد کے اراکین نے

میتانیوں کے بادشاہ اور اس کے بیٹے کے گوش گزار کر دی تھی ۔ ساتھ ہی یقین دلایا تھا کہ حتی اس لیے میتانیوں پر حملہ آور نہیں ہوں گے کہ حتی مصر کی مملکت سے خوفزدہ ہیں ۔

مصری وفد نے یہ بھی یقین دلایا کہ اخناتون کی طرف سے ان کے پاس میتانیوں کے بادشاہ کے لیے واضح اور کھلا پیغام ہے کہ اگر حتیوں نے میتانیوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو مصر اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ حتیوں کے خلاف برسرپیکار ہو جائے گا ۔

یوں مصری وفد کی اس یقین دہانی کے باعث میتانیوں کا بادشاہ توشرت اور اسکا بیٹا متی وازا مطمئن ہو گئے تھے ۔ اس سے پہلے حتیوں کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے انہوں نے اپنی جنگی تیاریاں شروع کر رکھی تھیں ۔ لیکن جب مصری وفد نے انہیں یقین دلایا کہ حتی ان پر حملہ آور نہیں ہوں گے اور یہ کہ مصر کا فرعون اخناتون پوری طرح ان کے ساتھ ہے تب میتانیوں کا بادشاہ اور اس کا بیٹا دونوں ہی جنگی تیاریوں کی طرف سے غافل ہو گئے ۔ اس لیے کہ انہوں نے یہ ٹھان لی تھی کہ اب وہ بالکل محفوظ ہیں ۔

دوسری طرف حتی میتانیوں پر ضرب لگانے کے لیے اپنے لیے فوائد حاصل کرنے کے لیے دن رات تیاریوں میں مصروف تھے ۔ حتی جانتے تھے کہ اگر وہ میتانیوں پر حملہ آور ہوئے تو مصر کا فرعون اخناتون ضرور ان کے خلاف کوئی کاروائی کرے گا ۔ لہٰذا اپنی جنگی اور عسکری طاقت کو اس نہج تک لانا چاہتے تھے کہ اگر میتانیوں کے بعد انہیں مصر کے فرعون اخناتون سے بھی مقابلہ کرنا پڑے تو انہیں کس قسم کی زک یا شکست کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ بس انہی خطوط کو سامنے رکھتے ہوئے حتیوں نے اپنی عسکری اور جنگی قوت کو اپنے عروج کی طرف لے جانے کے لیے اپنی کوششیں اپنی جدوجہد پہلے کی نسبت مزید تیز کر دی تھی ۔

○○○

شہزادی عدینہ کی نگرانی میں نئے تعمیر ہونے والے شہر اخناتون کی اب تکمیل ہو چکی تھی ۔ اس کی تعمیر کو دو سال کی مدت پوری ہونے والی تھی ۔ تعمیر مکمل ہونے کے

بعد اب شہر کی زینت اور آرائش کا کام شروع تھا ۔ شہر کے وسط میں راع دیوتا کے لیے ایک بہت بڑا مندر تعمیر کیا گیا تھا ۔ جس کے اطراف میں لوگوں کے جمع ہونے کے لیے کھلے میدان رکھے گئے تھے ۔ اس دو سال کے عرصے میں فرعون اخناتون شہر کی تعمیر پر نگاہ رکھنے کے لیے کئی بار اپنے نام سے تعمیر ہونے والے اس شہر کی تعمیر کی کارکردگی کو دیکھ چکا تھا ۔ جب کبھی بھی فرعون اخناتون نئے تعمیر ہونے والے شہر کو دیکھنے کے لیے آتا وہ اپنی بیٹی عدینہ کی کارکردگی پر بہترین اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اسکی تعریف کرتا اس طرح فرعون اخناتون کا بھروسہ اور اعتماد اپنی بیٹی عدینہ پر پہلے کی نسبت اور زیادہ ہو گیا تھا ۔

ایک روز جبکہ عدینہ اور نیمیا دونوں اپنے خیمے میں بیٹھی باہم گفتگو کر رہی تھیں خیمے کے دروازے پر مخیدون کی آواز سنائی دی ۔ اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تھی ۔ اس پر قدرے بلند آواز میں عدینہ نے جب اسے اندر آنے کے لیے کہا تب مخیدون خیمے میں داخل ہوا ۔ عدینہ اور نیمیا اس وقت اپنے محل نما خیمے کے وسطی حصے میں بیٹھی ہوئی تھیں ۔ مخیدون جب اس حصے میں داخل ہوا تو عدینہ اور نیمیا دونوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا ہاتھ کے اشارے سے مخیدون نے ان دونوں کو بیٹھنے کے لیے کہا ۔ وہ دونوں بیٹھ گئیں تب مخیدون بھی ان کے سامنے ایک نشست پر جم گیا ۔ تھوڑی دیر تک خیمے میں سوچوں بھری خاموشی رہی ۔ عدینہ اور نیمیا اس دوران مخیدون کا جائزہ لیتی رہیں ۔ انہوں نے دیکھا مخیدون گہری سوچوں میں الجھا ہوا تھا ۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عدینہ نے بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا ۔

مخیدون میرے بھائی ۔ میں دیکھتی ہوں کہ تم کچھ سوچوں اور تفکرات میں ڈوبے ہوئے ہو ۔ کیا تم کوئی بری خبر لے کر آئے ہو ۔ یا تمہارے ساتھ کسی نے ناروا سلوک کیا ہے ۔ کہو میرے بھائی اس سلسلے میں میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں ۔

عیدنہ کی اس گفتگو کے جواب میں مخیدون نے اپنا جھکا ہوا سر سیدھا کیا اس کے لبوں پر اس موقع پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا اسکے بعد اس نے عدینہ کو مخاطب کیا ۔

عدینہ یوں جانو میں ایک کام کے سلسلے میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں ۔ جس

سلسلے میں میں آیا ہوں اس سلسلے سے متعلق جو سوچیں میں نے اپنے دل میں پائی ہوئی ہیں اگر حقائق ان سوچوں کے مطابق ہوئے تو مجھے امید ہے میں تمہاری مدد ضرور کروں گا۔

عدینہ نے اس موقع پر عجیب سے جذبوں میں ڈوبے ہوئے انداز میں مخیدون کی طرف دیکھا پھر حیرت زدہ انداز میں پوچھنے لگی۔ مخیدن میرے بھائی تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم کس سلسلے میں میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ کھل کر کہو پہیلیاں نہ بجھاؤ۔

مخیدون نے پھر تھوڑی دیر تک کچھ سوچا اسکے بعد دوبارہ اس نے عدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

عدینہ میں ایک ایسی گفتگو کا آغاز کرنے والا ہوں جو تمہاری ذات سے متعلق ہے۔ اس کا اظہار میں اپنی بہن نیمیا کے سامنے کر رہا ہوں تاکہ اس گفتگو کے جو نتائج نکلیں میری بہن نیمیا بھی اس کی گواہ رہے۔ دیکھ میری بہن جس گفتگو کا آغاز میں کرنے لگا ہوں اگر وہ گفتگو تجھے ناپسند ہو تو میری بہن خفامت ہونا اس لیے کہ تیرا میرا بہن بھائی کا رشتہ ہے ایک بھائی کی حیثیت سے میں تیرے ساتھ اس طرح کی گفتگو کرنے کا مجاز ہوں۔

مخیدون کی اس گفتگو سے عدینہ بے چاری کسی قدر فکر مند ہو گئی تھی پھر بڑے تفکر بھرے انداز میں مخیدون کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اس دوران مخیدون کی آواز پھر سنائی دی۔

میری بہن جس گفتگو کا میں آغاز کرنے والا ہوں وہ بڑی اہم نوعیت کی ہے تفصیل میں جانے سے پہلے میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ کیا تم اپنے محافظ یرمیحا کو پسند کرتی ہو۔ اور کیا تم اسے اپنی زندگی کا رفیق اور خود کو اس کی رفیقہ حیات بنانے پر رضامند ہو۔ دیکھ میری بہن یہ سوال بڑا ٹیڑھا ہے پر سوچ سمجھ کر اس کا جواب دینا اس لیے کہ اس میں تیری زندگی تیری خوشی کا انحصار ہے۔ جواب دیتے ہوئے میری بہن شرمانا نہیں۔ اس لیے کہ اکثراوقات ایسے سلسلوں میں شرم و حیا مستقبل کو تاریک کر دیتی ہے۔ میرے ساتھ کھل کر گفتگو کرنا۔ جو جذبات تمہارے دل میں ہیں انہیں حقیقت کا روپ دیتے ہوئے میرے سامنے عیاں کرنا کوئی چیز

چھپانے کی کوشش نہ کرنا اسی میں تمہاری بہتری اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔
مخیدون کی اس ساری گفتگو سے عدینہ کی حالت یکسر بدل گئی تھی۔ اس کی انکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی تھی۔ گالوں کی لالی مزید سرخ ہو گئی تھی اور ہونٹوں پر دل موں لینے والا تبسم بکھرا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتی رہی پھر اس کی آواز خیمے کے اس حصے میں بلند ہوئی تھی۔
مخیدون جو سوال تم نے میرے بھائی کیا ہے وہ واقعی میری زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ اس کا جواب سچائی پر مبنی رکھتے ہوئے دوں گی اور جو میرے دل میں خیالات ہیں وہ ویسے کے ویسے تمہارے سامنے پیش کروں گی۔
مخیدون سن یہ یرمیحا پہلا شخص ہے جو میری خوابگاہ میں عشق پیچاں کی بیل بن کر داخل ہوا۔ جب پہلی بار میں نے اسے دیکھا تو اسی وقت ہی میں اس کی شیفتہ و دلدادہ ہو گئی تھی۔ جس روز اس نے مقابلہ جیتکر میرا محافظ بننے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ اسی روز ہی یہ میری پسند کا مرکز بن گیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ پسند محبت بنتی چلی گئی۔ شروع دن سے ہی میں نے یرمیحا کو اپنے لیے عہد طفولیت کی رحمتوں۔ سماوی نعمتوں اور خدائی برکتوں جیسا خیال کیا تھا۔ اس کے ساتھ رہتے ہوئے میرے تعصب کی کہکشاں ماند ہوئی اور شاہی عظمت کے ماہ و انجم راکھ ہو کر رہ گئے۔ پھر اس کے ساتھ رہتے ہوئے اس کے متین لہجے اس کی خود اعتمادی اسکی نپی تلی چال۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے کے انداز اس کی دکھ کے قہری سوچ جیسی جراتمندی۔ اسکی پگھلا دینے والے عمل سی طاقت نے مجھے اس کے ساتھ خاموش محبت دبی دبی چاہت میں مبتلا کر دیا۔ اور اب تو اس کیساتھ رہتے ہوئے مجھے دو سال ہونے والے ہیں اب اس کی ذات کا مکمل اور بھرپور خاکہ میرے سامنے ہے۔ اب یرمیحا میرے خیالات میرے دل میرے دماغ میرے جسم میری روح میں محبت کے ایک دیوتا کیصورت اختیار کر چکا ہے۔
مصر کے لوگ "راع" اور آمون دیوتا کے مقدس ناموں پر نزریں چڑھاتے ہیں قربان گاہوں پر قربانیاں دیتے ہیں اور ان کے خزانوں کو پرانی شراب خوشبو دار تیل سے بھرتے ہیں ان کے مندروں کے آستانوں پر گلاب اور چنبیلی کے فرش بچھاتے ہیں

ان کی مورتیوں کے سامنے عود اور لوبان کی پاک خوشبوئیں سلگاتے ہیں پر اب یرمیا ہی میرے لیے معجزات کا دیوتا ہے ۔ میرا جی چاہتا ہے کہ یہ ساری رسومات میں صرف اور صرف یرمیحا کے لیے ادا کروں ۔

مخیدون مزید کھل کر سننا چاہتے ہو تو میں یہاں تک کہہ سکتی ہوں کہ اب یرمیحا میری محبت کے ایسے درجے پر پہنچ چکا ہے کہ وہ میری روح میرے جسم کے اتصال کی ایک علت بن گیا ہے ۔ میرے خیالات کے انبار میں وہ میرے دل کا سکون ۔ میری دعاؤں کا ہر حرف اب اس سے منسوب ہے ۔ میں سمجھتی ہوں اب یرمیحا کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے ۔ وہ اب میری نگاہوں کا افسوں ۔ میرے جسم کا ناموس ہے ۔ میری روح کے اندر وہ ایک دھیرے دھیرے اٹھتا ترنم ہے ۔ خون اور اشکوں کے نہاتے اس ماحول میں اب یرمیحا میرے لیے اطمینان کا سایہ ۔ میرے لیے سلامتی کا ایک گوشہ ہے ۔

اگر یرمیحا مجھے نہ ملا اگر مجھے اسکی رفیقۂ حیات نہ بنایا گیا تو یہ سبزہ یہ کلیاں یہ کھلے بیابان یہ ٹھنڈی ہوائیں یہ اپنے ابتدا سے انتہا کو بھاگتا وقت ۔ یہ میرا سحر کار حسن یہ نرم شاخوں پر جھولتے ثمر سب میرے لیے بیکار اور عبث ہیں ۔

میں عدسیہ یقیناً یرمیحا کے بغیر تلاش و جستجو کا انتظار ۔ مبہم سکوت ۔ چھدری چھدری چھاؤں ۔ ناامیدی کی قوس و قزح مایوسیوں کی گہری گھٹا ۔ بھولا ہوا صحیفہ اور محبت کی اداس ادھوری کہانی بن کر رہ جاؤں گی ۔

جب تک عدسیہ بولتی رہی مخیدون اور نیمیا ہلکے ہلکے مسکراتے رہے اسکے الفاظ سے لطف اندوز ہوتے رہے اسکے انکشافات پر خوشی کا اظہار کرتے رہے ۔ جب عدسیہ خاموش ہوئی تب مخیدن بول پڑا ۔

عدسیہ میں انتہا درجہ کا شکر گزار ہوں کہ تو نے سچائی پر مبنی حقائق کو میرے اور نیمیا کے سامنے واشگاف انداز میں پیش کر دیا ہے ۔ دیکھ میری بہن جو کچھ میں کہنے والا ہوں اس سے قبل مجھے یہ تو بتا کیا کبھی تو نے یرمیحا پر اپنی محبت کا اظہار کیا ۔ یا یہ کہ اس کے کسی عمل سے تونے یہ اندازہ کیا ہو کہ وہ بھی تمہیں پسند کرتا ہے ۔ تمہیں چاہتا ہے ۔

اس سوال پر گردن جھکا کر تھوڑی دیر تک عدینہ کچھ سوچتی رہی اس کے بعد پہلے ی نسبت کسی قدر سنجیدگی میں مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

مخیدون میرے بھائی۔ یرمیحا کے ساتھ رہتے ہوئے کئی بار میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اس پر اپنی محبت کا اظہار کروں۔ کئی بار میرے دل میں یہ امنگ اٹھی کہ میں آگے بڑھ کر یرمیحا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لوں اور اسے کھل کر کہوں کہ یرمیحا عدینہ تمہارے لیے پیدا ہوئی ہے۔ کئی بار میں نے چاہا کہ یرمیحا سے کہہ دوں کہ یرمیحا اب تم عدینہ کے صرف محافظ نہیں اس کے جسم اس کی جان اس کی روح کے مالک بھی ہو۔ لیکن کچھ ہچکچاہٹیں ایسی تھیں جو میرے ان افعال میں آڑے آتی تھیں۔ لہذا میں چپ رہی۔

تم جانتے ہو مجھے یرمیحا دریائے نیل میں تیرنا سکھاتا ہے۔ تیراکی کے اس عمل میں میرا جسم اس کے جسم سے مس ہوتا رہا۔ تم جانتے ہو دو کورے پنڈوں کے ملنے کی لطیف کیفیت اکثر و بیشتر دو دلوں کو مرکز اتصال کی راہ دکھاتی ہے۔ جب وہ میرے جسم کو مس کرتا تھا۔ تو میرے اندر ایک عجیب سی امنگ پیدا ہوتی تھی ایسے موقع پر میں کانپتے بدن۔ دھڑکتے دل۔ اور طلب کی لگن اور وارفتگی میں اس کی طرف دیکھتی تھی لیکن اس کے چہرے پر مجھے خواہشوں کی پاکیزگی۔ مقاصد کے تقدس اور کردار کی پختگی کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اس کی یہ صورت دیکھتے ہوئے میں مایوس ہو جاتی تھی۔ پھر میں اپنے دل میں یہ تخمینے لگانے لگتی تھی کہ یرمیحا کو مجھ سے کوئی محبت کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ اور یہ تخمینے اکثر و بیشتر مجھے اپنی زیست اپنی زندگی سے بھی مایوس کر دیتے ہیں۔

عدینہ یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر تک خیمے میں سکوت رہا اس کے بعد مخیدون کی آواز پھر سنائی دی۔

میری بہن میں تم پر انکشاف کروں کہ تمہارے پاس آنے سے پہلے میں اس سلسلے میں یرمیحا سے طویل گفتگو کر کے آ رہا ہوں۔ اس کے ساتھ گفتگو کرنے کا میرا مقصد یہ تھا کہ باتوں باتوں میں میں اس سے اگلواؤں کہ تم سے وہ محبت کرتا ہے یا نہیں چاہتا ہے۔ اور اپنی رفیقہ حیات بنانے پر رضامند ہے پر میری لاکھ کوشش سے

باوجود میں اس سے یہ نہ جان سکا کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے یا نہیں ۔ تاہم اس کی پسند اسکی محبت کا ایک اشارہ مجھے ضرور ملا اور وہ اسطرح کہ جب میں اس کے پاس سے اٹھ کر تمہاری طرف آنے لگا تو اس نے یہ اشارہ دیا کہ تمہارا اور اس کا ملاپ مصر کے اندر ایک انقلاب برپا کر سکتا ہے کوئی بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ مصر کی شہزادی ایک اسرائیلی سے شادی کر لے جو مصر کے اندر غلامانہ اور محکومی کی زندگی بسر کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں ۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ میرا اور عدینہ کا ایک دوسرے کی رفاقت میں آنا دونوں کے لیے خطرناک ہے ۔ اس لیے کہ اس رفاقت کی خبر جب عدینہ کے باپ اختاتون یا خصوصیت کے ساتھ اس کی خبر جب نیل کی ناگن طائی کو ہو گی تو وہ دونوں کے خلاف انتہائی قدم اٹھانے سے گریز نہیں کریں گے اور یہ انتہائی قدم دونوں کی موت بھی ہو سکتی ہے ۔

اس موقع پر عدینہ نے بے پناہ قوت برداشت ۔ قابل دید جراتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے بھائی ۔ میں نہ اپنے باپ اختاتون کی بازپرس سے خوفزدہ ہوں نہ ہی میں اپنے دادی طائی کی بربریت اور اس کی انسان دشمنی سے خوفزدہ اور لرزاں ہوں جس طرح میں یرمیحا سے محبت کرتی ہوں اسی طرح یرمیحا بھی مجھ سے محبت کرتا ہے مجھے چاہتا ہے تو اگر زمین و آسمان بھی میرے لیے پھٹ جائیں دنیا بھر کے مظالم بھی مجھ پر عذاب کی صورت نازل کر دیئے جائیں اگر مجھے موت کے گہرے کنویں اور بھڑکتی ہوئی آگ میں بھی پھینک دینے کا حکم جاری کر دیا جائے تب بھی میں یرمیحا کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کر لوں گی ویسے اس سلسلے میں ہمیں احتیاط سے بھی کام لینا ہو گا میرے بھائی میں ان خیالات کی حامی ہوں کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو خطرات اور موت کے منہ میں نہ دھکیلنا چاہیے ۔ مخیدون تم میرے بھائی ہو اس موقع پر میں تمہارے سامنے یہ خدشات ظاہر کروں گی کہ اگر یرمیحا میرے ساتھ محبت کا اقرار کر لے اور ہم لوگوں کی شادی بھی ہو جائے تو اس شادی کی خبر جب طائی یا میرے باپ اختاتون کو ہو گی تو لازمی بات ہے وہ اپنے بدترین رد عمل کا اظہار کریں گے ۔ اور ان کے اس رد عمل سے بچنے کے لیے ہمیں بھی کوئی احتیاطی تدبیر کرنا ہو گی ۔

یدون آخر میں اس لیے تو یرمیحا کو نہیں اپنانا چاہتی کہ اپنانے کے ساتھ ہی ہم کو موت کے منہ میں دھکیل دیا جائے میں اسے اپنانے کے ساتھ اسکے ساتھ ایک کامیاب ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں اسکے بچوں کی ماں بننا چاہتی ہوں ساری زندگی اسکی خدمت کر کے اسے خوش رکھنا چاہتی ہوں خواہ اس سلسلے میں مجھے کسی جھونپڑے کسی بیابان میں عزبت و فقر کی زندگی کیوں نہ بسر کرنی پڑے خواہ اس سلسلے میں مجھے شاہی قصر کی شاہی سہولتوں کو لات ہی کیوں نہ مارنی پڑے۔

عدنیہ کی اس گفتگو سے مخیدون اور نیمیا دونوں بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے اس موقع پر مخیدون بول پڑا۔

عدنیہ میری بہن احتیاطی تدبیر سے متعلق سوچنا بعد کی بات ہے پہلے ہمیں یہ جاننا ہو گا کہ کیا واقعی یرمیحا کی دلی کیفیت ایسی ہی ہے جیسی تمہاری ہے کیا وہ بھی تمہیں پسند کرتا ہے۔کیا وہ بھی تمہیں اپنانے کی تڑپ طلب اور آرزو رکھتا ہے۔اور یہ بھید صرف تم ہی جان سکتی ہو۔سن عدنیہ اس وقت یرمیحا اپنے خیمے میں اکیلا ہے میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم اٹھ کر اس کے پاس جاؤ اس سلسلے میں اس سے گفتگو کرو اسے ڈھارس دو کہ اگر وہ تم سے محبت کا اظہار کرتا ہے تو کوئی پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑے گا۔ تم دونوں کے لیے کوئی جہنم نہیں کھڑا ہو جائے گا تم دونوں کی حفاظت سے متعلق اس کے بعد تدابیر سوچنا میرا کام ہے صرف پہلے تم دونوں ایک دوسرے پر اپنی قربت کا اظہار کرو پھر تم دونوں کا دفاع کرنا تم دونوں کی حفاظت کرنا مجھ مخیدوں کا کام ہے۔ میں چاہتا ہوں تم ابھی اور اسی وقت اٹھو اور یرمیحا کے خیمے میں جاؤ خود جا کر اس سے اس سلسلے میں بڑی بے باکی اور بڑی ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گفتگو کرو مجھے امید ہے کہ اسکے ساتھ بالمشافہ گفتگو میں تم دونوں کسی نتیجے پر پہنچ جاؤ گے۔اب میری بہن اٹھو اور یرمیحا کے خیمے میں جاؤ۔

اس موقع پر عدنیہ نے تھوڑی دیر کے لیے باری باری بڑے غور اور انہماک سے نیمیا اور مخیدون کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی ایک بھاری گرم شال سے اس نے اپنے جسم کو ڈھانکا۔پھر وہ ایک استفیامیہ سی نگاہ مخیدون اور نیمیا پر ڈالتی ہوئی خیمے سے نکل گئی تھی۔

باہر پالے اور جاڑے کے شدید ہتھیاروں سے لیس تیز ہواؤں نے ایک ہیجان انگیزی برپا کر رکھی تھی۔ سردی کی تیز لہریں دلوں میں پیوست ہو رہی تھیں۔ پڑاؤ کے کتے کونوں کھدروں میں چھپ گئے تھے۔ سرما کی ہوا کے باعث چاروں طرف برف سے ڈھکی وادیوں جیسی خاموشی تھی۔

ایسے ماحول میں عدنیہ بے چاری چپ کی تفسیر نامکمل افسانے کی طرح اپنے خیمے سے نکل کر یرمیحا کے خیمے کی طرف بڑھی تھی۔ اسکے چہرے پر بے پناہ برق تپاں جیسے جذبے تھے اور آنکھوں میں چراغوں سے آندھیاں پیدا کرنے والے اثرات تھے۔ اسکے ماتھے کی شکنوں میں ایک انقلاب تھا۔ اور ہر قدم پر منزل کا سنگ میل بھی۔ تیز تیز چلتی ہوئی وہ یرمیحا کے خیمے پر آئی خیمے کے دروازے پر وہ رکی لمحہ بھر کے لیے اس کے چہرے پر خزاں کے اداس نغموں کی کیفیت چھائی تھی پھر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس کے ہونٹوں پر روح پرور تبسم نمودار ہوا اور چہرے پر احساس نشاط کی کیفیت چھا گئی پھر خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس نے یرمیحا کو پکارا تھا۔

خیمے کے اندر یرمیحا نے شاید عدنیہ کی آواز کو سن اور پہچان لیا تھا اس لیے کہ اس پکار کے تھوڑی ہی دیر بعد تقریباً بھاگتا ہوا یرمیحا خیمے کے دروازے پر آیا اس نے جب عدنیہ کو وہاں کھڑے دیکھا تو وہ بڑے پیار اور کسی قدر اچنبے پن میں عدنیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

عدنیہ تم یوں اجنبیوں کی طرح خیمے کے دروازے پر کیوں کھڑی ہو گئی ہو تم مجھے آواز دیتی ہوئی بلا جھجک خیمے میں آ جاتیں تمہارا اس سردی میں یوں میرے خیمے میں آنا خالی از علت نہیں ہے تمہارے چہرے کے تاثرات بھی بتاتے ہیں کہ تم کوئی معقول عزم لے کر میرے خیمے کی طرف آئی ہو۔

جواب میں عدنیہ نے ایک بھرپور نگاہ یرمیحا پر ڈالی اور اس کے بعد اس نے دھیمی سی آواز میں کہا یرمیحا میرے ساتھ آؤ۔ عدنیہ خیمے میں داخل ہوئی تھی جب کہ یرمیحا سحر زدہ سا چلتا اسکے پیچھے ہو لیا تھا۔ خیمے میں جا کر دونوں آمنے سامنے نشستوں پر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی اس دوران یرمیحا بڑی گہری نگاہ سے عدنیہ کا جائزہ لیتا رہا اس نے دیکھا عدنیہ کی آنکھوں میں تخیل کی ایک نگینہ کاری چہرے پر اجالوں کی

طربناک نویداور ہونٹوں پر خوشبو بھر انور آلودہ تبسم تھا۔ یرمیحا بھی خاموشی سے اسکے سامنے بیٹھا رہا اس کے آنے کی وجہ نہ پوچھی نہ ہی اس نے گفتگو کا آغاز کیا تھوڑی دیر تک مزید خاموشی رہی اس کے بعد خیمے میں عدینہ کی آواز سنائی دی تھی۔ اس نے یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا تھا۔

یرمیحا جو کچھ میں پوچھنا چاہتی ہوں غلط بیانی سے کام مت لینا۔ میں تم سے ایک انتہائی اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ اس گفتگو کی نوبت کیوں آئی یہ تو میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی پر میں تمہاری منت و سماجت کرتی ہوں کہ حقائق کو چھپانے کی کوشش مت کرنا۔ جو کچھ میں پوچھوں اپنے دل و ذہن کے نہاں خانوں میں جھانکتے ہوئے پوری سچائی سے اس کا جواب دینا۔ یرمیحا نے اندازہ لگایا یہ گفتگو کرتے ہوئے عدینہ کی آواز میں لہجے کی بھرپور شیرینی۔ تبسم کی گہری نرمی تھی۔ اس کے انداز میں زندگی کے سحر آفرین اسرار۔ اور اس کی لگاوٹ میں روحوں کی بکھیرتی سرگوشیاں تھیں۔ یہ گفتگو کرتے ہوئے اسکی آنکھوں سے ایک انوکھی طلسمی تابکاری سی پھوٹتی تھی۔ شاہانہ بارعب نوا اور پر شوکت لہجے کے بجائے اس کی گفتگو میں دلکشی کی تاثیر۔ ایک نئی رعنائی اور لطافت تھی۔

عدینہ تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں غلط بیانی سے کام نہیں ہوں گا۔ جو بات جو جواب میرے ذہن میں ہو گا اسے صداقت کی کسوٹی پر رکھتے ہوئے تمہارے سامنے پیشکر دوں گا۔ بڑے غور بڑے انہماک سے عدینہ کی طرف دیکھتے ہوئے یرمیحا نے کہا تھا۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے عدینہ کو کسی قدر حوصلہ ہوا اس کے بعد اس نے اصل موضوع کی ابتدا کی۔

یرمیحا اگر میں تم سے یہ پوچھوں کہ کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ مجھے چاہتے ہو مجھے اپنی زندگی کا رفیق مجھے اپنی زیست کی زوجہ بنانے کی کوئی تمنا اور آرزو رکھتے ہو۔ بس یہی سوال ہے۔ جو میں اس سردی میں رات کے وقت تم سے پوچھنے آئی ہوں۔ ور تم سے توقع رکھتی ہوں کہ تم اسکا صحیح جواب دو گے۔

عدینہ کے اس اچانک سوال پر یرمیحا چونک سا پڑا تھا۔

شاید وہ ایسے سوال کی توقع نہیں رکھتا تھا۔ تاہم اس نے حوصلہ رکھا اور عدنیہ کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

عدنیہ۔ جو کچھ تم نے پوچھا ہے یہ ایک استفہام ہے یا احتساب۔

اس موقع پر عدنیہ کے چہرے پر گہرا تبسم نمودار ہوا تھا کہنے لگی۔ یرمیحا یہ ایک جستجو بھرا استفہام ہے۔ احتساب نہیں۔ میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہارا احتساب نہیں کر سکتا۔ جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو بلا جھجک کہو کوئی تم سے مواخذہ نہیں کرے گا۔

عدنیہ کی اس گفتگو نے یرمیحا کے اعتماد اور بھروسے میں اضافہ کیا تھا۔ لہذا دھیمی دھیمی مسکراہٹ میں وہ کہہ اٹھا۔

عدنیہ اگر تم سچائی سننا چاہتی ہو تو پھر سنو۔ میں نے تمہیں لیل و نہار کے عتیق جذبوں جیسا چاہا ہے۔ میں نے بلیغ و دلکش نزاکت و تمکین تاثرات جیسی تم سے محبت کی ہے۔ میری اس محبت میں کوئی لوبھ۔ کوئی لالچ کوئی حرص نہیں کوئی ہوس نہیں بلکہ یہ ایک سچی محبت ہے جسے تم روشن درنگین لطافت وسطوت صدق و عقیدت اور نوید شفا کا نام دے سکتی ہو۔ لیکن آج تک میں نے اس کا اظہار کرنے کی جرات اس لیے نہیں کی کہ عدنیہ تاریخ کے حقائق میں تم صبح خنداں جیسی ایک مصری شہزادی ہو جبکہ میں آہ نارسا جیسا ایک اسرائیلی جن کے مقدر میں محرومیوں کے سایوں کے سوا کچھ نہیں لکھا۔

میں ڈرتا تھا خوفزدہ تھا کہ اگر میں نے تم پر اپنی محبتکو آشکار کر دیا اور کسی کو اس کا علم ہو گیا تو مجھ پرلہو کی بارش ستم کی آندھیاں ہی نہیں چلیں گی تم پر بھی حقارت کے طعن نفرت کے سنگ گریں گے۔ جہاں فرعونی غرور اور فخر جہاں مجھے ورطہ ہلاکت میں پھینکے گا وہاں تو بھی زخم و ذلت کا شکار ہو کر رہ جائے گی۔ عدنیہ میں اپنی ہلاکت برداشت کر سکتا تھا۔ پر تیری ذلت تیری پستی کسی بھی صورت میرے لیے قابل برداشت نہ تھی۔ لہذا میں نے اپنی محبت اپنی چاہت کو چھپا کر رکھا۔ تم مانو گی کہ کسی بھی موقع پر اپنی نگاہوں کی حرکات اپنی باتوں اپنے چہرے کے تاثرات سے میں نے تم پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ میں تمہیں چاہتا ہوں تمہیں پسند کرتا ہوں یا تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کی آرزو رکھتا ہوں۔

یرمیحا کے اس انکشاف پر عدینہ بالکل بدل کررہ گئی تھی ۔ وہ اداس شام کی تاریکیوں میں ستاروں کے ہجوم جیسی خوش ۔ غم کی گھٹاؤں میں سرخ کنوارے لبوں کے تبسم کی جوت جیسی پر کشش ۔ افسانوی ویرانیوں میں وصل کے حسین سایوں جیسی شاداب گاتے دنوں کی عطر افشانیوں ۔ چاندراتوں کی گل اندامیوں جیسی دلفریب ہو کر رہ گئی تھی ۔ اس کے چہرے اسکی آنکھوں میں فطرت پوری رعنائیوں اور دلکشی کے ساتھ رقص کر اٹھی تھی ۔ اس کا جسم دعوت کیف و وجد کا شکار ہو گیا تھا ۔ تھوڑی دیر تک وہ مسکراتی رہی اسی کیفیت میں ڈوبی رہی اس سے لطف اندوز ہوتی رہی ۔ پھر اس نے نیم وا آنکھیں کھولیں چاہتوں محبتوں سے بھری ہوئی ایک نگاہ اس نے یرمیحا پر ڈالی پھر اسکی کھنکتی شیریں مٹھاس بھری آواز سنائی دی ۔

یرمیحا تم نے صداقت سے کام لیتے ہوئے میرا دل خوش کر دیا ہے ۔ سنو ۔ صرف تم ہی مجھ سے محبت میں کرتے شاید میں تمہاری محبت سے کہیں زیادہ تمہیں چاہتی ہوں تمہیں پسند کرتی ہوں ۔ اور تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کی آرزو رکھتی ہوں یرمیحا آج سے تم میری رفاقت کا رشتہ ۔ میری حرمت کا نشان ۔ میرے گوہر عصمت اور میرے بدن کی آبرو کے مالک ہو ۔ آج کے بعد میں ویسا ہی کروں گی جیسا تم کہو گے ۔ تمہاری ہر بات میرے لیے آخری تمہارا ہر فیصلہ میرے لیے حکم کا درجہ ہے ۔ آج سے میں شہزادی عدینہ نہیں بلکہ ایک عام عدینہ ہوں جو تمہاری زندگی کی ساتھی تمہاری بیوی بننے والی ہے ۔ یرمیحا تمہارے ساتھ میری محبت ایسی ہے جس کی انتہا تلاش نہیں کی جا سکتی ۔ جسے صحیح طور پر الفاظ میں بھی بیان نہیں کیا جا سکتا ۔

عدینہ کے ان الفاظ نے یرمیحا پر بھی ایک کیف ایک سرور طاری کر دیا تھا ۔ اس پر ایک عجیب سا جذبہ طاری ہوا ۔ وہ اپنی جگہ پر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے عدینہ کو گلے لگانے کے لیے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے تھے ۔ عدینہ بھی سمجھ گئی تھی کہ یرمیحا کیا چاہتا ہے وہ بھی فوراً اپنی جگہ سے اٹھی اپنے جسم کو اس نے جس شال میں ڈھانپ رکھا تھا وہ شال اتار کر اس نے نشست پر رکھ دی پھر وہ بھاگ کر اپنی پوری طاقت قوت اپنے پورے جذبوں اور احساسات کے ساتھ یرمیحا سے لپٹ گئی تھی ۔

تھوڑی دیر بعد وہ الگ ہوئی پھر کہنے لگی ۔

یرمیحا میرے محبوب۔ مخیدون تمہارے پاس سے اٹھ کر میرے خیمے میں گیا پھر اس نے مجھ سے عجیب سے سوالات کیے۔ اور ان سوالوں میں سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ کیا میں تم سے محبتکرتی ہوں تمہیں چاہتی ہوں یا نہیں اور میں نے اس سے اقرار کر لیا کہ میں یرمیحا کو چاہتی ہوں اس سے محبت کرتی ہوں تو اس نے بتایا کہ اس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ یرمیحا سے معلوم کرسکے کہ وہ عدنیہ کو پسند کرتا ہے یا نہیں لیکن مخیدون کا کہنا ہے کہ وہ اپنے اس مقصد میں ناکام رہا۔ اسی بناء پر اس نے مجھے بھیجا تاکہ میں تمہارے ساتھ گفتگو کر کے یہ جاننے کی کوشش کروں کہ تمہارے دل میں میری محبتمیری چاہت ہے یا نہیں۔ یرمیحا میں کتنی خوش ہوں اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ یرمیحا تمہاری محبت میرے لیے ایک انوکھے گوہر اور تمہاری چاہت میرے لیے ایک نئی دنیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ یرمیحا اب میرے خلاف کیسے بھی طوفان اٹھیں کیسے بھی عذاب سر اٹھائیں میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔ اگر کوئی آفت ہم پر آتی ہے تو پہلے وہ میرے سر سے گزرے گی اس کے بعد تمہاری طرف آئے گی یرمیحا اٹھو مخیدون اور نیمیا میرے خیمے میں ہم دونوں کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہوں گے۔ انہیں جب خبر ہو گئی کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی ہوں تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ ان دونوں کی خوشی اور مسرتوں کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔ عدنیہ کے کہنے پر یرمیحا اٹھا پھر دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامتے ہوئے رات کی تاریکی میں دوسرے خیمے کی طرف جا رہے تھے۔

ہاتھ میں ہاتھ ڈالے عدنیہ اور یرمیحا دونوں خیمے میں داخل ہوئے۔ انہیں اس حالت میں خیمے میں داخل ہوتے دیکھ کر مخیدون اور نیمیا دونوں جان اور سمجھ گئے تھے کہ معاملات بہتر اور احسن طریقے سے انجام پا گئے ہیں۔ عدنیہ اور یرمیحا دونوں مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر ایک ہی نشست پر پہلو بہ پہلو بیٹھ گئے۔ انکا یوں باہم جڑ کر بیٹھنا بھی مخیدون اور نیمیا کی خوشی کا باعث بن گیا تھا۔ پھر خیمے میں عدنیہ کی آواز گونجی تھی۔ اس نے بڑی آہستگی بڑی راز داری سے اپنے سامنے بیٹھے مخیدون کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا تھا۔

میرے خیال میں جس طرح میں اور یرمیحا خیمے میں داخل ہوئے ہیں یا ایک ہی

نشست پر آکر بیٹھ گئے ہیں ۔ سارے معاملے کو آپ سمجھ گئے ہوں گے ۔ مخیدون جس طرح میں نے تمہارے اور نیمیا کے سامنے یرمیحا سے اپنی محبت اور چاہت کا اقرار کیا تھا ایسا ہی اظہار یرمیحا نے بھی میرے سامنے میری محبت میری الفت کا کیا ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ یرمیحا نے ایسے رد عمل کا اظہار کیا ہے کہ میں جو چاہتی تھی ہو چکا ہے میری خواہش میری آرزو تھی اس کی تکمیل ہو چکی ہے ۔ اور سنو مخیدون ۔

عدنیہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے مخیدون بول پڑا ۔

عدنیہ میری عزیز بہن ۔ تم اور یرمیحا نے باہم ایک دوسرے سے جو محبت اور چاہت کا اظہار کیا ہے تو اس کے لیے میری خوشیوں میرے اطمینان کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔ میں تم دونوں کی شادی کا اہتمام فی الفور کرانے کی کوشش کروں گا ۔

آنے والی صبح کو میں یہاں سے تھبیس شہر کی طرف جاؤں گا ۔ میں وہاں تمہاری ماں سے ملوں گا یہ ملاقات خفیہ اور علیحدگی میں ہو گی ۔ ہاں اس ملاقات میں صرف تمہاری بہن زربال اور تمہارا بہنوئی ٹوتخمان شامل ہوں گے ۔ اس لیے کہ یہ دونوں ہی نہ صرف تمہارے اور تمہاری ماں کے ہمنوا ہیں ۔ بلکہ یہ میرے اور تم لوگوں کی طرح آموں دیوتا کے عقیدتمند اور پیروکار بھی ہیں ۔ میرے خیال میں ان کے علاوہ اس معاملے میں کسی پر بھی بھروسہ کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی ۔ اگر ایسا کیا جائے گا تو وہ ہمارے لیے خطرے کا باعث بن سکتا ہے ۔

میں کل تھبیس شہر میں تمہاری ماں تمہارے بہنوئی اور بہن زربال سے ملوں گا تمہارے اور یرمیحا کے درمیان جو تعلق اور رشتہ ہوا ہے اسکی تفصیل میں انسے کہوں گا اور پھر میں کوشش کروں گا کہ کل ہی یا پرسوں شام تک تمہاری ماں بہن اور بہنوئی کو لے کر یہاں پہنچ جاؤں اور ان کی موجودگی میں تمہاری اور یرمیحا کی شادی کا اہتمام کروں گا ۔ اس شادی میں جب تمہاری ماں بہن اور بہنوئی ہمارے ہمخیال ہوں گے تو ہمارے لیے کچھ آسانیاں بھی پیدا ہو جائیں گی اور اسکے علاوہ ۔

بیچ میں یرمیحا بول پڑا اور مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے خدشات بھری آواز میں بول اٹھا ۔

مخیدون جو لائحہ عمل تم ترتیب دے رہے ہو اس کے خلاف مجھے کوئی اعتراض یا اختلاف تو نہیں ۔ لیکن میرے بھائی جانتے ہو اس شادی کے بعد شاہی خاندان میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا ۔ مخیدون میرے بھائی تم جانتے ہو عدنیہ کا باپ اخناتون اور اس کی ماں طائی دونوں رع دیوتا کی عقیدت مندی میں اپنی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور پھر طائی کا بھائی راع دیوتا کا بڑا پجاری بھی ہے ۔ طائی اوراخناتون دونوں ماں بیٹا ہراس فعل اس تجویز پر عمل کرتے ہیں جو طائی کا بھائی اور راع دیوتا کا پجاری انہیں کہتا ہے مخیدون یاد رکھنا یہ شادی میرے اور عدنیہ دونوں کے لیے انتہا درجہ کی پیچیدگی مشکلات اور مصائب کا باث بن جائے گی ۔

مخیدون نے کچھ سوچا اس کے بعد جواب دیتے ہوئے کہنے لگا

یرمیحا میرے بھائی ۔ اس شادی کے راز دار معدود چند لوگ ہوں گے ۔ ایک میں ایک تم عدنیہ ۔ نیمیا اس کے علاوہ عدنیہ کی ماں ۔ بہن اور بہنوئی یا زیادہ سے زیادہ نیمیا کا باپ اور چند معزز اسرائیلی ۔ ان کے علاوہ کسی کو کان وکان خبر نہ ہونے دی جائے گی ۔ کہ تم دونوں کی شادی ہو گئی ہے اور یہ کہ تم دونوں میاں بیوی ہو ۔

مخیدون جب خاموش ہوا تب یرمیحا نے پھر کہنا شروع کیا ۔

مخیدون میں اپنی حالت کی تو کوئی پرواہ نہیں کرتا ۔ عدنیہ کی خوشی کی خاطر اگر میری گردن بھی کاٹ دی جائے تو یاد رکھنا یرمیحا اف نہیں کرے گا ۔ لیکن اس سلسلے میں یا میری وجہ سے اگر عدنیہ پر سختیاں کی گئیں یا اسے دکھ تکلیف پہنچائی گئی تو یاد رکھنا مخیدون یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہو گا اورایسی صورت میں عدنیہ کی خاطر میں بغاوت اور سرکشی پر اتر آؤنگا ۔

یرمیحا کی اس گفتگو پر جہاں عدنیہ فخریہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی وہاں مخیدون نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا فکر مند نہ ہو ۔ ایسی نوبت نہیں آئے گی ۔ میرے خیال میں یہ راز راز ہی رہے گا ۔ اور تم اور عدنیہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے پر سکون زندگی بسر کرتے رہو گے ۔ ایک بار پھر یرمیحا نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

جب میں اور عدینہ میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی بسر کریں گے تو بچوں کی پیدائش کا موقع بھی آئے گا۔ ایسی صورت میں میری اور عدینہ کی شادی کو کیسے چھپایا جائے گا۔ پہلے یہ سوچو کہ جب بچے کی پیدائش کا موقعہ آئے گا تو عدینہ کو ہم کہاں رکھیں گے کس کس جگہ اسے چھپائیں گے۔ تاکہ لوگوں کی نگاہ میں یہ نہ آئے کہ عدینہ شادی شدہ ہے اور بچے کی ماں بننے والی ہے۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے عدینہ لمحہ بھر کے لیے پریشان اور فکر مند ہو گئی تھی۔ لیکن مخیدون نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ یرمیحا تم فکر مند نہ ہو میں نے اس کا بھی بندوبست کر رکھا ہے۔ ابھی تو کل یا پرسوں تم دونوں کی شادی ہو گی۔ اس شہر کی آرائش میں میرے خیال میں دو تین ماہ لگ جائیں گے۔ شہر کی آرائش کا کام جب ختم ہو گا تو میں اپنے چچا یعنی عدینہ کے باپ اختاتون کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اس کے سامنے یہ تجویز پیش کروں گا کہ حتیوں نے اپنی جنگی تیاریوں کو اپنے عروج پر پہنچا دیا ہے۔ وہ کسی بھی وقت میتانیوں پر یا مصری سلطنت کی شمالی حدود پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ میں اختاتون کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا کہ مجھے ایک لشکر مہیا کیا جائے تاکہ میں اس کے ساتھ اپنی شمالی سرحدوں پر پڑاؤ کیے رکھوں اور اگر حتی ہمارے یا میتانیوں کے خلاف کوئی ہلچل برپا کرتے ہیں تو میں ان پر حملہ آور ہو کر ان کی راہ روک دوں۔

مجھے امید ہے کہ میں اختاتون کو اپنی یہ بات منوانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ جب اختاتون میری اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کے لیے حامی بھر لے گا تب میں اس سے یہ بات بھی منوا لوں گا کہ تم اور عدینہ بھی لشکر کے ساتھ میرے ہمراہ ہو گے۔ عدینہ کو تو اختاتون فوراً روانہ کر دے گا اس لیے کہ وہ عدینہ کو اپنی بیٹی ہی نہیں اپنا بیٹا بھی خیال کرتا ہے اور وہ خود بھی چاہتا ہے کہ عدینہ اس کے بیٹوں سا کردار ادا کرے۔ اسی بناء پر اختاتون نے عدینہ کو بہترین سپہ گری کی تربیت دلوائی ہے۔ میں یہیں تک اکتفا نہیں کروں گا۔ بلکہ کوشش کروں گا کہ اپنے چچا اختاتون کو اس بات پر بھی آمادہ کر لوں کہ وہ عدینہ کے بہنوئی توتخمان اور اس کی بیوی اور عدینہ کی بہن زربال کو بھی لشکر میں شامل کرے۔ تاکہ ہماری طاقت اور قوت میں اضافہ ہو ہم بہتر انداز میں

حتیوں کا مقابلہ کر سکیں ۔یرمیحا جب اختاتون میری اس تجویز پر عمل کرنے کی حامی بھر لے گا تو پھر میں تم عدنیہ ٹوٹخمان زربال لشکر کو لے کر اپنی شمالی سرحدوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے ۔ نیمیا اور اس کے باپ زرمون کو بھی خفیہ رکھتے ہوئے اپنے ساتھ لے جائیں گے ۔ وہاں ہم کسی قریبی شہر میں زرمون اور نیمیا دونوں کی رہائش کا بندوبست کر دیں گے ۔ اس طرح جہاں یہ دونوں باپ بیٹی شاہی ہرکاروں اور جاسوسوں کی گرفت سے نکل جائیں گے وہاں یرمیحا تم اور عدنیہ بھی میاں بیوی کی حیثیت سے پر سکون زندگی بسر کر سکو گے ۔میں کوشش کروں گا کہ چند ماہ تک اپنی شمالی سرحدوں پر اپنے لشکروں کے ساتھ قیام کروں اس دوران چونکہ عدنیہ کی بہن زربال بھی اسکے ساتھ ہو گی لہذا زربال اور نیمیا دونوں مل کر بہتر انداز میں عدنیہ کی دیکھ بھال کر سکیں گی ۔اس دوران اگر عدنیہ بچے کی ماں بنتی ہے تو یاد رکھنا ہمارے لیے آسانی ہو گی ایک تو زربال اور نیمیا ہوں گی دونوں مل کر بچے کی دیکھ بھال کر لیں گی ۔ دوسرے اور عدنیہ میاں بیوی کی حیثیت سے اپنے مرکز سے دور ہو گے وہاں کسی کو خبر تک نہ ہونے پائے گی کہ عدنیہ یرمیحا کی بیوی ہے اور یرمیحا سے اس کے بطن سے کوئی بچہ بھی پیدا ہوا ہے ۔اگر اس سلسلے میں کسی کو شک بھی ہو جاتا ہے تو اس کا سد باب بھی کیا جا سکتا ہے ۔اگر کوئی عدنیہ کے ساتھ بچے کو دیکھ بھی لیتا ہے یا شبہ کا اظہار کرتا ہے تو اس شبہے کو رفع اور دور کرنے کے لیے یا کسی کے استفہام کا جواب دینے کے لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ بچہ نیمیا کا ہے اور نیمیا کو ہم یہ ظاہر کر دیں گے کہ یہ ایک اسرائیلی لڑکی ہے اور ایک لونڈی کی حیثیت سے ہمارے لشکر میں شامل ہے ۔ اور اس کا شوہر بھی اس کے ہمراہ ہے ۔میرے خیال میں اول تو ایسی نوبت آئے گی ہی نہیں ۔اور اگر آئے گی تب نیمیا کے حوالے سے سب معاملہ ٹھیک ہو جائے گا ۔

مخیدون کی اس تجویز سے یرمیحا اور عدنیہ اور نیمیا تینوں خوش اور مطمئن ہو گئے تھے ۔ پھر یرمیحا اور مخیدون دونوں اٹھ کر اپنے خیموں کی طرف چلے تھے تھے ۔جبکہ عدنیہ اور نیمیا بھی آرام کرنے کے لیے اپنے بستروں میں گھس گئیں تھیں ۔

سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد مصر کی ملکہ اختاتون کی بیوی نافریطہ پنی خوابگاہ میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک خوابگاہ کا دروازہ کھلا مخیدون خوابگاہ میں کھنکھارتے ہوئے داخل ہوا۔ مخیدون کے ساتھ نافریطہ کا داماد توتخمان اور اس کی بیٹی اور عدسیہ کی بہن زربال بھی تھے۔ مخیدون کو دیکھتے ہی نافریطہ پریشانی میں اپنی جگہ اٹھ کھڑی ہوئی اور مخیدون کا مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

میرے بیٹے مں بڑی بے چینی بڑی بیتابی سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ تم نے تو مجھے یہ پیغام بھجوایا تھا کہ تم مجھ سے علیحدگی میں کسی انتہائی اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتے ہو۔

نافریطہ نے ابھی اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ آگے بڑھتے ہوئے مخیدون بول پڑا۔

نافریطہ آپ میری ماں کی جگہ ہیں اور میں نے ہمیشہ آپ کو ماں ہی کہہ کر پکارا ہے اس میں شک نہیں کہ میں آپ کے ساتھ علیحدگی میں ایک انتہائی اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس مسئلے سے اپنے بھائی توتخمان اور بہن زربال سے کیا پردہ۔ یہ دونوں چونکہ ہمارے ہمخیال ہیں لہذا جو گفتگو علیحدگی میں اپ سے کرنا چاہتا ہوں اس میں یہ دونوں بھی شامل ہوں گے۔

مخیدون کی اس گفتگو سے نافریطہ کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی اتنی دیر تک مخیدون

زربال اور ٹوتخمان بھی آگے بڑھ کر نافریط کے سامنے نشستوں پر بیٹھ گئے پھر اس کمرے میں نافریط کی آواز بلند ہوئی۔

مخیدون میرے بیٹے اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

مخیدون نے جواب میں کچھ سوچا اس کے بعد وہ کہہ رہا تھا۔

نافریط میری ماں۔ آپ جانتی ہیں عدسیہ مجھے بہن کی حیثیت سے کتنی عزیز کتنی پیاری ہے۔ اس موقع پر میں آپ تینوں سے یہ سوال کرتا ہوں کہ عدسیہ اگر کسی کو پسند کرے کسی کو اپنی زندگی کا محور بنائے کسی کو اپنی زندگی کا ساتھی رفیق اور شوہر بنانا پسند کرے تو کیا آپ لوگوں کو خوشی ہو گی۔

مخیدون کے ان الفاظ پر نافریط چونک سی پڑی تھی۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس نے مخیدون کی طرف دیکھا۔

مخیدون میں تو عرصے سے یہ آس لگائے بیٹھی تھی کہ میری بیٹی عدسیہ کسی کے ساتھ شادی کرنے کی حامی بھرے۔ تم جانتے ہو اس سے پہلے میں نے اس کے لیے کئی بار رشتوں کا اہتمام کیا لیکن ہر بار عدسیہ نے ان نوجوانوں کو ٹھکرا دیا۔ جن کے ساتھ میں اسکی شادی کرنا چاہتی تھی۔ مخیدون تم جانتے ہو میری ساری بیٹیاں اپنے اپنے گھر والی ہیں اب مجھے فکر صرف اپنی چھوٹی بیٹی عدسیہ ہی کی ہے۔

نافریط یہیں تک کہنے پائی تھی کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے مخیدون پھر بول پڑا۔

نافریط میری ماں۔ میں عدسیہ سے متعلق ہی گفتگو کرنے آیا ہو۔ میں چاہتا ہوں جس قدر جلد ممکن ہو عدسیہ کی شادی کر دی جائے۔ میں آپ پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ عدسیہ ایک جوان سے محبت کرتی ہے اس سے شادی کی خواہشمند ہے۔ اسی سلسلے میں میں آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں تاکہ کل آپ میرے ساتھ نئے تعمیر شدہ شہر اخناتون کی طرف جائیں اور وہاں ہم راز داری کے ساتھ اپنی بہن عدسیہ کی شادی اس نوجوان سے کر دیں جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہنا چاہتی اور جس سے وہ بے پناہ محبت کرتی ہے۔

اس موقع پر نافریط نے گھورتے ہوئے مخیدون کی طرف دیکھا۔

مخیدون میری بیٹی عدسیہ کی شادی خفیہ کیوں ہو گی۔ تم جانتے ہو کہ اس سے

پہلے میری پانچ بیٹیوں کی جو شادی ہوئی وہ بڑی دھوم دھام بڑی شان و شوکت اور کروفر کے ساتھ ہوئی تھیں ۔ میری پانچوں بیٹیاں بھی جانتی ہیں کہ عدنیہ مجھے سب سے پیاری ہے ۔ اور اس کا باپ اختاتون بھی اسے بیٹی نہیں بیٹے کی حیثیت سے پسند کرتا ہے اور عدنیہ کو وہ اپنی زندگی کا محور بھی خیال کرتا ہے ۔ لہذا وہ لڑکی جو سلطنت میں سب سے زیادہ عزیز سمجھی جاتی ہو اس کی شادی یوں خفیہ انداز میں کیسے ہو جائے گی ۔

دیکھ میری ماں ۔ عدنیہ کی خفیہ شادی کا جو اہتمام کیا جا رہا ہے ۔ یوں جانو یہ ایک مجبوری ایک بے بسی ہے ۔ ایسا کرنا ہمارے لیے لازم ہے ۔ مخیدون نے بڑے غور سے نافریط کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔ اس پر نافریط نے پھر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھ لیا ۔

مخیدون تمہاری بات کو میں کچھ کچھ سمجھ رہی ہوں پر پہلے یہ بتاؤ کہ اپنی زندگی کے ساتھی کی حیثیت سے میری بیٹی عدنیہ نے جس نوجوان کا انتخاب کیا ہے وہ کون ہے ۔ مخیدون نے کچھ سوچا پھر نافریط کو مخاطب کیا ۔

اس سلسلے میں میں راستے میں ٹوٹمخان اور زربال سے گفتگو کرتا آیا ہوں میں نے انہیں پوری تفصیل سنا دی ہے ۔ اور جس شخص کو عدنیہ نے پسند کیا ہے ۔ یہ دونوں اس کے ساتھ عدنیہ کی خفیہ شادی پر رضامندی کا اظہار کر چکے ہیں ۔ اب وہ تفصیل میں آپسے کہتا ہوں ۔ پر اس سے پہلے آپ اپنی رضامندی کا اظہار کریں کہ کیا جس نوجوان کو عدنیہ پسند کرتی ہے اسکی شادی آپ اس کے ساتھ کرنے پر تیار ہو جائے گی

یہ شادی میری بیٹی عدنیہ کی ہے اور اسی کی پسند کے مطابق ہو گی ۔ وہ جس نوجوان کو بھی پسند کرے گی میں بخوشی اسے اس کی زندگی کا ساتھی بنانے پر تیار ہو جاؤں گی ۔

نافریط کا یہ جواب چونکہ بڑا خوشکن تھا لہذا مطمئن انداز میں مخیدون پھر بول پڑا ۔

نافریط میری ماں ۔ اگر یہ معاملہ ہے تو پھر سنو ۔ عدنیہ میری بہن اپنے محافظ یرمیحا کو پسند کرتی ہے ۔ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے اور میرے اس انکشاف پر اپنے

خیالات کا اظہار کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ اگر عدسنیہ کی شادی یرمیحا سے نہ ہوئی تو شاید عدسنیہ زندہ رہنا پسند نہ کرے ۔

مخیدون کے اس انکشاف پر اس خوابگاہ میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی نافریط کی گردن جھکی رہی وہ سوچتی رہی پھر اس کی تشویش بھری آواز بلند ہوئی ۔

مخیدون مجھے ذاتی طور پر اس سے کوئی اختلاف نہیں ۔ یرمیحا خوبصورت ہے ۔ جوان ہمت ہے ۔ طاقتور ہے تیغ زنی میں اپنی کوئی مثال اپنا کوئی جواب نہیں رکھتا ۔ اگر عدسنیہ یرمیحا کو پسند کرتی ہے ۔ اور اس کی بیوی بننا چاہتی ہے تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ۔ پر پہلے سوچ لو ۔ اس شادی کے کیا اثرات نکلیں گے ۔ میرا شوہر اختاتون اور اس کی ماں طائی تو اس شادی پر طوفان کھڑا کر دیں گے ۔ اور طائی ایسے موقعوں پر تو نیل کی ناگن سے بھی زیادہ بھیانک روپ دھار لے گی ۔ یاد رکھنا وہ ایسے طوفان کھڑے کرے گی جن کے سامنے کوئی روک رکاوٹ ٹھہر نہ سکے گی ۔

نافریط کے ان خدشات پر مخیدون کے چہرے پر خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس کے بعد وہ پھر بول پڑا ۔

نافریط ۔ طوفان تو اس وقت اٹھیں گے جب شادی کا بھید کسی پر کھلے گا ۔ جب شادی کا بھید ہی نہیں کھلے گا تو کیسے طوفان ۔ کیسی آندھیاں اٹھیں گی ۔ اس سلسلے میں میں اپنے چچا اختاتون سے بھی بات کر کے آیا ہوں ۔ جس وقت میں نے اس سے گفتگو کی تو نیل کی ناگن طائی بھی اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی ۔ میں نے اختاتون سے کہا کہ میں آج ہی اختاتون شہر سے آیا ہوں ۔ وہاں عدسنیہ اکیلی رہتے ہوئے پریشان ہے اس کی خواہش ہے کہ اس کی ماں نافریط ۔ بہن زربال اور بہنوئی ٹوٹخمان چند روز تک اس کے پاس جا کر رہیں اس سلسلے میں بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اختاتون نے مجھے اجازت دے دی ہے ۔ کہ میں آپ ٹوٹخمان اور زربال کو عدسنیہ کی خواہش پر تھبیس سے اختاتون لے جاؤں ۔ گو اس فیصلے پر طائی اثر انداز ہونا چاہتی تھی اس نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے اس فیصلے پر ناپسندیدگی کا بھی اظہار کیا لیکن میں فی الفور باہر نکل گیا ۔ میں اس کی کوئی بات سننا نہیں چاہتا تھا ۔ لہذا اب لائحہ عمل یہ ہوگا کہ آپ تینوں صبح ہی صبح میرے ساتھ یہاں سے اختاتون شہر کی طرف کوچ کریں گے ۔

وہاں ہم رات کی تاریکی میں عدسیَہ اور یرمیحا کی شادی کا اہتمام کریں گے ۔ اس شادی میں میں آپ تینوں آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا شامل ہوں گے ۔

مخیدون میں آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا سے متعلق بڑی فکر مند تھی ۔ مجھے یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ کہیں سرکاری اہلکار ان دونوں کو موت کے گھاٹ نہ اتار دیں ۔ کیا وہ دونوں باپ بیٹی تمہارے پاس ہیں ۔ جواب میں مخیدن مسکراتے ہوئے کہنے لگا ۔

اے میری ماں ۔ آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ آپ جانتی ہیں زرمون کو میں اپنے باپ اور نیمیا کو اپنی بہن کی طرح سمجھتا ہوں ۔ لہذا میں نے انہیں اپنے پاس چھپا رکھا ہے ۔ اور وہاں وہ محفوظ ہیں ۔

اس پر نافریط نے ایک لمبا سانس لیا پھر ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگی ۔

مخیدون میرے بیٹے ۔ تم بڑے قیمتی انسان ہو ۔ تم نے زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا کو محفوظ کر کے وہ کارنامہ سر انجام دیا ہے جو کسی عام انسان سے ممکن ہی نہیں تھا ۔ دیکھ بیٹے جب یہ شادی ہو گی تو اس شادی کو خفیہ کس طرح رکھا جائے گا ۔ نافریط کے اس استفسار پر مخیدون پھر بول پڑا ۔

نافریط ۔ اخناتون شہر اپنی تکمیل کو پہنچ چکا ہے ۔ صرف آرائشی کام باقی ہے ۔ میرے خیال میں اس آرائشی کام پر دو ماہ اور لگ جائیں گے ۔ یرمیحا اور عدسیَہ کی شادی ہو جائے گی ۔ یہ عرصہ وہ وہاں میاں بیوی کی حیثیت سے گزاریں گے ۔ پھر میں اپنے چچا اخناتون کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اس سے گزارش کروں گا کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں ایک لشکر لے کر شمالی علاقوں کی طرف جاؤں اس لیے کہ حتی کسی بھی وقت ہمارے حلیف میتانیوں پر حملہ آور ہو سکتے ہیں ۔ اس سلسلے میں مجھے امید ہے کہ میں اپنے چچا اخناتون کو رضامند کر لوں گا میں اسے اس بات پر بھی راضی کر لوں گا کہ اس لشکر میں عدسیَہ بھی شامل ہو اس لیئے کہ عدسیَہ میرے چچا کی بیٹی ہی نہیں بیٹا بھی ہے ۔ اس طرح عدسیَہ اور یرمیحا دونوں بھی لشکر میں شامل ہو جائیں گے میں کسی دور دراز جگہ جا کر پڑاؤ کروں گا اور حتیوں پر نگاہ رکھوں گا میرا یہ قیام کئی ماہ پر بھی محیط

ہو سکتا ہے ۔ اس دوران اگر عدینہ کے یہاں بچے کی پیدائش ہوئی تو کسی کو کان و کان خبر نہ ہو گی ۔ یوں شمالی علاقوں کی طرف رہتے ہوئے عدینہ اور یرمیحا کی شادی خفیہ رہے گی ۔ اور عدینہ اپنی خوشی کے مطابق یرمیحا کے ساتھ زندگی کے دن بھی گزارتی رہے گی ۔ اے میری ماں کہو میری یہ تجویز میری یہ تدبیر میرا یہ لائحہ عمل کیسا رہے گا ۔

جواب میں نافریط پھر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی اس کے بعد اس کے چہرے پر کچھ تشویشناک جذبے نمودار ہوئے ۔ لہذا اس نے مخیدون کو پھر مخاطب کیا ۔

مخیدون میری بیٹی عدینہ کی یہ محبت یکطرفہ ہے یا دو طرفہ ۔ صرف وہ یرمیحا کو چاہتی ہے یا یرمیحا بھی اسے پسند کرتا ہے ۔

اس پر مخیدون نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا ۔

آپ بھی بہت بھولی ہیں ۔ یہ محبت یک طرفہ نہیں دو طرفہ ہے ۔ جس طرح عدینہ ٹوٹ کر یرمیحا کو پیار کرتی ہے اسی طرح یرمیحا بھی اندھا دھند اس سے محبت کرتا ہے ۔ اور دونوں ایک دوسرے کو اپنانے کے خواہشمند ہیں ۔ نافریط میری ماں آپ جانتی ہیں آپ کی بیٹی بیٹیوں میں سے کوئی بھی تیراکی نہیں جانتی ۔ لیکن وہاں قیام کے دوران یرمیحا نے عدینہ اور بڑے پجاری زرمون کی بیٹی نیمیا دونوں کو بہترین انداز میں تیرنا سکھا دیا ہے ۔ بس آپ میرے اس سوال کا جواب دیں کہ آپ کل میرے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

نافریط کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔ پھر اس نے بڑی خوشکن آواز میں کہنا شروع کیا ۔

میں کل صبح تمہارے ساتھ کوچ کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ اگر تم اختاتون اسکی اجازت لے چکے ہو تو یہ بھی تمہارا ایک معرکہ ہے ۔ ٹوتخمان اور زربال میرے ساتھ جائیں گے ۔ اس پر مخیدون اٹھ کھڑا ہوا ۔

بس میں اپنی مہم کی تکمیل کر چکا ہوں ۔ میں اب جاتا ہوں ۔ آپ تینوں تیار رہیے گا ۔ میں آپ کو لینے آؤں گا اس کے بعد یہاں سے کوچ کریں گے ۔ اس کے ساتھ ہی نافریط کی خوابگاہ سے مخیدون نکل گیا تھا ۔ اگلے روز صبح ہی صبح وہ تھیبس اختاتون شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

ooo

دریائے نیل انسانی تمدن کی روشنی کی طرح ایک وقار کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ شام رات میں ڈھلتی جا رہی تھی۔ دریائے نیل کی روانگی نے ساحلی اشیاء کی رگ و پے میں ایک نشاط و سرور بھر دیا تھا۔ آسمان پر ستارے اس طرح چمک اٹھے تھے جیسے سنگ مرمر کے پیالے میں انگوری شراب بھرنے کے بعد ان کے پاس چاندی کے چراغ روشن کر دیئے گئے ہوں۔ ہر شئے سبزہ و گل سے بھرپور منظر تروتازہ پودوں اور درختوں کی گہری ہریالی کی طرح چپ اور خاموش تھی۔ نئے تعمیر ہونے والے شہر اخناتون کے نواح میں جو مصری لشکر کا پڑاؤ تھا اس میں بھی خاموشی طاری تھی۔ شہر کی تعمیر میں حصہ لینے والے بنی اسرائیل کے افراد جو خیموں میں قیام کئے ہوئے تھے۔ ان کے بالوں سے بنے کپڑے کے خیموں کے اطراف میں چمڑے کی رسیاں مٹی کے پیالے بکھرے پڑے تھے۔ دن بھر محنت مشقت کرنے کے باعث وہ بھی اپنے اپنے خیمے میں گہری نیند سو چکے تھے۔

تاہم عدینہ اور نیمیا دونوں ابھی تک اپنے خیمے میں بیٹھی باہم گفتگو کر رہی تھیں کہ ایسے میں خیمے کے دروازے پر مخیدون کی آواز سنائی دی اس نے عدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

عدینہ میری بہن میں مخیدون ہوں میں اکیلا نہیں میرے ساتھ اور بہت سے لوگ ہیں۔

مخیدون کا اتنا کہنا تھا کہ عدینہ خیمے کے وسطی حصے سے کسی خوشکن ہرنی کی طرح بھاگی پھر وہ خیمے کے دروازے کے قریب ہی مخیدون کے پیچھے باری باری اپنی ماں اپنی بہن زربال سے لپٹ گئی تھی۔ پھر سب کو لے کر وہ خیمے کے اندرونی حصے کی طرف گئی۔ ایک نشست پر مخیدون اور توثخمان بیٹھ گئے تھے۔ جبکہ نیمیا ابھی تک اپنی نشست کے قریب ہی کھڑی تھی۔ جونہی ملکہ نافریطہ اور اس کی بیٹی زربال کی نظر اس پر پڑی سب سے پہلے نافریطہ اس کی طرف لپکی۔ آگے بڑھ کر اس نے ایک ماں کی سی شفقت سے نیمیا کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا۔ نیمیا بھی ایک بیٹی کی طرح نافریطہ سے لپٹ گئی۔ نافریطہ نے اسے پیار کیا۔ اس کے بعد زربال آگے بڑھ کر اس سے لپٹی تھی پھر

نافریط ۔ عدنیہ ۔ زربال اور نیمیا چاروں ایک لمبی نشست پر بیٹھ گئیں تھیں ۔ اس کے بعد گفتگو کا آغاز ہوا تھا ۔ یہ آغاز ملکہ نافریط نے کیا تھا اس نے اپنی بیٹی عدنیہ کی طرف دیکھا تھا ۔

عدنیہ میری بیٹی میری بچی تو جانتی ہے کہ مخیدون ہم تینوں کو یہاں کیوں لے کر آیا ہے ۔ میری بیٹی میری بچی ۔ میں زیادہ دن یہاں قیام نہیں کروں گی صرف ایک دو دن رہوں گی ۔ اگر میں زیادہ یہاں رکوں گی تو یاد رکھنا تمہارا باپ اختاتون تو کسی رد عمل کا اظہار نہیں کرے گا ۔ لیکن طائی جسے لوگ اب کھلم کھلا نیل کی ناگن کہہ کر پکارنے لگے ہیں وہ میری اس آزادی کو برداشت نہیں کر سکے گی ۔ میری بچی اگر میرے یہاں قیام کرنے میں زیادہ دن لگے تو ہو سکتا ہے کہ طائی میری نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کے لیے اپنے کچھ آدمی کچھ کارندے یہاں بھیج دے اگر ایسا ہوا تو یاد رکھنا یہ ہم سب کے لیے برا ہو گا ۔ لہذا میری بیٹی جس کام جس مقصد کے لیے مخیدون ہمیں یہاں لایا ہے ۔ میں چاہتی ہوں اس کام کی ابھی تکمیل ہو جائے ۔ راستے میں اس سلسلے میں مخیدون کے ساتھ میں نے تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے اب میری بیٹی تو بتا تیرا اس سلسلے میں کیا خیال ہے ۔

اپنی ماں کے اس استفسار پر عدنیہ کی گردن تھوڑی دیر کے لیے شرم و حیا کے باعث جھکی رہی پھر اس کی دھیمی سی آواز سنائی دی ۔

اے میری ماں ۔ میرے لیے آپ کا فیصلہ آخری ہے ۔ جو کچھ بھی آپ کریں گی اس میں میری رضا مندی شامل ہو گی ۔ اگر آپ اس کام کو آج ہی سرانجام دینا چاہتی ہیں تو مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ۔ بہرحال میں آپ سے یہ کہوں کہ جس کام جس مقصد کے لیے میرا بھائی مخیدون آپ کو یہاں لایا ہے اس میں میری رضامندی میری چاہت اور محبت شامل ہے ۔

عدنیہ کا یہ جواب سن کر نافریط ہی نہیں عدنیہ کی بہن زربال بھی خوش ہو گئی تھی ۔ ٹوتخمان اور مخیدون کے چہروں پر بھی خوشگوار تبسم تھا ۔ پھر ملکہ نافریط نے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

مخیدون جیسا کہ راستے میں تیرے اور میرے درمیان یہ طے پا چکا ہے کہ جس

کام کے لیے ہم آئے ہیں اسکی تکمیل آج رات ہی ہونی چاہیے لہذا میرے بیٹے میں بھی جانتی ہوں۔اور تم بھی ان خطرات سے باخبر ہو کہ طائی زیادہ دیر تک لوگوں کو کھلا چھوڑنے والی نہیں یاد رکھنا وہ کسی بھی وقت میرے پیچھے اپنے کارندے لگا سکتی ہے اس لیے کہ طائی جانتی ہے کہ میں آمون دیوتا کی پیروکار ہوں ۔ اوروہ راع دیوتا کی کی پرستش میں اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے ۔ لہذا اٹھو ۔ بنی اسرائیل کے کیمپ میں جاؤ وہاں سے آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون کو بلا کر لاؤ اور دو تین معزز اسرائیلیوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر آؤ ۔ جس طرح راستے میں تم نے مجھے بتایا ہے کہ یہ شادی بنی اسرائیل کے رسم و رواج کے مطاق ہو گی لہذا ان اسرائیلیوں کو بلا کر لاؤ جن پر تم لوگ اعتماد کر سکتے ہو اور جو یرمیحا کے خوب جاننے والے ہیں ۔

اور ہاں بنی اسرائیل کے پڑاؤ کی طرف جانے سے پہلے یرمیحا کو یہاں بھیجو میں اس کے ساتھ بھی گفتگو کرنا چاہتی ہوں ۔

نافریط کے اس حکم پر مخیدون فوراً اپنی جگہ سے اٹھا خیمے سے نکل گیا ۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ یرمیحا کے خیمے پر آیا ۔ خیمے کے دروازے پر کھنکھنارتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا ۔ اسکے ایسا کرنے پر اندر بیٹھا ہوا یرمیحا محتاط ہو گیا تھا ۔ وہ خیمے کے اندرونی حصے سے دروازے کی طرف آ ہی رہا تھا کہ اس کی نگاہ جب مخیدون پر پڑی تو آگے بڑھ کر اس نے مخیدون کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا پھر حیرت زدہ سے لہجے میں یرمیحا نے مخیدون کو مخاطب کیا ۔

تم تھبیس شہر سے کب لوٹے ۔ اکیلے آئے ہو یا ملکہ نافریط کو بھی اپنے ساتھ لے کر آئے ہو ۔ اس پر پہلے مخیدون نے ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر بول پڑا ۔

یرمیحا اتنی بے چینی بیتابی کا اظہار نہ کرو ۔ میں اکیلا نہیں آیا میرے ساتھ ملکہ نافریط بھی ہے ۔ عدینہ کی بڑی بہن زربال ۔ اور زربال کا شوہر نوخمان بھی ہے ۔ وہ تینوں اس وقت عدینہ کے خیمے میں بیٹھے ہیں ۔ مجھے نافریط نے بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں بلا کر لاؤں ۔ اب تم اٹھو اور میرے ساتھ عدینہ کے خیمے میں چلو ۔ پر پہلے اپنا سب سے عمدہ لباس پہنو ۔ اس لیے کہ نافریط آج رات ہی تمہاری اور عدینہ کی شادی کا اہتمام کر کے ایک دو روز تک وہ واپس تھبیس شہر چلی جانا چاہتی ہے ۔ اس لیے کہ شاید تمہیں

خبر نہ ہو گی کہ اخناتون کی ماں طائی ہر کام پر نگاہ رکھتی ہے ۔ اور جس کام میں تاخیر کا اندیشہ ہوتا ہے یا تاخیر ہوتی ہے اس کے اطراف میں وہ اپنے آدمی اپنے مخبر پھیلا دیتی ہے ۔ اور جو کام بھی اسکی مرضی کے خلاف ہوتا ہے یاد رکنا وہ کام کرنے والے کو وہ انتہائی بدترین سزا دیتی ہے ۔ اخناتون اس کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے ۔ لہذا طائی اپنا ہر حکم منوانے میں کامیاب ہو جاتی ہے ۔

تم لباس تبدیل کر کے عدینہ کے خیمے کی طرف جاؤ میں بنی اسرائیل کے پڑاؤ کی طرف جاتا ہوں ۔ وہاں سے میں آمون دیوتا کے بڑے پجاری زرمون اور تین معزز اسرائیلیوں کو بلا کر لاؤں گا میں انہیں ہی لاؤں گا جو تمہارے خوب جانے والے ہیں ۔ جن پر تمہارا اعتماد اور بھروسہ ہے ۔ اب میں جا رہا ہوں تم فوراً لباس تبدیل کر کے عدینہ کے خیمے میں پہنچنے والی بات کرو ۔ اسکے ساتھ ہی مخیدون مڑا اور یرمیحا کے خیمے سے نکل گیا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد یرمیحا کھنکھناتے ہوئے عدینہ کے خیمے میں داخل ہوا تھا ۔ جب وہ خیمے کے اس وسطی حصے میں آیا جہاں سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو ٹوٹخمان نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سے بھرپور مصافحہ کیا اسے دیکھتے ہوئے عدینہ اس کی بہن زربال اور نیمیا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں ۔ ملکہ نافریط بھی اٹھی آگے بڑھ کر اس نے یرمیحا کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ۔ پھر یرمیحا کو اپنے پہلو میں بٹھانے کے بعد نافریط نے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا اب تم صرف میری بیٹی عدینہ کے محافظ ہی نہیں رہے ۔ پہلے میں تمہیں تمہارے نام سے مخاطب کرتی تھی لیکن اب میں ایسا نہیں کروں گی ۔ اب چونکہ تمہارے ساتھ عدینہ کے حوالے سے ایک رشتہ طے ہو رہا ہے لہذا یرمیحا میں تمہیں بیٹا کہہ کر پکاروں گی سن یرمیحا میرے بیٹے ۔ جس روز مقابلہ جیت کر تم نے میری بیٹی عدینہ کا محافظ بننے کی سعادت حاصل کی تھی ۔ اس روز بھی تمہارے سلسلے میں میری خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی ۔

اور گزشتہ دن جب مخیدون کی زبان سے یہ پتہ چلا کہ عدینہ تمہیں چاہتی ہے اور تم عدینہ کو پسند کرتے ہو اور ایک دوسرے سے شادی کے خواہاں ہو تب بھی

یرمیحا میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی ۔ میں مطمئن اور خوش ہوں کہ تم دونوں نے ایک دوسرے کی رفاقت قبول کرنے کا عہد کیا ہے ۔

ملکہ نافریط تھوڑی دیر تک رکی اس کے بعد اس نے اپنی گفتگو کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا ۔

یرمیحا تم جانتے ہو گے کہ میری بیٹی عدینہ نے تھبیس کے شاہی محل کے اندر شاخ چمن کے خوش الحان طیور جیسی زندگی بسر کی ہے ۔ یہ ہمیشہ قوس قزاح کے پیرہن اور طلسمات کی کہانیوں سی خرم و خنداں رہی ہے ۔ یہ نہیں جانتی کہ نفرت کے لبادے کیا ہوتے ہیں ۔ تلخی کے جذبے کیا چیز ہوتے ہیں ۔ یہ نہیں جانتی کہ زندگی کے درد و کرب کے باب کیسے کھلتے ہیں ۔ بس یہ تو صدا پھولوں کے ساتھ مسکراتی ندیوں کے ساتھ گنگناتی رہی ہے ۔ یہ لوگوں کے کسی گھناؤنے خطاب کسی غلیظ تکلم سے واقف نہیں ہے ۔ نہ ہی یہ جانتی ہے ۔ کہ کشمکش دہر سے کیسے گزرا جاتا ہے ۔ بس یہ نغماتکے دھاروں کی طرح دن رات گزارتی رہی ہے ۔ میرے بیٹے ۔ اگر تم اسے اپنی محبت اپنی چاہت سے نوازتے رہو تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ یہ عدینہ جو بظاہر بڑی نازک اور خوبصورت لڑکی دکھائی دیتی رہی ہے یہ تمہاری خاطر شب و روز کی گردشوں میں پرخار دشوار گزار سنگستانی راہوں ۔ سمندری موجوں کے شور ۔ سورج کی پھوٹتی کرنوں نیزوں کی چمکدار انیوں ۔ بے تحاشہ لشکروں کے علاوہ تباہی کے کھولتے غاروں کو بھی پھلانگ کر تمہارے پاس آسکتی ہے ۔

میرے بیٹے میرے بچے ۔ میں عدینہ کی ماں ہوں مجھ سے بہتر عدینہ کو کوئی نہیں جانتا گو میری چھ بیٹیاں ہیں لیکن ان چھ میں عدینہ سب سے زیادہ خوبوصورت ہے اور سب جانتے ہیں کہ مصر میں اس جیسی خوبصورت لڑکی شاید ہی ہو ۔ اور پھر حرب و ضرب کے فنون سے بھی اسکے باپ نے اسے آراستہ کیا ہے ۔ یہ بھی تم جانتے ہو کہ اسکا باپ اسے صرف بیٹی ہی نہیں اپنا بیٹا خیال کرتا ہے ۔ چونکہ ہمارا کوئی بیٹا نہیں لہذا عدینہ کی صورت میں اس کمی کو پورا کیا گیا ہے ۔ بس بیٹے میری تم سے یہ التماس ہے کہ عدینہ کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا ۔

یہاں تک کہنے کے بعد ملکہ نافریط رکی پھر اس نے اپنی بیٹی عدینہ کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

عدینہ تم یہاں بیٹھ کر وقت ضائع نہ کرو۔ مخیدون بڑے پجاری زرمون اور معزز اسرائیلیوں کو لے کر آنے ہی والا ہو گا۔ ساتھ والے حصے میں جاؤ اور اپنے لباسوں میں سے جو تمہارے پاس سب سے عمدہ اور قیمتی لباس ہے اسے پہن کر آؤ تاکہ تمہاری اور یرمیحا کی شادی اور نکاح کا بندوبست کیا جائے۔ اس پر اپنی جگہ پر شرماتی ہوئی عدینہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ نیمیا اور عدینہ کی بڑی بہن زربال بھی اس کے ساتھ کھڑی ہو گئیں پھر وہ تینوں خیمے کے دوسرے حصے کی طرف چلی گئیں تھیں۔

تھوڑی دیر بعد عدینہ اپنی بڑی بہن زربال اور نیمیا کے ساتھ لوٹی وہ سفید رنگ کا باریک لباس پہنے ہوئے تھی جس سے گھٹنوں سے اوپر تک اس کا جسم اور کندھوں تک بازو گلابی جھلکیاں دیتے ہوئے اس جالی دار لباس میں عدینہ کو حسن کا عبادت خانہ خوبصورتی کا اسرار۔ گلابی دھندلکوں کا مسکن بنائے ہوئے تھے۔ جھلکیاں دیتا اس کا جسم دیکھنے والے کو دلگداختہ سحر و جزب۔ اور رنگ و نگہت سے بھرپور جمال وجدت میں مبتلا کر دیتا تھا۔ خیمے کے اس حصے میں آنے کے بعد ایک بھرپور نگاہ اس نے یرمیحا پر ڈالی اس موقعہ پر عدینہ کی آنکھوں میں خوشی کی انجانی چمک۔ نظریں نغمہ و آتش کے پیچ و تاب تھے۔ اس کے چہرے پر تخیل دلاویز سی لذت سے بھرپور تاثرات اور گلاب کی پتیوں سے ہونٹوں پر اس سے دل موہ لینے والا ریشمی تبسم تھا۔

پھر وہ اپنی ماں نافریط کے اشارے پر قمقموں کی خوفشانی رنگوں کی طوفان خیزی اور رومانی تخیل کے بہاؤ کی طرح عین یرمیحا کے سامنے آئی اور دل موہ لینے والے جذبوں اور کشش کا طوفان کھڑا کر دینے والے انداز میں اپنے لباس کو سمیٹتی ہوئی وہ بالکل یرمیحا کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔

اسی لمحہ مخیدون خیمے میں داخل ہوا اس کے بعد اس کے ساتھ بڑا پجاری زرمون اور بنی اسرائیل کے تین سرکردہ افراد تھے۔ ان کے آنے پر سب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ ملکہ نافریط نے سب سے پہلے بڑے پجاری زرمون کی احوال پرسی کی۔ اس کے بعد سب خیمے کے اس حصے میں بیٹھ گئے تھے پھر بنی اسرائیل کے آنے والے ان معزز لوگوں نے بڑے پجاری زرمون کی موجودگی میں ملکہ نافریط کے کہنے پر یرمیحا اور

شہزادی عدینہ کا نکاح پڑھاتے ہوئے انہیں رشتہ ازدواج میں پرو دیا تھا۔ جب اس کام کی تکمیل ہو چکی تب مخیدون کے اشارے پر بنی اسرائیل کے وہ تینوں اشخاص اور بڑا پجاری زرمون اس خیمے سے اٹھ کر بنی اسرائیل کی خیمہ گاہ کی طرف چلے گئے تھے ان کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ملکہ نافریط نے اپنے سامنے بیٹھے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

یرمیحا اب عدینہ تمہاری بیوی تم اس کے شوہر ہو۔ تم اسے اپنے ساتھ اپنے خیمے میں لے جاؤ۔ عدینہ کے خیمے میں آج ہم سب لوگ قیام کریں گے اس پر یرمیحا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا چند قدم آگے بڑھا پھر مڑ کر وہ عدینہ کی طرف دیکھنے لگا عدینہ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی اس موقع پر یرمیحا کے چہرے پر کچھ تشویش کے آثار نمودار ہوئے تھے جبکہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے نافریط ہی نہیں زربال اور نیمیا مسکرا رہی تھیں۔ مخیدون بھی خوشی کا مظاہر کر رہا تھا۔ پھر نافریط نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

یرمیحا میرے بیٹے۔ یوں نہیں تمہاری شادی تو بنی اسرائیل کی روایت کے مطابق ہوئی ہے لیکن اپنی بیوی عدینہ کو تم ہماری روایت کے مطابق اپنے خیمے میں لے جاؤ گے۔ پہلے واپس مڑو عدینہ کو اپنے دونوں بازوؤں میں اٹھاؤ پھر اسے اسی طرح اپنے خیمے میں لے جاؤ۔

نافریط کے کہنے پر یرمیحا مڑا۔ جھجکا پھر ہاتھ آگے بڑھائے اپنے دونوں ہاتھوں میں اس نے عدینہ کو اٹھا لیا اس موقع پر عدینہ نے بھی کسی قدر بیباکی کا مظاہرہ کیا۔ اپنے دونوں بازو اس نے یرمیحا کی گردن کے گرد ڈال دیئے تھے ایسی صورت میں یرمیحا اپنی بیوی اور مصر کی شہزادی عدینہ کو لے کر اپنے خیمے کی طرف چلا گیا تھا۔ یوں یرمیحا اور عدینہ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیئے گئے تھے۔ نافریط۔ زربال اور ٹوٹخمان نے صرف دو روز تک وہاں قیام کیا اس کے بعد وہ واپس تھبیس شہر کی طرف چلے گئے تھے

حتیوں کے بادشاہ شبیلولیوما نے اپنی طرف سے مصری قاصدوں کے ذریعے مصر کے فرعون اختاتون کو مطمئن کر دیا تھا کہ حتیوں کے میتانیوں کے خلاف کوئی جنگجویانہ عزائم نہیں ہیں۔ جبکہ اندر ہی اندر حتیوں کا بادشاہ شبیلولیوما اپنے بیٹے شبل لیوماش کے ساتھ بے پناہ جنگی تیاریوں میں مصروف تھا۔ وہ ہر صورت میں میتانیوں کی سلطنت کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے پر تلا ہوا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ میتانیوں کے بادشاہ توشرت کو شکست دے کر جو شرائط اس کے ساتھ طے ہوں اس میں سب سے پہلی شرط یہ ہو کہ حتیوں کے بادشاہ شبیلولیوما کی بیٹی میکایا کو میتانیوں کے بادشاہ توشرت کے بیٹے متی واز اسے بیاہ دیا جائے اس طرح شبیلولیوما اپنی بیٹی میتانی شہزادے سے بیاہنے کے بعد میتانی سلطنت کو بھی اپنی بیٹی کے ذریعے اپنے ماتحت کرلینا چاہتا ہے

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے چونکہ حتیوں کا بادشاہ شبیلولیوما اور شبل لیوماش دن رات اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف رہے تھے جبکہ مصر کا بادشاہ اختاتون ان کی ان عسکری تیاریوں سے بالکل بے خبر تھا۔ نہ ہی اس نے ان پر نگاہ رکھنے کے لیے کوئی مخبروں یا جاسوسوں کا سلسلہ رکھا تھا۔ جس کی بناء پر ہر طرف سے بے پرواہ اور مطمئن ہو کر حتی بادشاہ اور اس کا بیٹا اپنے جنگی جنون میں مگن رہے۔
جب انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ جس قدر لشکر میتانی سلطنت کو زیر کرنے کے

لیے کافی ہے اس کی تربیت مکمل ہو چکی ہے تب حتیوں کا بادشاہ شبیلولیوما اوراس کا بیٹا شبل لیوماش دونوں اپنے جرار لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر حتوشاش سے نکلے اور بڑی برق رفتاری سے فاصلوں کو سمیٹتے ہوئے وہ متانیوں کے مرکزی شہر اشوکانی کی طرف بڑھے تھے ۔

متانیوں کا بادشاہ توشرت اور اس کا بیٹا متی وازا مطمئن تھے کہ اب مصر کے فرعون اخناتون کے کہنے پر حتی ان پر حملہ آور نہیں ہوں گے ۔ لہذا وہ اس حملے کی توقع تک نہیں رکھتے تھے ۔ انہیں اس حملے کی اطلاع ان کے مخبروں نے اس وقت دی جب حتی بادشاہ اور اس کا بیٹا اپنے لشکر کے ساتھ میتانیوں کی سلطنت میں داخل ہو کر بڑی تیزی سے میتانیوں کے مرکزی شہر اشوکانی کا رخ کیے ہوئے تھے ۔

جلدی اور عجلت میں توشرت اور اس کے بیٹے متی وازا نے اپنے لشکر کو ترتیب دیا پھر وہ اپنے مرکزی شہر اشوکانی سے نکلے اور پھر بڑی برق رفتاری سے شمال کی طرف بڑھے تاکہ حتیوں کی راہ روکی جاسکے ۔ مرکزی شہر اشوکائی سے لگ بھگ تیس میل کے فاصلے پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور جنگ کرنے کے لیے دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر لیا تھا ۔

حتیوں کا بادشاہ شبیلو لیوما اور اسکا بیٹا شبل لیوماش دونوں جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے ایسے بیتاب ایسے بے چین تھے کہ انہوں نے آتے ہی اپنے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجا دیئے اور اپنے لشکر کو ابتدا کرنے کے لیے انہوں نے صفیں درست کرنے کا حکم دے دیا تھا ۔ ادھر متانیوں کا بادشاہ توشرت اوراس کا بیٹا متی وازا بھی حتیوں کی پیروی کرتے ہوئے اپنے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجانے اور لشکر کو اپنی صفیں استوار کرنے کا حکم دے چکے تھے ۔ یوں میتانیوں کے مرکزی شہر اشوکانی سے لگ بھگ تیس میل کے فاصلے پر کھلے میدانوں میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے پر تولنے لگے تھے ۔

حتیوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ۔ ایک حصہ خود بادشاہ شبیلو لیوما نے اپنے تحت رکھا ۔ دوسرا حصہ اس نے اپنے بیٹے شبل لیوماش کی سرکردگی میں دیا تھا ۔ ان کی طرف دیکھتے ہوئے میتانی بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر گئے تھے

ایک حصے کی کمانداری خود میتانیوں کا بادشاہ توشرت اور دوسرے حصے کی کمانداری اسکا بیٹیا متی وازا کر رہا تھا۔

جنگ کی ابتدا حتیوں کے بادشاہ شبلیولیوما نے کی تھی۔اپنے لشکر کو اس نے درد کی کتھا۔ سرد راتوں کی سختیوں۔قحط کی تلخیوں اور بے درماں غم انگیز ویرانیوں کی طرح آگے بڑھایا تھا۔اپنے باپ شبیلولیوما کے پیچھے ہی پیچھے شبل لیوماش نے بھی اپنے لشکر کو پیش قدمی کا حکم دیا۔یہ حکم ملتے ہی وہ لشکر جو شبل لیوماش کے ماتحت کام کر رہا تھا وہ بھی ہواؤں کے رتھ پر انگنت قرنوں کو نگلتے بگولوں لا اختتام اندھی صدیوں کے صحراؤں سے اٹھتے بگولوں اور فضاؤں میں سرابھارتے شعلوں کی طرح آگے بڑھنا شروع ہو گیا تھا

پہلے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شبیلولیوما میتانیوں کے بادشاہ توشرت پر تیرگی کے پروردہ وحشتوں کے کارندوں۔ ظلم کے نمائندوں اور وقت کے کٹوروں سے اجالے چرالینے والے طاغوتوں اور بھاری صلیبیں اٹھائے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اپنے باپ کی پیروی کرتے ہوئے شبل لیوماش بھی حتیوں کے بادشاہ توشرت کے بیٹے متی ازا پر وقت کی آخری سرحد پر اپنے مقصد کی تلاش و جستجو کرتے ہیولوں۔ رگ وپے میں زہر جسم میں فولادی وزنی تھکان۔پاؤں میں شکستہ نارسائی باندھ دینے والی اور زندگی کو دربدر کرتی وحشتوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔دونوں باپ بیٹے کے اس طرح حملہ آور ہونے سے یوں لگا تھا جیسے چاروں طرف گرد میں لپٹے طوفان اٹھ کھڑے ہوں۔جو بڑی تیزی کے ساتھ بینائیوں کی جھیلوں کو اندھا کرنے لگے ہوں۔

حتیوں کے بادشاہ شبیلولیوما اور اس کے بیٹے شبل لیوماش کے مقابلے میں میتانیوں کے بادشاہ توشرت اور اس کے بیٹے متی وازا نے کسی قسم کی کمزوری شکست اور بزدلی کا اظہار نہیں کیا۔ وہ دونوں بیٹیا بھی جوابی کاروائی کرتے ہوئے جلتے سورج کی عریانی میں خواہشوں کی من مانی حیرانیوں کے آسمان پر گھہرے لہراتے سایوں جذبوں کی تابانی اور رنگوں کی افشانی کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ دونوں لشکریوں کے اس طرح ویرانیوں کے اندر ٹکرانے سے حیرانیوں کی ساعتوں میں موت بھاگنے لگی تھی۔ امید کی طنابیں کٹنے لگی تھیں۔چاروں طرف خوف اور موت کی دیویوں کا رقص شروع

ہو گیا تھا۔

حتی چونکہ تعداد میں یتانیوں کے مقابلے میں زیادہ تھے لہذا حتیوں کا ایک سپاہی مرتا تو اسکے مقابلے میں کئی اور سپاہی مقابلہ کرنے کے لیے وہاں جمع ہوتے تھے۔ جو یتانیوں کی شکستہ دلی کا سامان بنتے تھے۔ حتیوں کے بادشاہ اور اس کے بیٹے کو بھی اس بات کا احساس تھا۔ کہ ان کے مقابلے میں یتانیوں کی تعداد بہت زیادہ کم ہے لہذا یتانی زیادہ دیر تک ان کے مقابلے میں ٹھہر نہ سکیں گے۔ اس بناء پر انہوں نے اپنے لشکر کی تعداد کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اپنے لشکریوں کو آگے بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ انہیں یہ بھی اطمینان تھا کہ اگر ان کے لشکر کا ایک حصہ کام آ بھی گیا تب بھی وہ تعداد میں زیادہ رہیں گے۔ بہر حال وہ ہر صورت میں یتانیوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھے۔

حتیوں کے خوفناک حملوں کے باعث آخر کار یتانیوں کی حالت آہستہ آہستہ بے امان دکھ راتوں۔ بے آواز اجڑے دنوں۔ زندگی کی رعنائیوں میں اترتی شام کی انگڑائیوں اور صبح کی توانائیوں میں رقص کرتی شب کی انجم آرائی جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ پھر ایسا موقع بھی آیا کہ حتیوں نے یتانیوں کی اگلی صفوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا۔ اور اب وہ پچھلی صفوں کی طرف لپکنے لگے تھے۔

یتانیوں کے بادشاہ توشرت نے جب دیکھا کہ اب ان کی شکست بالکل قریب ہے تب اس نے تھوڑی دیر کے لیے اپنے لشکر کے وسط میں اپنے بیٹے سے مشورہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور اپنی شکست تسلیم کر لی۔

شکست اٹھانے کے بعد یتانیوں کا بادشاہ توشرت اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگا نہیں۔ میدان جنگ ہی میں اس نے ہتھیار ڈال دیئے تھے وہ جانتا تھا کہ شکست اٹھا کر وہ اگر اپنے مرکزی شہر اشوکانی کی طرف بھاگا تو حتی پوری طاقت اور قوت سے اس کا تعاقب کریں گے اس طرح یتانیوں کو دو مزید نقصان برداشت کرنے پڑیں گے

اول ان کے وہ بچے کھچے لشکری جو حتیوں کے آگے بھاگیں گے ان کا مزید قتل عام ہو گا دوئم اگر یتانی بھاگ کر اپنے شہر اشوکانی میں محصور ہو جاتے تب حتی شہر کا

محاصرہ کرتے شہر کو بزور شمشیر فتح کرتے اور شہر کے اندر بھی لوٹ مار اور قتل غارتگری کا بازار گرم کرتے ۔ اس طرح بڑی دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے توشرت لم مرکزی شہر کی طرف بھاگا نہیں ۔ بلکہ میدان جنگ میں ہی اس نے ہی شکست تسلی کرتے ہوئے ہتھیار ڈال دیئے تھے ۔

جب یتانیوں نے ہتھیار ڈال دیئے تب حتیوں کے بادشاہ شبیلیوما نے جنگ بند کرنے کا اور اپنے لشکریوں کو اس نے پیچھے ہٹنے کا حکم دے دیا تھا ۔ شکست خور یتانیوں کو اس نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ وہ سارے ہتھیار ایک جگہ ڈھیر کرنے کے بعد دائیں جانب خوب پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جائیں ۔ یہ حکم ملتے ہی توشرت نے اپ لشکر کو ہتھیار ڈالنے اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا یہ حکم ملتے ہی سار یتانیوں نے ایک جگہ ہتھیا ڈال دیے اور پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے ۔ میدان میں حتیوں کا بادشاہ شبیلیوما اور اس کا بیٹا شبیلو یوما اور بیٹی میکایا تینوں ایک جگہ بیٹھ گئے پھر شبل یوماش نے یتانیوں کے بادشاہ توشرت اور اس کے بیٹے متی وازا کو اپ ساتھ پیش کرنے کا حکم دیا تھا ۔

تھوڑی ہی دیر بعد یتانیوں کے بادشاہ توشرت اور اس کے بیٹے متی وازا کو شبیلیوما کے سامنے لا کھڑا کیا گیا ۔ دونوں باپ بیٹا بے چارے شبیلو یوماش کے سامنے شہر کے درو دیوار کے اندر مقتلوں کی طرح کھڑے تھے ۔ ان کی آنکھوں میں راستوں پر رقص کرتی پر قوت موت کے آثار اور چہرے پر بستیوں کی گلیوں میں لمحہ لمحہ سسکتی سسکتی زندگی کے آثار تھے ۔ شبیلیوما تھوڑی دیر دونوں باپ بیٹے کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے یتانیوں کے بادشاہ توشرت کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا

توشرت تو نے ہمارے ساتھ اپنی جنگ کا انجام دیکھا ۔ تیرے لشکر کے بڑے حصے کو ہم نے موت کے گھاٹ اتار دیا ۔ اور جنگ کا انجام یہ ہے کہ تم دونوں باپ بیٹا گرفتار ہو کر ہمارے سامنے دشمن کی طرح کھڑے ہو ۔ اس حالت میں میں جو چاہوں تمہارے ساتھ سلوک کروں ۔ کوئی مجھے روک نہیں سکتا ۔

شوبیلویوما کے ان الفاظ کے جواب میں توشرت نے اپنی گردن سیدھی کی

شوبیلیوما کی طرف دیکھا پھر بھاری اورافسردہ سی آواز میں اس نے حتیوں کے بادشاہ شوبیلیوما کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

شوبیلو۔ جنگ کی ابتدا میں نے نہیں تم دونوں باپ بیٹے نے کی۔ میں تو اپنی سرزمینوں میں اپنے لوگوں کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کر رہا تھا۔ اپنی رعایا کی خدمت گزاری میں مصروف تھا۔ تمہاری طرف سے مجھے جنگ کی دھمکیاں ملتی رہیں میرے مخبر یہ بھی بتاتے رہے کہ تم جنگی تیاریوں میں مصروف ہو۔ آخر مصر کا ایک وفد یہاں آیا اس نے مجھے یقین دلایا کہ حتی کسی بھی صورت میتانیوں پر حملہ آور نہ ہوں گے۔ ان کی اس یقین دہانی پر میں نے جنگی تیاریوں کو موقوف کر دیا اور اپنے علاقوں میں اپنی رعایا کی ضروریات کو بہتر انداز میں پورا کرنے کی تگ ودو میں لگ گیا۔ شوبیلیوما تو نے میرے ساتھ دھوکا اور فریب کیا ہے اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تو نے جو مصری سفیروں کے ساتھ وعدہ کیا ہے تو اس کا الٹ کرے گا۔ تب میں کبھی بھی تیری طرف سے مطمئن نہ ہوتا اور ہر وقت اپنی جنگی تیاریوں کو عروج پر رکھتا۔ شبیلیوما اس وقت جبکہ میں اور میرا بیٹا دونوں ہی قیدی کی حیثیت سے تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ میں تمہیں ایک نصیحت کروں گا اور میری یہ نصیحت میرے مرنے کے بعد تیرے سامنے سچائی اور حقیقت بن کر نمودار ہو گی۔

شبیلو! آج تو نے ہماری سوچوں کی زمینوں میں ہزیمت اور بے دلی بوئی ہے۔ ہمارے دل کے ٹکڑوں کو کرچی کرچی کیا ہے ہمارے خوابوں کی تعبیروں کو بے یقینی کے لمحوں میں تبدیل کیا ہے دیکھ عنقریب دوریوں کے موسموں میں کوئی اور طاقتور دشمن اٹھے گا اور وہ تیرے موج موج سینوں میں بھڑکتی آگ تہ بہ تہ سانسوں میں کھولتا زہر بھرتا چلا جائے گا۔

آج تک تیری نگاہ تیری نظر صرف میتانیوں پر جمی رہی کہ کسی نہ کسی طرح میتانیوں کو توزیر کرے ان کے علاقوں کو مفتوح کرے اور متیانیوں کی ساری سرزمینوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر کے اپنی سلطنت کو ناقابل تسخیر بنا دے۔

یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ ایک اور بہت طاقتور قوت اٹھ رہی ہے جو تمہیں سیلاب کے سامنے خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گی۔ شبیلو یہ مصر کا فرعون

اخناتون نہیں بلکہ یہ آشوریوں کی نسل نو ہے جو بابل اور نینوا کے ایوانوں سے طوفانوں کی طرح نمودار ہو رہی ہے ۔ یہ آشوری عرب دجلہ اور فرات کی وادیوں سے تیرگی کی سازشوں ۔ لہو کی بارشوں کی طرح نمودار ہونے والے ہیں ۔ سن میرے مخبران کے علاقوں میں گھوم پھر کر آتے ہیں جو خبریں مجھے ملی ہیں ان کے مطابق آشوری نوجوان عنقریب اپنے وطن کے پاسبان اور اپنی سرزمینوں کے پائے استقامت اور صبر کی بشارت دینے والے ترجمانوں کی طرح اٹھنے والے ہیں ۔

یہ آشوری عرب عنقریب شدید نفرت کی لو کی طرح اٹھنے والے ہیں ۔ یہ کہر کے پردوں میں چشم بصیرت کو اندھا کرتے چلے جائیں گے ۔ مایوسی کے بھنور خشونت آمیز موجوں کے شور ۔ بجلی کی کڑک کی طرح اپنے راستے میں آنے والی ہر شئے کو سرفرازیوں اور بلندیوں سے گرا کر اندھی پستیوں اور زرد پہنائیوں میں اتارتے چلے جائیں گے ۔ شبیلو میری طرفسے یہ بات لکھ رکھ ۔ یہ آشوری عرب ازل کے اسرار ۔ ابد کے رموز ۔ شوق سے لبریز ماورائے فطرت حقیقت اور غم انگیز تباہی کی طرح اپنے اطراف میں پھیل کر ہر شئے کو نیست و نابود کرتے چلے جائیں گے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد میتانیوں کا بادشاہ توشرت لمحہ بھر کے لیے رکا دم لیا کچھ سوچا اس کے بعد دوبارہ اس نے کہنا شروع کیا ۔

شبیلو! جو کچھ میں نے کہا ہے یہ خالی خولی دھمکی نہیں ہے ۔ اگر میں نے تمہیں دھمکی دینی ہوتی تو پھر میں مصر کے فرعون اخناتون کا نام لیتے ہوئے تمہیں دھمکی دیتا ۔ وہ آج تک ہمارا حلیف ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہماری رشتہ داری بھی ہے ۔ پر شبیلو میں تمہیں دھمکی نہیں دے رہا ۔ میں تمہارے سامنے ایک حقیقت سے پردہ اٹھا رہا ہوں ۔ یاد رکھنا آشوری عرب وہ قوت پکڑ رہے ہیں کہ اس قوت پر قابو پانا میرے جیسے کمزور حکمران کے بس کی بات تو نہ ہو گی پر تو بھی اپنے جوان سال بیٹے اپنی قہرمانیت جیسی طاقت کے باوجود آشوریوں کے سامنے کسی لاغر بوڑھے اور بے بس انسان کی طرح گھٹنوں کے بل جھک کر اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کر رہا ہو گا ۔

میتانیوں کے بادشاہ توشرت کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف سچ ہوئی کہ آنے والے دنوں میں آشوری عرب بابل اور نینوا سے منہ پر موت کے طمانچے مار کر زندگی کی

راہوں میں گم کر دینے والی طلسمی جھنکار اور لامتناہی قوت کی طرح نمودار ہوئے ۔ کوئی بھی سلطنت ان کے بغض ان کی عداوت ان کے غیض و غضب اور شرانگیزی کے سامنے بندھ نہ باندھ سکی جہاں انہوں نے حملہ آور ہو کر بیتانی سلطنت کا خاتمہ کیا وہاں انہوں نے حتیوں کو بھی مکمل طور پر نیست و نابود کرتے ہوئے اپنی سلطنتکو کنعانیوں کی سرزمین تک بحیرہ روم سے ملا دیا ۔ بلکہ وہ مصریوں پر بھی چڑھ دوڑے اور ارض شام میں مصریوں کے جو مقبوضہ جات تھے ان سے بھی انہیں محروم کر کے رکھ دیا ۔

بیتانیوں کے بادشاہ توشرت کی یہ ساری گفتگو حتیوں کا بادشاہ اور اس کا بیٹا بڑے صبر اور تحمل سے سنتے رہے اس موقع پر حتیوں کا بادشاہ شبیلویوما توشرت کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا ۔ کہ توشرت چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس سے پہلے ہی بول پڑا وہ کہہ رہا تھا ۔

شبیلویوما ! اس وقت سے ڈرو جب میری طرح تمہاری نشیلی ساعتیں بھی دل کی خونی وادیوں میں تبدیل ہو جائے گی ۔ اس ساعت سے خوف کھاؤ ۔ جب جسم و جاں میں کسمساتے تمہارے حوصلے جذبوں کی بکھری داستانوں میں تبدیل ہو جائیں گے ۔ آنے والے اس وقت سے ڈرو جب میری ہی طرح تمہارے بھی خواب لمحوں میں پنہاں آرزوئیں بیہوشیوں کی ہم زباں ہو کر رہ جائیں گی ۔ شبیلویوما جس طرح تم مجھ پر چڑھ دوڑے ہو میرے لشکر کو شکست دی ہے مجھے اپنے سامنے ندامت کی حالت میں کھڑے ہونے پر مجبور کیا ہے اسی طرح تم سے بھی کوئی طاقتور دشمن بربادیوں کا رازدان ۔ دانش و خرد کا پاسبان ں آگ تھوکتے آتش فشاں اور وقت کے سیاہ فریب کی طرح تم پر بھی حملہ آور ہو کر تمہاری حالت بھی ہیکلوں کی فتنہ گری اور امتوں کی دربدری جیسی کر کر رکھ سکتا ہے ۔ اور جس طرح میں آج ہزاروں سماعتوں کی مقروض آوازوں کی طرح تمہارے سامنے کھڑا ہوں جس طرح میں آج آسمان کے گردش میں زمین کی گردش کی طرح تمہارا ہر مطالبہ قبول کر لینے کی مجبوری میں مبتلا ہو گے اسی طرح حتیوں کے بادشاہ کسی روز تم بھی ہر مطالبہ قبول کر لینے کی مجبوری میں مبتلا ہوں اسی طرح حتیوں کے بادشاہ کسی روز تمہاری حالت بھی غم میں سلگتی خواہشوں اور آگ میں جلتے ارادوں میں ہو کر کردہ جائے گی ۔ اب دیر اور تاخیر نہ کرو ۔ میں اور میرا بیٹا حتی

وازا دونوں ہی تمہاری طرف سے تمہارا فیصلہ سننے کے لیے بیتاب اور بے چین ہیں
اگر تم فاتح کی حیثیت سے ہم دونوں کی گردن کاٹنا چاہتے ہو تو تم دیکھو گے ا
موقع پر ہم بزدلی کا اظہار نہیں کریں گے ۔ پر ایک بات یاد رکھنا آج تم ہم دو کی گرد
کاٹو گے ۔ آنے والے تمہارے سارے خاندان کی گردنیں کاٹ دیں گے ۔ اس لیے
تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ضرور ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد یبتانیوں کا بادشاہ توشرت جب خاموش ہوا تب حتیوں
بادشاہ شوبیلولیوما بول پڑا ۔

توشرت تم نے دیکھا میں نے تمہاری ساری گفتگو کو بڑے صبر بڑے تحمل
ساتھ سنا اس لیے کہ تمہاری اس ساری گفتگو کے جواب میں جو کچھ میں کہنا چاہتا ہو
میں یقیناً تمہاری خواہشوں تمہاری امیدوں کے کہیں خلاف ہو گا ۔ میں نہ تمہیں قت
کروں گا نہ تم سے تمہارے بیٹے متی وازا سے کسی قسم کا انتقام لوں گا اس میں شک
نہیں کہ میں نے اور میرے بیٹے شبل لیوماش نے تم پر حملہ کا ہے اور یہ حملہ بھی ایک
خاص مقصد کے تحت ہے اگر وہ میرا مقصد پورا ہو گیا تو توشرت یاد رکھنا میں اور
دونوں صرف آشوریوں کی تیزی سے اٹھتی ہوئی طاقت ہی نہیں مصریوں کے مقا
میں بھی محفوظ رہیں گے ۔

شوبیلولیوما کے ان الفاظ سے توشرت کی آنکھیں چمک سی اٹھی تھیں اسکے چہر
پر امیدیں سی بکھر گئی تھیں پھر اس نے غور سے شوبیلولیوما کی طرف دیکھتے ہوئے
شروع کیا ۔

شوبیلولیوما کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو پہیلیاں مت بجھواؤ صاف صاف
تمہارے کیا مقاصد ہیں ۔

شوبیلولیوما توشرت کی اس بے چینی پر تھوڑی دیر مسکراتا رہا پھر کہنے لگا ۔ میر
سامنے بیٹھو پھر میں تمہارے ساتھ گفتگو کرتا ہوں ۔ شوبیلولیوما کے کہنے پر توشرت
اس کا بیٹا متی وازا دونوں بیٹھ گئے ۔ پھر شوبیلولیوما نے انتہائی سنجیدہ آواز میں کہنا شر
کیا ۔

توشرت اور متی وازا دونوں مجھے غور سے سنو جو کچھ میں تجویز پیش کرنے

ں اس میں میری ہی نہیں تم دونوں کی بھی بہتری ہے ۔اس میں شک نہیں کہ اس
وقت میری حیثیت فاتح کی سی اور تم دونوں باپ بیٹے مفتوح کی حیثیت رکھتے ہو پر ہم
ایک دوسرے سے فاتح اور مفتوح کا سا سلوک نہیں کریں گے میں سمجھتا ہوں جس
طرح بیٹے کی سی حیثیت سے شبل لیوماش مجھے عزیز ہے ایسے توشرت تمہیں تمہارا بیٹا متی
وازا عزیز و پسند ہے میں جانتا ہوں جس طرح مجھے اپنی زندگی عزیز ہے ۔اسی طرح تمہیں
بھی اپنی زندگی عزیز ہے ۔ لہذا کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم چاروں آپس میں ایسا اتفاق
کریں کہ آنے والے دور میں ہم چاروں مل کر اپنے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر
اپنا دفاع کریں ۔

توشرت اس وقت میرے ذہن میں جو تجویز ہے وہ یہ کہ میں اپنی بیٹی میکایا کو
تمہارے بیٹے متی وازا سے بیاہ دوں یہ میکایا میری بیٹی میرے پہلو میں بیٹھی ہے تم
دونوں باپ بیٹا اسے دیکھ سکتے ہو ۔اپنے حسن اپنی خوبصورتی میں یہ کسی سے کم نہیں
ہے ۔اگر تمہارے اور میرے درمیان یہ رشتہ طے ہو جاتا ہے ۔ تو یاد رکھنا آنے والے
دور میں حتی اور میتانیوں کے درمیان نہ صرف ایک رشتہ رہے گا بلکہ ضرورت کے وقت
دونوں مملکتیں ایک قوت کی صورت میں اپنے دشمنوں کے خلاف برسرپیکار ہو جائیں گی

لیکن اس رشتے کے ساتھ میری ایک شرط بھی ہے اور وہ یہ کہ شمالی شام کا علاقہ
تمہیں میرے حوالے کرنا ہوگا اس طرح میں اناطولیہ کے میدانوں سے لے کر شمالی
شام تک ایک زبردست قوت بن کر ان علاقوں کی حفاظت کروں گا اگر میں اپنے شکر
میں اضافہ کرتا ہوں ۔ تو اس سے تمہاری بھی طاقت قوت میں اضافہ ہو گا ۔جو تجویز میں
نے پیش کی ہے اس پر غور کرو سوچو پھر مجھے بتاؤ ۔

شوبیلولیوما کی اس پیشکش پر توشرت اور متی وازا دونوں باپ بیٹا تھوڑی دیر تک
آپس میں صلاح و مشورہ کرتے رہے پھر توشرت کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار
ہوئی تھی ۔جو اس بات کی نشاندہی تھی کہ دونوں باپ بیٹا کسی اچھے فیصلے پر پہنچنے میں
کامیاب ہوگئے ہیں پھر توشرت نے شوبیلولیوما کو مخاطب کیا ۔

شوبیلولیوما میں تمہاری بیٹی میکایا سے اپنے بیٹے متی وازا کو بیاہنے کے لیے تیار

ہوں میں شمالی شام کا علاقہ بھی تمہارے حوالے کرنے کے لیے تیار ہوں مجھے امید ہے جان سکیں گے اور اپنے دشمنوں کا احسن طریقے سے مقابلہ کر سکیں گے۔

توشرت کے اس فیصلے سے شو بیلویوما اور شبل یوماش ہی نہیں میکایا بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ پھر میدان جنگ میں ہی میکایا اور متی وازا کو رشتہ ازدواج میں جکڑ دیا گیا چند یوم تک شو بیلویوما اور توشرت نے وہیں قیام کیے رکھا اس دوران حتی اور میتانی مل کر میکایا اور متی وازا کی شادی کا جشن مناتے رہے اس کے بعد دونوں لشکر اپنے اپنے مرکزی شہر کی طرف چلے گئے تھے۔ شبل یوما کی بیٹی میکایا توشرت اور اس کے بیٹے متی وازا کے ساتھ ان کے مرکزی شہر اشوکانی کی طرف چلی گئی تھی۔

○○○

فرعون اختاتون تھبیس شہر میں اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کمرے میں فرعون کے چوبدار کے ساتھ مخیدون داخل ہوا کمرے میں تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد مخیدون نے اپنے سر کو فرش کی طرف خوب جھکاتے ہوئے فرعون اختاتون کو تعظیم دی پھر سیدھا کھڑا ہوا اور اختاتون کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اختاتون نے اسے مخاطب کیا۔

مخیدون میرے بیٹے یہ سامنے نشست پر بیٹھو جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں سنو تم میری توقعات سے پہلے تھبیس شہر پہنچ گئے ہو میں تمہارے سفر کرنے کی رفتار سے انتہا درجہ کا حیرت زدہ اور متعجب ہوں۔

فرعون کے ان الفاظ کے ساتھ ہی مخیدون اس کے قریب ہی ایک نشست پر بیٹھ گیا اس کے بعد اختاتون نے پھر اسے مخاطب کیا۔

مخیدون میرے بیٹے میں نے اپنے قاصد کو تمہیں بلانے کے لیے روانہ کیا تھا میں توقع رکھتا تھا کہ تم کل کسی وقت تھبیس پہنچو گے۔ اور میں تمہیں وہ کام سونپوں گا جس کے لیے میں بڑی بے چینی سے تمہارا منتظر تھا میرے بیٹے یہ تو کہو تم آج ہی کیسے میرے پاس پہنچ گئے۔

فرعون اختاتون کی اس پریشانی اور جستجو پر مخیدون کے چہرے پر مسکراہٹ سی

نمودار ہوئی تھی ۔ پھر مخیدون نے اخناتون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔
اے عم جو قاصد آپ نے مجھے بلانے کے لیے بھیجا تھا وہ اخناتون پہنچ ہی نہیں سکا میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا اور جو قاصد آپ نے میری طرف روانہ کیا تھا ۔ اس سے میری ملاقات اخناتون اور تھبیس شہروں کے درمیان ہوئی وہ میرے ساتھ ہی یہاں لوٹ آیا ہے ۔ اور میں آتے ہی کسی سے نہیں ملا سیدھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میں تو خود دو کاموں کے سلسلے میں آپ سے ملنے کے لیے نیے شہر اخناتون سے روانہ ہوا تھا ۔ راستے میں پتا چلا کہ آپ نے بھی کسی اہم کام کے سلسلے میں مجھے طلب کیا ہے ۔
مخیدون کے اس انکشاف پر فرعون اخناتون نے تھوڑی دیر تک اچنبھے پن سے مخیدون کی طرف دیکھا پھر اس کمرے میں اخناتون کی آواز سنائی دی ۔
مخیدون میرے بیٹے پہلے تم وہ دو کام کہو جن کی وجہ سے تم مجھ سے ملنے کے لیے اخناتون شہر سے روانہ ہوئے تھے ۔ اس کے بعد جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں کہوں گا جواب میں مخیدون نے بڑی ارادتمندی اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔
اے عم کیا ایسا بہتر نہ ہو گا کہ جس کام کے لیے آپ نے مجھے قاصد بھیج کر طلب کیا ہے آپ پہلے اس پر روشنی ڈالیں اس کے بعد جن دو امور کی بناء پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میں وہ کہوں گا ۔
مخیدون کے ان الفاظ پر لمحہ بھر کے لیے اخناتون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے شفقت سے بھرپور آواز میں کہنا شروع کیا ۔
مخیدون میرے بیٹے نہیں میں چاہتا ہوں جن دو امور کے لیے تم میرے قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی روانہ ہوئے تھے ۔ وہ کہو اسکے بعد جو کام میں تم سے لینا چاہتا ہوں وہ میں کہوں گا ۔
اخناتون کے اس حکم پر مخیدون تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر وہ بول اٹھا ۔
عم جن دو امور کی وجہ سے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا ۔ ان میں پہلا کام یہ ہے کہ نئے شہر اخناتون کی تعمیر اور اس کی آرائش کا کام اب بالکل مکمل ہو چکا ہے ۔ لہذا آپ اپنے دارالسلطنت کو تھبیس سے اخناتون منتقل کر سکتے ہیں ۔

دوسرا کام جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ کہ حتی روز بروز اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر رہے ہیں یہ نیا تعمیر ہونے والا شہر چونکہ تھبیس سے شمال میں ہے لہذا شمال کی خبریں تجارتی کاروانوں کے ذریعے مجھ تک بھی پہنچتی رہی ہیں سنا ہے ہمارے قاصدوں کے پیغام کی پرواہ کئے بغیر حتیوں نے میتانیوں پر حملہ کیا اور انہیں نہ صرف یہ کہ شمالی شام حتیوں کو دینے پر مجبور کیا بلکہ حتیوں نے اپنی شرائط پر ان سے صلح کی اور اب یہ بھی سنا گیا ہے کہ حتی ارض شام کے اندر مصر کی شمالی حدود کی طرف اپنے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ اور یہ کام حتیوں کے بادشاہ شو بیلولیوما کا بیٹا شبل لیوماش سرانجام دے رہا ہے۔

اے عم ان خبروں کی وجہ سے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر ہم نے بروقت حتیوں کے سامنے دفاع کا بند نہ باندھا اگر میں نے بروقت حتیوں کی اس یلغار کو نہ روکا تو یاد رکھیے میتانیوں کو اپنے سامنے جھکانے کے بعد ان کے جو حوصلے بلند ہوئے ہیں ان بلند حوصلوں کو وہ مصر کے خلاف بھی آزمائیں گے اور مصر کی سلطنت کو وہ ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔

میں آپ سے مزید یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ مجھے ایک لشکر مہیا کریں اس لشکر کو لے کر میں خود شمال کا رخ کرتا ہوں یہ خبریں بھی سنی گئی ہیں کہ حتیوں کے بادشاہ شو بیلولیوما کا بیٹا شبل لیوماش ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ارض شام میں مصریوں کے شہر جبلہ کے آس پاس مستقل لشکر گاہیں تعمیر کرنے کے ساتھ ساتھ جبلہ پر قبضہ کرنے کی کوشش میں بھی مصروف ہیں اے عم اگر حتیوں پر بروقت حملہ کر کے انہیں ہم نے ارض شام کے جنوبی حصوں میں شکست نہ دی اور انہیں پسپائی پر مجبور نہ کیا تو یاد رکھیے ایک روز ایسا آئے گا کہ حتیوں کی ترک تازی ان کی یلغار اور ان کے حملے صحرائے سینا کے اس پار مصر کے ڈیلٹا تک بھی پہنچنے لگیں گے۔

اگر آپ مجھے مناسب لشکر مہیا کریں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں حتیوں کے بادشاہ شو بیلولیوما کے بیٹے شبل لیوماش پر ایسی ضرب لگاؤں گا کہ حتی دوبارہ ہماری سلطنت کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔ اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ اپنے لشکر کے ساتھ میں چند ماہ تک ارض شام کے

جنوبی حصوں میں قیام کروں گا تاکہ حتی پھر تمہارے خلاف کوئی انتقامی کاروائی کرنا چاہیں تو ان سے مناسب وقت اور مناسب طریقے سے نمٹا جائے۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون رکا دم لیا اسکے بعد دوبارہ اس نے اختاتون کی طرف دیکھا۔

اے عم یہی وہ دو امور تھے جن کی وجہ سے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا ان امور سے متعلق میں عدنیہ کے علاوہ اس کے محافظ یرمیحا سے بھی صلاح و مشورہ کر کے آرہا ہوں اے عم یرمیحا ایک ایسا نوجوان ہے جس پر صرف امن ہی میں نہیں جنگ میں بھی مکمل بھروسہ اور اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اب آپ کہیے آپ نے کس سلسلے میں قاصد بھیج کر مجھے اختاتون سے تمہیں طلب کیا تھا۔

مخیدون کے اس استفسار پر ہلکے سے تبسم میں تھوڑی دیر تک فرعون اختاتون کچھ سوچتا رہا پھر مخیدون کو اس نے مخاطب کیا۔

مخیدون جن دو امور کے لیے تم میرے قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی اختاتون سے روانہ ہو چکے تھے تمہارے ان دو امور نے میرا کام کافی آسان کر دیا ہے۔ دیکھ میرے بیٹے جو خبریں میں تمہیں دینا چاہتا تھا ان سے تم پہلے ہی واقف ہو چکے ہو میں نے تمہیں حتیوں سے نمٹنے کے لیے ہی بلا رہا تھا۔ میرے بیٹے میرے بچے حتیوں کے بادشاہ شو بیلولیوما نے میتانیوں کے بادشاہ توشرت کو بدترین شکست دی ہے اور حتیوں نے میتانیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا ہے جسکے تحت میتانیوں کو ارض شام کا شمالی حصہ حتیوں کے حوالے کرنا پڑا ہے ساتھ ہی شو بیلولیوما نے بڑی عیاری سے کام لیتے ہوئے اپنی بیٹی میکایا کی شادی توشرت کے بیٹے متی وازا سے کر دی ہے۔ اس طرح شو بیلولیوما اپنے لیے فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ایک تو اس نے میتانیوں کو شکست دے کر پہلے ہی ارض شام کے شمالی حصوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہے دوسرے اس نے اپنی بیٹی کی شادی توشرت کے بیٹے سے کر کے ایک طرح سے پوری میتانی سلطنت کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔

میرے مخبروں نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ شروع میں شو بیلولیوما تین شرائط پر میتانیوں سے صلح کرنا چاہتا تھا اول یہ کہ ارض شام کا شمالی حصہ حتیوں کے حوالے

کیا جائے دوئم یہ کہ حتیوں کی شہزادی میکایا کو متی وازا سے بیاہ دیا جائے اور تیسری شرط وہ یہ کہ رکھنا چاہتا تھا کہ توشرت بیتانی سلطنت کے تاج و تخت سے دستبردار ہو کر اپنے بیٹے متی وازا کو حکمران اور بادشاہ بنا دے۔

لیکن نہ جانے کن وجوہات کی بناء پر بیتانیوں کے خلاف فتح حاصل کرنے کے بعد اپنی تیسری شرط کو شو بیلولیوما نے وقتی طور پر فراموش کر دیا اس نے صرف ارض شام کے شمالی علاقوں کے اور اپنی بیٹی میکایا کو متی وازا کے ساتھ بیاہنے پر ہی اتفاق کیا۔

لیکن اب میرے مخبروں نے یہ اطلاع دی ہے کہ تیسری شرط جو جنگ کے فیصلے کے وقت شو بیلولیوما نے التوا میں ڈال دی تھی اس پر اس نے عمل درآمد کرا لیا ہے اس نے اپنے قاصد توشرت کے پاس روانہ کئے اور اُسے مشورہ دیا کہ وہ چونکہ بوڑھا ہو چکا ہے لہذا تاج و تخت اپنے جوان سال بیٹے متی وازا کے حوالے کر دے توشرت چونکہ شو بیلولیوما سے خوفزدہ ہے اسے ڈر ہے کہ شو بیلولیوما پھر کہیں اس پر حملہ آور نہ ہو جائے لہذا تخت اور تاج سے دستبردار ہونے کے بعد اس نے اپنے بیٹے متی وازا کو بیتانی سلطنت کا بادشاہ بنا دیا ہے۔

مخیدون میرے بیٹے تم جانتے ہو شو بیلولیوما نے فتح حاصل کرنے کے بعد اپنی بیٹی کو متی وازا سے بیاہ دیا تھا کہتے ہیں حتی شہزادی میکایا بیتانی شہزادے کو پوریطرح اپنے قابو میں رکھے ہوئے ہے۔ اور جو میکایا کہتی ہے متی وازا اسی طرح کرتا ہے ہے اس طرح گویا اپنی بیٹی کو متی وازا سے بیاہنے کے بعد شو بیلولیوما نے بیتانی سلطنت کو بھی اپنی گرفت اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد فرعون تھوڑی دیر کے یے رکا اور اسکے بعد پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

مخیدون میرے بیٹے یہاں تک تو حالات قابل برداشت ہیں گو ہمیں حتیوں کے مقابلے میں بیتانیوں کی مدد کرنی چاہیے تھی اس لیے کہ بیتانی سلطنت نہ صرف ہماری حلیف ہے بلکہ ان کے ساتھ ہماری رشتہ داری بھی ہے لیکن میں آمون اور راع دیوتا کے تنازعے میں کچھ ایسا مصروف رہا کہ میں حتیوں کی یلغار کی طرف دھیان نہ دے سکا حالانکہ دو سال پہلے توشرت کے کچھ قاصد میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے حتیوں کے

خلاف نالش پیش کی تھی ۔ جبکہ جواب میں میں نے اپنے قاصد حتیوں اور میتانیوں دونوں کی طرف روانہ کئے تھے ۔ ان قاصدوں کو شو بیلولیوما نے یقین دلایا تھا کہ وہ میتانیوں کے خلاف کوئی جنگی کاروائی نہیں کرے گا یہی پیغام میتانیوں کو میرے قاصدوں نے دے دیا جس پر میتانی بالکل مطمئن ہو گئے ۔

لیکن شو بیلولیوما نے بڑی بلد کی بڑی عیاری سے کام لیا اندر ہی اندر وہ جنگی تیاریوں میں مصروف رہا اور جب اس نے دیکھا کہ میری توجہ نئے تعمیر ہونے والے شہر اختاتون کے علاوہ راع دیوتا کے لیے کام کرنے میں مصروف ہے تب اس نے فائدہ اٹھایا وہ میتانیوں پر چڑھ دوڑا اور اپنے لیے فوائد حاصل کر لیے اب یہ بھی خبریں آ رہی ہیں کہ حتی اپنے بادشاہ شو بیلولیوما کے بیٹے شبل لیوماش کی سرکردگی میں ہمارے شمالی سرحدی شہر جبلہ کے آس پاس منڈلا رہے ہیں مخیدون میرے بیٹے میں کسی بھی صورت پسند نہیں کروں گا کہ جس طرح میتانیوں پر حملہ آور ہو کر حتیوں نے اپنے لیے فوائد حاصل کئے ہیں اسی طرح وہ ہماری شمالی سرحدوں پر بھی حملہ آور ہو کر اپنے لیے فوائد حاصل کر لیں میں چاہتا ہوں تم ایک لشکر لے کر جبلہ کی طرف کوچ کرو اور اگر جبلہ کے آس پاس حتی شہزادہ شبل لیوماش اپنے لشکر کے ساتھ موجود ہے تو اس پر ایسی ضرب لگاؤ کہ بھاگنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ کار نہ رہے ۔

مخیدون میرے بیٹے میرے بچے تمہاری آمد سے تھوڑی دیر پہلے میں اسی موضوع پر اپنی ماں طائی سے گفتگو کر رہا تھا ۔ طائی کے ساتھ گفتگو کا جو نتیجہ نکلا وہ یہ تھا کہ تمہیں ایک بہت بڑا لشکر دے کر جبلہ کی طرف روانہ کیا جائے تاکہ حتیوں کی روک مقام کر سکو میرا داماد سمنخار تمہارے لشکر میں شامل ہو گا اور تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا ۔

فرعون اختاتون جب خاموش ہوا تب مخیدون فوراً بول پڑا اے عم آپ جانتے ہیں میرے اور سمنخار کے خیالات میں زمین آسمان کا فرق ہے میرے اس کے مزاج طبیعت اور فطرت میں بھی بہت بڑا تضاد ہے لہذا اگر اسے میرے نائب کی حیثیت سے لشکر میں شامل کی جاتا ہے تو میرے اور اس کے درمیان ایک طرح کی یکجہتی نہ رہے گی اس طرح میں جس طریقے سے دشمن پر ضرب لگانا چاہتا ہوں اس میں کامیاب نہ ہو

سکوں گا اگر یہ آپ کا حکم ہے کہ ہر صورت میں سمخار کو نائب کی حیثیت سے لشکر میں شامل کیا جائے تو میں کوئی اعتراض نہیں کھڑا کروں گا چپ چاپ اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا لیکن اگر آپ میری طرف سے بہتر کارکردگی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ جبلہ کے نواح حتیوں کو سے بڑی آسان کے ساتھ مار بھگایا جائے تب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ سمخار کے بجائے آپ اپنے داماد ٹوٹمخان کو میرے ساتھ روانہ کریں وہی میرے نائب کی حیثیت سے کام کرے ٹوٹمخان کی طبیعت فطرت مزاج اور خیالات میرے ساتھ ملتے جلتے ہیں اور اس کے ساتھ میں بہتر طور پر اپنی اس کاروائی کو کامیاب کر سکوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون تھوڑی دیر کے لیے رکا کچھ سوچا۔ اس کے بعد پھر اس نے اسی موضوع پر گفتگو کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

اے عم اس کے علاوہ اس مہم کو کامیاب سے کامیاب تر کرنے کے لیے میری ایک تجویز بھی ہے مجھے امید ہے آپ میری اس تجویز کو مان لیں گے اس طرح میں پہلے کی نسبت زیادہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکوں گا۔

عم محترم آپ جانتے ہیں میری بہن عدسنیہ سپہ گردی میں اپنا جواب نہیں رکھتی اسے آپ اپنی بیٹی ہی نہیں بیٹا خیال کرتے ہیں اس کے ساتھ یرمیحا نام کا جو اس کا محافظ ہے وہ تیغ زنی شمشیر بازی اور فنون سپہ کے دوسرے فنون میں یکتا و منفرد ہے میں ان دونوں کی اس تجربہ کاری۔ ممارست سے فائدہ اٹھنا چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں جو لشکر آپ میرے ساتھ روانہ کر رہے ہیں اس میں مجھے عدسنیہ اور یرمیحا کو بھی شامل کرنے کی اجازت دیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یرمیحا صرف میری بہن عدسنیہ کے محافظ کا کردار ہی نہیں ادا کر سکتا بلکہ اگر ہم اسے جنگوں میں آزمائیں تو وہ ایک سالار کی حیثیت سے اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن پر ہماری خواہشوں اور ہماری امیدوں کے مطابق ضرب بھی لگا سکتا ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ عدسنیہ اور یرمیحا کو بھی میں لشکر میں شامل کر لوں تو پھر میں سمجھوں گا یہ میری خوش قسمتی ہی نہیں بلکہ ان سب کے ساتھ مل کر میں حتیوں کی جھولی میں بدبختیاں بھر دوں گا۔

جو لشکر آپ میرے ساتھ روانہ کرنا چاہیے ہیں۔ اسے میں لے کر کل ہی یہاں

سے روانہ ہو جاؤں گا اخناتون شہر میں رکوں گا وہاں سے اگر آپ نے اجازت دے دی تو عدینہ اور یرمیحا کو اپنے ساتھ لوں گا اس کے بعد میں بڑی تیزی اور برق رفتاری سے جبلہ شہر کا رخ کروں گا۔ اور میرے وہاں پہنچنے کے چند ہی دن بعد آپ سنیں گے کہ میں نے حتیوں کے بادشاہ شوبیلیوما کے بیٹے شبل لیوماش پر وہ ضرب لگائی ہے جسے حتی برسوں تک فراموش نہ کر سکیں گے۔

محیدون جب اپنی گفتگو ختم کر کے خاموش ہو گیا تب تھوڑی دیر تک چپ رہتے ہوئے فرعون اخناتون کچھ سوچتا رہا پھر وہ کسی نتیجے پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اس کے بعد کمرے میں اس کی آواز سنائی دی تھی۔

محیدون میرے بیٹے جن دو امور کا تم نے اظہار کیا ہے پہلے میں ان کی طرف آتا ہوں۔ جہاں تک اخناتون شہر کی تکمیل کا معاملہ ہے تو سنو تمہارے شمال کی طرف کوچ کرنے کے بعد میں اپنا دارالحکومت تھبیس سے اخناتون کی طرف منتقل کر لوں گا میں تمہارا ہی نہیں اپنی بیٹی عدینہ کا بھی شکر گزار ہوں کہ تم دونوں نے دن رات محنت کر کے بنی اسرائیل کے لوگوں سے خوب کام لیا اور مقررہ مدت میں اخناتون شہر کی تکمیل کر دی۔

تمہارا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ جو لشکر تمہارے ساتھ جبلہ کی طرف روانہ ہونا ہے اس میں سمنخار کے بجائے توتخمان کو شامل کیا جائے میں تمہاری اس تجویز کو قبول کرتا ہوں اور سمنخار کی جگہ توتخمان کو تمہارے لشکر میں شامل کرتا ہوں ابھی تھوڑی دیر تک میں توتخمان کے لیے حکم جاری کرتا ہوں کہ وہ کل تمہارے ساتھ کوچ کرنے کے لیے تیار رہے میرے خیال میں زربال بھی اسکے ساتھ جانا پسند کرے گی۔ اگر ایسا ہے تو زربال کو بھی اس کے ساتھ جانے کی اجازت دے دوں گا۔

گو میری ماں طائی چاہتی تھی کہ توتخمان کے بجائے سمنخار کو تمہارے ساتھ روانہ کیا جائے لیکن بعد میں اپنی ماں کو سمجھا دوں گا لہذا دوسرا مطالبہ بھی تسلیم کرتے ہوئے میں سمنخار کی جگہ توتخمان کو تمہارا نائب مقرر کرتا ہوں۔

تمہارا تیسرا مطالبہ یہ ہے کہ تمہیں لشکر میں عدینہ اور یرمیحا کو بھی رکھنے کی اجازت دی جائے اس میں شک نہیں عدینہ میری بیٹی نہیں بیٹیا بھی ہے اور اسے سپہ

گری کی بہترین تربیت ملی ہے میرے خیال میں وہ جنگوں میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ بھی کر سکے گی لہذا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم عدینیہ اور یریمیحا دونوں کو اپنے لشکر میں شامل کرو اور ان سے بہتر انداز میں کام لو میرے خیال میں حتیوں کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ عدینیہ اور یریمیحا دونوں کے تجربات میں خوب اضافہ کرے گا۔ میرے بیٹے اسکے علاوہ مزید اگر کوئی تمہارا مطالبہ ہے تو کہو۔

فرعون اخناتون کے ان فیصلوں پر مخیدون کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پھر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

اے عم میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرے سارے مطالبات کو منظور کر لیا۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں اس لشکر کو دیکھ سکوں جسے کل میرے ساتھ روانہ ہونا ہے اس پر فرعون اخناتون نے ہاتھ کے اشارے سے مخیدون کو رکنے کے لیے کہا ساتھ ہی اس نے اپنے چوبدار کو بلایا۔

چوبدار جب اندر آیا تو فرعون اخناتون نے اسے مخاطب کیا۔

تم کل میرے ساتھ گئے تھے اور تم اس لشکر کے محل وقع سے آگاہ ہو جسے حتیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مخیدون کی کمانداری میں روانہ ہونا ہے مخیدون کو مستقر میں لے جاؤ اور اس کے حوالے وہ لشکر کرو جس نے شمال کی طرف کوچ کرنا ہے ساتھ ہی ٹوٹخمان اور زربال کو بھی میرا یہ پیغام بھجوا دو کہ وہ کل مخیدون کے ساتھ شمال کی طرف کوچ کریں گے۔ ٹوٹخمان کی حیثیت لشکر میں مخیدون کے نائب کی ہو گی۔ اب تم مخیدن کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔

چوبدار آگے بڑھا پہلے اس نے فرعون اخناتون کو تعظیم دی پھر مخیدن کو تعظیم دیتا ہوا وہ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔ اگلے روز مخیدون ٹوٹخمان اور زربال ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر تھبیس شہر سے شمال کی سمت دریائے نیل کے کنارے نئے تعمیر ہونے والے شہر اخناتون کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○○○

کائنات کی ہر شے جبلی طور پر اپنے خداوند کے حضور سجود والہانہ رکوع بے قیام سے فارغ ہو چکی تھی۔ مشرق کی طرف سے وقت کی قامت میں سورج دہکتی حکمت کی طرح

طلوع ہوا تھا زمین سے آسمان تک روشنی پھیل گئی تھی ۔ دھوپ سائے ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے کے لیے مسکرا اُٹھے تھے ۔ زمین کے سینے کے غار روشنی کے سیلاب جمال سے روشن ہو گئے تھے کائنات کی ہر شئے سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی لمس کی لذت ۔ دہکتے ہوئے نغموں اور چشم مسرت کی طرح بیدار ہو گئی تھی ۔ سورج کی کرنوں کے باعث نیا تعمیر ہونے والا شہر اختاتون بے رنگ و بو پانیوں میں سفید نور کے پیالے کی طرح دمک اٹھا تھا شہر کے وسط میں آمون دیوتا کے تعمیر ہونے والے مندر کے کلس اس طرح چمک اٹھے تھے جیسے جھیل کے پانی سے چاندنی بغلگیر ہوتی ہے

ایسے میں مخیدون ٹوٹمان اور فرعون کی بیٹی اور ٹوٹمان کی بیوی زربال اپنے لشکر کو لے کر مصر کے مرکزی شہر تھبیس کے شمال میں نئے تعمیر ہونے والے شہر اختاتون پہنچے ۔

شہر کی ایک سمت مخیدون نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا خود وہ ٹوٹمان اور زربال کو لے کر عدینہ کے خیمے کی طرف بڑھا تھا ۔ راستے میں مخیدون کو شاید اچانک کچھ یاد آ گیا اور عدینہ کی بہن زربال کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

زربال میری عزیز بہن مجھے تم پر ایک انکشاف کرنا یاد نہیں رہا یہ بات میں تمہاری ماں سے کہہ چکا ہوں پر مجھے افسوس ہے کہ مجھے تم پر یہ انکشاف کرنے کا موقع نہ ملا ۔ اب جبکہ ہم اپنی بہن عدینہ کے خیمے کی طرف جا رہے ہیں تو میں تم پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ عدینہ ایک بچے کی ماں بننے والی ہے ۔

مخیدون کے اس انکشاف پر زربال کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی وہ چہک اٹھی اور بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی ۔

مخیدون میرے بھائی تم بڑے ظالم ہو کاش یہ خوشخبری تم نے مجھے تھبیس سے روانگی کے وقت دی ہوتی تو میرا یہ سفر انتہائی خوشگوار اور خوشیوں سے بھرپور ہو کر گزرتا لیکن خیال میرے بھائی میں تمہاری شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے مجھے عدینہ سے ملاقات سے پہلے یہ خوشخبری سنائی ۔

زربال کی اس ساری گفتگو کے جواب میں مخیدون کچھ نہ کہہ سکا اس لیے کہ وہ

عدنیہ کے خیمے کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے دیکھا خیمے سے باہر عدنیہ یرمیحا اور نیمیا تینوں کھڑے تھے پھر ایک دم عدنیہ بھاگ کر آگے بڑھی اپنی بہن زربال سے بغلگیر ہو گئی تھی۔ دونوں بہنیں کچھ دیر ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہوئے بے پناہ محبت اور چاہت کا اظہار کرتی رہیں اتنی دیر تک یرمیحا نے آگے بڑھ کر مخیدون اور ٹوٹخمان سے مصافحہ کیا عدنیہ سے علیحدہ ہونے کے بعد زربال نے آگے بڑھ کر نیمیا کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا۔ پھر خیمے میں داخل ہوئے اور وسطی حصے میں جو نشستیں لگی ہوئی تھیں وہاں بیٹھ گئے تھے۔

نشستوں پر بیٹھنے کے بعد مخیدون گفتگو کا آغاز کرنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی عدنیہ بول پڑی۔ مخیدون میرے بھائی جس کام کے لیے تم گئے تھے۔ اس کا کیا کر کے آئے ہو میں دیکھتی ہوں تم اپنے ساتھ ایک لشکر بھی لے کر آئے ہو میرا بھائی ٹوٹخمان میری بہن زربال بھی تمہارے ساتھ ہیں اور ان سارے عوامل سے میں یہ اندازہ لگانے میں حق بجانب ہوں کہ جس کام کے لیے تم گئے تھے۔ اس میں کامیاب رہے ہو عدنیہ کے استفسار پر تھوڑی دیر کے لیے مخیدون مسکراتا رہا پھر وہ بول پڑا۔

عدنیہ میری بہن تیرے سارے اندازے درست ہیں جس وقت میں تم دونوں کے پاس سے روانہ ہو کر تھبیس شہر کی طرف گیا تھا تو راستے میں مجھے اپنے چچا اختاتون کا ایک قاصد بھی ملا وہ قاصد مجھے بلانے ہی آ رہا تھا لہذا میں اس قاصد کو لے کر تھبیس پہنچا اور اپنے چچا اختاتون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے بعد مخیدون نے سارے حالات تفصیل سے سنا ڈالے۔

مخیدون کے ان انکشافات پر عدنیہ کی خوشیوں اور اطمینان کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ عجیب سی چاہت محبت اور مرافقت میں تھوڑی دیر تک اپنے پہلو میں بیٹھے یرمیحا کی طرف دیکھتی رہی کچھ کہنا ہی چاہتی تھی۔ کہ مخیدن پھر بول پڑا۔

عدنیہ میری بہن جو لشکر میں تھبیس سے لے کر آیا ہوں اسے میں نے پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا ہے اب میں تم یرمیحا ٹوٹخمان زربال کل یہاں سے لشکر کو لے کر روانہ ہوں گے نیمیا اور بڑا پجاری زرمون بھی ہمارے ہمراہ ہوں گے۔ جس لشکر گاہ میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہ ویسی کی ویسی رہے گی اور شہر کی حفاظت کرتی رہے گی۔ بنی

اسرائیل کے لوگ بھی اس وقت تک یہاں قیام کئے رکھیں گے جب تک دارلسلطنت تھبیس سے اخناتون شہر میں تبدیل نہیں ہو جاتا ۔ اور یہ تبدیلی ہماری روانگی کے جلد بعد ہی شروع ہو جائے گی ۔ میرے خیال میں جنگوں سے فارغ ہونے کے بعد ہمیں تھبیس نہیں بلکہ اخناتون کا رخ کرنا ہو گا ۔

عدنیہ میری بہن میں تمہاری ماں نافریط کو بھی بتا چکا ہوں کہ عدنیہ کے ہاں بچہ کی پیدائش متوقع ہے ۔ اس خبر پر تمہاری ماں کتنی خوش تھی اس کا اظہار کرنے کے لیے یوں جانو میرے پاس الفاظ نہیں ہیں ۔ اس موقع پر کہتے کہتے مخیدون کو رک جانا پڑا اس لیے کہ زربال اپنی جگہ سے اٹھی پھر عدنیہ کو لپٹا کر وہ اسکا منہ پیشانی گال ہونٹ گردن تک چومنے لگی تھی ۔ پھر وہ علیحدہ ہوئی اور عدنیہ کو جو حیرت زدہ سی دکھائی دے رہی تھی ۔ کہنے لگی ۔

عدنیہ میری عزیز بہن میں بھول گئی تھی جب میں تھبیس سے روانہ ہوئی تھی تو میری ماں نے کہا تھا عدنیہ کو میری طرف سے جی بھر کے پیار کرنا ۔ اب تمہیں جو میں نے چوما ہے تو یہ یوں جانو میں نہیں بلکہ ہماری ماں نے تمہیں پیار کرنے کی خاطر چوما ہے اس پر عدنیہ کے چہرے پر پہلے کی نسبت زیادہ خوشکن تاثرات بکھر گئے تھے ۔

خیمے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد عدنیہ کی بڑی بہن زربال بول پڑی ۔ اس نے مخیدن کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا تھا ۔

مخیدون میرے بھائی جو لائحہ عمل تم نے تیار کیا ہے اس میں تمہیں بے شک خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے اس پر میں تمہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں پر دیکھ میرے عزیز بھائی جب ہم لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کریں گے تو جس مہم کے لیے ہم روانہ ہو رہے ہیں ۔ اس پر مہینوں تو نہیں لگ جائیں گے ظاہر ہے اس مہم سے فارغ ہو کر ہمیں واپس آنا ہو گا میرے بھائی اس سلسلے میں میرے سامنے دو سوال ہیں جو میرے ذہن میں پیچیدگی میرے دل میں تفکرات پیدا کرتے ہیں پہلا یہ ۔

اگر اس مہم کے دوران عدنیہ کے ہاں بچہ کی ولادت نہ ہوئی اور ہمیں واپس آنا پڑا تو پھر کیا ہو گا ۔ دوئم یہ کہ فی الوقت تو ہم نیمیا اور بڑے پجاری زرمون کو اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں مہم سے فارغ ہونے کے بعد جب ہم لوٹیں گے تو ان کی

حفاظت کا کیا ٹھکانہ ہو گا۔

زربال کے ان دو سوالوں پر تھوڑی دیر کے لیے مخیدون کچھ سوچتا رہا پھر زربال کی طرف دیکھا۔

زربال میری بہن تمہارے ان دونوں سوالوں کا میرے پاس بڑا معقول جواب ہے پہلے میں تمہارے دوسرے سوال کا جواب دوں گا اس کے بعد تمہارے پہلے سوال کی طرف آؤں گا۔

میری بہن جہاں تک نیمیا اور بڑے پجاری زرمون کا تعلق ہے تو یہ فی الوقت ہمارے ساتھ لشکر میں روانہ ہوں گے۔

ان کے لیے جبلہ شہر میں ایک رہائش خریدی جائے گی دونوں باپ بیٹی اس وقت تک جبلہ شہر ہی میں قیام کریں گے جب تک یہاں مصر میں حالات ان کے حق میں نہیں ہو جاتے۔

میری عزیز بہن یہ تو تمہارے دوسرے سوال کا جواب ہے اب پہلے سوال کی طرف آؤ تم نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر عدسیہ کے ہاں بچہ کی پیدائش سے پہلے ہی ہماری مہم اپنے اختتام کو پہنچ گئی اور ہم واپس آئے تو پھر کیا بنے گا۔ سنو اگر مہم اس پیدائش سے پہلے ہی ختم ہو گئی تو میں اپنے لشکر کے ساتھ وہاں قیام کیے رکھوں گا اور اپنے چچا اختاتون کو یہ پیغام بھجوا دوں گا کہ حتی جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں کسی بھی وقت وہ لشکر لے کر چڑھ دوڑ سکتے ہیں۔ لہذا احتیاطاً میں کچھ عرصہ تک سلطنت کی شمالی سرحدوں پر اپنے لشکر کے ساتھ قیام کروں گا اور یہ قیام اس وقت تک ہو گا جب تک عدسیہ کے یہاں بچہ کی پیدائش نہیں ہوتی۔

یہاں ایک مزید احتیاط یہ کی جائے گی کہ آج کے بعد کسی کو بھی خواہ وہ کتنا ہی عزیز اور قریبی کیوں نہ ہو۔ اسے عدسیہ کے خیمے کے آس پاس نہیں آنے دیا جائے گا عدسیہ یہ احتیاط کرے گی کہ دن کے وقت اپنے خیمے سے نہیں نکلا کرے گی رات کے وقت یہ جہاں چاہے گھوم پھر سکے گی۔ اس سلسلے میں زربال میری بہن تم اور نیمیا دونوں عدسیہ کی حفاظت کرو گی۔

جب عدسیہ کے ہاں بچہ کی پیدائش ہو جائے گی اور ہم اختاتون شہر کی طرف

واپسی کا کوچ کریں گے تو بچہ کو ساتھ لے کر نہیں آئیں گے بچہ کو نیمیا کے پاس چھوڑ آئیں گے یہ ماں کی طرح اسکی حفاظت اسکی پرورش کرتی رہے گی میرے خیال میں تم دونوں بہنیں میری اس تجویز سے اتفاق کرو گی ۔یرمیحا بھی شاید میرے ان خیالات سے متفق ہو اگر تمہیں کوئی اختلاف رائے ہو تو کہو ۔

مخیدون کے اس استفسار پر بڑے پیارے انداز میں عدینہ اپنا چہرہ یرمیحا کے کان کے قریب لے گئی تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی آپسمیں کھسر پھسر اور راز داری سے بات کرتے رہے پھر شاید وہ سکی نتیجے پر پہنچ گئے تھے ۔ اسکے بعد عدینہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور مخیدون کو مخاطب کیا ۔

مخیدون کے اس استفسار پر بڑے پیارے انداز میں عدینہ اپنا چہرہ یرمیحا کے کان کے قریب لے گئی تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی آپس میں کھسر پھسر اور راز داری سے بات کرتے رہے پھر شاید وہ کسی نتیجے پر پہنچ گئے تھے ۔اس کے بعد عدینہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور مخیدون کو مخاطب کیا ۔

مخیدون میرے بھائی میں اور یرمیحا دونوں میاں بیوی تمہاری اس تجویز سے متفق ہیں جہاں تک نیمیا کا تعلق ہے یہ مجھے بہنوں کی طرح عزیز ہے اس پر کسی قسم کا شک شبہ نہیں کیا جا سکتا اور میں اس سے توقع رکھتی تھی ۔کہ یہ میرے بچے کو اپنا بچہ جان کر اس کی پرورش کرے گی اس موقع پر نیمیا شدت جذبات میں روہانسی سی آواز میں بول پڑی ۔

عدینہ ہم لوگوں پر تمہارے وہ احسانات ہیں جن کا بوجھ کبھی اتارا ہی نہیں جاسکتا ۔ قسم آمون دیوتا کی اگر یہ احسانات نہ بھی ہوتے تب بھی میں نیمیا تمہارے بچے کو اپنا بچہ جان کر اس کی پرورش کرتی بہرحال تم فکر مند نہ ہو تمہارا بچہ میری گود میں پرورش پائے گا اور ایسے ہی جیسے وہ تمہارا نہیں میرا اپنا بچہ ہو اس سلسلے میں عدینہ میری بہن میں تمہیں کسی قسم کی شکایت کسی قسم کے گلے کا موقع نہیں دوں گی نیمیا کی اس گفتگو سے عدینہ ایسی خوش ہوئی کہ اسکے قریب گئی پھر اسکی پیشانی اسکا چہرہ اس نے چوم لیا تھا ۔اس کے بعد دھیمی سی خوش کن آواز میں عدینہ بول پڑی ۔

نیمیا میری بہن قسم آمون کی مجھے تم سے ایسے ہی رد عمل ایسے ہی جواب کی توقع

تھی۔

خیمے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اسکے بعد زربال مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے پھر بول پڑی۔

مخیدون اس میں شک نہیں کہ جو دو سوال میں نے کھڑے کئے تھے۔ ان کا جواب دیتے ہوئے تم نے مجھے مطمئن کر دیا ہے لیکن اب میرے ذہن میں کچھ اور وسوسات بھی اٹھتے ہیں سنو تھبیس سے اختاتون کی روانگی کے وقت میں نے اپنی ماں نافریط سے طویل ملاقات کی تھی جن خدشات کا اظہار میں کرنے لگی ہوں وہ خدشات میری ماں نافریط نے بھی کئے تھے۔ لیکن وقتی طور پر میں نے اپنی ماں کو مطمئن کر دیا تھا تاکہ ہماری غیر موجودگی میں ہماری ماں متفکر اور پریشان نہ ہو۔ وہ خدشات یہ ہیں کہ اب جس مہم پر ہم روانہ ہو رہے ہیں اس مہم میں عدنیہ کے ہاں بچہ کی پیدائش ہو جائے گی اور یہ بچہ نیمیا کے ہاں پرورش کے لیے چھوڑ کر یمیحا کے ساتھ اختاتون شہر کی طرف آ جائے گی تو میرے عزیز بھائی معاملہ ایک بچے تک تو ختم نہیں ہو جائے گا دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے جب اختاتون میں زندگی بسر کریں گے تو جو آئندہ ان کے ہاں بچے ہوں گے ان کی حفاظت ان کی پوشیدگی کا کیا بندوبست ہو گا۔ دراصل میں اور میری ماں دونوں ہی عدنیہ کے سلسلے میں آنے والے حالات سے خوفزدہ ہیں مخیدون میرے بھائی تم جانتے ہو میری ماں ساری بہنوں میں عدنیہ کو سب سے زیادہ پسند کرتی ہے ماں ہی نہیں ہم پانچوں بہنیں بھی عدنیہ کو سب سے زیادہ پیار کرتی ہیں اسکی دو وجوہات ہیں۔

ایک تو یہ کہ عدنیہ سب سے چھوٹی ہے دوسری یہ کہ ہم بہنوں میں یہ سب سے زیادہ خوبصورت ہے بلکہ میں یوں کہوں کہ اسکی ایک تیسری وجہ بھی ہے وہ یہ کہ ہمارے ماں باپ نے عدنیہ کی پرورش صرف بیٹی کی حیثیت سے نہیں کیا بلکہ اس کی دیکھ بھال اس کی نگرانی اسکی پرورش کا سامان میرے باپ نے ایک بیٹے کی حیثیت سے کی ہے۔ ہم بہنوں کا کوئی بھائی نہیں۔ لہذا ہم پانچ بہنیں جہاں عدنیہ کو اپنی چھوٹی بہن سمجھتے ہیں وہاں اسے اپنا چھوٹا بھائی بھی خیال کرتے ہیں۔ اور اس سے بے پناہ محبت کی وجہ بھائی نہ ہونے کی وجہ سے عدنیہ کو بھائی ہی خیال کیا جاتا ہے اس بناء

ہم سب کی محبت اور چاہت کا مرکز ہے ۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ آنے والے دنوں میں عدنیہ اور یرمیحا دونوں کی حفاظت کا کیا بندوبست ہو گا ۔ میں یہاں کھل کر بتاتی چلی جاؤں کہ اگر ہمارے باپ کو یہ خبر ہوئی کہ عدنیہ کی شادی اس کے اسرائیلی محافظ یرمیحا سے ہو چکی ہے تو یاد رکھنا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا ۔ ہو سکتا ہے ہمارا باپ کچھ عرصہ کے لیے ناراض اور خفا ہو اور پھر اس طوفان کو فراموش کرتے ہوئے یرمیحا کے ساتھ سمجھوتا کر لے اور عدنیہ کے شوہر کی حیثیت سے اسے قبول کر لے ۔ پر یاد رکھنا نیل کی ناگن اس مسئلہ اس المیے پر طوفان کھڑا کر دے گی ۔ میں پہلے سے تمہیں متنبہ کرتی ہوں کہ اگر طائی نیل کی ناگن کو خبر ہو گئی کہ عدنیہ کو ایک اسرائیلی کے ساتھ بیاہ دیا گیا ہے تو یاد رکھنا طائی یرمیحا اور عدنیہ دونوں کے قتل سے نیچے تک کسی بھی فیصلے پر مطمئن نہ ہو گی ۔ اس لیے میں سمجھتی ہوں آنے والے دنوں میں یرمیحا اور عدنیہ کی حفاظت کا بہتر بلکہ بہترین انتظام کرنا ہو گا ۔

زربال جب خاموش ہوئی تب مخیدون بول پڑا ۔

زربال میری عزیز بہن ۔ تمہارے اندیشے تمہارے تفکرات اپنی جگہ درست ہیں ابھی ہمیں دور کے اندیشوں میں نہیں پڑنا چاہیے ۔ ابھی تو ہمیں اس وقت کو اپنے سر سے ٹالنا چاہیے جو ہم پر نازل ہو رہا ہے ۔ جس طرح پہلے مرحلے میں ہم یرمیحا اور عدنیہ کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اس طرح آنے والے دنوں میں بھی آمون دیوتا ہمیں اس کی توفیق دے گا اور ہم یرمیحا اور عدنیہ دونوں کی حفاظت کر سکیں گے ۔ زربال میری بہن اس سلسلے میں تم مطمئن رہو ۔ فی الوقت تم یہ معاملہ اپنے سامنے رکھو کہ کل ہم نے یہاں سے کوچ کرنا ہے اس کوچ کے بعد اور جبلہ میں قیام کے دوران ہی تم نے اور نیمیا نے عدنیہ کا بہترین خیال رکھنا ہے ۔ اور ہم اس وقت تک وہاں سے نہیں لوٹیں گے جب تک عدنیہ کے ہیں بچے کی پیدائش نہیں ہو جاتی ۔ اس کے بعد حالات کیا کروٹ لیتے ہیں ۔ اسی کروٹ کے مطابق ہم اپنے رد عمل کا اظہار کریں گے ۔ اس سلسلے میں بالکل مطمئن ہو جاؤ میں یقین دلاتا ہوں کہ میں مخیدون یرمیحا اور اپنی بہن عدنیہ کی حفاظت خوب کروں گا ۔

مخیدون کی اس گفتگو سے سارے مطمئن ہو گئے تھے ۔ پھر سب نے مل کر صبح کا

کھانا کھایا۔ اسکے بعد مخیدون ۔ یرمیحا اور ٹوتخمان لشکر کی طرف گئے ۔ لشکریوں کے قبا
اور ان کے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ دن بھر وہ کوچ کی تیاریاں کرتے رہے ۔ اگلے را
وہ اپنے لشکر کو لے کر اختاتون سے روانہ ہوئے اور دریائے نیل کے کنار
سفر کرتے ہوئے وہ قدیم شہر ممفس اور پرانے شہر عوارث سے ہوتے صحرائے س
کو ناپتے ہوئے شمال کے شہر جبلہ کا رخ کر رہے تھے ۔

یرمیحا ۔ مخیدون ۔ ٹوٹخمان اپنے لشکر کو لے کر جب مصری سلطنت کے شمالی شہر جبلہ کے قریب پہنچے تو حتیوں کے بادشاہ شبیلیولیوما کے بیٹے شبل لیوماش کو بھی ان کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی ۔ شبل لیوماش بڑا ہوشیار بڑا پرجوش نوجوان تھا ۔ اور اس نے مصری لشکر پر نگاہ رکھنے کے لیے چاروں طرف اپنے جاسوس پھیلا رکھے تھے ۔ دوسری جانب یرمیحا اور مخیدون نے بھی ایسا ہی سلسلہ قائم کیا ہوا تھا ۔ اوران دونوں کے جاسوس بھی حتیوں کی نقل و حرکت کے لمحے لمحے کی خبریں یرمیحا اور مخیدون تک پہنچا رہے تھے ۔

شبل لیوماش کو یہ بھی خبر ہو چکی تھی کہ اس کی سرکوبی کے یے آنے والا مصری لشکر اتنا بڑا نہیں بلکہ حتیوں سے کم ہے ۔ لہذا وہ مطمئن تھا اب تک اس نے جبلہ شہر کے نواح میں ایک طرح کی تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا تھا ۔ کافی شہروں اور بستیوں کو اس نے جی بھر کر لوٹا تھا ۔ اس نے اپنے شہر کے اندر ہتھیاروں کے علاوہ اناج کے ڈھیر اور انبار لگا دیئے تھے ۔ مصری سلطنت کے سرحدی شہروں پر چھاپے مارتے ہوئے شبل لیوماش اناج اکٹھا کر کے اپنے مرکزی شہر کی طرف روانہ کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا ۔

جس وقت شبل لیوماش کو خبر ہوئی کہ مصری لشکر اس کی سرکوبی کے لیے جبلہ شہر کے نواح میں پہنچ گیا ہے تو اس نے ایک جگہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اور

مصریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ جس جگہ اس نے اپنے لشکر کو استوار کیا تھا اس کے پیچھے ہی اس نے اپنا پڑاؤ قائم کر لیا تھا اور اس پڑاؤ کے اندر اناج کے علاوہ ضروریات زندگی کی دیگر اشیاء کے بھی ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ جو اس نے مصری سلطنت کے چھوٹے شہروں اور قصبوں سے حاصل کئے تھے۔

مخیدون۔ یرمیحا اور ٹوٹخمان جب اپنے لشکر کے ساتھ شبل یوماش کے لشکر کے سامنے آئے تو شبل یوماش نے اسی وقت جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے اپنے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجوا دیئے تھے۔ دراصل شبل یوماش مصریوں کی سفر کے تھکاوٹ سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مصری چونکہ لگاتار سفر کرتے ہوئے شمال کی طرف آئے ہیں۔ ان کے لشکری تھکے ہارے ہوں گے اگر وہ اس وقت جنگ کی ابتدا کر لے تو ان کی تھکاوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنی فتحمندی کو یقینی بنا سکتا ہے۔

دوسری جانب مخیدون اور یرمیحا نے بھی اپنے لشکر کو استوار کرنے میں دیر نہیں لگائی۔ جس قدر لشکر وہ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ اسے انہوں نے فی الفور تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ مخیدون کے پاس دوسرا حصہ یرمیحا اور تیسرا حصہ ٹوٹخمان کے پاس تھا۔ جس وقت حتیوں کے لشکر میں جنگ کے طبل بج رہے تھے۔ مخیدون یرمیحا اور ٹوٹخمان ایک جگہ جمع ہوئے پھر ایک طرف سے عدنیہ اور زربال دونوں بہنیں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتی ہوئی آئیں تھیں۔ اس موقع پر حسین و پرجمال عدنیہ نے اپنے شوہر یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں بھی جنگ میں باقاعدہ طور پر حصہ لوں گی۔ عدنیہ کے یہاں چونکہ بچے کی پیدائش متوقع تھی اس کے اس سوال پر یرمیحا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا۔ کہ اس سے پہلے ہی مخیدون بول پڑا۔

عدنیہ میری بہن میں نہیں جانتا تمہارے اس سوال کا جواب یرمیحا کیا دے گا۔ لیکن میں تمہارے بھائی کی حیثیت سے تم سے یہ کہوں گا کہ تم اس جنگ میں عملی طور پر حصہ مت لو۔ لشکر کے پیچھے جو ہم نے پڑاؤ قائم کیا ہے اس میں رہو تم دیکھو گی حتیوں کو ہم اپنے سامنے بے ضرر بھیڑوں کی طرح ہانک کر رکھ دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون نے سوالیہ سے انداز میں یرمیحا کی طرف دیکھا اس

موقع پر عدسیہ بھی برابر یریمحا کی طرف دیکھے جا رہی تھی ۔ پھر یریمحا بول پڑا اس نے عدسیہ کو مخاطب کیا تھا ۔

عدسیہ تو فکر مند مت ہو مخیدون کا کہنا ٹھیک ہے تیری حالت ایسی نہیں کہ تو جنگوں میں حصہ لے سکے لہذا تو زربال کو لے کر لشکر کے پیچھے پڑاؤ میں چلی جا ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ حتی ہمارے سامنے زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکیں گے ۔

عدسیہ جواب میں کسی ردعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتی تھی کہ خاموش ہو گئی اس لیے کہ حتیوں کے لشکر سے ایک سوار اپنے گھوڑے کو ایڑھ پر ایڑھ لگاتا سرپٹ دوڑاتا نکلا میدان کے وسط میں آیا اور مصریوں کی طرف منہ کرتے ہوئے اسن ے انفرادی مقابلے کے لیے للکارا تھا ۔

اس کے اس چیلنج اور پکار کے ردعمل کے طور پر یریمحا کا چہرہ غصے اور غضبنا کی میں سرخ ہو گیا تھا پھر اس نے اپنے سامنے مخیدون کی طرف دیکھا اور کہہ اٹھا ۔

مخیدون میرے بھائی یہ جو حتی انفرادی مقابلے کے لیے میدان میں اترا ہے ۔ میں اس سے نپٹنے کے لیے میدان میں اترتا ہوں میرے بھائی میری غیر موجودگی میں تو لشکر کی صفیں خوب استوار اور درست کر کے رکھنا تاکہ انفرادی مقابلے کے فوراً بعد اگر حتی حملہ آور ہوں تو ہم بہتر انداز میں جوابی کاروائی کر سکیں ۔

اس موقع پر مخیدون کے علاوہ عدسیہ بے چاری بھی پریشانی اور فکر مندی میں یریمحا کو کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اسی لمحہ یریمحا نے انگیخت کر دینے والی ایڑھ اپنے گھوڑے کو لگائی اور اسے سرپٹ دوڑاتا ہوا وہ میدان میں اتر گیا تھا ۔

میدان میں اترنے کے بعد یریمحا نے عجیب و غریب سا طریقہ اپنایا میدان کے وسطی حصے میں اس حتی کے پاس جانے کے بعد بڑی تیز رفتاری کے ساتھ یریمحا نے اس کے گرد چند چکر لگائے پھر وہ اس کے سامنے آیا اپنی ڈھال اپنی تلوار اس نے سامنے کی پھر حتی کو مخاطب کر کے وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی مقابلے کے لیے اترنے والے حتی نے مخاطب کر ڈالا ۔

مقابلے پہ اترنے والے اجنبی اس کے ہم دونوں اپنے اپنے کام کی ابتداء کریں پہلے اپنا نام کہہ اس کے بعد میں تجھ سے اپنا نام کہوں گا ۔ تاکہ ہم دونوں ایک دوسرے

سے شناسا ہوں اور یہ جان سکیں کہ کون کس کو زیر کرتا ہے کون کس کو موت کی نیند سلاتا ہے۔

حتی کے اس سوال پر یرمیحا نے اپنے سامنے تلوار لہرائی پھر کہنے لگا دیکھ حتی ناموں میں کیا رکھا ہے آ ایک دوسرے سے ٹکرائیں تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو میرے ہاتھوں گمنامی اور ذلت کی موت مارا جائے اور کسی کو خبر نہ ہو کہ کون میدان میں فتح مند کون مغلوب رہا۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے حتی انتہا درجہ کا سیخ پا ہو گیا تھا غضبناک کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہو گئے تھے۔ پھر اس کی کھولتی غضبناکی آواز سنائی دی۔

اگر تو گم نام ہی کی حیثیت سے دل کی آرزوؤں کا گلشن ویران دیکھنا چاہتے ہو اگر تم بے نام ہی اپنی زندگی کی قید و بند سے آزاد ہونا چاہتے ہو تو یونہی سہی پر میں تیرے ساتھ تعارف کے لیے اتنا ضرور کہوں گا کہ سن مصری میں وہ حتی ہوں جو دن کی خاموش فضاؤں میں اورآفتاب کی سنہری کرنوں میں اپنے مدمقابل پر موت کی گہری نیند اور رویا طاری کر دیتا ہوں سن میرے مقابلے پہ آنے والے مقابلے کے اس میدان میں تیری ذات کے قرب وبعد میں دکھ بھرے جذبات تیری طبع ناقص میں انگار قصے اور تیرے مدار عمل کو رات کے سیاہ گوشوں کی طرح موتکے اندھے کنوؤں میں بدلتا چلا جاؤں گا۔

سن رکھ کہ کامیابی اور کامرانی کے دیوتا دیویاں میرے مقدر میں فتح مندی تیری قسمت میں ناکامیاں لکھ چکے ہیں اور ـــــ

حتی اس سے آگے اور کچھ نہ کہہ پایا اس لیے کہ اسی دوران یرمیحا بول پڑا اور حتی کی بات کاٹتے ہوئے وہ قدرے بلند آواز میں کہا تھا۔

سن حتی تو اپنے طور پر جو چاہے لاف گزاف کرتا رہے پر مقابلہ شروع ہونے سے پہلے جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ بھی سن ۔ مقابلے کے دوران میرے خداوند نے چاہا تو میں تیری فساد کی سرنوشت میں اساس مرگ ۔ کرب مسلسل بھروں گا یہ وادیاں یہ ہوائیں وقت کی ہتھیلی کی لکیروں پر یقیناً تیرے حال پر ماتم کریں گی ان فضاؤں کی عظمتوں میں تیری سلگتی آوازوں کی چیخیں بلند ہوں گی زمین کی چھاتی پر تیرے خون کی لکیریں

پھیلیں گی سن حتی مقابلے کے اس میدان میں تیری قضا کی زنجیریں کھولوں گا اور تجھ پر روحوں کی سرگوشیوں زندگی کے اسرار سے محروم تلپٹ کر دینے والی آندھیوں کی طرح نزول کروں گا۔

حتی نے یرمیحا کی اس گفتگو اس تقریر کا کوئی جواب نہ دیا بس اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اپنے سامنے تلوار لہرائی۔ پھر وہ عذابوں کے قصوں۔ سزاؤں کی داستانوں۔ خطاؤں کی کہانیوں۔ مظالم کی روداووں۔ ورق ورق بکھرتے ستم کے افسانوں اور ظلمتوں کی چادر بکھیرتے مہیب مارسیاہ کی طرح یرمیحا پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

یرمیحا نے بھی جوابی کاروائی کرنے میں دیر نہیں کی وہ بھی حتی پر اجالوں کی جستجو سنگ وخشت کی بارش۔ حرف وصورت کے سایوں۔ اپنے آدرش کو تلاش کرتے صداقت کے محافظوں اور زیست کی راہ گزر میں موسموں کے خمار کی طرح ٹوٹ پڑا تھا

دیکھنے والی آنکھ نے دیکھا یرمیحا کے حملوں میں کچی کلیوں کے موج تنفس۔ مست پون کے رقص کے خمار ایسی شادابی اور عروس زندگی میں حروف و معانی کی شوخ وچنچل ہنسی جیسی کشش تھی۔

تھوڑی دیر تک دونوں عجیب سے انداز میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کو مرعوب کرنے کے لیے وہ وحشی آوازوں میں صدائیں بھی بلند کرتے رہے۔

تھوڑی دیر تک مقابلہ کرنے کے بعد حتی نے جب اندازہ لگایا کہ اس کا مدمقابل بھی کوئی معمولی تیغ زن نہیں ہے اور اسے زیر کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ تب وہ اپنے گھوڑے کی باگ موڑتا ہوا پیچھے ہٹا ذرا فاصلے پر جا کر اس نے حتیوں کے سب سے بڑے اور آندھیوں اور جھکڑوں کے دیوتا تلے نبوش اور بڑی دیوی ماتھا کو اپنی مدد کے لیے پکارا اس کی اس پکار پر یرمیحا کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اور وہ عجیب سے جذبے میں حتی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ حتی پھر نزدیک آیا اور یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مجھ سے مقابلہ کرنے والے یوں جان تیری زندگی کی اب آخری سانسیں باقی ہیں

میں اپنے دیوتاؤں کے دیوتا اور اپنی سب سے بڑی دیوی کو اپنی مدد کے لیے پکار چکا ہوں اور یہ میرا تیرے خلاف آخری حربہ ہے ۔ یرمیحا نے اسے اس سے زیادہ کچھ نہ کہنے دیا وہ بھی غضبناک آواز میں بول پڑا ۔

سن حتی تیرے بڑے دیوتا اور تیری دیوی کے علاوہ تیری بھی ایسی تیسی سن ظالم انسان میں اس ہستی کا پیروکار ہوں اس مالک اس آقا کو پکارنے والا ہوں جو اس ساری کائنات کا خالق ہی نہیں مالک بھی ہے ۔ جسے اونگھ اور نیند نہیں آتی ۔ تو اپنے جن دیوی دیوتاؤں کو پکار کر آیا ہے وہ ایسے بے بس ہیں کہ ان پر اگر مکھی بھی بیٹھ جائے تو اٹھا نہیں سکتے ۔ میرا آقا جو اس کائنات کا مالک ہے وہ ایسا کامل آقا ہے کہ اگر کسی چٹان کے اندر کوئی رائی کے برابر بھی دانہ ہو تو میرا اللہ اس کی نقل و حرکت سے بھی آگاہ ہے جس آقا پر میں ایمان رکھتا ہوں وہ ایسا مالک ہے کہ دلوں کے بھید تک جانتا ہے ۔ میدان میں داخل ہونے سے پہلے ہی میں اسے اپنی مدد کے لیے پکار چکا ہوں ۔ لہذا میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ ذرا دھیان سے ذرا سنبھل کر مجھ سے مقابلہ کرنا ۔ اس لیے کہ اب تیری آخری سانسیں خود تجھ پر منڈلائیں گی ۔ اور تیری موت اور تیری قضا تیرے تعاقب میں رہے گی کسی بھی وقت میری تلوار تیرے جسم کو چومتی کاٹتی ہوئی نکل جائے گی ۔

دونوں ایک بار پھر خوناک انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے ۔ حتی کا خیال تھا کہ وہ تیز حملے اپنے مدمقابل پر کرے اور اسے اپنے سامنے بے بس کرتا چلا جائے ۔ لیکن یرمیحا کے مقابلے میں اسکا ہر حربہ اس کا ہر جتن ناکام رہا تھا ۔ یرمیحا نے اس سے بھی زیادہ تیزی اپنے حملوں میں پیدا کر لی تھی ۔ یرمیحا کے یہ حملے بڑی تیزی کے ساتھ حتی کو گرانباری آلام ۔ ستم کی دل گرفتگی ۔ دل گرفتہ نڈھال اور افسردہ کر دینے والی شوریدہ سری میں مبتلا کرنے لگے تھے ۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد حتی پر مکمل طور پر اداسی کی تھکن ۔ نارسائی کا دکھ اور سوختہ جان سی ویرانی طاری ہونے لگی تھی ۔ وہ گاہے گاہے یرمیحا کے تیز حملوں کی وجہ سے دائیں بائیں دیکھتا تھا ۔ شاید وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے کے چکر میں تھا پر یرمیحا اسے اسطرح روکے ہوئے تھا کہ اس کے بھاگنے کا بھی کوئی راستہ نہ تھا ۔ پھر

اچانک ایک بار جب دونوں کی تلواریں آپسمیں ٹکرائیں تو یرمیحا نے اس زور کے ساتھ اپنی تلوار کو جھٹکار دیا کہ حتی اپنے گھوڑے پر توازن قائم نہ رکھ سکا اور نیچے گر گیا۔ اس کا نیچے گرنا تھا کہ اسی لمحہ یرمیحا بھی اپنے گھوڑے سے زقند لگا گیا تھا۔ اتنی دیر تک حتی اپنی جگہ سے اٹھ رہا تھا۔ آگے بڑھ کر یرمیحا نے جب اس پر تلوار برسائی تو حتی نے اپنی تلوار پر یرمیحا کی تلوار کو روکا اپنی تلوار کے پیچھے ہی پیچھے یرمیحا نے اپنی ڈھال ایسی گرائی تھی کہ ڈھال اس حتی کی کنپٹی پر لگی اور وہ چکرا کر زمین پر گر گیا تھا۔ یرمیحا اس کے پاس گیا اپنی تلوار بلند کر کے گرائی اور اس حتی کی گردن کاٹکر رکھ دی تھی۔

یرمیحا مرنے والے حتی کے پاس بیٹھ گیا اس کے لباس سے اپنی تلوار صاف کی۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پہلے اس نے مرنے والے حتی کے گھوڑے کی باگ پکڑی پھر حتیوں کے لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بلند آواز میں چلایا۔

سنو حملہ آور حتیو۔ تم میں کوئی ایسا ہے جو اپنے اس سورما کے مرنے کے بعد میدان جنگ میں نکلے اور میرے ساتھ انفرادی مقابلہ کرے۔ اگر میری اس آواز کو تمہارے بادشاہ شو بیلولیوما کا بیٹا شبل لیوماش جو اس وقت تمہارا سالار اعلیٰ ہے سن رہا ہو تو وہ خود میدان جنگ میں اترے اور میرا مقابلہ کرے تاکہ دیکھیں کون غالب کون مغلوب رہتا ہے۔ میں شبل لیوماش کو مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر میں اس سے مقابلہ ہار گیا تو ہم مصری شکست تسلیم کرتے ہوئے لوٹ جائیں گے۔ اگر شبل لیوماش مقابلہ ہار گیا تو شبل لیوماش کی گردن کاٹوں گا اور حتی اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے ان علاقوں سے اپنے مرکزی شہر ختوشاش کی طرف چلے جائیں گے۔

اتنے الفاظ کہنے کے بعد یرمیحا تھوڑی دیر تک اپنے گھوڑے پر بیٹھا حتیوں کی طرفسے کسی رد عمل کا انتظار کرتا رہا۔ جب حتیوں کی طرف سے کوئی بھی میدان جنگ میں نہ اترا تب اپنے اور مرنے والے حتی کے گھوڑے کو لے کر یرمیحا میدان جنگ سے نکل گیا تھا۔ جب وہ اس جگہ آیا جہاں مخیدون۔ تو ثمان۔ زربال اور عدینہ کھڑے تھے تو اس نے دیکھا اس کی اس کامیابی اس کی اس کامرانی پر عدینہ کی حالت کوہ و بیابان کے چشموں و جھرنوں دشت و دمن کے پھولوں پر پرواز کرتے حیات کے ابرِ رواں۔ رخ جمال۔ لب و رخسار کو سرخی عطا کر دینے والی عمر کی موج رواں۔ یادوں کی بھٹکتی

کھنکتی چاندنی میں گلابوں کی تازہ مہک اور شوخ پھولوں کی سرخ پتیوں سے گلے ملتی تیز بارش کی پھوار جیسی ہو رہی تھی۔

یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے عدینہ کی ساغر و مینا آنکھوں میں ان سنے گیت اور نغمے تھے۔ اسکے کرنوں سے چہرے پر پیار اور محبت میں ڈوبے جذبے اور خواہشیں تھیں۔ اس کے دہکتے شعلہ بار ہونٹوں پر رقص تبسم کا ایک طوفان تھا۔ لگتا تھا یرمیحا کی اس شاندار کامیابی نے عدینہ کو خواہشوں کے انگنت رت جگوں اور نئے دنوں کی ان جانی خوشیوں کی حکایت جیسا بنا کر رکھ دیا تھا۔ یرمیحا جب قریب آیا تو عدینہ نے قرب کی خواہشوں سے بھرپور انداز اور محبت کی روش سے بھرے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

یرمیحا میرے ندیم۔ آپ اس حق پر کیا خوب پہلو بدلتی تیز دھوپ انوکھے سرکش جذبوں۔ لوح دل پر ہزیمت اور شکستہ پاؤں میں زنجیریں ڈال دینے والی بانجھ تحریروں کی طرح حملہ آور ہوئے۔ میں آپ کو آپ کی اس کامیابیوں پر مبارکباد دیتی ہوں۔ آپ نے کیا خوب اپنے مدمقابل کی حالت لمحوں کے اندھ ٹھوکریں کھاتے راستے کے پتھر خوابوں کی شکستگی میں عذاب لمحوں تمناؤں کے ویرانوں اور خاموشی کے حلقوں میں تیرگی کے دامن جیسی بنا کر رکھی۔ یرمیحا میرے حبیب۔ میں آپ کی خواہشوں کے منہ زور سمندر۔ اچھوتے عہد ناموں کی عبادت جیسی شجاعت۔ سنگریزوں کے طوفانوں۔ بھورے لاوے کی ابلتی ندیوں جیسی جراتمندی اور دستک اجل کی علامت کمال جیسی طاقت اور قوت کو سلام پیش کرتی ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عدینہ جب خاموش ہوئی تو یرمیحا تھوڑی دیر تک بڑے اور پیار بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے عدینہ کو مخاطب کیا۔

عدینہ کوئی بھی مرد کوئی بھی عورت اپنی تعریف کرتے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔ لہذا کسی کو خود اپنی تعریف نہیں کرنی چاہیے۔ اس موقع پر تمہاری اس ساری گفتگو کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ تمہیں بھی اپنی تعریف نہیں کرنی چاہیے۔

یرمیحا کے ان الفاظ پر عدینہ چونکی تیز اور جواب طلب نگاہوں سے اس نے یرمیحا کی طرف دیکھا بکھری بکھری سی آواز میں وہ کہنے لگی۔

یرمیحا میرے حبیب میں نے تو اپنی کوئی تعریف نہیں کی۔

اس موقع پر مخیدون ۔ ٹو ٹخمان ۔ زربال ۔ بھی مسکرا رہے تھے ۔ یرمیحا کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے دھیمی اور راز دارانہ سی آواز میں عدینیہ کو مخاطب کیا تھا تاکہ پیچھے کھڑے لشکری اس آواز کو نہ سن لیں ۔ عدینیہ تم میری بیوی ہو ۔ میرے جسم کا ایک حصہ ہو ۔ یوں جانو میری ذات کا ایک عضو اور جوارح ہو ۔ جب میں اور تم ایک ہیں تو پھر اگر تم میری تعریف کرتی ہو تو گویا اپنی ہی تعریف کرتی ہو ۔ اس بنا پر میں نے کہا ہے کہ جو الفاظ تم نے میرے لیے استعمال کئے ہیں وہ گویا تم نے اپنے ہی لیے استعمال کئے ہیں ۔

یرمیحا کے ان الفاظ پر عدینیہ کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ جواب میں وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ یرمیحا چونک سا پڑا اس لیے کہ حتیوں کے لشکریوں میں اب جنگ کے طبل زیادہ زور سے بجنے لگے تھے ۔ اس صورت حال پر یرمیحا نے فوراً عدینیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

عدینیہ تم زربال کو لے کر فوراً لشکر کے پیچھے پڑاؤ کی طرف چلی جاؤ۔ حتیوں کے لشکر میں جنگ کے طبل کی جو آوازیں تیز ہو گئی ہیں ۔ وہ اس بات کی نشاندھی ہیں کہ وہ جنگ کی ابتدا کرنے والے ہیں ۔ جواب میں عدینیہ نے کچھ بھی نہ کہا ۔ بس وہ اپنی بہن زربال ۔ کو لے کر لشکر کے پیچھے پڑاؤ میں چلی گئی تھی ۔ جبکہ مخیدون یرمیحا اور ٹو ٹخمان نے پہلے ہی اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا ۔ وہ اپنے اپنے حصے کے لشکر کے سامنے کھڑے ہو کر حتیوں کی طرف سے حملے کی ابتدا کرنے کا انتظار کرنے لگے تھے ۔

دیکھتے ہی دیکھتے حتیوں کے شہزادے شبل لیوماش نے اپنے لشکر کو تاروں کے ہجوم کے سامنے اداس شام پر مسلط ہوتی تاریکی کی طرح آگے بڑھایا ۔ پھر وہ مصری لشکر پر صدیوں کے غم کی گھٹاؤں میں چمکارے مارتی برق ۔ مردہ و آزردہ کر دینے والی غم دوز دحزیں حدت شوریدہ کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا ۔

جس وقت حتی مصریوں کی طرف بڑھے تھے اسی وقت مخیدن یرمیحا اور ٹو ٹخمان نے بھی اپنے لشکر کو ہست کے گوشے گوشے میں پھیلتے سلگتے سرخ لاوے کی صورت

آگے بڑھایا تھا ۔ پھر وہ بھی حتیوں پر قرطاس وقت پر نمودار ہونے والے خار مغیلان کے
طوفانوں ۔ آئینوں کو دھندلا دینے اور شمعوں کو بجھا دینے والے انجانے موسموں کے
بگولوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے ۔

جبلہ شہر کے نواحی میدانوں میں حتی اور مصری ایک دوسرے پر اپنی پوری
طاقت اور قوت سے ٹوٹ پڑے تھے ۔ ہر کوئی دوسرے کا قتل عام کرنے لگا تھا ۔ تشنگی
کے پہرے گہرے ہونے لگے تھے ۔ خون ساون کی پہلی بارش کی طرح بہنے لگا تھا ۔ زمین
کا سینہ افق پر لہو رنگ قالین کی طرح سرخ ہونے لگا تھا ۔ دونوں طرف کے سورما اور
سجیلے کف آلود دریاؤں ۔ خونی پرندوں کی ڈاروں کی طرح ایک دوسرے پر وارد ہونے
لگے تھے ۔ لاشیں خیموں کی دھجیوں کی طرح بکھرنے لگی تھیں گھوڑوں کے سموں کی
ضربیں زمین کا سینہ ادھیڑنے لگی تھیں ۔ تیز لانبی برچھیاں چمکتی تلواریں ۔ ابھری گرتی
ڈھالیں ناچتے لفظوں کی سیاہ آندھیوں کی طرح موت کا رقص کرنے لگی تھیں ۔ خون
سے احوال لکھتی مرگ اوس بن کر قدموں میں بکھرنے ۔ راکھ بن کر آنکھوں میں گھسنے
اور بے لگام اکر سنگی اور فاقہ کشی کی طرح میدان جنگ کے چاروں طرف رقص کرنے
لگی تھیں ۔

یرمیحا ۔ مخیدون اور ٹوٹخمان کو اب اپنی فتح اپنی کامیابی یقینی دکھائی دے رہی
تھی ۔ ان کے لشکری بھی جان چکے تھے ۔ کہ حتیوں کے مقابلے میں تھوڑی دیر تک ان
کی فتح بالکل واضح اور عیاں ہو کر رہ جائے گی ۔ لہذا یرمیحا ۔ مخیدن اور ٹوٹخمان کی
سرکردگی میں انہوں نے اپنے حملوں میں پہلے سے کہیں زیادہ خونخواری اور تیزی پیدا کر
دی تھی ۔

مصریوں کے ان تیز حملوں کے سامنے حتی آہستہ آہستہ دبتے چلے گئے تھے ۔ ان کا
سپہ سالار اعلیٰ اور ان کے بادشاہ کا بیٹا شبل لیوماش اپنے لشکر کے اگلے حصے میں نہیں
بلکہ سطی حصے میں چھوٹے سالاروں کو آگے بڑھنے کے لیے اکسا رہا تھا ۔ جبکہ اسکے
مقابلے میں یرمیحا مخیدون اور ٹوٹخمان اپنے لشکریوں کے آگے آگے ان کی راہنمائی کرتے
ہوئے حتیوں پر ناقابل تلافی ضربیں لگا رہے تھے ۔ ان ضربوں کے نتیجے میں حتیوں کو
بدترین شکست ہوئی اور شبل لیوماش بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا ۔

مخیدون اور یرمیحا نے ٹوٹخمان کو اس کے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنے پڑاؤ کی لت کے علاوہ دشمن کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے لیے پیچھے چھوڑا خود وہ دونوں اپنے لشکریوں کے ساتھ شکست خوردہ حتیوں کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

یہ تعاقب لگ بھگ پانچ میل تک جاری رہا۔ اس دوران مخیدون اور یرمیحا نے لتے حتیوں کی تعداد مزید کم کر دی تھی۔ پھر جب حتی اپنے سپہ سالار اعلیٰ شہزادے لیوماش کی سرکردگی میں کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے تب اپنے گھوڑے کو تے بھگاتے یرمیحا نے اچانک اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں اور اسے روک دیا۔ ن نے بھی اپنے گھوڑے کو روک دیا اور اپنے لشکر کو رک جانے کا اشارہ کر دیا تھا س نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

عزیز بھائی کیا ہمیں اس کوہستانی سلسلے کے اندر حتیوں کا تعاقب جاری نہیں چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی بھی حتی بچ کر اپنے مرکز کی طرف واپس نہ جا سکے ن کے اس سوال کے جواب میں اندیشوں بھری آواز میں یرمیحا کہنے لگا۔

مخیدون۔ ہمیں اس کوہستانی سلسلے میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔ ہو سکتا ہے پہلے سے کوئی لشکر حتیوں نے گھات میں بٹھایا ہوا ہو تا کہ اگر ہم کوہستانی سلسلے داخل ہوں تو وہ چاروں اطراف سے حملہ کر کے ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائے حتی اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کر دیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کوہستانی لے میں سامنے کی طرف سے ان تنگ دروں کے اندر اچانک شبل لیوماش پلٹ کر ہم لہ آور ہو جائے ہمارے قدم اکھاڑ دے اور ہماری فتح کو شکست میں تبدیل کر دے بناء پر میں نے اپنے گھوڑے کی باگیں یہاں کھینچ لی ہیں۔ میرے عزیز بھائی اگر ن نے یہاں اپنا کوئی لشکر گھات میں نہیں بھی بٹھا رکھا تب بھی یہاں رک جانا ے لیے سود مند ہے اس لیے کہ کوہستانی سلسلے کو دیکھتے ہوئے میرے ذہن میں قبل کے متعلق بھی ایک انتہائی عمدہ تجویز ہے۔

مخیدون نے بڑے غور اور استفہامیہ سے انداز میں یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے ا۔

یرمیحا میرے بھائی جو تجویز تمہارے ذہن میں ہے وہ کہو ہو سکتا ہے اس پر عمل

کر کے ہم حتیوں کے خلاف کامیابیاں حاصل کریں ۔ اس پر یرمیحا نے مخیدون کی طرف دیکھا ۔

میرے بھائی پہلے کچھ آدمی اس جگہ بھیجو جہاں حتیوں کے ساتھ جنگ ہوئی ا ا ٹوٹخمان کو پیغام بھیجو کہ اپنے پڑاؤ کے علاوہ دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹ کر یہاں پہنچ جائے اس کے بعد میں تمہیں اس تجویز کے متعلق تفصیل بتاتا ہوں جو میرے ذہن میں ہے ۔

مخیدون پیچھے ہٹا اپنے چند لشکریوں کو پیغام دے کر ٹوٹخمان کی طرف بھیج دیا اس کے بعد اس نے پھر یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو ۔ جواب میں تھوڑی دیر تک اس کوہستانی سلسلے کی طرف دیکھتا رہا جس کے وہ بالکل قریب کھڑے تھے ۔ پھر اس نے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

مخیدون تم دیکھتے ہو کہ ہمارے سامنے کوہستانی سلسلے کے اندر ایک درہ ہے اور اسی درے میں داخل ہو کر حتی اپنی سرزمینوں کی طرف بھاگے ہیں ۔ میرے عزیز بھائی یاد رکھنا ہم سے شکست کھانے کے بعد حتی چین سے نہیں بیٹھیں گے ۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ حتیوں کے بادشاہ شوبیلولیوما کا بیٹا شبل لیوماش جب اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر پہنچے گا تو حتیوں کا بادشاہ اس شکست پر انتہا درجہ کا برانگیختہ ہو گا اس لیے کہ میں نے سن رکھا ہے کہ وہ بڑا جنگجو اور دلیر انسان ہے ۔ لہٰذا وہ ہر صورت میں ہم سے اپنی اس شکست کا بدلہ لینے کی کوشش کرے گا ۔ ہو سکتا ہے حتی پہلے کی نسبت اور بڑا لشکر بھجوائیں تاکہ ہمارے مقابلے میں اپنی فتح کو یقینی بنائیں لیکن ہم نے بھی حتیوں کے مقابلے پر ہر صورت میں اپنی فتح کو یقینی بنانا ہے ۔ اور اس فتح کو یقینی بنانے کے لیے میرے پاس اس کوہستانی سلسلے کے حوالے سے ایک بڑی عمدہ تجویز ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا تھوڑی دیر کے لیے رکا ۔ کچھ سوچا اس کے بعد وہ کہتا چلا گیا تھا ۔

مخیدون ذرا اسے گھوڑے کو اپنے لگاؤ اور میرے ساتھ آؤ ۔ جواب میں مخیدون نے

۔ پاپ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور وہ دونوں اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے بالکل
ہستانی سلسلے کی اس جگہ آئے جہاں کوہستانی سلسلے کے اندر درے کا دہانہ تھا۔ اس
ن طرف اشارہ کرتے ہوئے یرمیحا کہنے لگا۔

مخیدون یہ درہ ہماری فتح ہماری کامرانی ہماری فوزمندی کی وجہ بن سکتا ہے۔
۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ حتی ہر صورت میں کسی بڑے لشکر کو بھیج کر ہم سے
شکست کا بدلہ لینے کی کوشش کریں گے لیکن ہم انہیں یہ داغ دھونے نہیں دیں
۔ سنو میرے ذہن میں تجویز یہ ہے کہ لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔
یک حصہ اس درے کے سامنے کھلے میدانوں کے اندر پڑاؤ کرے دوسرا حصہ اس
درے میں داخل ہونے کے بعد تھوڑا سا آگے کوہستانی سلسلے کے دائیں جانب گھات
میں ہو اور تیسرا بائیں جانب گھات میں بیٹھ جائے۔ لیکن لشکر کی یہ ترتیب اس وقت
اختیار کی جائے جب ہمیں یہ خبر مل جائے کہ حتیوں کا لشکر ہم سے انتقام لینے کے لیے
پیش قدمی کر چکا ہے۔

فی الحال سارے لشکر کو اس کوہستانی سلسلے کے سامنے میدان میں پڑاؤ کرنے کا
حکم دے دیا جائے۔ میرے خیال میں حتیوں کے پڑاؤ سے ہمیں خوراک کے اس قدر
ذخائر مل جائیں گے جو کئی ماہ تک ہمارے کام آسکتے ہیں۔ کھلے میدانوں میں پڑاؤ کرنے
کے بعد اپنے جاسوسوں مخبروں اور طلایہ گروں کا ایک جال پھیلا دیا جائے۔ یہ جال
حتیوں کے مرکزی شہر تک رابطہ رکھے اور حتیوں کی نقل و حرکت کی ایک ایک لمحے کی
ہمیں خبر دے۔

جب ہمارے مخبر یہ خبر دیں کہ حتیوں کا ایک لشکر ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے
ان سرزمینوں کی طرف پہنچنے والا ہے تو پھر ہم وہ تدبیر اختیار کریں گے جو میں نے پہلے
تم سے بیان کی ہے۔ اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ
سامنے کھلے میدان میں دوسرا حصہ کوہستانی سلسلے کے اندر درے کے دائیں جانب
گھات میں ہو گا۔ تیسرا حصہ بائیں جانب گھات میں ہو گا۔

حتی اس درے سے گزرنے کے بعد یقیناً سامنے والے کھلے میدانوں کی طرف
بڑھیں گے۔ اور جونہی وہ درے کے باہر نکلنا شروع ہوں سامنے کی طرف جو ہمارا لشکر

کا حصہ ہو گا وہ ان پر حملہ آور ہو جائے ۔ اسی لمحہ پشت کی جانب سے بھی دونوں لشکر حتیوں پر حملہ آور ہو جائیں ۔ میرے خیال میں اگر اس تدبیر کو ہم عملی صورت دینے میں کامیاب ہو جائیں تو حتیوں کے سامنے دو ہی صورتیں رہ جائیں گی ۔

پہلی یہ کہ ان کا سارا کا سارا لشکر لڑتے مرتے موت سے بغلگیر ہو جائے دوسری یہ کہ وہ درے سے نکل کر بائیں جانب بھاگیں اور اپنی جانیں بچانے کی کوشش کریں دونوں صورتحال میں سے جو بھی نمودار ہو وہ ہمارے حق میں بہتر ہو گی اس لیے کہ حتیوں کا یوں بھاگنا ان کی شکست اور ہماری فتمندی کا اعلان ہو گا ۔ اگر دوسری بار اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے ہم حتیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں تو مخیدون میرے خیال میں حتیوں کا بادشاہ شبیلیوماتیسری بار ہم سے ٹکرانے کی حماقت نہیں کرے گا ۔

حتیوں کو دوسری بار شکست دینے کے بعد ہم اپنے لشکر کے ساتھ یہیں پڑاؤ کیے رکھیں گے تم اپنی طرف سے اختاتون کو پیغام بھجوا دینا کہ حتیوں کی طرف سے ابھی حملوں کا خطرہ ہے لہذا کچھ عرصے تک تم اپنے لشکر کے ساتھ یہیں قیام کرو گے ، میرے خیال میں اس پر اختاتون کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا ۔ جو لائحہ عمل ہم نے پہلے سے مرتب کر رکھا ہے ۔ اسے عملی جامہ پہنانے میں بھی ہم کامیاب ہو جائیں گے

یرمیحا کی اس تجویز پر مخیدون بے حد خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہا تھا ۔ پھر اس نے یرمیحا کو مخاطب کیا ۔

یرمیحا میرے بھائی تم واقعی حرب و ضرب کے تجربات میں ایک بے مثال تیغزن ہو بھائی جو تجویز تم نے پیش کی ہے اس پر عمل کرتے ہوئے ہم آنے والے دنوں میں بھی حتیوں کو بڑی آسانی سے شکست دینے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے ۔ میرے بھائی آؤ ۔ پہلے اپنے لشکریوں کو یہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دیں ۔ تھوڑی تک ٹوتخمان بھی پڑاؤ کے سامان کو لے کر یہاں پہنچ جائے گا میں اور تم ٹوتخمان کو ساتھ لے کر کوہستانی سلسلے کے درے میں داخل ہوں گے ۔ اور جہاں ہم نے گھات لگائی ہے ان جگہوں کا جائزہ لیں گے تاکہ جب حتی نئے لشکر کے ساتھ ادھر کا رخ کریں تو ہمارے لیے کم

م کی مشکل اور دشواری پیدا نہ ہو۔

یرمیحا نے مخیدون کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں کوہستانی سلسلے سے ہٹ کر اپنے لشکریوں کے قریب آئے اور لشکریوں کو انہوں نے وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر تک اس کوہستانی سلسلے کے دامن میں خیموں کا ایک شہر آباد ہونا شروع ہو گیا تھا۔ مخیدون اور یرمیحا دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار نصب ہوتے خیموں کا جائزہ لے رہے تھے کہ اتنی دیر تک ٹوٹخماں بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اپنے پڑاؤ کے علاوہ حتیوں کے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا اس نے جب دیکھا کہ یرمیحا اور مخیدون نے اپنے حصے کے لشکریوں کو ہاں خیمے نصب کرنے کا حکم دے دیا ہے تو اس نے بھی اپنے حصے کے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اتنی دیر تک مخیدون اور یرمیحا دونوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں ٹوٹخمان اور اس کی بیوی زربال دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور ان کے ساتھ عدسنیہ بھی تھی۔ جب دونوں ان کے قریب گئے تب ٹوٹخمان نے یرمیحا اور مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یرمیحا اور مخیدون میرے دونوں بھائیوں میں نے حتیوں کے پڑاؤ کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیا ہے اس میں اس قدر خوراک کا سامان اور ہتھیار ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ہم کئی ماہ تک ہماری ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔ کچھ سامان تو حتی اپنے مرکزی شہر سے لے کر آئے تھے۔ اور کچھ انہوں نے ان سرزمینوں میں مختلف بستیوں اور شہروں پر شبخون مار کر حاصل کیا تھا۔ بہرحال جو کچھ انہوں نے لوٹا تھا۔ اور جو کچھ وہ اپنے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے لے کر آئے تھے۔ سب پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے۔

ٹوٹخمان جب خاموش ہوا تب یرمیحا نے اسے مخاطب کیا۔

ٹوٹخمان میرے عزیز بھائی۔ تیری غیر موجودگی میں میں اور مخیدون نے ایک فیصلہ کیا ہے۔ آؤ پہلے میرے خیمے میں چل کر بیٹھو پھر تمہارے ساتھ تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی یرمیحا اور مخیدون نے اپنے گھوڑوں کو موڑا۔ عدسنیہ زربال اور

ٹو ٹخمان بھی ان دونوں کے پیچھے ہو لئے تھے۔

یرمیحا کے خیمے کے قریب جو عارضی اصطبل قائم کیا گیا تھا وہاں انہوں نے اپنے گھوڑوں کو باندھا پھر سب یرمیحا کے خیمے میں داخل ہوئے خیمے میں بیٹھنے کے لیے جا نشستیں تھیں جب سب ان پر بیٹھ گئے تب یرمیحا نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

ٹو ٹخمان میرے بھائی جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سننا۔ اس میں شک نہیں حتیوں کو ہم نے بدترین شکست دی ہے ان کے بادشاہ شبیلولیوما کا بیٹا شبل لیوماش م شکست کھا کر اپنے مرکزی شہر بھاگ گیا ہے پر یاد رکھنا حتی اپنی شکست کا انتقام ضرو لیں گے۔

میں یہاں مزید یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ حتیوں پر ان دنوں اپنی طاقت او قوت کا نشہ سوار ہے۔ حتیوں کے بادشاہ شبیلولیوما کو جب یہ خبر ہو گی کہ اس کے بیٹے کو مصریوں کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے تو یاد رکھنا وہ انتہا درجہ برانگیختہ ہو گا

ٹو ٹخمان میرے بھائی ہو سکتا ہے ہمارے مقابلے میں حتی اتنا بڑا لشکر لے کر آئیں کہ ہم اس کا کھلے میدانوں میں مقابلہ نہ کر سکیں۔ ان میدانوں میں وارد ہونے سے پہلے ٹو ٹخمان تو نے اپنے سامنے کوستانی سلسلہ دیکھا ہو گا۔ اس کوہستانی سلسلے میں ایک خاصہ چوڑا درہ ہے اسی درے سے نکل کر دوسری طرف کے میدانوں میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ اور اسی درے کے ذریعے حتی بھاگ کر گئے اور واپسی کا آسان راستہ بھی یہی ہے۔

تمہاری غیر موجودگی میں میں اور مخیدون نے جو لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ پورا لشکر یہیں پڑاؤ کئے رکھے گا۔ شمال کی جانب دور دور تک ا جاسوس پھیلا دیئے جائیں گے جو ہمیں حتیوں کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہا کر گے۔

اس کے بعد یرمیحا پورا لائحہ عمل تفصیل سے بیان کر دیا تھا۔ یرمیحا کے خامو ہونے پر ٹو ٹخمان بول پڑا۔

یرمیحا میرے عزیز بھائی۔ تم نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گا گزشتہ جنگ میں میری اور مخیدون کی نسبت جنگ میں تمہاری کارگزاری ہم دونوں

بہتر تھی ۔ بلکہ جنگ کے شروع ہونے سے پہلے تم نے انفرادی مقابلے میں حتی سورما سے جو مقابلہ جیتا تھا ۔ اس جیت نے بھی جہاں ہمارے لشکریوں کے حصلے اور ولولوں کو تازگی دی وہاں حتیوں کے اندر ایک طرح کی بددلی اور حوصلہ شکنی کے آثار پیدا کئے تھے ۔ اس کے علاوہ جنگ کے دوران بھی تمہاری کارکردگی ہم دونوں سے بہتر رہی اور اس کے گواہ اور شاہد سارے لشکری بھی ہیں ۔ اب تم نے اگر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان میدانوں میں حتیوں سے ٹکراؤ گے تو میں سمجھتا ہوں یہ بہترین اور انتہا درجہ کا مناسب فیصلہ ہے ۔

ٹوٹخمان کے ان الفاظ پر بڑی ممنونیت اور ارادتمندی سے یرمیحا ٹوٹخمان کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد یرمیحا پھر بول پڑا ۔

ٹوٹخمان مجھے اور مخیدون کو تمہاری ہی آمد کا انتظار تھا ۔ میں اور مخیدون نے تمہاری غیر موجودگی میں یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جونہی ٹوٹخمان پہنچے دونوں لشکروں کو جنہوں نے کوہستانی سلسلے میں درے کے دائیں بائیں گھات لگائی ہے ۔ انہیں ان کی گھات سے آگاہ کر دیا جائے ۔ لہذا ابھی اور اسی وقت میرا لشکر تو یہیں رہے گا ۔ تم دونوں اپنے اپنے حصے کے لشکر کو لے کر میرے ساتھ درے کی طرف چلو ۔ مخیدون کو تو نشاندھی ہو چکی ہے کہ اس نے کہاں گھات لگانی ہے یہ صرف اپنے حصے کے لشکر کو وہاں جا کر ہدایات جاری کرے گا ۔ ٹوٹخمان تمہیں اور تمہارے لشکریوں کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا کہ جس وقت ہمارے جاسوس خبر دیں گے کہ حتی پیشقدمی کر رہے ہیں تو تم نے وہاں گھات لگانی ہے ۔ میرے خیال میں پہلے یہ کام کر لیں اس کے بعد کسی دوسرے کام کی ابتدا کریں گے ۔

یہاں پر گفتگو کا سلسلہ ختم کر کے یرمیحا اپنی جگہ سے اٹھنا ہی چاہتا تھا کہ اس کا بازو پکڑتے ہوئے عدسیہ کی بڑی بہن زربال نے اسے پھر بٹھا دیا ۔ یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگی ۔

تھوڑی دیر بیٹھو میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں ۔ یاد رکھنا وہ گفتگو جنگ کے اس لائحہ عمل سے بھی زیادہ اہم ہے ۔

پہلی بات تو میں اپنی بہن عدسیہ سے متعلق کہوں گی ۔ تم دیکھتے ہو عدسیہ کی

حالت بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے چند ماہ تک اس کے یہاں بچے کی پیدائش متوقع ہے ۔ اس کی اس بدلتی ہوئی حالت سے کسی لشکری کو خبر نہیں ہونی چاہیے اگر خبر ہو گئی تو یاد رکھنا محل میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا ۔ یرمیحا میرے بھائی یہ بھی ممکن نہیں کہ عدنیہ کی اس حالت کو چھپانے کے لیے ہم ہر وقت خیمے ہی کے اندر اسے رہنے دیں ۔ پھر اوپر سے ایک نئی جنگ ہم پر منڈلا رہی ہے ۔ اس کی وجہ سے ہمیں دائیں بائیں آگے پیچھے بھی ہٹنا پڑے گا اور جہاں خود عدنیہ کی صحت کے لیے یہ نقل و حرکت نقصان دہ ہے ۔ وہاں اس کی اس بدلتی ہوئی حالت سے اگر لشکریوں میں سے کوئی آگاہ ہو گیا تو یاد رکھنا یہ اطلاع ہمارے باپ کو ہو جائے گی اور یہ خبر پانے کے بعد کہ عدنیہ کی شادی ایک اسرائیلی سے ہوئی ہے یرمیحا میرے بھائی یاد رکھنا مصر میں وہ طوفان اٹھے گا کہ جو اس سے پہلے کبھی کسی نے دیکھا نہ ہو گا ۔

دوسری بات جس کی طرف میں آپ سب لوگوں کی توجہ دلانا چاہتی ہوں وہ بڑا پجاری زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا ہیں ۔ ہم ان دونوں کو کب تک خیمے کے اندر چھپا کر رکھیں گے ۔ کیا ہم انہیں دن رات لشکریوں کی نگاہوں سے بچانے کے لیے خیمے کے اندر بند رکھ سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں ایسا ممکن نہیں ۔ اور اگر کسی بھی لشکری کو خبر ہو گئی کہ بڑے پجاری زرمون نے یہاں پناہ لے رکھی ہے تو یاد رکھنا یہ ایک دوسرا بڑا طوفان ہو گا جو مصر کے اندر اٹھے گا ۔ شاید نیمیا کو بہت کم سپاہی لشکر کے اندر پہچانتے ہوں اس لیے کہ وہ کبھی مندر سے باہر نہیں نکلی اس نے اپنی زندگی مندر کی چار دیواری ہی میں بسر کی ہے ۔ لہذا اکثر لوگ اسے نہیں جانتے ۔ پر جہاں تک بڑے پجاری زرمون کا تعلق ہے اسے تو مصر کا بچہ بچہ جانتا ہے ۔ اس بنا پر میں آپ لوگوں سے یہ کہوں گی کہ زرمون اور نیمیا کے علاوہ ہمیں عدنیہ کی حفاظت کا بھی سامان کرنا چاہیے ۔

ان دونوں عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے آپ لوگوں کو سب سے پہلے یہ مشورہ دوں گی کہ حتیوں کے خلاف دوسری جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے ہمیں جبلہ شہر میں کوئی حویلی لے لینی چاہیے بلکہ خرید لینی چاہیے اور اس حویلی میں عدنیہ ۔ نیمیا اور زرمون کو منتقل کر دینا چاہیے ۔ بلکہ میں خود بھی عدنیہ کے ساتھ رہوں گی ۔ تاکہ بچے

کی پیدائش کے وقت میں اس کے پاس موجود رہوں ۔ اس سلسلے میں آپ لوگوں میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہو تو کہے ۔

زربال کی اس گفتگو کے جواب میں یرمیحا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی مخیدون بول پڑا ۔ اس نے زربال کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا ۔

زربال میری عزیز بہن ۔ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ بالکل سچ حقیقت پر مبنی ہے ۔ بڑے پجاری زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا کو زیادہ عرصہ تک ہم خیمہ گاہ میں قیدی کی حیثیت سے نہیں رکھ سکتے ۔ اب وہ دن بھر خیمے کے اندر رہتے ہیں ۔ اور جب پیشقدمی ہوتی ہے تو وہ دونوں عدسیہ اور زربال دونوں کے درمیان میں رہتے ہوئے اپنے چہرے ڈھانپے رکھتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں ایسی زندگی بسر کرنا ان کے لیے یقیناً اذیت اور مصیبت ہے ۔ میں اور یرمیحا ان دونوں کو رات کے وقت تھوڑی دیر ٹہلانے کے لیے انہیں ان کے خیمے سے نکالتے ہیں لیکن ان سارے معاملات میں خطرے ہی خطرے ہیں ۔ اگر میرے چچا اخناتون کو خبر ہو گئی کہ میں نے اپنے لشکر کے اندر زرمون کو پناہ دے رکھی ہے تو سن رکھو زرمون کا جو انجام ہو گا وہ تو ہو گا ہی پر میرا انجام اس سے بھی برا اور بدترین ہو گا کہ میں نے اس کو پناہ دی ۔ لہذا زربال میری بہن میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ میرے جیسے ہی خیالات ٹوٹخمان اور یرمیحا بھی رکھتے ہوں گے ۔ جہاں تک تمہارا اور عدسیہ کا تعلق ہے تو عدسیہ کے لیے اب آرام اور سکون بے حد ضروری ہے ۔ پڑاؤ درست کرانے اور کوہستانی سلسلے کے اندر اپنے لشکروں کو آماجگاہ اور گھات دکھانے کے بعد میں اور یرمیحا دونوں جبلہ شہر کی طرف جاتے ہیں اور وہاں کوئی حویلی خریدنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جب ایسا ہو چکے گا تو زربال میری بہن تمہیں عدسیہ نیمیا اور زرمون چاروں کو اس حویلی میں منتقل کر دیا جائے گا ۔ اب بولو تمہیں کوئی اعتراض ہے ۔

مخیدون کی اس گفتگو سے زربال ہی نہیں عدسیہ بھی خوش ہو گئی تھی ۔ پھر قبل اس کے کہ ان دونوں بہنوں میں سے کوئی بولتی یرمیحا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے ٹوٹخمان اور مخیدون کو مخاطب کیا ۔

مخیدون اور ٹوٹخمان میرے دونوں بھائیوں اٹھو تم دونوں کو اپنے اپنے حصے کے

پورے لشکر کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں میں سمجھتا ہوں اس طرح لشکریوں کو زحمت ہو گی اپنے چھوٹے بڑے سالاروں کو ساتھ لو انہیں سارا معاملہ سمجھا دیا جائے گا اس کے بعد وہ خود ہی لشکر کی تنظیم کو وہاں درست کر لیں گے ۔ ٹو ٹخمان مخیدون دونوں کو یہ تجویز پسند آئی ۔ پھر وہ خیمے سے نکلے ۔ ٹو ٹخمان اور مخیدون دونوں نے اپنے لشکر سے چھوٹے بڑے سالاروں کو لیا پھر وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں سرپٹ دوڑاتے ہوئے کوہستانی سلسلے کی طرف ہو لیے تھے ۔

کوہستانی سلسلے کے اس درے کے بیچ وبیچ آگے بڑھتے ہوئے وہ لگ بھگ پانچ میل آگے گئے پھر سب سے پہلے یرمیحا مخیدون اور ٹو ٹخمان کوہستانی سلسلے کے دائیں جانب اوپر چڑھے وہاں بڑی بڑی چٹانیں تھیں چھوٹے چھوٹے پتھر بھی تھے جن کے پیچھے بڑی آسانی سے لشکری گھات لگا سکتے تھے ۔ وہ جگہ ٹو ٹخمان اور اس کے چھوٹے سالاروں کو دکھائی گئی جہاں انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ گھات لگانا تھی ۔ اس کے بعد کوہستانی سلسلے کے بائیں جانب اس جگہ کا بھی تعین کر دیا گیا تھا جہاں مخیدون نے اپنے لشکر کے ساتھ گھات میں بیٹھنا تھا ۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ درے کے اندر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اپنی خیمہ گاہ کے پاس آئے تھے ۔

خیمہ گاہ میں داخل ہونے کے بعد یرمیحا اور مخیدون دونوں نے سب سے پہلے اپنے نامور اور بہترین کارکردگی رکھنے والے جاسوسوں کو شمال کی جانب پھیلا دیا ۔ تاکہ وہ دور دور تک حتیوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھیں اور لمحے لمحے کی خبریں حتیوں سے متعلق انہیں پہنچائیں ۔ اس کے بعد اپنی خیمہ گاہ کو ٹو ٹخمان کے حوالے کرنے کے بعد یرمیحا اور مخیدون دونوں خیمہ گاہ کے اس حصے میں آئے جہاں مخیدون کا خیمہ تھا ۔ مخیدون نے اپنے خیمے کے اندر سے کی چند تھیلیاں لیں پھر وہ دونوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے کی طرف روانہ ہو گئے تھے ۔ شام تک وہ کوئی مناسب حویلی جبلہ شہر میں تلاش کرتے رہے لیکن انہیں ناکامی ہوئی یوں شام کے قریب وہ اپنی خیمہ گاہ میں لوٹ آئے تھے اس طرح انہوں نے اب ہر روز جبلہ شہر کی طرف جانا اور حویلی کی تلاش کا کام شروع کر دیا تھا ۔

سورج دن بھر کسی عارف کے دل و جاں کی تڑپ کی طرح اپنے طلسم کی تابکاری اپنے شعلوں کے لرزاں رنگوں سے ہر شئے کو روشنی اور حدت سے نہال کرتا صدیوں کی رفتار پر حاوی ہو جانے والے فتنہ بے محابا جیسی اپنی روشنی کو سمیٹتا ہوا کب کا غروب ہو چکا تھا۔ غروب آفتاب نے تند سفاک لمحوں کو شب خانوں میں بانٹنا شروع کر دیا تھا مال کار اندھیرے کی گہری چادر ہر شئے نے اوڑھ لی تھی۔ پھر ریزہ ریزہ بھاگتے وقت میں ہواؤں کی سرسراہٹوں کے اندر چاند طلوع ہوا۔ اور چاندنی نے وقت کی تاریک کرچیوں میں اندھیروں کے حصاروں کو توڑتے ہوئے ہر شئے میں اس طرح گھسنا شروع کر دیا تھا جیسے ازل کی کوکھ سے قربت کے تصورات پرانی چاہتوں قدیم محبتوں کو گلے لگا کر ریں گتے سرمئی دھندلکوں کی لے اور دھن پر چاروں طرف ناچ اٹھتے ہیں۔

ایسے میں عدینہ اپنے خیمے کے سامنے بڑی بے چینی بڑی بیزاری اور اکتاہٹ میں سوختہ فکر کی راکھ۔ اور زخم خوردہ تصورات کی طرح چہل قدمی کر رہی تھی۔ اس کی چال پاشکستہ و ہراساں ہو رہی تھی۔ آنکھوں میں تفکرات کے سائبان تھے۔ رگ و پے میں لگتا تھا جیسے کثرت آلام پیوست ہو کر رہ گئی ہو۔ مجموعی طور پر اس بے چارن کی حالت لمحوں کی یورش میں رت جگوں کی داستانوں اور حیرتوں کے بحر بیکراں سے اچانک اٹھ کھڑے ہونے والے دل کے وسوسوں جیسی ہو رہی تھی۔ اپنی خیمے کے سامنے وہ بڑی بیزاری اور بڑی تیزی سے چکر لگا رہی تھی۔

اس کے بلور سے تراشے بدن ۔ کمر کے سبھی زاویوں۔ رخشندہ تابش لب و رخسار اور خطوط بدن سے تھکاوٹ اور پژمردگی ٹپکتی تھی ۔ ایسے میں اسکی بڑی بہن زربال اپنے خیمے سے نکلی ۔ تھوڑی دیر تک خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر وہ عدنیہ کو ٹہلتے اور پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے دیکھتی رہی ۔چاند کی چاندنی میں عدنیہ کی یہ حالت دیکھتے ہوئے زربال کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ پھر وہ باہر آئی اور ایک دم خیمے کے سامنے ٹہلتی عدنیہ کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی ۔

میں جانتی ہوں یرمیحا کے اتنی دیر تک نہ آنے کی وجہ سے تم پریشان اور فکر مند ہو۔ پر یہ بھی تو دیکھو مخیدون بھی اسکے ساتھ گیا ہوا ہے ۔ پھر تم یوں اپنے خیمے کیسامنے ٹہلتے ہوئے پریشانی تفکرات کا اظہار کیوں کر رہی ہو ۔

اپنی بہن زربال کے اس استفسار پر تھوڑی دیر تک عدنیہ نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر وہ روہانسی سی آواز میں بول پڑی ۔

زربال میری بہن دیکھو رات کتنی جا رہی ہے ۔ لشکر کے سبھی لوگ رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے اپنے خیموں میں آرام کرنے جا چکے ہیں ۔ لیکن وہ دونوں ابھی تک نہیں آئے ۔ ان کے نہ آنے کی وجہ سے میں پریشان اور فکر مند ہوں کہ کہیں یرمیحا کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو گیا ہو ۔

عدنیہ یہیں تک کہنے پائی تھی کہ رک گئی ۔ اس لیے کہ خیمے کے قریب ہی اسے گھوڑوں کے نتھنے پھڑپھڑانے اور بھاگنے کی آواز سنائی دی تھی ۔ پھر جب اس نے نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا تو چاندنی رات میں یرمیحا اور مخیدون خیمے کی طرف آ رہے تھے ۔ یرمیحا کو دیکھتے ہی عدنیہ کی چشم و نظر میں سرد گی کے خمار۔ نکہت نور و جمال جیسی خوشی ۔ نوید مئے نوشی اور خواہش ہم آغوشی جیسا سکون اور مرمری بازو اور مخملی جسم کے خراماں اور نوزائیدہ سرور سے دوچار ہونے کی خوشکن کیفیت چھا گئی تھی ۔ پھر وہ بھاگ کر آگے بڑھی یرمیحا کے گھوڑے کی باگ اس نے پکڑ لی اور گلوں شکووں سے بھرپور آواز میں اس نے یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ۔

لشکری کب کے سو گئے ہیں ۔ میں کتنی دیر سے خیمے کے باہر ٹہلتے ہوئے آپ کا

انتظار کر رہی ہوں ۔یرمیحا آپ کہاں رہ گئے تھے ۔

عدینہ کے اس استفسار پر یرمیحا مسکراتے ہوئے اپنے گھوڑے سے اترا ۔ اتنی دیر تک مخیدون بھی قریب آ گیا ۔یرمیحا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس کی صفائی پیش کرتے ہوئے مخیدون بول پڑا ۔

عدینہ میری بہن ۔ اس بیچارے نے کہاں رہنا ہے صرف تمہیں ہی اس سے محبت نہیں اسے جو تم سے محبت ہے وہ میں سمجھتا ہوں تمہاری محبت سے بھی زیادہ ہے تمہارے بغیر جو باہر رہتا ہے ۔اس موقع پر جو اس کی کیفیت ہوتی ہے تم نہیں میں جانتا ہوں ۔

سن عدینہ دیر اس لیے ہوئی ہے کہ آج ہم نے ایک حویلی کا انتظام کر لیا ہے ۔ یوں جانو ہم نے ایک انتہائی عمدہ قسم کی حویلی خریدی ہے اس کی ادائیگی بھی ہم نے کر دی ہے ۔ گو حویلی کی خریداری سے ہم سورج غروب ہونے سے پہلے ہی فارغ ہو چکے تھے ۔ لیکن ہم نے ضروریات کی ہر شئے خرید کر حویلی کو اس سے مزین کر دیا ہے ۔ حویلی کو ہم تالا لگا کر آئے ہیں ۔اب تم دونوں بہنیں تیار ہو جاؤ ۔ میں اور مخیدون ابھی تم لوگوں کو لے کر اس حویلی کی طرف جاتے ہیں ۔آج کے بعد تم وہیں رہو گے ۔ اس وقت رات کافی جا چکی ہے ۔اس وقت اگر ہم لشکر گاہ سے حویلی میں منتقل ہو جاتے ہیں تو کسی کو شک و شبہ نہیں ہو گا ۔ تم دونوں بہنیں تیار ہو ۔ میں نیمیا اور زرمون کو لے کر آتا ہوں ۔انہیں لشکر گاہ سے نکلنے کا یہ بہترین وقت ہے ۔

ان دونوں کو ہم دن کے وقت حویلی میں منتقل نہیں کر سکتے ۔ لہذا میں ان دونوں کی طرف جاتا ہوں ۔ تم دونوں بہنیں فوراً تیار ہو ۔یرمیحا میرے بھائی تم کچھ فالتو گھوڑوں کا بھی انتظام کر دو ۔ جن پر عدینہ ۔ زربال ۔ نیمیا اور زرمون بیٹھ جائیں گے میرے خیال میں دو ہی فالتو گھوڑے کافی ہیں ۔ایک پر عدینہ اور زربال بیٹھ جائیں گی اور دوسرے پر زرمون اور نیمیا دونوں باپ بیٹی بیٹھ جائیں گے اور یہ دونوں گھوڑے اسی حویلی میں ہی رہیں گے ۔

یرمیحا نے مخیدون کی اس تجویز سے اتفاق کیا اسکے بعد مخیدون اپنے گھوڑے کو وہیں کھڑا کرنے کے بعد یرمیحا اور عدینہ کے خیمے سے بالکل ساتھ والے خیمے کی طرف

بڑھاتا کہ وہاں سے نیمیا اور زرمون کو نکال کر لائے ۔
خیمے کے دروازے پر جا کر مخیدون پہلے کھانسا اندر سے زرمون کی دھیمی سی آواز سنائی دی کون ہے ۔
جواب میں مخیدون نے رازدارانہ سی آواز میں کہا ۔ میرے محترم میرے. بزرگ میں مخیدون ہوں ۔ اندر آنا چاہتا ہوں ۔ زرمون کی اس بار خوشی ملی جلی آواز سنائی دی مخیدون میرے بیٹے آؤ ۔ کیا بات ہے ۔
مخیدون خیمے میں داخل ہوا ۔ نیمیا اور زرمون دونوں باپ بیٹی ابھی تک جاگ رہے تھے ۔ ان کے قریب آکر مخیدون نے سرگوشی کی ۔
زرمون میرے محترم ۔ نیمیا میری بہن ۔ تم لوگوں کی رہائشکے لیے جبلہ شہر میں ایک حویلی کا بندوبست کر دیا گیا ہے ۔ حویلی خرید لی گئ ہے ۔ اور حویلی میں بازار سے ضروریات کا سارا سامان خرید کر ڈال دیا گیا ہے ۔ میں اور یرمیحا ابھی ابھی یہ سارے انتظام کر کے لوٹے ہیں ۔ میں نے زربال اور عدسیہ دونوں بہنوں کو تیار ہونے کے لیے کہا ہے لہذا آپ دونوں باپ بیٹی بھی اپنی ضرورت کا سامان سمیٹیں اور میرے ساتھ عدسیہ کے خیمے کی طرف چلیں تاکہ میں اور یرمیحا رات کی تاریکی میں تم چاروں کو لے کر جبلہ کی اس حویلی کی طرف چلیں جو ہم نے خریدی ہے ۔
دن کے وقت اس حویلی میں صرف تم دونوں ہی کو نہیں عدسیہ اور زربال کو بھی منتقل نہیں کیا جا سکتا میں نہیں چاہتا کہ لشکریوں میں سے کوئی اس حویلی کو جان سکے جس میں آپ لوگوں کو رکھا جانا ہے ۔ لہذا رات کے وقت اس حویلی کی طرف جانا ہمارے لیے انتہائی مناسب ہے ۔ میرے خیال میں اب وقت ضائع نہ کرو عدسیہ اور زربال بھی دونوں بہنیں بڑی تیزی سے اپنی تیاری مکمل کر رہی ہوں گی ۔ میں تھوڑی دیر یہاں بیٹھتا ہوں تم دونوں نے جو اپنا سامان لینا ہے ۔ وہ سمیٹو پھر میرے ساتھ چلو

اس کے ساتھ ہی مخیدون ایک.نشت پر بیٹھ گیا تھا زرمون اور نیمیا دونوں باپ بیٹی بڑی تیزی سے اپنا سامان گٹھری کی صورت میں باندھنے لگے تھے اس کام کی تکمیل کے بعد وہ دونوں مخیدون کے ساتھ ہو لیے مخیدون انہیں لے کر یرمیحا اور عدسیہ کے

یے میں آیا ان کے آنے تک عدینہ اور زربال نے بھی اپنی تیاری مکمل کر رکھی تھی ۔ ٹوٹخمان بھی اس وقت وہیں تھا پھر خیمے میں داخل ہونے کے بعد مخیدون نے ٹوٹخمان کو مخاطب کیا۔

میں اور یرمیحا دونوں عدینہ زربال نیمیا اور زرمون کو لے کر جبلہ میں خریدی جانے والی حویلی کی طرف جا رہے ہیں ۔انہیں رات کے وقت وہاں منتقل کرنا ہمارے لیے بڑا سود مند ہے ۔ٹوٹخمان فوراً مخیدون کی بات کاٹتے ہوئے بولا تھا۔

مخیدون میرے بھائی مجھے سب کچھ یرمیحا بتا چکا ہے تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں میرے خیال میں حویلی کی طرف منتقل ہونے کے لیے یہ بہترین وقت ہے ۔میں لشکر گاہ میں ہی رہتا ہوں ۔میں بعد میں حویلی دیکھ لوں گا۔فی الحال تم دونوں بھائی ان چاروں کو لے کر جاؤ اور سنو مخیدون تمہاری غیر موجودگی میں ہم چاروں نے مل کے فیصلہ کیا ہے اور وہ یہ کہ یہ رات یرمیحا وہیں عدینہ کے پاس حویلی میں ہی رہے گا جبکہ تم لشکر گاہ میں واپس آ جانا۔

اس کے بعد بھی مخیدون میرا خیال ہے ۔اکثر و بیشتر یرمیحا جب رات گہری ہو جایا کرے گی ۔تو لشکر گاہ سے نکل کر عدینہ کے پاس حویلی میں چلا جایا کرے گا۔اس طرح ان کی حفاظت بھی وہاں بہتر انداز میں ہو سکے گی اور عدینہ اور یرمیحا کو اکٹھے رہنے کا موقع بھی مل جایا کرے گا۔

مخیدون نے ٹوٹخمان کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر چار گھوڑوں کو خیمے کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ایک گھوڑے پر زربال اور عدینہ بیٹھ گئیں دوسرے پر زرمون اور نیمیا کو بٹھایا گیا۔مخیدون اور یرمیحا بھی اپنے گھوڑوں پر بیٹھ گئے پھر رات کی تاریکی میں وہ جبلہ شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

وہ رات یرمیحا نے عدینہ کیساتھ حویلی میں ہی گزاری تھی ۔مخیدون واپس آ گیا تھا۔اب سلسلہ کچھ یوں چل نکلا تھا کہ اکثر و بیشتر یرمیحا رات حویلی میں عدینہ کے پاس گزارتا ۔دن کا پورا وقت وہ لشکر گاہ ہی میں رہتا اس طرح دن گزرتے تھے ۔یہاں تک کہ جبلہ کی اس حویلی میں عدینہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور اس بیٹے کی پیدائش پر جہاں عدینہ اور یرمیحا بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے ۔وہاں مخیدون زربال نیمیا اور زرمون کی خوشیوں

کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ بہر حال حتیوں کے متوقع حملے سے نمٹنے کے لیے لشکر ابھی تک وہیں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ تاہم عدینہ اور بچے سے ملنے کے لیے پہلے کی طرح اکثر و بیشتر یرمیحا رات کے وقت حویلی ہی میں قیام کرتا تھا۔ اس طرح دن ہفتوں میں۔ ہفتے مہینوں میں ڈھلتے چلے گئے تھے۔

OOO

ایک روز شام کے قریب عدینہ اپنے بچے کو دودھ پلانے کے بعد بچے کو گود میں لیے اداس اور افسردہ سی بیٹھی تھی کہ اس کی کمرے میں نیمیا داخل ہوئی۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑی گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔ پھر اس کے قریب بیٹھ گئی۔ اس کے بعد نیمیا کی انتہائی سنجیدہ آواز اس کمرے میں بلند ہوئی تھی۔ اس نے عدینہ کو مخاطب کیا۔

عدینہ میں دیکھ رہی ہوں تم دوپہر سے کچھ پریشان فکر مند ہو تمہارا جھگڑا ہوا ہے۔ یا میں نے کوئی تمہارے مزاج تمہاری طبیعت کے خلاف بات کہہ دی ہے۔ یا میرے باپ نے تمہیں کچھ کہہ دیا ہے۔ اور دوپہر سے میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ اور سوچ رہی تھی کہ شاید اس سلسلہ میں تم کچھ کہنے میں پہل کرو۔ لیکن تمہاری حالت ابھی تک کی ویسی کے ویسے ہی ہے۔ اس بناء پر مجھے مجبوراً اس کی وجہ پوچھنا پڑی ہے۔

جواب میں تھوڑی دیر تک عدینہ بڑے غور اور بڑے اچنبھے پن میں نیمیا کو دیکھتی رہی۔ پھر اس کی آواز سنائی دی۔

نیمیا میری بہن نا مجھے تمہارے سلوک سے کوئی شکوہ گلہ ہے۔ نا تمہارے محترم باپ زرمون سے۔ جہاں تک میرے شوہر میرے ندیم میرے جلیس یرمیحا کا تعلق ہے۔ تو یرمیحا سے تو میں ایسی خوش ہوں کہ اس قسم کی خوشی سے پہلے میں آشنا ہی نہ ہوئی تھی۔ دیکھ نیمیا میں تجھے اپنی بہن جیسا سمجھتی ہوں۔ میں ایک بات تجھ سے کہنے لگی ہوں۔ پر تو ایک وعدہ کر تو یہ بات کسی اور سے نہ کہنا۔

عدینہ کے ان الفاظ سے نیمیا فکر مند ہو گئی تھی۔ پھر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

عدینہ تو بلا جھجک کہہ کیا تو مجھ سے توقع رکھتی ہے۔ کہ میں تمہارے راز کو راز نہ رہنے دوں گی۔ یا جو بات تم کہو گی وہ میں دوسروں سے کہتی پھروں گی۔ نہیں کم از کم نیمیا

ایسا نہیں کر سکتی ۔ کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو ۔

نیمیا کی اس گفتگو سے عدینیہ کو کسی حد تک حوصلہ ہوا تھا ۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچتی رہی ساتھ ہی ساتھ اپنی گود میں کھیلتے بچے کو دیکھتے ہوئے مسکراتی رہی پھر کسی قدر سنجیدہ ہوئی اسکے بعد نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا ۔

نیمیا آج دوپہر کے وقت میں نے ایک انتہائی ہولناک خواب دیکھا ۔ اسی خواب کی وجہ سے میں پریشان اور فکر مند ہوں ۔ میں تمہارے سامنے اس خواب کا ذکر کرنے لگی ہوں ۔ پر تو کسی کے سامنے بھی وہ خواب بیان نہ کرنا ۔ اس طرح مجھے ڈر ہے ۔ یرمیحا فکر مندی اور پریشانی کا شکار ہو جائے گا ۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میری اور یرمیحا کی شادی کا علم کچھ نا معلوم اور نا آشنا سے لوگوں نے میرے باپ اور اس کی ماں طائی تک پہنچا دیا ۔ میں نے خواب میں دیکھا جب میری اور یرمیحا کی شادی کی خبر میرے باپ اخناتون کی ماں طائی کو ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہو گئی ۔ خواب میں میں نے دیکھا طائی اس قدر غصے میں تھی کہ اسکے کپڑے آگ میں جل رہے تھے اور وہ بے پناہ غصے اور غضبناکی کا اظہار کر رہی تھی ۔ پھر اسی غضبناکی میں طائی نے میرے باپ کو حکماً کہا کہ اس جرم میں یرمیحا اور عدینیہ کو گرفتار کر لیا جائے

میری بہن آگے جو میں نے خواب میں دیکھا وہ یہ کہ میرے باپ اخناتون نے اپنی ماں طائی کے حکم کی پیروی کی ۔ اس نے مجھے اور یرمیحا کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیا ۔ میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ مجھے اور یرمیحا کو گرفتار کر لیا گیا اور ہم دونوں کو میرے باپ اخناتون اور اس کی ماں طائی اور بڑے پجاری کیرتون کے سامنے پیش کیا گیا گویا یہ تینوں ہی ہمارے مقدمے کا فیصلہ کرنے والے تھے ۔

نیمیا میری بہن خواب میں میں نے دیکھا ۔ تینوں نے مل کے جو میرے متعلق فیصلہ کیا وہ یہ کہ میں نے چونکہ شاہی خاندان سے باہر اپنی مرضی سے شادی کی اور وہ بھی ایک اسرائیلی سے ۔ سب سے پہلے اسرائیلی سے شادی کرنے پر جو مجھے سزا سنائی گئی وہ یہ کہ میرا ایک ہاتھ کاٹ دیا گیا اور میرے اس کٹے ہوئے ہاتھ کو ممی کر کے سونے کے ایک چھوٹے سے صندوق میں محفوظ کر دیا گیا ۔

اس کے بعد میرے باپ میری دادی اور میری دادی کے بھائی کیرتون کے

فیصلے کے مطابق گلا گھونٹ کر میرا خاتمہ کر دیا گیا۔ میرا سر قلم نہیں کیا گیا نا ہی مجھے کسی اور طریقے سے قتل کیا گیا۔ اس بنا پر تا کہ میری ممی کو محفوظ کیا جا سکے۔ میرا گلا گھونٹنے کے بعد میری ممی کو محفوظ کر کے سقارہ کے اہرام میں ڈالیا گیا۔

جہاں تک یر میحا کا تعلق ہے تو میرے ساتھ شادی کرنے کے جرم میں اسے زندان میں ڈالا گیا اور اس کے لیے سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا جس روز اس جرم کی سزا کے طور پر یر میحا کی گردن کاٹی جانی تھی۔ اس سے ایک روز پہلے یر میحا نامعلوم طریقے سے زندان سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد یر میحا کا کیا بنا میں نے خواب میں کچھ نہ دیکھا اس بنا پر کہ مجھے اسی دوران تمہاری آواز سنائی دی میری نیند اچاٹ ہو گئی اور خواب ٹوٹ گیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عد نیہ رکی کچھ سوچا اس کے بعد اس کی متفکر سی آواز پھر سنائی دی۔

اسی خواب کی وجہ سے میں دوپہر سے متفکر اور پریشان ہوں میں غمزدہ ہوں کہ یہ خواب کہیں حقیقت کا روپ نہ دھارے دیکھ نیمیا مجھے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں اب نہ میں آمون دیوتا کو ماننے والی ہوں نہ راع دیوتا پر عقیدہ رکھتی ہوں اب میں اپنے شوہر یر میحا کی طرح صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کرنے والی ہوں۔ اسے ہی اپنا خالق مالک اور آقا خیال کرتی ہوں آمون اور راع دیوتا کے چکروں سے میں نکل چکی ہوں۔ اب میرا عقیدہ یہ ہے کہ زندگی مستعار ہے۔ ایک نہ ایک روز موت نے آنا ہے اور موت کے اس وقت کو کوئی بھی نہیں ٹال سکتا اس لیے کہ موت کا وقت اس کائنات کے خالق نے ہر انسان کے لیے متعین کیا ہے۔ لیکن نیمیا میری بہن جب میں یہ سوچتی ہوں کہ یر میحا کو مجھ سے جدا کر دیا جائے گا اور جب میں یہ سوچتی ہوں کہ یر میحا کو میری خاطر دشواریوں اور سزائے موت کی اذیتوں سے گزرنا پڑے گا تو یاد رکھو میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔ اور مجھ پر قبل از وقت ہی موت کی اذیت طاری ہونے لگتی ہے۔ جو خواب میں نے دیکھا جس کی وجہ سے میں دوپہر سے پریشان تھی وہ میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیا ہے۔

عد نیہ کے اس انکشاف پر نیمیا بیچاری تھوڑی دیر تک عجیب سے خیالات میں غرق رہی وہ متفکر تھی۔ سنجیدہ اور گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ پھر شاید اس نے کوئی

فیصلہ کیااور عدینہ کادل رکھنے کے لیے بول پڑی ۔

میری بہن یہ ضروری نہیں کہ دیکھاہواہر خواب سچاہو ۔ یہ تمہاراوہمہ بھی ہو سکتا ہے ۔اس لیے کہ میرے خیال میں تمہارے ذہن میں ہر وقت یہی خدشات منڈلاتے رہتے ہیں کہ اگر تمہاری شادی کاعلم تمہارے باپ کو ہو گیاتو تمہاراانجام کیاہوگا۔میرے خیال میں تمہاری انہی سوچوں کے نتیجہ میں تم اس خواب سے دوچار ہوئی ہو ۔میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ اس خواب کو اپنے ذہن سے نکال پھینکو خوش رہو ۔ تم اس ہستی کا شکریہ ادانہیں کرتی ہو جس پر تم ایمان رکھتی ہو ۔جس نے تمہیں چاند جیسا بیٹا عطا کیا ہے ۔ سن عدینہ جہاں تک آمون اور راع دیوتا کا تعلق ہے ۔تو میں خودان سے بیزار ہوتی دکھائی دے رہی ہوں ۔میں گزشتہ کئی ماہ سے تمہارے ساتھ قیام کئے ہوئے ہوں اس دوران تمہارے ساتھ بھی میری گفتگو ہوتی رہی ہے ۔یرمیحا بھی میرے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے رہے ہیں ۔ تمہارے اور یرمیحا کے ساتھ مذہب سے متعلق باتوں نے مجھے بےحد متاثر کیا ہے ۔ابھی تک میں نے اپنے باپ پر تو انکشاف نہیں کیا۔دیکھ آج میں تم پرانکشاف کرتی ہوں ۔ کہ تمہاری طرح میں بھی اب آمون اور راع دیوتا کے چکروں سے نکل چکی ہوں اور آج تمہارے سامنے میں بھی یہ عہد کرتی ہوں کہ تمہاری اور یرمیحا کی طرح میں بھی اس خدا کو ماننے والی ہوں کہ جو صرف اکیلا ہے ۔واحد ہے لاشریک ہے اس کائنات کا پیدا کرنے والا نہیں بلکہ اس کو چلانے والا بھی ہے ۔

عدینہ میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ بالکل فکر نہ کرو ۔اگر تم فکر مند رہو گی تو یادرکھنا یرمیحا تمہاری اس حالت کا جائزہ لے لے گا ۔اور تمہیں مجبور کردے گا کہ تم اپنی اس اداسی اور افسردگی کی وجہ بتاؤ تو کیاجو وجہ تم نے مجھے بیان کی ہے وہ یرمیحا کو بھی بتادو گی ۔ اس پر عدینہ تڑپ جانے کے انداز میں کہہ اُٹھی ۔

نہیں نیمیا یہ خواب میں کسی بھی صورت یرمیحا سے نہیں کہوں گی میں تمہاری نصیحت پر عمل کروں گی ۔ اس خواب کو میں بھول جاؤں گی ۔ اور پہلے کی طرح خوش اور مطمئن رہنے کی کوشش کروں گی ۔پر نیمیا اب جبکہ تو میری رازدان ہے ۔میں تم سے ایک بات کہنا پسند کروں گی ۔ دیکھ میری بات کا برا مت ماننا اور اس کا جواب وہی دینا جو تمہارے دلی جذبات ہوں گے میرا دل رکھنے کی خاطر یا مجھے افسردگی سے بچانے کی خاطر میری

بہن جھوٹ کا سہارا مت لینا اگر تم سچ بات کہو گی تو مجھے اتنی خوشی ہو گی جس کا میں بیان کر سکوں گی۔

عدینہ کے ان الفاظ نے نیمیا کو پھر کسی قدر پریشان کر دیا تھا۔ اور اس نے اچنبھے پن سے عدینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اب تم کیا کہنے والی ہو جس خواب نے تمہیں پریشان کر رکھا تھا وہ تم نے مجھ سے کہہ کر اپنا آپ ہلکا کر دیا اب خوش رہنے کی کوشش کرو اب مزید تم مجھ سے کیا کہنے والی ہو۔

نیمیا تیرے ساتھ اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور اہم فیصلہ کرنے والی ہوں اس بناء پر تم سے کہا ہے کہ جھوٹ مت کہنا ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں عدینہ نے نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اسکے بعد عدینہ نے پھر سلسلہ کلام شروع کیا۔

اگر میں تم سے یہ سوال کروں کہ یرمیحا تمہیں کیسا لگتا ہے۔ تو تمہارا کیا جواب ہو گا۔ یا دوسرے الفاظ میں میں تم سے یہ بھی پوچھ سکتی ہوں اگر یرمیحا کی مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور اس کا تمہارے ساتھ اس طرح اٹھنا بیٹھنا ہوتا تو کیا تم اسے میری طرح پسند کرتیں اسے اپنا شوہر خود کو اس کی بیوی بنانا پسند کرتیں۔ نیمیا میں تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں مجھ سے جھوٹ مت بولنا جو تمہارے دل کی آواز ہو وہی مجھ سے کہنا اپنے پاس سے مصنوعی جواب بنا کر میرے سامنے پیش مت کر دینا۔

عدینہ کے اس استفسار پر نیمیا تھوڑی دیر تک بڑی سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر اس کے چہرے پر ہلکی مگر بڑی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا بڑے پیار سے ایک چپت اس نے عدینہ کے گال پر لگائی پہلے اس نے عدینہ کی گود سے بچے کو اچکتے ہوئے اسے ہوا میں دو تین بار اچھالا پھر اسے جی بھر کے چوما اور اس کے بعد اسے اپنی گود میں لیتے ہوئے نیمیا نے کہنا شروع کیا۔

میں تمہاری طرح گوشت پوست کی عورت ہوں زندگی کی بالکونی میں رکھی برف کی کوئی بغیر جذبوں کی سل نہیں ہوں جہاں تک یرمیحا کا تعلق ہے تو وہ زیست کے دریائے تند جیسا جرات مند۔ ... کے گہرے سمندر جیسا طاقتور اور کرب کی ژالہ باری

جیسا زور آور ہے۔ جہاں تک اس کے کردار کا تعلق ہے تو وہ وقت کے تالاب میں تقدس کی علامت نیلی فضاؤں میں اڑتے سنہری پروں اور صداقت کے زندہ نشانوں کی مانند ہے۔ جہاں تک دوسروں کے ساتھ اس کے سلوک کا تعلق ہے تو وہ بدن پر سجتے کاسنی پیرہن اور فرشتوں کے اجلے پروں کی مہک جیسا پسندیدہ ہے۔

ہر عورت یہ چاہتی ہے کہ اس کے لیے ذلت کے بحران میں اس کا کوئی جذبوں کی یلغار جیسا محافظ ہو کثرت آلام میں کوئی ہواؤں کے پرزور قافلوں جیسا پاسبان ہو ہر عورت یہ خواہش کرتی ہے کہ طبقاتی تضادات معاشی ناہمواری بے چہرہ المیوں اور ماحول کی بے چینی میں کوئی مرد اس کا ساتھی ہو کوئی اس کا اپنا مرد ہو جو اس کے لیے درد کا درماں دل کا قرار بنے جو اس کے لیے زمانے کی دوریاں سمیٹ کر ہجر کے ماتم کو وصل کی خوشیوں میں تبدیل کر دے۔

تو نے چونکہ مجھے سچ بولنے کے لیے کہا ہے اس لیے جو کچھ میرے دل میں ہے وہی تم سے بیان کروں گی۔ اگر تمہاری شادی یرمیحا سے نہ ہوئی ہوتی۔ تو قسم سارے جہانوں کے مالک کی میں یرمیحا پر اپنے آپ کو اس طرح انڈیل دیتی جس طرح شہد کا برتن اوندھایا جاتا ہے۔ اگر تم اس کی بیوی نہ بن چکی ہوتیں تو میں ضرور اسے اپنی طرف راغب کرتی متوجہ کرتی اور خود اسے پیشکش کرتی کہ میں اس کی بیوی بننا چاہتی ہوں بلکہ میں یہاں تک بھی کہہ سکتی ہوں کہ اگر تمہاری جگہ کوئی اور یرمیحا کی بیوی ہوتی اور میرا اس کے ساتھ ایسے ہی اٹھنا بیٹھنا ہوتا جس طرح تمہارے ساتھ ہے تو میں اسکی بیوی سے بھی کہتی کہ مجھے یرمیحا کے ساتھ تعلقات میں اپنا ساجھی اپنا شریک بنا لو یعنی میں اس سے گزارش کرتی کہ اپنی طرح مجھے بھی وہ یرمیحا کی زوجیت میں داخل کر لے۔ لیکن تمہارے ساتھ میں یہ معاملہ نہیں کر سکتی۔

یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے نیمیار کی کچھ سوچا اس کے بعد دوبارہ اس نے کہنا شروع کیا تھا۔

عدسیہ تو جانتی ہے میں نے اپنی زندگی کا بیشتر وقت ہمیشہ آمون دیوتا کے مندر کے اندر ہی رہ کر گزارا ہے مجھے بہت کم مردوں سے سامنا کا موقع ملا میں نے زیادہ وقت تنہائی اور انتظار ہی کی کیفیت میں بسر کیا نہ میں زیادہ تر مردوں میں اٹھی بیٹھی نہ مجھے ان کی

صحبت سے لطف اندوز ہونے کا کوئی موقع ملا۔یر میحا پہلا شخص ہے جس کے ساتھ میں اس
قدر بے تکلفی سے اٹھی بیٹھی ہوں جن لطیف جذبات کا تو نے ذکر کیا ہے ایسے ہی لطیف
جذبات میرے دل میں اس وقت بھی اٹھے تھے جس وقت دریائے نیل کے اندر یر میحا نے
مجھے تیراکی سکھانی شروع کی تھی ۔پر اس دوران میں نے تمہاری کیفیت تمہاری حالت سے
اندازہ لگالیا تھا کہ تم اندر ہی اندر یر میحا کو چاہتی ہو پر برملا اس کا اظہار کرنے کی ابھی جرات
نہیں رکھتی ہو اسی بناء پر عدینہ میری بہن میں نے اپنے آپ کو یر میحا سے دور ہی رکھا اپنے
آپ کو اس کی طرف مائل نہیں ہونے دیا۔قسم خداوند کی اگر مجھے اس وقت یقین ہو جاتا کہ
تو یر میحا کی طرف مائل نہیں ہے اس سے محبت نہیں کرتی تو میں اس سے ایسی بے پناہ محبت
کی ابتداء کرتی کہ تو خود دنگ رہ جاتی لیکن عدینہ میری بہن اب وقت گزر چکا ہے ۔جو ہونا
تھا ہو چکا بس میرا مدعا اب یہ ہے کہ تم اور یر میحا کامیاب اور پر سکون زندگی بسر کرو۔

یہاں تک کہنے کے بعد نیمیا رکی تھی اس دوران اس نے کچھ سوچا پھر دوبارہ اس
نے عدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

میری بہن تو نے یہ موضوع چھیڑا تو میں نے تمہارے ان سوالات کا جواب دیا
پر میری گزارش ہے کہ آئندہ کبھی اس موضوع پر گفتگو نہ کرنا اگر اس گفتگو کی خبر یر میحا کو
ہو گئی تو یہ سوچو وہ میرے متعلق کیا خیال کرے گا اب وہ مجھ سے ہمدردی کرتا ہے ۔جس
طرح تمہارا خیال کرتا ہے ۔میرا بھی خیال رکھتا ہے۔ایسا وہ کس جذبات کے تحت کرتا ہے
مجھے اس سے کوئی غرض وغایت نہیں بس میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ایک پاسبان
ایک ہمدرد اور نگہبان کی طرح میرا خیال رکھتا ہے ۔میں سمجھتی ہوں میرے لیے یہی کافی ہے
اس سے بڑھ کر نہ میں یر میحا سے کسی رویے کسی امید کی توقع رکھتی ہوں نہ ہی عدینہ میری
بہن میں تمہارے اور یر میحا کے درمیان آنا چاہتی ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد نیمیا خاموش ہو گئی تھی ۔اس دوران عدینہ ہلکی ہلکی
مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھتی رہی اسکے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا
شروع کیا۔

نیمیا میں تمہاری گفتگو سے قطعاً اتفاق نہیں کرتی سن میری بہن اب وقت
تقاضا تمہیں اور یر میحا کو خود بخود ایک دوسرے کے نزدیک لانا چاہتا ہے میری بہن جو کچھ

کہنا چاہتی ہوں ذرا غور سے سن۔

میں یرمیحا کے بچے کی ماں بن چکی ہوں کچھ عرصہ تک مزید ہم یہاں قیام کریں گے۔ اس وقت ہمیں حتیوں کی طرف سے ایک اور خطرہ ہے۔ اگر وہ یہ حملہ کرتے ہیں اور اس حملے کو ہم پسپا کر دیتے ہیں تو زیادہ عرصہ تو ہم یہاں اپنے لشکر کے ساتھ قیام نہیں کر سکیں گے ایک نہ ایک روز ہمیں یہاں سے واپس مصر کی طرف جانا ہے۔ اور ہاں میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میرے باپ نے اپنا مرکزی شہر تھبیس سے اختاتون منتقل کر دیا ہے یہاں سے کوچ کرنے کے بعد جب میں یرمیحا کے ساتھ نئے آباد ہونے والے شہر اختاتون میں جاؤں گی تو تم جانتی ہو وہاں یرمیحا کی حالت میرے شوہر کی نہیں بلکہ ایک محافظ کی سی ہو گی۔

جس طرح شادی سے پہلے یرمیحا ایک محافظ کی حیثیت سے میری خوابگاہ کے ساتھ والے کمرے میں رہا کرتا تھا اب اختاتون پہنچ کر میرے اور یرمیحا کے درمیان وہی پہلے جیسی حالت حائل ہو جائے گی۔ اور تم جانتی ہو یہ حالت ایک بیوی کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ یرمیحا زیادہ سے زیادہ میرے ساتھ رہے میری توجہ میری ہمدردی کا حقدار بنا رہے لیکن ایسا سب کچھ میں لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر کر سکتی ہوں۔

دوسری بات جو میں کہنے والی ہوں وہ یہ کہ جس وقت میں اور یرمیحا اپنے لشکر کے ساتھ نئے مرکزی شہر اختاتون کی طرف جائیں گے تو بچے کو تو کسی بھی صورت میں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتی بچے کو میں یہیں تمہارے پاس ہی چھوڑ جاؤں گی اور تم ہی اس کی نگہداشت اور پرورش کرو گی۔ میری بہن مجھے اس کی فکر اور غم نہیں ہے کہ تم بچے کی نگہداشت اس کی پرورش کس طرح کرو گی اس سلسلے میں مجھے تم پر پورا یقین اعتماد اور بھروسہ ہے مجھے اس بات کی بھی فکر نہیں کہ اختاتون پہنچ کر میں اور یرمیحا کھل کر میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی کے دن نہیں گزار سکیں گے۔ میں وہ کھٹن دن بھی کسی نہ کسی طرح گزار لوں گی۔ مجھے اس وقت کا انتظار ہو گا جب میں اور یرمیحا کسی پابندی کے بغیر کھل کر میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکیں گے۔

میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ اختاتون شہر میں اگر مجھ پر پابندیاں لگائی

گئیں یرمیحا سے کھل کر مجھے نہ ملنے دیا گیا اور جب میں نے یہ اندازہ لگایا کہ جس طرح ایک بیوی کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہیے اس طرح میں چھپ کر بھی یرمیحا کے ساتھ نہیں رہ سکتی تب میں یرمیحا کو وہاں سے نکالوں گی اور بھاگ کر یہاں آجاؤں گی ۔ مجھے شاہانہ زندگی سے کوئی غرض و غایت نہیں نہ ہی مجھے اس بات کا دکھ ہو گا کہ میں شاہی زندگی کے لوازمات اور اس کی دولت سے محروم ہو گئی میرے دل میں بس ایک ہی تمنا ہے کہ میں کہیں بھی جہاں بھی موقع ملے اپنے شوہر اور بچے کے ساتھ زندگی بسر کروں اور ایسا میں مصر میں رہ کر نہیں کر سکتی۔

مصر میں اگر کسی پر یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ میں یرمیحا کی بیوی ہوں اور اس کے بچے کی ماں ہوں تو یاد رکھنا اور لوگوں کے جذبات کا تو میں نہیں جانتی کہ وہ کس رد عمل کا اظہار کریں گے ۔ لیکن میری دادی جو نیل کی ناگن کہلاتی ہے یاد رکھنا وہ میرے پیچھے پڑ جائے گی اور قدیم مصری روایات کے مطابق اس جرم کی جو سزا ہے وہ سزا وہ ہر صورت میں میرے باپ سے مجھے دلا کے رہے گی ۔ میرا باپ اس موقع پر اگر مجھ سے ہمدردی یا محبت کا اظہار بھی کرنا چاہے گا تو یاد رکھنا اپنی ماں کے ہوتے ہوئے وہ ایسا نہیں کر سکے گا اور میرے اس معاملے میں جو بھی فیصلہ میری دادی کرے گی میرا باپ ہر صورت میں اس پر عمل درآمد کرے گا ۔ لہذا ممکن ہے میں مصر میں زیادہ عرصہ تک کرب کی زندگی نہ گزاروں اور یرمیحا کو لے کر ان سرزمینوں کی طرف بھاگ آؤں اور پھر تم یہ بھی سوچو کہ میرا بچہ جو یہاں ہو گا اور میں مصر میں ہوں گی مجھے ہر وقت اس کا خیال رہے گا ۔ یہ میرے خیالوں میں میرے خوابوں میں بسا رہے گا اور میرے خیالات ہر وقت مجھے ان علاقوں کی طرف کھینچتے رہیں گے نیمیا ان تکلیف دہ حالات میں ہو سکتا ہے میں یرمیحا کے ساتھ مصر سے نکل کر ان علاقوں کی طرف آجاؤں اور تمہارے پاس قیام کروں ۔

میں کب لوٹوں اس کے لیے ہفتے بھی لگ سکتے ہیں مہینے بھی لگ سکتے ہیں سال بھی لگ سکتے ہیں اس دوران بچہ تمہارے پاس رہے گا ۔ ظاہر ہے تمہارے پاس جبلہ شہر کے لوگوں کا آنا جانا بھی ہو گا وہ تم سے یہ بھی پوچھیں گے کہ یہ بچہ کس کا ہے ۔ تم یہ تو نہیں بتاؤ گی کہ یہ بچہ مصر کی شہزادی عدنیہ کا ہے تم ہی کہو گی کہ یہ تمہارا اپنا بچہ ہے ۔ اس پر جب لوگ تمہارے شوہر کے متعلق پوچھیں گے تو سب سے پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم اپنے شوہر

کے متعلق کیا کہو گی۔

عدینہ کے اس سوال پر نیمیا بے چاری تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں غرق رہی پھر تفکرات میں ڈوبی ہوئی آواز میں وہ کہنے لگی عدینہ تمہارا کہنا ٹھیک ہے یقیناً لوگ مجھ سے اس بچے سے متعلق پوچھیں گے اور میرا یہی جواب ہو گا کہ یہ میرا اپنا بیٹا ہے پر جس وقت وہ اس بچے کے باپ اور میرے شوہر سے متعلق پوچھیں گے تو میرے پاس کوئی جواب نہ ہو گا اور نہ ہی ابھی تک میں نے اس موضوع پر کچھ سوچا ہے۔ اگر تمہارے ذہن میں کوئی بات ہے تو تم ہی کہو جیسا تم کہو گی میں ویسا ہی لوگوں کو جواب دے کر مطمئن کر دوں گی۔

نیمیا کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک عدینہ خاموش رہی وہ کچھ سوچتی رہی پھر شاید وہ کسی فیصلے پر پہنچنے میں کامیاب ہوئی اس لیے کہ نیمیا کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

نیمیا میرے ذہن میں ایک اور خدشہ بھی ہے پہلے میں تمہارے سامنے اس خدشے کا اظہار کرتی ہوں اس کے بعد میں تمہارے سامنے تجویز پیش کرتی ہوں۔

خدشہ یہ ہے کہ جب میں یرمیحا کے ساتھ واپس مصر چلی جاؤں گی تو اگر کسی کو یہ خبر ہو جاتی ہے کہ میں یرمیحا کی بیوی ہوں تو میں اور یرمیحا میرے خیال میں دونوں وقت کو ٹالنے کے لیے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم دونوں میاں بیوی نہیں کسی کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہو گا۔ جسے سامنے رکھتے ہوئے وہ یہ ثابت کر سکے کہ میں اور یرمیحا دونوں میاں بیوی ہیں۔ اگر معاملہ یہیں تک رہتا ہے تو پھر میرے خیال میں سکون رہیگا لیکن اگر کسی کو یہ بھی خبر ہو جاتی ہے کہ میں یرمیحا کے بچے کی ماں بھی ہوں اور حالات اگر یہیں تک پہنچ جاتے ہیں اور کوئی یہ بھی نشاندہی کر دیتا ہے کہ میرا بچہ یہاں تمہارے پاس پرورش پا رہا ہے تو اگر اس سلسلے میں تفتیش ہوتی ہے اور میرا باپ اپنے آدمی یہاں تمہارے پاس بھجواتا ہے تو تم یہ کہہ سکتی ہو یہ بچہ عدینہ کا نہیں تمہارا اپنا ہے لیکن وہاں بھی سب سے بڑا مسئلہ جو پیش آئے گا وہ یہ کہ جب لوگ تم سے تمہارے شوہر سے متعلق پوچھیں گے تو تمہیں بہرحال اپنے شوہر کا نام بتانا ہو گا۔ میرا باپ جب اختاتون شہر کی تعمیر کے سلسلے میں کئی بار میرے پاس آیا تو اس نے وہاں میرے ساتھ تمہیں بھی دیکھا تھا اب وہ یہ تو جانتا ہے کہ تمہارا تعلق

اسرائیل سے ہے اور تم ایک خادمہ کی حیثیت سے میرے ساتھ رہ رہی ہو اگر حالات ایسے ہی ابتر ہو جاتے ہیں اور مجھے یہ بتانا پڑتا ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں بلکہ تمہارا ہے تو پھر تمہیں بہرحال اپنے شوہر کا نام ظاہر کرنا ہو گا ان سارے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ تم یرمیحا سے شادی کر لو میں اور تم دونوں یرمیحا کی بیویاں بن کر رہیں گی اس کی خدمت کریں گی اگر حالات میرے اور یرمیحا کے لیے مصر میں خوشگوار نہ رہے تو ہم دونوں مصر سے نکل کر تمہارے پاس آجائیں گے اور یہاں میرے خیال میں میں اور تم دونوں یرمیحا کے ساتھ خوش و خرم زندگی بسر کر سکیں گے۔

اگر اس سلسلے میں کوئی تفتیش ہوتی ہے۔ تو میں یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ تم چونکہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی ہو میرے پاس تمہارا قیام تھا اس قیام کے دوران، تم نے یرمیحا کو پسند کرنا شروع کر دیا لہذا میں نے تمہاری اور یرمیحا کی شادی کا اہتمام کر دیا اور یہ بچہ یرمیحا ہی کا ہے یہ تو سب کچھ آنے والے حالات کی پیش بندی ہے۔ لیکن نیمیا میری بہن یہاں رہتے ہوئے بھی لوگ تم سے تمہارے شوہر سے متعلق پوچھ سکتے ہیں لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ یہاں قیام کے دوران ہی تمہاری یرمیحا کیساتھ شادی ہونا چاہیے تم یرمیحا کے ساتھ رہو اس شادی کے بعد یرمیحا سے تمہارے ہاں بھی بچے ہوں گے اور یہاں کے لوگ یرمیحا کو تمہارے پاس آتا جاتا دیکھتے رہیں گے تو ایسی صورت میں اگر یرمیحا میرے ساتھ مصر چلا جاتا ہے تو کوئی تم سے بچے کے باپ سے متعلق سوال نہیں کرے گا۔

اب یہاں ایک اور کٹھن صورتحال پیدا ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جب یرمیحا کی شادی تمہارے ساتھ ہو جائے گی اور یرمیحا میرے ساتھ مصر چلا جائے گا تو یقیناً اس کے انتظار میں تمہارے دن بڑے کٹھن اور ناخوشگوار گزرا کریں گے لیکن میری بہن میں تمہیں ان کٹھنائیوں میں نہیں ڈالوں گی میں چند ماہ مصر میں قیام کرنے کے بعد یرمیحا کو اس طرف بھیجوں گی وہ بچے کی خیریت بھی معلوم کر جائے گا اور تمہارے پاس بھی چند ماہ رہ جائے گا اس طرح بیوی کی حیثیت سے میں اور تم دونوں یکساں طور پر یرمیحا کی صحبت سے لطف اندوز ہو سکیں گی۔

ویسے بھی نیمیا وہاں رہتے ہوئے میں حالات کا بڑی گہری نگاہ سے جائزہ لوں گی۔ ہو سکتا ہے میرا باپ کسی سے میری شادی کرنا چاہے اس لیے کہ جب میں وہاں سے روانہ

ہوئی تھی تو میرا باپ میری ماں سے میری شادی کی کہیں بات پکی کرنا چاہتا تھا لیکن میری ماں نے اس معاملے کو ٹال دیا تھا ہو سکتا ہے جب میں مصر جاؤں تو میرا باپ میری شادی سے متعلق کوئی فیصلہ کرنا چاہے ایسی صورت میں نیمیا میری بہن میرا مصر میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ بہرحال میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ جب تک حالات مصر میں میرے اور یرمیحا کے لیے کسی قدر سازگار رہیں گے اس وقت تک میں اور یرمیحا وہاں رہیں گے۔ یرمیحا کا چونکہ کمرہ میرے ساتھ ہی ہوا کرے گا لہذا رات کا وقت میں یرمیحا کے پاس بسر کر سکوں گی۔ دن کے وقت ہم دونوں میاں بیوی علیحدہ علیحدہ ہو جایا کریں گے۔ اور جب میں نے دیکھا کہ اب میاں بیوی کی حیثیت سے میں اور یرمیحا مصر میں نہیں رہ سکتے تو یاد رکھنا میں یرمیحا کو لے کر اپنے ماں باپ اور شاہی افراد کو بتائے بغیر مستقل طور پر یہاں آجاؤں گی اور یہاں ہم اکٹھے رہتے ہوئے خوشگوار زندگی بسر کریں گے کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دوں گی کہ میں یرمیحا کی بیوی ہوں اور اس کے ساتھ میں مصر سے نکل کر جبلہ جیسے شہر میں گمنام زندگی بسر کر رہی ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عدسیہ رکی تھوڑی دیر تک غور سے اس نے نیمیا کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی۔

نیمیا میری بہن جو کچھ میں کہنا چاہتی تھی کہہ چکی۔ اب تم کہو۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا ردعمل کیا جواب ہے۔

عدسیہ کے اس استفسار پر تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے نیمیا مسکراتی رہی۔ خوش ہوتی رہی ساتھ ہی ساتھ وہ بچے کو بھی کبھی کبھی چومتی اور اپنے ساتھ لپٹا لیتی۔ پھر کسی قدر سنجیدہ ہوئی اور عدسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

عدسیہ اگر تم یرمیحا کے معاملے میں اپنا حصہ دار اپنا ساجھی بنانا چاہتی ہو تو سنو۔ میں اسے اپنی خوش قسمتی اپنی نیک بختی خیال کروں گی۔ اگر تم مجھے اپنے ساتھ یرمیحا کی بیوی بنانا چاہتی ہو تو میں سمجھوں گی کہ میں دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی ہوں۔ مجھے تمہاری یہ تجویز تمہارا یہ فیصلہ منظور اور قبول ہے۔ پر دیکھ میری بہن میرے ہاں کر لینے سے سارے معاملے تو حل نہیں ہو جائیں گے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو تمہیں یرمیحا سے بات کرنا ہو گی۔ ہو سکتا ہے

اسے یہ تجویز نامنظور ہو۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے اپنی بیوی نہ بنانا چاہے۔ میرے ساتھ شادی نہ کرنا چاہے۔ پھر جو تجویز میں نے اور تم نے مرتب کی ہے اسے ترتیب دینے کا کیا فائدہ ہے۔

نیمیا! یرمیحا کے متعلق تو تمہیں بالکل فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں یرمیحا سے میں خود بات کروں گی۔ میں اس کی طبیعت اس کی فطرت اس کی سرشت سے خوب آگاہ ہوں۔ میں جانتی ہوں وہ میری بات کو ٹالے گا نہیں۔ وہ ایسا ہی کرے گا۔ جیسا میں کہوں گی۔ ہاں اس سلسلے میں اگر تم اپنے باپ سے مشورہ کرنا چاہو تو کر سکتی ہو تاکہ میں جان سکوں کہ وہ کس رد عمل کا اظہار کرتے ہیں۔

نیمیا جواب میں مسکراتے ہوئے کہہ اٹھی۔

عدینہ اس سلسلے میں تم میرے باپ کے رد عمل کی کوئی فکر نہ کرو۔ وہ ایسا ہی کریں گے۔ جیسا میں چاہوں گی۔ ویسے میں آج تھوڑی دیر تک اس سلسلے میں ان سے بات کرونگی۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس تجویز سے اتفاق کریں گے۔

نیمیا جب خاموش ہوئی تو عدینہ نے پھر کہنا شروع کیا۔

نیمیا کاش اس موقع پر زربال بھی یہاں ہوتی۔ وہ چونکہ لشکر گاہ میں گئی ہوئی ہے۔ لہذا ہمیں اسے بھی ان حالات سے آگاہ کرنا ہوگا۔ اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں گی کہ ابھی تھوڑی دیر تک تم اپنے باپ سے اس موضوع پر گفتگو کر لینا۔ شام کو ٹوٹمخان اور زربال دونوں میاں بیوی بھی یہاں آئیں گے۔ یرمیحا اور محیدون بھی یہاں آئیں گے وہ سب مل کر کھانا کھائیں گے ان کی موجودگی میں اس موضوع پر گفتگو کروں گی اور اسے آخری شکل دینے کی کوشش کروں گی۔ نیمیا میرے خیال میں اب ہم دونوں بہنوں کو اٹھنا چاہیے کھانا تیار کرنا چاہیے تاکہ ان سب کے آنے سے پہلے پہلے ہم کھانا تیار کر لیں۔ نیمیا نے عدینہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر دونوں اٹھ کر کھانا تیار کرنے میں لگ گئیں تھیں۔

اسی روز یرمیحا کے خیمے میں ٹوٹمخان۔ زربال اور یرمیحا تینوں اکٹھے بیٹھے باہم کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ خیمے میں محیدون داخل ہوا۔ محیدون کی حالت دیکھتے ہوئے یرمیحا۔ ٹوٹمخان اور زربال تینوں پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے۔ اس لیے کہ محیدون کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ چہرے پر تفکرات اور پریشانی کے آثار تھے۔ وہ گہری سوچوں میں غرق تھا۔ اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑے حادثے سے وہ دوچار ہوا ہو۔ اس

کے اس طرح خیمے میں داخل ہونے پر یرمیحا ٹوٹخمان اور زربال تینوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

یرمیحا آگے بڑھا۔ایک طرح سے مخیدون کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

مخیدون کیا بات ہے تم پریشان ہو۔ملول ہو۔افسردہ اور غمگین ہو۔کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔کیا لشکر میں کسی نے تمہاری دل شکنی کی ہے۔یا مصر سے ہمارے لیے کوئی بری خبر آئی ہے۔یا یہ کہ اخناتون کو میری اور عدینہ کی شادی کا علم ہو چکا ہے۔

مخیدن نے یرمیحا کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔آگے بڑھ کر وہ ایک نشست پر بیٹھ گیا۔اس کے بیٹھ جانے کے بعد یرمیحا۔ٹوٹخمان اور زربال بھی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تھے تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی رہی۔اس دوران یرمیحا۔ٹوٹخمان اور زربال تینوں بے چارے بڑی پریشانی اور فکرمندی سے مخیدون کی طرف دیکھتے رہے جس کی گردن ابھی تک جھکی ہوئی تھی۔وہ تینوں ابھی یہ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ کس انداز میں مخیدون کو مخاطب کریں۔اسی دوران مخیدون نے بڑی بے بسی کے انداز میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے پھر یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ اٹھا۔

یرمیحا میرے بھائی۔زربال میری بہن۔ٹوٹخمان میرے بھائی تم یقیناً میری حالت دیکھتے ہوئے پریشان اور فکر مند ہو گئے ہو۔اور میرے لیے واقعی پریشانی اور فکرمندی کی خبر ہے۔اور وہ یہ کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے نئے بسنے والے شہر اخناتون سے میرا ایک عزیز آیا ہے زربال اسے جانتی ہے۔اس نے آکر مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ میری بیوی میرے بیٹے میری ماں میرے باپ سب کو قتل کر دیا گیا ہے۔قاتلوں کا ابھی تک پتہ نہیں چلا۔

مخیدون کے اس انکشاف پر دکھ اور غم میں یرمیحا کی گردن جھک گئی تھی۔ ٹوٹخمان کی حالت بھی ناقابل برداشت تھی۔جبکہ زربال بیچاری تھوڑی دیر تک ضبط کرتی رہی ہونٹ کاٹتی رہی پھر ایک دم پھٹ پڑی اور سر جھکاتے ہوئے وہ ہچکیوں اور سسکیوں میں رو پڑی تھی۔اس لیے کہ زربال کا وہ چچا زاد بھائی تھا اس کے اہل خانہ کا مارا جانا اس کے لیے ناقابل برداشت تھا۔

تھوڑی دیر تک ایسی ہی کیفیت طاری رہی خیمے میں چپ اور اداسی کا سماں رہا۔

مخیدون ۔ یرمیحا اور ٹوٹخمان خاموش بیٹھے گردنیں جھکائے رہے زربال بیچاری ہچکیوں اور سسکیوں میں روتی رہی ۔ پھر ٹوٹخمان نے اپنی بیوی زربال کو سنبھالا ۔ اسے تسلی دی ۔ اس کے ایسا کرنے پر زربال نے کسی قدر اپنے آپ کو سنبھال لیا ۔ اس دوران یرمیحا نے پھر مخیدون کو مخاطب کیا ۔

تمہارے خیال میں قاتل کون ہو سکتے ہیں ۔

جواب میں مخیدون کچھ دیر تک سوچ و بچار میں غرق رہا پھر یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا ۔

یہ سوال میں نے اپنے آنے والے اس عزیز سے کیا تھا ۔ اس نے جو جواب دیا تھا وہی میں تم لوگوں سے کہہ دیتا ہوں ۔ میرے آنے والے اس عزیز کا اندازہ ہے ۔ کہ یہ قتل زربال کے بہنوئی سمخار نے یا اس کے آدمیوں نے کیا ہے ۔ میں نے جب آنے والے سے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے اس لئے سمخار میرا رشتہ دار ہے ۔ میری چچازاد بہن کا شوہر ہے وہ آخر میرے اہل خانہ کو کیوں قتل کرائے گا تو اس نے جو وجہ پیش کی وہ بھی سنو

آنے والے اس شخص کا کہنا ہے کہ یہ جو لشکر اس طرف حتیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آیا ہے اس میں پہلے اخناتون نے سمخار کو شامل کیا تھا یہ شمولیت اخناتون نے اپنی ماں طائی کے کہنے پر کی تھی ۔ اس لیے کہ سمخار طائی کا آدمی ہے ۔ سمخار کی بیوی یعنی زربال کی بہن بھی طائی کی ہمنوا ہے اور وہ دونوں میاں بیوی یوں سمجھو کہ طائی کے لیے مخبری اور جاسوسی کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں ۔

طائی نے اس لشکر میں سمخار کو اسی لیے شامل کیا تھا تاکہ وہ ہمارے حالات کا جائزہ لیتا رہے اور ساری اندرونی خبریں طائی تک پہنچاتا رہے ۔ لیکن میں نے اپنے چچا اخناتون سے بات کر کے سمخار کا نام نکلوا دیا اور اس کی جگہ ٹوٹخمان کا نام ڈلوایا ۔ میرے خیال میں میرا یہ رویہ طائی اور سمخار دونوں کے لیے ناقابل برداشت تھا ۔

آنے والے میرے اس عزیز کا کہنا ہے کہ میرے اس رویئے کا انتقام لینے کے لیے ہی یہ کاروائی کی گئی ہے اور یہ کاروائی سمخار یا اسکے آدمیوں نے طائی کے کہنے اور اس کے حکم دینے پر کی ہے ۔ بہرحال جب تک میں یہاں ہوں کچھ نہیں کر سکتا واپس اخناتون جا کر قاتل جو بھی ہوا اسے بخشوں گا نہیں ۔ معاف نہیں کروں گا ۔ اگر میرے اہل خانہ کے قتل میں

سمنخار براہ راست شامل ہے تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ اگر میرے اہل خانہ کا خاتمہ میرے چچا اخناتون کی ماں طائی کے کہنے پر کیا گیا ہے تو طائی بھی میرے ہاتھوں بچ نہیں سکے گی۔ وہ بیشک نیل کی ناگن ہی سہی وہ بے شک بڑی طاقت اور قوت کی مالک ہی سہی وہ بیشک میرے چچا اخناتون پر حاوی سہی پر میں اسے معاف نہیں کروں گا۔ اس سے اپنے اس دکھ اپنے اہل خانہ کے قتل عام کا انتقام ضرور لوں گا۔

مخیدون کے سامنے بیٹھے یرمیحا کی حالت یہ خبر سن کر ٹوٹتے ستاروں۔ زندگی کی دشواریوں میں مسمار ہوتے خوابوں اور محرومیوں کی ابتر داستانوں جیسی ہو رہی تھی۔ پھر اچانک نہ جانے کن سوچوں کے تحت اس کا چہرہ تپ کر تانبہ ہو گیا۔ وحشت کی پت جھڑ اور انگارے جیسے جذبے اسکے چہرے پر رقص کرنے لگے تھے۔ اسکی آنکھوں میں اشکال انسانی کو مسخ کر دینے والے اوہام کے زنگار اور وحشی صدیوں کا راز کھولتے اجنبی سایوں کا ایک طلسم سا جاگ اٹھا تھا۔ پھر اچانک اس نے مخیدون کی طرف دیکھا۔ اور قہر برساتی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔

مخیدون تم نے مجھ یرمیحا کو بھائی بنایا ہوا ہے۔ بھائی کی حیثیت سے میں تمہارے دکھ تمہارے درد میں پوری طرح شامل حال ہوں۔ مخیدون جس کسی نے بھی تمہارے اہل خانہ کو قتل کیا ہے۔ خواہ وہ نیل کی ناگن طائی ہو یا زربال کا بہنوئی سمنخار وہ ہمارے ہاتھوں بچ نہیں سکے گا۔ مخیدون میں یرمیحا تمہارا بھائی قاتلوں سے انتقام لوں گا۔ اس خیمے میں ٹخمان اور اپنی بہن زربال کے سامنے میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں یرمیحا تمہارے اہل خانہ کے قاتلوں کی نشاط ساعتوں کو فنا لمحوں ان کے موسموں کے خمار کو پستی کے ریگزاروں میں تبدیل کرتے ہوئے ان کی روحوں کی پہنائیوں میں ان دیکھی بخت ان ہونی تعبیریں بھر دوں گا۔ میں انہیں زندہ نہیں رہنے دوں گا۔ جس طرح انہوں نے تمہارے اہل خانہ کو قتل کیا ہے ایسے ہی ان کا بھی قتل عام کیا جائے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا تھوڑی دیر کے لیے رکا کچھ سوچا ایک نگاہ باری باری اس نے مخیدون ٹوٹخمان اور زربال پر ڈالی تھی۔ اس کے بعد اس نے پھر کہنا شروع کیا تھا۔

مخیدون میری بیوی عدسیہ کے حوالے سے تمہارے ساتھ میرا بھائی کا رشتہ تو ہے ہی لیکن اس رشتے سے پہلے ہی تم مجھے اپنا بھائی بنا چکے تھے۔ لہذا بھائی کے ناطے سے اب

تمہارے اہل خانہ کے قاتلوں سے انتقام لینا میرے فرائض میں شامل ہو چکا ہے۔
مخیدون فکر مت کرنا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اگر تمہارے اہل خانہ کے قاتل زمین کی تہہ میں بھی اتر گئے تو میں یرمیحا انہیں ڈھونڈھ نکالوں گا اور ان سے انتقام ضرور لونگا۔
یرمیحا کی اس گفتگو سے مخیدون تھوڑی دیر تک توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس موقع پر یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ ایک محافظ خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ مخیدون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
ابھی ابھی خیمہ گاہ میں دو جاسوس داخل ہوئے ہیں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حتیوں کی نقل و حرکت سے متعلق کوئی اہم خبر دینا چاہتے ہیں۔
محافظ کے ان الفاظ پر یرمیحا ہی نہیں مخیدون بھی چونک پڑا تھا۔ مخیدون نے اس محافظ کو مخاطب کیا۔
جن دو جاسوسوں کا تم نے ذکر کیا ہے انہیں بغیر کسی رکاوٹ کے اس خیمے میں بھیج دو تا کہ ہم جان سکیں وہ کیا پیغام لے کر آئے ہیں۔ وہ محافظ خیمے کے دروازے سے ہٹ گیا تھا۔ اس کے بعد دو مخبر اس خیمے میں داخل ہوئے اور وہ آکر یرمیحا مخیدون اور ٹوٹخمان کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے۔ ہاتھ کے اشارے سے یرمیحا نے جب ان دونوں کو بیٹھنے کے لیے کہا تو وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بیٹھ گئے۔ پھر یرمیحا نے انہیں مخاطب کیا۔
میرے عزیزو۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم حتیوں سے متعلق کوئی اہم خبر لے کر آئے ہو۔ کہو حتیوں کی نقل و حرکت سے متعلق تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ ان دو میں سے ایک بول پڑا۔
پہلی شکست کے چند ہی ماہ کے اندر حتیوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے۔ چند ماہ پہلے حتیوں کے بادشاہ شبیلولیوما کے بیٹے شبل لیوماش کو ان میدانوں میں جو ہمارے ہاتھوں شکست ہوئی تھی تو اس شکست کا حتیوں کے بادشاہ کو بڑا صدمہ بڑا قلق ہوا تھا۔ اور جس دن اس کا بیٹا شبل لیوماش شکست کھا کر اپنے مرکزی شہر میں داخل ہوا تھا اسی روز سے اس شکست کا انتقام لینے کے لیے حتیوں کے بادشاہ شبیلولیوما نے لشکریوں کی تیاری اور جنگی تربیت پر کام کرنا شروع کر دیا تھا۔
چند ماہ کے اندر ہی اندر شبیلولیوما نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا۔ اب اس

لشکر کے ساتھ خود شبیلیو ماان سرزمینوں کا رخ کر رہا ہے یوں جانیں پہلے لشکر کی کمانداری صرف شبل لیوماش کر رہا تھا۔اب شبل لیوماش کے ساتھ اسکا باپ شبل لیوماش بھی ہے۔ اور وہ ہر صورت میں ہم سے اپنی گزشتہ شکست کا انتقام لینے پر تلے ہوئے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر لمحہ بھر کے لیے رکا اسکے بعد سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

جس رفتار سے حتیوں کا بادشاہ اور اس کا بیٹا اپنے لشکر کے ساتھ ان سرزمینوں کا رخ کر رہے ہیں اس رفتار کو سامنے رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ دو روز تک حتی کوہستانی درے میں داخل ہوں گے اور پھر کھلے میدانوں میں وہ جنگ کرنے کے لیے ہمارے سامنے خیمہ زن ہوں گے۔

مخبر کے ان الفاظ پر یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر وہ چلاتی ہوئی آواز میں کہہ اٹھا۔

میرے خداوند نے چاہا تو ان کھلے میدانوں میں حتیوں کے پورے لشکر کو مجھ سے ٹکرانے کی ہمت اور جرات ہی نہ ہوگی۔ان کے اس میدان میں داخل ہونے سے پہلے ہی پہلے تو ثمنان اور میرا بھائی مخیدون اچانک حملہ آور ہو کر ان کی کمر توڑ چکے ہوں گے اور رہی سہی کسر میرے خداوند نے چاہا تو میں نکال دوں گا مجھے امید ہے کہ جس طرح چند ماہ پہلے ہم نے حتیوں کے بادشاہ کے بیٹے شبل لیوماشکو بدترین شکست دی تھی اس بار ہم حتیوں کے بادشاہ شوبیلیوما اور اسکے بیٹے شبل لیوماش دونوں کو پہلے کی نسبت زیادہ بدترین اور ذلت آمیز شکست دیں گے۔

یرمیحا جب خاموش ہوا تو مخیدون نے ان دونوں مخبروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تم نے ہمیں نہایت عمدہ اطلاعات فراہم کی ہیں۔اب تم جتنی دیر چاہو کرو خیمہ گاہ میں آرام کرو۔اس کے بعد پھر تم حتیوں پر نگاہ رکھنے کے لیے یہاں سے کوچ کر جاؤ اور ان کی نقل و حرکت سے متعلق برابر ہمیں آگاہ کرتے رہو۔اس کے ساتھ ہی وہ دونوں مخبر خیمے سے نکل گئے تھے۔

مخبروں کے جانے کے بعد یرمیحا اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا اور مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

مخیدون میرے خیال میں اب ہم چاروں کو بھی عدسیہ نیمیا اور زرمون کی طرف جانا چاہیے ۔ چونکہ آج ہمارے درمیان یہ طے ہے کہ کھانا ہم سب وہاں کھائیں گے ۔ ان کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد میں عدسیہ سے یہ کہوں گا کہ میں چند روز تک رات کو اس کے پاس نہیں آسکوں گا ۔ اس لیے کہ ان دنوں کسی بھی وقت حتیوں کی طرف سے حملے اور شبخون کی توقع کی جاسکتی ہے ۔ مخیدون میرے بھائی سورج غروب ہو گیا ہے میرے خیال میں اب ہمیں عدسیہ اور نیمیا کی طرف چلنا چاہیے ۔ وہ بھی شاید کھانا تیار کرنے کے بعد بڑی بے چینی سے ہم چاروں کا انتظار کر رہی ہوں گی ۔

مخیدون ٹوٹخمان اور زربال نے یرمیحا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر چاروں خیمے سے باہر آئے اور اپنے پڑاؤ سے وہ جبلہ شہر کا رخ کر رہے تھے ۔

OOO

سورج غروب ہو چکا تھا ۔ عدسیہ اور نیمیا دونوں نے ملکر کھانا تیار کر لیا تھا ۔ عدسیہ اپنے کمرے میں اپنے بچے کے ساتھ کھیل رہی تھی جبکہ نیمیا ساتھ والے کمرے میں اپنے باپ زرمون کے ساتھ محو گفتگو تھی ۔ تھوڑی سی دیر بعد نیمیا اپنے کمرے سے نکل کر عدسیہ کے کمرے میں آئی وہ سنجیدہ تھی اور عدسیہ کے سامنے آکر بیٹھ گئی ۔ عدسیہ بھی تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اسکی طرف دیکھتی رہی ۔ پھر عدسیہ اسے مخاطب کر کے کچھ پوچھنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی نیمیا بول پڑی ۔

کھانا تیار کرنے سے پہلے یرمیحا سے شادی کے سلسلے میں جو طویل گفتگو تم نے میرے ساتھ کی تھی اس سے متعلق میں نے اپنے باپ سے صلاح و مشورہ کیا ہے ۔ میرا باپ اس بات کا حامی ہے کہ مجھے یرمیحا سے شادی کر لینی چاہیے ۔ اس لیے کہ جب میں نے تمہارے یہاں سے کوچ کے بعد تمہارے بچے کو اپنے پاس رکھنا ہے تو یقیناً جو لوگ جبلہ شہر میں ہم سے ملنے کے لیے آیا کریں گے یا جن کے ساتھ ہماری واقفیت ہوتی ہے انہیں جب میں یہ بتاؤں گی کہ یہ بچہ میرا ہے تو وہ ضرور بچے کے باپ سے متعلق بھی سوال کریں گے ۔ اس بنا پر میرے باپ کا کہنا ہے کہ اگر میں یرمیحا سے شادی کر لیتی ہوں تو اس طرح ہمارے بہت سے راز راز ہی رہ جائیں گے اور ان پر پردہ پڑا رہے گا ۔

نیمیا کی اس گفتگو سے عدسیہ بے حد خوشی کا اظہار کر رہی تھی ۔ تھوڑی دیر تک

وہ مسکراتی رہی پھر وہ کچھ بولتے ہوئے اپنے رد عمل کا اظہار کرنا چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ حویلی میں یریمیحا۔ مخیدون ۔ ٹوٹخمان اور زربال داخل ہوئے تھے ۔چاروں نے اپنے گھوڑوں کو حویلی کے اصطبل میں باندھ دیا تھا۔ان کا استقبال کرنے کے لیے عدینیہ نیمیااور زرمون بھی اپنے کمروں سے نکل آئے تھے ۔چاروں نے اپنے گھوڑوں کو اصطبل میں باندھا۔ پھر وہ زرمون ۔عدینیہ اور نیمیا سے ملے تھے ۔سب اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں تھوڑی دیر پہلے عدینیہ اور نیمیا بیٹھی گفتگو کر رہی تھیں ۔اندر داخل ہوتے ہی یریمیحا نے اپنے بچے کو اپنی گود میں لیتے ہوئے اُسے جی بھر کے پیار کیا۔ پھر زربال آگے بڑھی اور اس نے یریمیحا سے بچے کو لے لیااور اسے اپنی چھاتی سے لگا کر اسے پیار کرنے لگی تھی ۔ پھر سب نشستوں پر بیٹھ گئے اس کے بعد عدینیہ نے گفتگو کا آغاز کیا۔

کھانا کھانے سے پہلے میں ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ لوگوں سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں ۔ پھر کسی کے سوال کا انتظار کئے بغیر عدینیہ نے وہ ساری گفتگو تفصیل سے ان سے کہہ دی تھی ۔جو تھوڑی دیر پہلے اس نے یریمیحا سے شادی کے سلسلے میں نیمیا کے ساتھ کی تھی ۔

اس گفتگو پر یریمیحا عجیب سے تجسس آمیز انداز میں عدینیہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مخیدون ٹوٹخمان اور زربال کی بھی حالت اور کیفیت یریمیحا سے مختلف نہ تھی ۔ پھر اس ساری گفتگو کا جواب مخیدون نے دینا شروع کیا۔

جس نظریئے کے تحت تم چاہتی ہو کہ نیمیا اور یریمیحا کی شادی ہو جائے میں تمہارے اس نظریئے کا قائیل ہوں ۔اور اسمیں ہم سب کی بچت بھی ہے ۔اس طرح نیمیا پر انگلیاں نہیں اٹھیں گی ۔ تمہاری اور یریمیحا کی یہاں سے روانگی کے بعد یہ بچہ یہیں نیمیا کے پاس رہے گا ۔ لہذا تمہارا یہ کہنا درست ہے کہ لوگ نیمیا سے اس کے شوہر کے متعلق معلوم کریں گے ۔ اگر نیمیا کی شادی یریمیحا کے ساتھ کر دی جائے تو اس سلسلے میں سوال کرنے والوں کو نیمیا مطمئن کر سکے گی ۔عدینیہ میری بہن اس سلسلے میں میں تو پوری طرح تمہارے ساتھ متفق ہوں ۔اب باقی یریمیحا زربال اور ٹوٹخمان رہتے ہیں ان کے کیا خیالات ہیں یہ خود ہی ظاہر کریں گے ۔

مخیدون جب خاموش ہوا تو ٹوٹخمان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

مخیدن میرے تمہارے خیالات آپس میں ملتے جلتے ہیں ۔ میں بھی تمہارے خیالات کی تائید کرتا ہوں ۔ ٹوٹخمان کے بعد عدسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے زربال نے کہنا شروع کیا۔

عدسیہ جس پیش بندی کے تحت تم یہ کہہ رہی ہو کہ نیمیا کی شادی یرمیحا سے ہو جانی چاہیے میں تمہاری اس پیش بندی کی تعریف کرتی ہوں ۔ جو احتیاط تم برت رہی ہو یقیناً ایسی احتیاط برتنی چاہیے اس لیے کہ ہمیں اپنے باپ اختاتون کی طرف سے کسی بھی وقت خطرات اور خدشات کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے ۔ عدسیہ میری بہن جیسا کہ مخیدون اور ٹوٹخمان پہلے ہی تمہاری اس تجویز سے اتفاق کر چکے ہیں ۔ میں بھی تمہاری اس تجویز سے مکمل طور پر متفق ہوں ۔ اب باقی تمہارا شوہر یرمیحا رہتا ہے ۔ تم اگر اسے منالو تو جب اور جس وقت تم چاہو گی ۔ یرمیحا اور نیمیا کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا جائے گا۔

جب مخیدون ۔ ٹوٹخمان اور زربال تینوں نے عدسیہ کی ہاں میں ہاں ملا دی تو یرمیحا تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر گردن جھکائے بیٹھا رہا پھر اس نے عدسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

عدسیہ جو تجویز تم نے پیش کی ہے وہ واقعی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے لیے سودمند ثابت ہو سکتی ہے ۔ لیکن تمہاری اس تجویز پر ہاں کرنے سے پہلے میں نیمیا سے گفتگو کرنا چاہوں گا ۔ اس کے بعد یرمیحا نے اپنے سامنے بیٹھے زرمون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

بزرگ زرمون اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا اس موضوع پر تھوڑی دیر کے لیے میں نیمیا سے علیحدگی میں گفتگو کر سکتا ہوں ۔

یرمیحا کے اس سوال پر زرمون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ کہہ اٹھا۔

یرمیحا میرے بیٹے تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو ۔ میں نیمیا کے سلسلے میں تم پر پورا بھروسہ کر سکتا ہوں ۔ اگر تم اس موضوع پر نیمیا سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتے ہو تو تم دونوں ساتھ والے کمرے میں چلے جاؤ ۔ تم دونوں مل کر جو فیصلہ کرو گے وہ ہم سب کے لیے قابل قبول ہو گا ۔ اس پر یرمیحا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا ۔ نیمیا نے کچھ سوچا پھر وہ بھی

اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی۔ دونوں آگے پیچھے ساتھ والے کمرے میں چلے گئے تھے۔

وہاں جا کر دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ پھر یرمیحا چند لمحوں تک نیمیا کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نیمیا میں نہیں جانتا اس سلسلے میں عدینہ نے تم پر جبر کیا ہے یا تمہاری منت کی ہے اور تمہیں اس شادی پر رضامند کر لیا ہے میں جانتا ہوں عدینہ انتہا درجہ کی ہمدرد اور دردمند لڑکی ہے میرے خیال میں وہ چونکہ تمہیں بہنوں کی طرح پسند کرنے لگی ہے لہٰذا اس نے خواہش ظاہر کی ہو گی کہ تمہاری شادی مجھ سے کرا دے۔ اس طرح تمہارا گھر آباد ہو جائے گا۔ نیمیا میں نے علیحدگی میں تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ تم سے یہ جان سکوں کہ کہیں عدینہ نے تم پر جبر تو نہیں کیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم میرے ساتھ شادی نہ کرنا چاہتی ہو اور عدینہ نے تم پر دباؤ ڈالتے ہوئے تمہاری نا کو ہاں میں تبدیل کیا ہو۔

یرمیحا جب تک بولتا رہا نیمیا اسکی طرف دیکھتے ہوئے چپ چاپ رہی۔ جب یرمیحا خاموش ہوا تب نیمیا بولی اور کہنا شروع کیا۔

اس سلسلے میں عدینہ نے مجھ پر نہ کوئی جبر کیا ہے نہ مجھ پر کوئی دباؤ ڈالا ہے۔ دراصل حالت اور وقت کا تقاضہ ہی ایسا ہے کہ میں اور آپ دونوں میاں بیوی کے رشتے میں منسلک ہو جائیں۔ جہاں تک میری ذاتی رائے کا تعلق ہے تو میں آپ پر انکشاف کر دوں کہ اگر آپ کو میری زندگی کا رفیق بنایا جاتا ہے تو میں ساری عمر آپ کے حوالے سے اپنی قسمت اپنے مقدر پر رشک کرتی رہوں گی۔ آپ کے ساتھ شادی میری خوشی میری رضامندی سے طے پائی ہے۔ اس سلسلے میں مجھ پر کوئی دباؤ نہیں ہے۔ اور پھر اگر میں آپ کی بیوی بنتی ہوں تو اس طرح خود میرے لیے بھی سودمندی کے کئی پہلو نکل سکتے ہیں۔ جب آپ دونوں کے جانے کے بعد بچہ میرے پاس رہے گا۔ تو لوگ جب بچے کے باپ سے متعلق پوچھیں گے تو میں بلا جھجھک کہہ سکوں گی کہ میں یرمیحا کی بیوی ہوں اور یرمیحا میرے شوہر ہیں۔ اور یہ بچہ ہم دونوں کا ہے۔ میرے خیال میں اس طرح جہاں میرا بھی وقار برقرار رہے گا وہاں میں اس کی حیثیت سے عدینہ کے ساتھ ساتھ اپ کی بھلائی آپ کی بہتری اور سکون کے لیے بھی کام کرتی رہوں گی۔

نیمیا کی اس گفتگو سے یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر وہ اپنی جگہ

پر کھڑا ہوا اور نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

نیمیا آؤ۔ اب ساتھ والے کمرے کی طرف چلیں۔ جس احتیاط کے تحت م
تمہیں یہاں لایا تھا۔ یوں جانو میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہوں۔ تمہاری گفتگو سے م
نے اندازہ لگا لیا ہے کہ تم بخوشی اپنی رضامندی سے میری زوجیت میں آنا چاہتی ہو۔ اور ا
رشتے میں تمہاری ہی نہیں میری بھی بہتری پنہاں ہے۔ اس طرح میرا بچہ میری اور عدینہ
غیر موجودگی میں بہتر ہاتھوں میں ہوگا اور تم ایک ماں ہی کی حیثیت سے اس کی پرورش
سکو گی۔

نیمیا نے یرمیحا کی ہاں میں ہاں ملائی پھر دونوں ساتھ والے کمرے میں داخ
ہوئے اور آمنے سامنے نشستوں پر بیٹھ گئے۔ عدینہ کے ساتھ ساتھ دوسرے سب لوگ ب
بڑے غور سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے پھر گفتگو کا آغاز یرمیحا نے کیا۔

جس موضوع پر تھوڑی دیر پہلے عدینہ نے تفصیل بتائی تھی اس کے متع
علیحدگی میں جا کر میں نے نیمیا سے گفتگو کی ہے۔ میں اور نیمیا اس گفتگو پر متفق ہیں۔
عدینہ کی تجویز کے مطابق اگر ہم دونوں کو ایک دوسرے کا رفیق بنایا جاتا ہے تو اس سلس
میں نہ تو مجھے کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی نیمیا کو بلکہ سارا کام نیمیا کی خوشی اور رضامندی
ہو رہا ہے۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے جہاں نیمیا بے پناہ خوشی اور اطمینان کا اظہار کر رہی
وہاں عدینہ کی خوشیوں کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس موقع پر عدینہ تھوڑی دیر تک عجیب
خوشیاں بھرے جذبوں میں نیمیا کی طرف دیکھتی رہی پھر کمرے میں اس کی آواز سنائی دی

اگر آپ نیمیا سے اس کا عندیہ اور اس کا ایما لے ہی چکے ہیں تو پھر یہ شادی ا
اور اسی وقت ہی ہو گی۔ آپ کی آمد سے تھوڑی دیر پہلے میں نیمیا کے ساتھ اسی موضوع پر گ
کر رہی تھی۔ شام کا کھانا تیار کرنے سے پہلے ہم نے اس موضوع پر گفتگو کی تھی۔ پھر ا
سلسلے میں نیمیا نے اپنے باپ محترم زرمون سے بھی صلاح و مشورہ کیا۔ زرمون بھی
اور آپ کی اس شادی پر مطمئن اور خوش ہیں۔ لہذا جب اس سلسلے میں کوئی رکاوٹ نہ
ہے تو میرے خیال میں اسے ابھی سرانجام دے دینا چاہیے۔

آپ لوگ پریشان اور متعجب ہوں گے کہ میں اس سلسلے میں جلدی کیوں کر رہی ہوں کوئی بھی عورت اپنے یہاں کسی سوت کو پسند نہیں کرتی ۔ کوئی بھی عورت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے ساتھ اس کے میاں کا کوئی ساجھی اور شریک ہو ۔ لیکن میں بخوشی نیمیا کو اپنی خوشیوں اور اپنی تنہائیوں کا شریک بنا رہی ہوں ۔ اس کی دو وجوہات ہیں ۔

پہلی یہ کہ نیمیا میری بہن کی جگہ ہے ۔ اس کی شادی بہرحال کہیں نہ کہیں تو ہونی ہی ہے ۔ کیوں نہ یہ میرے ساتھ ہی رہے ۔

دوسری وجہ یہ کہ مجھے یرمیحا کے ساتھ واپس مصر جانا ہے ۔ بچے کو میں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتی ۔ اگر میں چلی جاتی ہوں ۔ بچہ نیمیا کے پاس رہتا ہے ۔ تو مجھے خدشہ ہے کہ کسی نہ کسی روز یہ معاملہ ضرور ظاہر ہو جائے گا کہ نیمیا کنواری ہے ۔ اور یہ بچہ اس کا نہیں ۔ اور پھر ہمارے جانے کے بعد نیمیا کی کہیں نہ کہیں شادی تو ہونی ہی ہے اور جب اسکی شادی ہو گی تو پوچھا جائے گا کہ یہ بچہ کس کا ہے ۔ نیمیا یہ تو نہیں کہہ سکے گی کہ بچہ میرا ہے اس پر لوگ اعتراض کریں گے کہ جب نیمیا کی شادی نہیں ہوئی تو بچہ کہاں سے آیا ۔ نیمیا یہ تو نہیں ظاہر کر سکتی کہ یہ بچہ مصر کی شہزادی عدینہ کا ہے ۔ اس طرح خود میری زندگی خطرات میں پڑ جائے گی ۔

ان سارے عوامل کو دیکھتے ہوئے اور اس ساری صورتحال کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہی میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نیمیا کا یرمیحا کی بیوی کی حیثیت سے ہمارے ساتھ رہنا ہی ایک بہتری اور سودمندی ہے اور جب نیمیا کی یرمیحا کے ساتھ شادی ہو جائے گی تو نیمیا میرے بچے کو اپنا بچہ کہہ سکتی ہے اس سلسلے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا ۔ اور ہر کوئی یہی کہے گا کہ نیمیا یرمیحا کی بیوی ہے اور میرا بیٹا ان دونوں ہی کا بیٹا ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد عدینہ تھوڑی دیر کے لیے رکی کچھ سوچا اس کے بعد اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا ۔

میں پسند کروں گی کہ اس وقت جبکہ ہم سب لوگ جمع ہیں نیمیا بھی ہے اس کے والد محترم زرمون بھی ہیں میں بھی موجود ہوں میرے شوہر یرمیحا بھی ہیں میرا بھائی مخیدون بھی ہے ۔ میری بہن زربال اور ان کے شوہر ٹوٹخمان بھی ہیں بس ہمارا یہی ایک حلقہ ہے جو ایک دوسرے کے رازدار ہیں ایک دوسرے کے ہمدرد بھی ہیں دردمند ہیں اور جو کچھ

بھی ہم نے فیصلہ کرنا ہے ان ہی افراد کی موجودگی میں کرنا ہے ۔ جبکہ ہم سب اکٹھے ہیں تو میرے خیال میں اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یر میحا اور نیمیا دونوں کو رشتہ ازدواج میں پرو دینا چاہیے ۔ تاکہ یہاں کے لوگ بھی چند دن تک یہ جان جائیں کہ نیمیا یر میحا کی بیوی ہے ۔

عدینہ جب خاموش ہوئی تو یر میحا نے اس کی اس ساری گفتگو کا جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

عدینہ جو وجوہات تم نے بیان کی ہیں وہ اپنی جگہ درست انتہا درجہ کی مناسب ہیں ۔ اور وہ تیرے اور میرے ہی لیے نہیں بلکہ نیمیا کے لیے بھی سودمند ہیں ۔ پر یہ شادی یہ رشتہ فی الفور اسی وقت قائم نہیں کیا جا سکتا ۔

یر میحا کی اس گفتگو سے تیز اور جواب طلب نظروں سے عدینہ نے یر میحا کی طرف دیکھا تھا ۔ اس موقع پر یر میحا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کچھ پوچھنا ہی چاہتی تھی کہ یر میحا فوراً بول پڑا ۔

عدینہ جس بات کا میں تم پر انکشاف کرنے لگا ہوں اس کا انکشاف کرنے سے میرے بھائی مخیدون نے مجھے منع کیا تھا لیکن وہ معاملہ وہ حادثہ ایسا ہے جسے نہ فراموش کیا جا سکتا ہے نہ اس موقع پر پس پشت ڈالا جا سکتا ہے ۔

عدینہ تمہاری طرف آنے سے پہلے جس وقت میں مخیدون ۔ توثمان اور زربال چاروں خیمہ گاہ میں موجود تھے تو مصر کی طرف سے مخیدون کے عزیزوں میں سے کچھ لوگ آئے تھے ۔ جنہوں نے مخیدون پر انکشاف کیا تھا کہ کسی نے اس کے سارے اہل خانہ بیوی بچوں سمیت سبکو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد یر میحا کو رک جانا پڑا ۔ اس کے بعد عدینہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لی تھیں ۔ یہ خبر سن کر اس کی آنکھوں میں خاموشی زمانوں میں چھپی دم توڑتی بیکار صدائیں رقص کر گئی تھیں ۔ اس کے چہرے پر ایک دم سوچوں کے وسوسے پھیل گئے تھے ۔ اور ان کے اندر جلس فضاؤں میں کھولتی بیکراں اداسیاں جوش مارنے لگی تھیں اس کے دہکتے سرخ لبوں کی شبنم ایک دم ماند پڑ گئی تھی ۔ تھوڑی دیر پہلے جہاں عدینہ بیچاری خوشبو کی نوخیز کلی ۔ پھلواری کے گوشے میں مہکتی شبنم جیسی خوشکن

اورانوار کے سیل رواں جیسی مطمئن دکھائی دے رہی تھی ۔ وہاں یرمیحا سے یہ خبر سن کر وہ بیچاری وقت کی گھات میں اندھیاروں میں ڈوبتی جیون کی کالی رات کی چادر ۔ اجنبی مناظر کے اداس لمحوں اور آگہی کے آشوب میں ندامت کے آنسوؤں کی طرح ہو کر رہ گئی تھی ۔ لگتا تھا اس خبر نے اسے سپنوں کی آگ روح کے گھاؤ دل کی خلش اور غموں کے لاکھوں طوفان کھڑے کرتی ہجر کی تلخیوں میں ڈھال کر رکھ دیا ہو ۔ تھوڑی دیر تک اس کی ایسی ہی کیفیت رہی پھر وہ بیچاری کانوں میں انگلیاں ڈالے ہی ڈالے بری طرح سسکتے ہوئے ہچکیاں لے کر رونے لگی تھی ۔ اس کی یہ حالت اسکی بہن زربال کے لیے ناقابل برداشت تھی ۔ وہ بیچاری بھی غمزدہ جذبوں کی شدت میں برستی گھٹا بن کر رونے لگی تھی ۔ عدینہ اور زربال کی حالت دیکھتے ہوئے نیمیا بیچاری بھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی ۔ ان تینوں کے سامنے بیٹھے یرمیحا مخیدون ٹوٹخمان اور بڑے بیچاری زرمون کی حالت بھی ناقابل برداشت تھی ۔ وہ بھی خون میں لتھڑی گھٹا ۔ سلگتے چہروں کے کرب میں اپنی گردنیں جھکائے غمزدہ فکر مند سے بیٹھے ہوئے تھے ۔ اس موقع پر مخیدون ہی نہیں یرمیحا ۔ ٹوٹخمان اور زرمون کی آنکھوں میں بھی آنسو جوش مارتے ہوئے بہہ نکلے تھے ۔ تھوڑی دیر تک کمرے میں نیم تاریک ساحلوں اور شعلوں کے لرزاں رنگوں جیسی خاموشی اور اداسی طاری رہی ۔ پھر سب سے پہلے مخیدون نے اپنے آپ کو سنبھالا ۔ اسکے بعد اس نے عدینہ ۔ زربال اور نیمیا تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

عدینہ ۔ زربال اور نیمیا میری تینوں بہنو! جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ۔ اس پر اگر ہم آنسو بہاتے رہیں تو جو حادثہ ہونا تھا اس میں ہم کسی قسم کی تبدیلی نہیں لا سکتے ۔ میری بہنو اپنے آپ کو سنبھالو میرے خیال میں جس موضوع پر ہم گفتگو کر رہے تھے اس موضوع کو ہمیں آگے بڑھانا چاہیے ۔ میں یرمیحا کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا کہ میرے اہل خانہ کے مارے جانے کی وجہ سے اس کے اور نیمیا کے رشتے کو التوا میں ڈال دینا چاہیے ۔

میرے عزیز بھائی جو کچھ میرے شوہر یرمیحا نے کہا ہے وہ سچ ہے تو آپ کو اس حادثے کی خبر مجھے آتے ہی سنانی چاہیے تھی تاکہ میں یرمیحا اور نیمیا کی شادی کا موضوع آپ لوگوں کے سامنے اس وقت پیش ہی نہ کرتی ۔ بہرحال یرمیحا کا یہ فیصلہ کہ فی الحال اس رشتے کو التوا میں ڈالا جائے بالکل مناسب اور وقت کی ضرورت ہے ۔ اس سلسلے میں میں

پوری طرح اپنے شوہر یرمیحا کے ساتھ ہوں ۔اس رشتے کو فی الحال موخر کیا جاتا ہے۔

عدینیہ جب خاموش ہو گئی تب نیمیا نے بھی مخیدون کی طرف دیکھا دھیمی مگر دکھی سی آواز میں وہ کہنے لگی۔

جو فیصلہ یرمیحا اور عدینیہ دونوں مل کر کر رہے ہیں یہ آخری ہے اور یوں جانو ۔ دونوں کا فیصلہ میرے دل کی آواز ہے ۔اسے حتمی خیال کیا جائے گا۔اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جائے گی ۔اس موقع پر زربال نے توصیفی انداز میں لمحہ بھر کے لیے نیمیا کی طرف دیکھا پھر اس نے مخیدون کو مخاطب کیا۔

تمہارے اہل خانہ ہمارے اہل خانہ ہیں ان کے قتل کا دکھ جس قدر تمہیں ہے اتنا ہی ہمیں بھی ہے ۔لہذا جو فیصلہ یرمیحا عدینیہ اور نیمیا کر رہے ہیں اسے ہم سب کو تسلیم کر لینا چاہیے ۔اب اس سلسلے میں تم مزید کوئی توجیح مت پیش کرنا۔

اس ساری گفتگو کے جواب میں مخیدون بے چارہ خاموش رہا اس خاموشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یرمیحا بول پڑا اور وہ عدینیہ اور نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دراصل میں تو تم لوگوں کی طرف ایک اور ہی کام کے سلسلے میں آیا تھا۔لیکن آتے ہی عدینیہ نے ایک اور موضوع کا آغاز کر دیا۔اصل میں مجھے آتے ہی مخیدون کے اہل خانہ کے حادثے کی خبر دینی چاہیے تھی لیکن راستے میں مخیدون نے مجھے سختی کے ساتھ منع کر دیا تھا۔کہ اس حادثے کی خبر میں تم دونوں کو نہ دوں ۔پر میں نے بہرحال مخیدون سے کیے گئے وعدے کو نہ نباہتے ہوئے تم دونوں کو اس حادثے سے آگاہ کر دیا ہے اور یہ میرا فرض بنتا تھا۔

میں جس کام کے سلسلے میں تم دونوں کی طرف آیا ہوں وہ کام یہ ہے کہ ہم نے جو شمالی علاقوں کی طرف اپنے مخبر پھیلا رکھے تھے انہوں نے تھوڑی دیر پہلے یہ اطلاع دی ہے کہ حتیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اپنے مرکزی شہر سے کوچ کر چکا ہے ۔اور بڑی تیزی سے وہ جنوب کی طرف بڑھ رہا ہے تاکہ ہم سے ٹکرائے اور اپنی گزشتہ شکست کا ہم سے انتقام لے۔

ہمارے جو مخبر یہ اطلاع لے کر آئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ پہلا لشکر جسے ہمارے ہاتھوں شکست ہوئی تھی اس میں حتیوں کے بادشاہ کا بیٹا شبل لیوماش تھا لیکن اب جو لشکر حتی لے کر آ رہے ہیں ۔اس میں صرف شبل لیوماش ہی نہیں بلکہ اس کا باپ اور حتیوں کا

بادشاہ شبیلو لیوما بہ نفس نفیس شامل ہے۔ہمارے مخبروں کا کہنا ہے کہ حتی ہر صورت میں مصریوں سے اپنی گزشتہ شکست کا انتقام لینے کا تہیہ کیئے ہوئے ہیں۔ دراصل تمہاری طرف آنے کا میرا مقصد یہ تھا کہ تم لوگوں کو آگاہ کروں چونکہ حتیوں کا ہم پر حملہ یا شبخون کسی وقت بھی متوقع ہو سکتا ہے۔ لہذا چند یوم تک میں تم لوگوں کی طرف نہیں آسکوں گا۔ اس سلسلے میں تم نیمیا اور زرمون تینوں مطمئن رہنا فکر مند نہ ہونا۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح گزشتہ جنگ میں ہم نے حتیوں کو بدترین شکست دی تھی۔ اس جنگ میں بھی ہم انہیں مار بھگائیں گے۔ اور اس جنگ کے بعد میرے خیال میں حتی دوبارہ ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔

اپنے مخبروں کی اس اطلاع کے بعد میرا لشکر سے باہر رہنا ممکن نہیں ہے۔ حتی کسی وقت بھی ہم سے ٹکرانے کے لیے ان زمینوں میں نمودار ہو سکتے ہیں۔ لہذا جب تک حتیوں سے ٹکراؤ نہیں ہوتا اس وقت تک میں دن اور رات کے کسی بھی حصے میں تم لوگوں سے ملنے نہیں آسکوں گا۔ دونوں کی طرف آنے کا اصل مقصد اور مدعا یہی تھا کہ تمہیں یہ بتایا جائے کہ اب حتیوں کے حملے کی توقع ہے۔ لہذا میں مخیدون اور توتخمان تینوں بری طرح مصروف رہیں گے ہمیں کوہستانی سلسلے کے اندر جہاں گھات لگانی ہے وہاں اپنے لشکریوں کے لیے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا انتظام بھی کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس دوران تم لوگوں کو کسی وقت کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ زربال تمہارے پاس ہے اگر ہماری غیر موجودگی میں کسی چیز کے لیے ضرورت پڑ سکتی ہے تو نیمیا کا چہرہ چونکہ لوگوں کے لیے غیر شناسا ہے لہذا یہ بھی بازار جاکر گھریلو ضروریات کی چیزیں خرید سکتی ہے پر عدینہ تم اور محترم زرمون کسی بھی صورت گھر سے باہر نہیں نکلو گے۔ عدینہ کسی کو یہ بھی خبر نہیں ہونی چاہیے کہ تم نے اس حویلی میں قیام کر رکھا ہے۔ اگر کسی سلسلے میں تمہیں باہر جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو اپنا چہرہ ڈھانپ کر باہر نکلنا۔ یہاں کے کئی لوگ تجارت کے سلسلے میں مصر کی طرف آتے جاتے ہوں گے اور ہو سکتا ہے ان میں سے کسی نے تمہیں پہلے سے دیکھ رکھا ہو۔ اس بناء پر تم کسی بھی صورت جبلہ شہر میں چہرہ ڈھانپے بغیر مت جانا۔ اول تو کوشش کرنا کہ تم اور محترم زرمون حویلی سے باہر ہی نہ نکلو۔ اس لیے کہ نیمیا تمہارے پاس ہے۔ اور یہ گھر کی ضروریات کی ہر چیز خرید سکتی ہیں۔ اس کے

علاوہ۔

یرمیحا یہیں تک کہنے پایا تھا کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی جس پر سب چونک پڑے تھے۔ پھر یرمیحا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا میں دیکھتا ہوں کون ہے۔ پھر وہ بڑی تیزی سے حویلی کے بیرونی دروازے کی طرف گیا تھا

جب یرمیحا نے دروازہ کھولا تو اس کے لشکر کے دو مخبر دروازے پر کھڑے تھے وہ کچھ پریشان اور فکر مند تھے۔ یرمیحا نے انہیں اندر آنے کو کہا اس نے ان کے اندر آنے پر دروازہ بند کر دیا۔ پھر ان دونوں مخبروں کو لے کر وہ اسی کمرے میں گیا جس سے اٹھ کر وہ دروازہ کھولنے کے لیے نکلا تھا۔

لگتا تھا وہ دونوں مخبر مخیدون کے خاص آدمی تھی۔ جب وہ دونوں اس کمرے میں آئے تو مخیدون نے پریشانی سے ان دونوں کی طرف دیکھا تھا۔ جواب میں مخیدون نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

میرے عزیزو۔ تمہارے چہرے کچھ متفکر اور پریشان ہیں۔ کیا ہماری غیر موجودگی میں کوئی غیر معمولی واقعہ لشکر میں پیش آیا ہے کیا لشکر کے کسی فرد کو حویلی کے اس راز کی خبر ہو گئی ہے کہ تمہارے چہرے اترے ہوئے ہیں۔

ان دونوں مخبروں میں سے ایک نے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

مخیدون ہمارے محترم۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ابھی تک یہ راز کسی کے کانوں تک نہیں پہنچا اور ہمیں امید ہے کہ پہنچے گا بھی نہیں ہم آپ کے پاس ایک اور ہی بری خبر لے کر آئے ہیں۔ اور یہ بری خبر محترم زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا ہی کے لیے نہیں ہماری شہزادی عدسیہ کے لیے بھی خطرے کا باعث بن سکتی ہے۔ اس مخبر کے ان الفاظ پر سب چونک سے پڑے تھے۔ اس موقع پر یرمیحا اور مخیدن نے ایک ساتھ سوالیہ اور استفہامیہ سے انداز میں ان دونوں مخبروں کی طرف دیکھا تھا۔ وہ مخبر تھوڑی دیر رکا پھر اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔

محترم مخیدون۔ جو کچھ میں کہنا چاہتے ہیں تم تینوں بڑے غور سے سننا۔ بلکہ

شہزادی عدسیہ ۔ نیمیا اور شہزادی زربال کے لیے بھی یہ خبر انتہا درجہ کی اہم ہے۔ اور یہ خبر ہمارے محترم زرموں پر بھی اثرانداز ہو سکتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں ۔ کہ آپ چاروں کی خیمہ گاہ سے اس حویلی کی طرف روانگی سے تھوڑی ہی دیر پہلے ہمارے لشکر میں مصر سے چھ سوار داخل ہوئے ہیں اور میرا یہ ساتھی ہی نہیں ہمارے کچھ دوسرے ساتھی بھی جو آپ کے رازدان اور آپ کے جانثار ہیں جانتے ہیں کہ آنے والے ان چھ سواروں کا تعلق نیل کی ناگن طائی سے ہے ۔اور وہ اس کے خاص آدمی ہیں ۔آنے والے ان سواروں کے پاس اپنے بادشاہ اختاتون کا ایک حکم نامہ بھی ہے جس کے تحت ان چھ کو حکم دیا گیا ہے ۔ کہ وہ ہمارے لشکر میں قیام کریں اور لشکر کی نقل و حرکت ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ لشکر کی کارگزاری سے متعلق بھی آگاہ کرتے رہیں ۔ہم نے ان کے ساتھ طویل گفتگو کی ہے ۔اس گفتگو کا لب لباب یہ ہے کہ ان چھ میں سے دو تو مستقل طور پر لشکر کے اندر قیام کریں گے اور باقی چار آتے جاتے رہیں گے ۔ اور لشکر کی نقل و حرکت اور حتیوں کے حملے اور اپنے لشکر کی کارگزاری سے متعلق وہ چاروں مصر اختاتون کو مطلع کرتے رہیں گے ۔

اس موقع پر میں اپنے تجربے کی بناء پر یہ بات بھی کہہ سکتا ہوں کہ ان چھ کو ہمارے بادشاہ اختاتون نے روانہ نہیں کیا۔ بلکہ انہیں آپ لوگوں پر نگاہ رکھنے کے لیے نیل کی ناگن نے روانہ کیا ہے میرے خیال کے مطابق نیل کی ناگن کے کہنے پر ہی بادشاہ اختاتون نے ان کے حکم نامہ جاری کیا ہوگا۔ جس کے تحت وہ لشکر میں کام کریں گے ۔ اب میں آپ لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ان چھ سے حد درجہ محتاط رہیے گا ۔ انہیں یہ پتہ نہیں چلنا چاہیے کہ ہم نے زرمون ۔ نیمیا اور شہزادی عدسیہ کے لیے جبلہ شہر میں حویلی خرید رکھی ہے ۔ اگر ان میں کسی کو بھنک بھی پڑ گئی کہ جبلہ شہر میں بھی ہماری کوئی قیامگاہ ہے تو یاد رکھیئے گا وہ اس قیامگاہ کے گرد منڈلاتے رہیں گے اور ایک نہ ایک روز وہ یہ پتہ چلانے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ اس حویلی میں نہ صرف یہ کہ آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون اپنی بیٹی نیمیا کے ساتھ رہتا ہے بلکہ وہ یہ جاننے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے کہ شہزادی عدسیہ اور یرمیحا دونوں میاں بیوی ہیں ۔ میں مزید یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ اب آپ میں سے کسی کو بھی اس حویلی کی طرف نہیں آنا چاہیے ۔ اب اس حویلی میں نہ شہزادی عدسیہ رہے گی نہ ہی شہزادی زربال ۔ دونوں کو لشکر گاہ میں رہنا چاہیے ۔ لشکر گاہ میں آمد کے

تھوڑی ہی دیر بعد آنے والے ان چھ سواروں نے مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے مخیدون
آپ ۔ ٹوٹخمان اور یر میحا سے متعلق سوال کیا کہ ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں لیکن میں اور
میرے ساتھیوں نے انہیں فی الوقت ٹال دیا ہے ۔ میں نے ان چھ کے قیام کا بندوبست
ایک بڑے خیمے میں کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ چھ کے چھ ایک ہی خیمے میں قیام کریں ۔ فی
الوقت میں نے ان سے کہا ہے کہ مخیدون ۔ یر میحا اور ٹوٹخمان کچھ ضروری خریداری کے لیے
جبلہ شہر کی طرف گئے ہیں ۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ تھوڑی دیر آرام کریں میں انہیں بلانے کا
بندوبست کرتا ہوں ۔ آنے والے ان چھ سواروں کو میری ان باتوں پر اعتبار آگیا تھا ۔ لہذا
فی الوقت تو وہ اپنے خیمے میں آرام کر رہے ہیں ۔ تاہم ان پر نگاہ رکھنے کے لیے میں اور میرے
اس ساتھی نے اپنے چار جانثاروں کو مقرر کیا ہے ۔ جو ان کے ایک ایک لمحے پر نگاہ رکھیں
گے ۔ بس اپنے چار ساتھیوں کو ان پر مقرر کرنے کے بعد ہم دونوں اس سمت آئے ہیں تاکہ
آپ کو اس خطرے سے آگاہ کریں جو اب ہمارے سروں پر منڈلانے لگا ہے ۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ صورتحال یقیناً شہزادی عدسیہ کے لیے
ناقابل برداشت اور تکلیف دہ ہو گی اس لیے کہ اب دونوں شہزادیوں کو اس حویلی کے
بجائے لشکر گاہ میں رہنا ہو گا ۔ شہزادی عدسیہ کی اپنے بچے سے دوری یقیناً شہزادی کے لیے
پریشانی کا باث ہو گی ۔

اس مخبر کے اس انکشاف پر تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی پھر عدسیہ
بول پڑی ۔ میرے عزیزو ۔ ایسی کوئی بات نہیں حالات کا سامنا کرنے کے لیے میں بڑے سے
بڑے جبر کا بھی مقابلہ کر سکتی ہوں ۔ میں جانتی ہوں میرا بچہ اپنے ہاتھوں میں ہے ۔ اور نیمیا
مجھ سے بھی بڑھ کر میرے بچے کا خیال رکھے گی ۔ جہاں تک آنے والے ان چھ سوالوں کا
تعلق ہے تو ہمیں ان کی طرف سے محتاط رہنا چاہیے ۔ ہمیں انہیں کوئی ایسا موقع ہی فراہم
نہیں کرنا چاہیے کہ وہ ہمارے متعلق کوئی خبر یا کوئی راز نیل کی ناگن تک پہنچا سکیں ۔

عدسیہ جب خاموش ہوئی تب مخیدون بول پڑا اس نے ان دونوں مخبروں کو
مخاطب کیا تھا ۔

میرے عزیزو ۔ ان چھ سواروں کی آمد کے بعد جو انتظامات تم دونوں نے کئے
ہیں ۔ میں ان سے خوش اور مطمئن ہوں ۔ تم لوگ ہمارے راز کو راز میں رکھنے کا فرض

انتہائی احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہو۔ ابھی تھوڑی دیر تک ہم سب تمہارے ساتھ روانہ ہوں گے۔ اور جب تک وہ سوار لشکر میں قیام کرتے ہیں تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر کڑی نگاہ رکھنا جب بھی ان میں سے کوئی ادھر ادھر جاتا ہے تو تم میں سے کوئی یا تمہارا کوئی بھی قابل اعتبار شخص ان کے تعاقب میں ہونا چاہیے تاکہ یہ نگاہ رکھی جائے کہ وہ کہاں کہاں جاتے ہیں اور ان کی کیا کیا نقل و حرکت ہے۔

اور ہاں محترم مخیدون آنے والے ان سواروں میں سے ایک یہ بھی انکشاف کر رہا تھا کہ آپ کی غیر موجودگی میں اختاتون شہر میں کوئی آپ کے اہل خانہ پر حملہ آور ہوا اور انہیں قتل کر دیا گیا۔ مخیدون کے خاموش ہونے پر ان میں سے ایک نے کہا تھا۔

مخیدون تھوڑی دیر کے لیے پریشان ہو گیا پھر وہ مخبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا

میرے عزیز تم پریشان مت ہو۔ یہ خبر مجھے پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔ میں نے تم لوگوں سے ذکر نہیں کیا میرا ایک عزیز میرا ایک رشتہ دار خیمہ گاہ سے اس طرف آنے سے پہلے مصر سے آیا تھا اور مجھے اس نے اس اندوہناک واقعہ کی پہلے ہی اطلاع کر دی ہے۔ میں نے اپنے اس عزیز کو فی الفور مصر کی طرف واپس روانہ کر دیا تھا تاکہ اسکی آمد سے متعلق کوئی مشکوک نہ ہو۔ اس نے میرے اہل خانہ کے قتل کے متعلق بہت کچھ انکشافات بھی کیے ہیں۔ پر ان پر میں عمل مصر واپس جا کر کروں گا۔

مخیدون کی اس گفتگو سے عدسیہ نے گھورتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے پوچھ لیا۔

مخیدون میرے بھائی۔ جو انکشافات آپ کے آنے والے اس عزیز نے کیے ہیں کیا ان سے تم مجھے یعنی اپنی بہن کو آگاہ نہیں کرو گے۔ مخیدون نے عجیب سے انداز میں ٹوتخمان اور یریمیحا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا عدسیہ میری بہن ان انکشافات سے ٹوتخمان اور زربال پہلے ہی آگاہ ہیں یہ تمہیں بتا دیں گے لیکن عدسیہ فوراً بول پڑی۔ نہیں مخیدون میرے عزیز بھائی یہ سب کچھ میں تمہاری زبان سے سننا چاہتی ہوں۔ جواب میں مخیدون بے چارہ پھر بول پڑا۔

میرا عزیز جو یہ اندوہناک خبر لے کر آیا تھا اس کا کہنا تھا کہ میرے اہل خانہ کو

قتل تمہارے اور زربال کے بڑے بہنوئی سمخار اور اس کے آدمیوں نے کیا ہے۔اور میرے آنے والے اس عزیز کا یہ بھی کہنا تھا کہ ایسا انہوں نے نیل کی ناگن کے کہنے پر کیا ہے۔عد نیہ میری بہن تم جانتی ہو کہ تمہارے باپ نے ٹو ٹخمان کی جگہ اس لشکر میں پہلے سمخار کو منتخب کیا تھا۔سمخار نیل کی ناگن طائی کا خاص آدمی ہے۔اس کے اشاروں پر کام کرتا ہے اور اس کے مخالفوں کی نقل و حرکت سے اسے آگاہ رکھتا ہے۔پر میں نے اپنے چچا اختاتون پر زور دے کر سمخار کا نام نکلوا دیا اور اس کی جگہ میں نے ٹو ٹخمان کو اپنے لشکر میں شامل کروا دیا۔یہ بات یقیناً طائی کیلیے ناقابل برداشت تھی۔اس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہو گی کہ ٹو ٹخمان کی جگہ پھر سمخار کو لشکر میں شامل کر دیا جائے میرے خیال میں اختاتون نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا ہو گا اور اس کا انتقام لینے کے لیے سمخار اور طائی دونوں نے مجھ پر وار کیا اور میرے اہل خانہ کا خاتمہ کروا دیا۔لیکن میں اور یر میحا دونوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم سمخار سے اس بھیانک حادثے کا انتقام ضرور لیں گے اگر میرے ان اہل خانہ کے قتل میں واقعی سمخار اور طائی ملوث ہیں تو سمخار ہی نہیں طائی بھی ہمارے انتقام سے نہیں بچے گی۔

مخیدون کے اس انکشاف پر عد نیہ بے چاری تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر خاموش رہی وہ بڑی دکھی اور ملول ہو گئی تھی۔اسکے بعد ایک بار پھر اس نے مخیدون کی طرف دیکھا اور کہنا لگی۔

اگر تمہارے اہل خانہ کے قتل میں میرا بہنوئی سمخار شامل ہے تو ایک انتہائی برے اور قبیح فعل کا مرتکب ہوا ہے۔اور اسے اس کے اس فعل کی ہر صورت سزا ملنی چاہیے اگر وہ اس قتل عام میں ملوث ہے تو اسے ہر صورت میں قتل کیا جائے گا۔اور اس کاروائی میں خود آپ اور یر میحا کا ساتھ دوں گی

عد نیہ جب خاموش ہوئی تو کسی قدر متفکر آواز میں یر میحا بول پڑا۔

مخیدون اور ٹو ٹخمان میرے عزیز بھائیو۔اب ہمیں زیادہ دیر تک یہاں قیام کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔عد نیہ اور نیمیا دونوں نے مل کر کھانا تیار کیا ہوا ہے میرے خیال میں جلدی جلدی کھانا کھائیں اور اپنے ان دونوں مخبروں کیساتھ خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔عد نیہ زربال۔ٹو ٹخمان۔مخیدون چاروں نے یر میحا کی اس گفتگو سے

اتفاق کیا تھا پھر سب نے اٹھ کر کھانا کھایا دونوں مخبروں کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا تھا پھر زرمون اور نیمیا دونوں باپ بیٹی کو انہوں نے خدا حافظ کہا اور حویلی سے نکل کر وہ خیمہ گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

خیمہ گاہ کی طرف جاتے ہوئے یرمیحا کو اچانک کچھ خیال گزرا پہلے وہ اپنے گھوڑے پر سوار عدینہ کے پہلو بہ پہلو جا رہا تھا اس خیال کے آنے پر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور مخیدون کے قریب آیا۔ اسکی اس حرکت سے عدینہ زربال اور ٹوٹخمان بھی سمجھ گئے تھے کہ مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے یرمیحا کچھ کہنا چاہتا ہے لہذا وہ بھی اپنے گھوڑوں کو قریب لے آئے تھے۔ تاکہ یرمیحا کی گفتگو کو سن سکیں۔ مخیدون کے قریب آنے کے بعد یرمیحا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے اسے کہنا شروع کیا۔

خیمہ گاہ میں واپس جانے کے بعد ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ خیمہ گاہ میں داخل ہونے کے بعد میں اپنے اس خیمے میں چلا جاؤں گا جو میرے لیے مختص ہے۔ تم ایسا کرنا کہ عدینہ زربال اور ٹوٹخمان کو لے کر اپنے خیمے میں داخل ہونا۔ پھر مصر کی طرف سے آنے والے ان چھ سواروں کو طلب کرنا۔ انہیں اپنے خیمے میں خوش آمدید کہنا اور انہیں اپنے پورے تعاون کا یقین دلانا۔

جب وہ چھ کے چھ سوار تمہارے خیمے میں آجائیں اور تم ان سے گفتگو کا آغاز کر چکو گے تب میں تمہارے خیمے کے دروازے پر نمودار ہوں گا۔ اور تمہیں مخاطب کر کے پوچھوں گا کہ کیا آپ نے مجھے طلب کیا ہے۔ میرے ساتھ کسی قدر تحکمانہ لہجے میں گفتگو کرتے ہوئے کہنا کہ ہاں یہ مصر سے کچھ سوار آئے ہیں ان کے ساتھ گفتگو میں شامل ہونے کے لیے میں نے تمہیں بلایا ہے تمہارے اتنا کہنے پر میں خیمے میں داخل ہوں گا اور عدینہ سے دور کوئی نشست میرے لیے خالی کر دینا۔ اس پر میں بیٹھ جاؤں گا۔

تمہارے خیمے میں ان سواروں کے ساتھ گفتگو کے دوران میں بڑی احتیاط برتوں گا۔ میں اپنے آپ کو یہی ظاہر کروں گا کہ میرا کوئی رشتہ نہیں بلکہ میں وہاں عدینہ کے محافظ کی حیثیت سے بیٹھوں گا تاہم تم جو گفتگو کرو گے اس کا لب لباب یہی ہونا چاہیے کہ ہم سب اخناتون اور اس کی ماں طائی کے فرمانبردار اور جانثار ہیں۔ یہ بھی ظاہر کرنا کہ گزشتہ جنگ میں ہم نے بڑی آسانی کے ساتھ حتیوں کو شکست دے دی تھی لیکن جو جنگ اب

متوقع ہے اس میں ہمیں پوری جانفشانی سے کام لینا ہو گا۔
یر میحا جب خاموش ہوا تو تھوڑی دیر تک اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے مخیدون کی گردن جھکی رہی اسکے بعد اپنے گھوڑے کو ہلکی سی ایڑ لگاتے ہوئے مخیدون بول پڑا۔
میرے پیارے بھائی۔جو کام تم مجھے سونپ رہے ہو یہ بڑا کھٹن ہے۔میں کیسے تمہارے ساتھ تحکمانہ انداز میں گفتگو کروں گا۔قسم آمون دیوتا کی جب میں تمہارے ساتھ گفتگو کرتا ہوں تو میرے سامنے میری بہن عدسیہ کا چہرہ آجاتا ہے۔اور عدسیہ کے حوالے سے میں اکثر و بیشتر یہ بھی سوچتا ہوں کہ اگر تمہاری حفاظت کرتے ہوئے کبھی مخیدون کی جان بھی چلی جائے تو پرواہ نہیں کروں گا۔یر میحا میری بہن عدسیہ کا حوالہ نہ بھی ہو تب بھی تم میرے لیے بڑے قابل احترام ہو اس لیے کہ میں تمہیں اپنا بھائی سمجھ چکا ہوں۔اور میں تمہیں حقیقی معنوں میں اب اپنے سگے بھائی جیسا خیال کرنے لگا ہوں۔لہذا جو انداز گفتگو تم نے مجھے سمجھایا ہے میں اس پر عمل تو کروں گا پر میرے لیے یہ بڑا کٹھن مرحلہ ہو گا۔
مخیدون جب خاموشہ وا تو یر میحا پھر بول پڑا۔
عدسیہ کے حوالے سے تمہارے دل میں میرے لیے جو قدر اور عزت ہے میں اس سے بھی شناسا ہوں۔ایک بھائی کی حیثیت سے تم جو مجھے پیار اور محبت دیتے ہو قسم خدائے وحدہ لاشریک کی میں اس کی گہرائی تک سے بھی واقف ہوں۔میں تم سے اس موقع پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ عدسیہ سے شادی کرنے سے پہلے یر میحا اس دنیا میں اس درخت جیسا تنہا تھا جو کسی صحرا میں اکیلا اور پیاسا کھڑا ہو اور برسوں سے کسی ایسے مسافر کا منتظر ہو جو اس کی چھدری چھاؤں میں لیٹ کر اپنی یادوں کو وقت کے سنہری لمحوں سے ہم آغوش کر سکے۔میرے بھائی عدسیہ سے شادی کے بعد جہاں عدسیہ جیسی خوبصورت۔وفادار اور محبت کرنے والی بیوی مجھے ملی وہاں زربال جیسی چاہنے والی بہن۔نافریط جیسی شفقت کرنے والی ماں اور توثمان اور تمہارے جیسے محبت کرنے والے بھائی نصیب ہوئے۔جب عدسیہ سے شادی کرنے کے بعد مجھے اتنے پروقار رشتے میسر ہوئے ہیں۔تو پھر مجھے بھی ان رشتوں کا احترام کرنا چاہیے چاہیے۔میں جو کبھی صحرا میں کھڑا ایک پیاسا درخت تھا۔اب میں اپنی ذات میں ایک پورا گلستان ایک پورا بوستان ہوں۔مخیدون میرے بھائی مجھے اپنی ذات کی اس موجودہ حالت پر یقین جانو فخر ہے۔میں خداوند قدوس اور اس ذات وحدہ لاشریک کا انتہا

درجہ کا ممنون اور شکر گزار ہوں جس نے مجھے تنہائیوں کے کنویں سے نکال کر زندگی کی اس بارونق اور پر محبت منزل تک پہنچایا۔

یرمیحا جب خاموش ہوا تو اپنے گھوڑے کو عدنیہ مزید یرمیحا کے قریب لائی پھر محبت بھری آواز چاہت بھرے لہجے میں وہ یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اب آپ ہماری اتنی بھی زیادہ تعریف نہ کریں کہ ہم اپنی حالت پر خود شرمندگی محسوس کرنے لگیں۔یرمیحا میرے محبوب جو مقام آپ نے حاصل کیا ہے یہ مقام آپ نے اپنی جراتمندی یہ مقام اپنی دلیری اور شجاعت اور اپنے کردار کی ہر دلعزیزی کی بناء پر حاصل کیا ہے۔اس سلسلے میں نہ آپ کسی کے ممنون اور دبیل ہیں اور نہ کسی کا آپ پر کوئی احسان ہے۔اگر عدنیہ آپ کی بیوی بنی ہے تو یہ بھی آپ دلیری جراتمندی اور طاقت کا کمال ہے۔اگر میری ماں نافریط آپ کی ماں اور میری بہن زربال بہن بنی ہے تو یہ بھی آپ کے دست ہنر مندی کا کمال ہے۔اگر ٹوٹخمان اور مخیدون جیسے بھائی میسر آئے ہیں تو میرے محبوب یہ بھی آپ کی اور سرفروشی کا عروج ہے۔اس کے لیے آپ کو کسی کا ممنوں ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے لیے آپ کو کسی کا شکریہ ادا کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

عدنیہ کی اس گفتگو سے سب کے چہروں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔اس موقع پر عدنیہ کی اس گفتگو کا جواب دیتے ہوئے یرمیحا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مخیدون اس سے پہلے ہی بول پڑا۔

تمہاری گفتگو کے جواب میں میں مخیدون اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ ہم سب تمہارے شکر گزار ہیں جو تم ہمارے ساتھ اپنے رشتوں کو اس یوں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہو میرے بھائی اس موقع پر جبکہ تم بھی موجود ہو عدنیہ بھی ہے۔زربال بھی ہے۔میرا بھائی ٹوٹخمان بھی موجود ہے میں تم سب کے ساتھ ایک انتہائی اور اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ خیمہ گاہ می پہنچنے سے پہلے پہلے اس گفتگو کے سلسلے میں ہم کسی نتیجے پر پہنچ جائیں۔اس لیے کہ خیمہ گاہ میں جانے کے بعد مجھے مصر سے آنے والے سواروں سے گفتگو کرنا ہو گی۔یرمیحا اور ٹوٹخمان میرے دونوں بھائیوں۔جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سنو۔

یہ بات تو سب پر واضح ہو چکی ہے کہ مصر سے آنے والے وہ چھ سوار میرے چچا

اختاتون کے کم اور اس کی ماں طائی یعنی نیل کی ناگن کے زیادہ جاسوس ہیں ۔اگر ان کے پاس میرے چچا اختاتون کا کوئی حکم نامہ ہے تو وہ حکم نامہ اختاتون نے اپنی ماں طائی کے کہنے پر جاری کیا ہو گا ۔ حقیقی معنوں میں آنے والے یہ سوار نیل کی ناگن طائی ہی کے جاسوس ہیں اور جب تک ان کا قیام ہمارے پڑاؤ کے اندر ہے وہ شکاری کتوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے ہوئے اپنے مطلب کی خبریں حاصل کرنے کے لیے ہر شئے ہر چیز کو سونگھتے رہیں گے ۔ان کی موجودگی میں ہمیں انتہا درجہ کا محتاط رہنا ہو گا ۔ورنہ یہ کوئی نہ کوئی کارنامہ کر دکھائیں گے ۔اگر انہیں بھنک بھی پڑ گئی کہ یرمیحا اور عدنیہ اب صرف شہزادی اور محافظ کی حیثیت نہیں رکھتے ان کے درمیان کوئی اور بھی رشتہ ہے تو قیامت برپا ہو جائے گی ۔اگر انہیں یہ بھی خبر ہو گئی کہ ہم نے جبلہ شہر میں کوئی حویلی لے رکھی ہے تو یہ اس حویلی کے گرد کتوں کی طرح گھومیں گے اور ہر صورت میں زرمون اور اس کی بیٹی نیمیا کا پتہ لگا کر اس کی اطلاع طائی کو دیں گے ۔طائی جو نیل کی ناگن کا کردار ادا کر رہی ہے وہ زرمون اور نیمیا دونوں کو وقت ضائع کیے بغیر موت کے گھاٹ اتروا دے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون لمحہ بھر کے لیے رکا ۔کچھ سوچا پھر دوبارہ اس نے اپنا سلسلہ کلام شروع کیا۔

ٹوٹخمان اور یرمیحا میرے دونوں بھائیو جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں یہ اس کا پہلا مرحلہ ہے ۔اب جو دوسرا مرحلہ ہے اسکے متعلق بھی جو کچھ کہنا چاہتا ہوں سنو۔

میرے ذہن میں مصر سے آنے والے ان چھ سواروں سے نپٹنے کے لیے جو طریقہ کار ہے وہ یہ ہے کہ ان چھ کے چھ سواروں کو کسی نہ کسی طرح موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ۔اگر ہم ایسا کر سکیں تو ۔ہم بالکل محفوظ ہو جائیں گے ۔لیکن انہیں موت کے گھاٹ بھی ہمیں کسی طریقے سے اتارنا ہو گا ۔انکا خاتمہ ہم سرعام نہیں کر سکتے ۔اس لیے کہ لشکر میں کئی ان کے حمایتی ہوں گے ۔جو اصل واقعہ کی اطلاع جا کر اختاتون اور اس کی ماں طائی کو کر دیں گے ۔اس لیے جہاں ان چھ کا خاتمہ ضروری ہے وہاں یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ کسی رازدارانہ طریقے سے ان چھ کا خاتمہ کیا جائے تا کہ یہ ہمارے متعلق کوئی بھی خبر نیل کی ناگن تک نہ پہنچا سکیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون رکا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے

وہ کہہ رہا تھا۔

یرمیحا اور ٹوتھمان میرے دونوں بھائیو مصر سے آنے والے ان چھ سواروں کا خاتمہ کرنے کے لیے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے وہ میں تم چاروں کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ اگر تم چاروں اس سے متفق ہو تو بہت بہتر۔ اگر اس سلسلے میں کوئی تبدیلی چاہو تو بلا جھجک مجھ سے کہہ دینا۔

میرے عزیزو! تم جانتے ہو دو تین روز تک حتیوں کا لشکر ہم سے ٹکرانے کے لیے ان سرزمینوں میں پہنچ جائے گا۔ خیمہ گاہ میں واپس جانے کے بعد پہلے میں ان سواروں سے نپٹوں گا اس کے بعد رات کی تاریکی میں ہم اپنے اس لائحہ عمل کی ابتدا کریں گے جو ہم نے پہلے سے طے کر رکھا ہے۔ مصر سے آنے والے سواروں سے ملاقات کرنے کے بعد میں اور ٹوتھمان اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلے میں اسجگہ اپنی اپنی گھات میں بیٹھ جائیں گے جس جگہ کا تعین ہم تینوں بھائیوں نے پہلے سے کر رکھا ہے۔

جو چھ سوار مصر سے آئے ہیں انہیں میں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ اور اپنے خاص آدمیوں کے ذریعے ان پر کڑی نگاہ رکھوں گا تاکہ ان میں سے کوئی بھی یرمیحا کے لشکر کی طرف آنا چاہا تو میرے جو خاص آدمی ان کے پیچھے لگے ہوں گے وہ راستے میں ہی ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ اسکے علاوہ جو باقی سوار بچ رہیں گے وہ میرے لشکر میں ہی ٹھہرے رہیں گے میں ان کے لیے بھی اپنے چند جانثار مقرر کروں گا۔ اور جس وقت حتیوں کے ساتھ ہماری جنگ اپنے عروج پر ہو گی میرے وہ جانثار ان کا خاتمہ کر کے اس قصے کو پاک کر دیں گے۔ اس طرح ہمارے سارے لشکری اس بات کے گواہ ہوں گے کہ مصر سے آنیوالے چھ کے چھ سوار حتیوں کے ساتھ جنگ کے دوران کام آگئے۔ جب یہ خبر مصر پہنچے گی تو نیل کی ناگن طائی کو افسوس۔ دکھ اور صدمہ تو ضرور ہو گا کہ جو خبریں وہ ہمارے لشکر سے حاصل کرنا چاہتی تھی وہ خبریں تو بڑی دور کی بات اس کے خاص آدمیوں کا بھی خاتمہ کر دیا گیا۔ لیکن وہ بول نہیں سکے گی اس لیے کہ ہر لشکری اس کی گواہی دے گا کہ اسکے وہ چھ سوار حتیوں کے ساتھ جنگ کے دوران مارے گئے۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون نے تھوڑی دیر کے لیے کچھ سوچا اس کے بعد اس نے پھر کہنا شروع کیا۔

یرمیحا۔ ٹوٹخمان ۔میرے دونوں بھائیو۔عدنیہ زربال میری دونوں بہنو! جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا کہہ چکا اب اس سلسلے میں تم سے کوئی کچھ کہنا چاہے تو بلا جھجک کہے ۔اس موقع پر عدنیہ بولی اور مخیدون کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میں اپنے کہنے کے حقوق سے اپنے شوہر یرمیحا کے حق میں دستبردار ہوتی ہوں جو کچھ یہ کہیں گے ۔وہ میرے لیے آخری ہوگا۔اس موقع پر باری باری زربال اور ٹوٹخمان بھی بول پڑے ۔اور وہ بھی عدنیہ کی پیروی کرتے ہوئے یرمیحا کے حق میں دستبردار ہوگئے تھے ۔یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ پھر وہ کہنے لگا۔

مخیدون جو تجویز تم نے پیش کی ہے وہ انتہائی عمدہ اور قابل عمل ہے ۔اسے ہم چاروں اپنے لیے آخری سمجھتے ہیں ۔اگر اس پر ہم عمل کریں تو میرے خیال میں جہاں ہم آنے والے ان جاسوسوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں وہاں ہم آنے والے دنوں میں نیل کی ناگن کے عتاب سے بھی بچ سکتے ہیں ۔مخیدون جو کچھ تم نے طے کیا ہے یہ آخری ہے ۔اسی پر عمل کیا جائے گا۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے مخیدون خوش ہو گیا تھا۔ پھر پانچوں نے ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔رات کی تاریکی میں انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ اپنی خیمہ گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

خیمہ گاہ کے قریب جانے کے بعد یرمیحا نے اپنے گھوڑے کو روکا اس کی طرف دیکھتے ہوئے عدنیہ ۔ مخیدون ۔ٹوٹخمان اور زربال نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک لیا تھا یرمیحا نے مخیدون کو مخاطب کیا۔

تم اپنے خیمے میں جاؤ۔میں اپنے خیمے کا رخ کرتا ہوں عدنیہ ۔زربال اور ٹوٹخمان کو بھی تم اپنے خیمے میں لے جاؤ۔اور مصر سے آنے والے ان چھ سواروں کو اپنے خیمے میں طلب کرو ۔جو حقیقت میں نیل کی ناگن کے جاسوس ہیں اپنی خیمہ گاہ میں انہیں خوش آمدید کہو انہیں ان سے اپنے چچا اخناتون اور نیل کی ناگن کے علاوہ عدنیہ کی ماں اس کی بہنوں کی خیریت دریافت کرو۔اس کے بعد انہیں حتیوں کے ساتھ اپنی پہلی جنگ کی مکمل تفصیل بتاؤ اور ان پر یہ بھی انکشاف کرو کہ ایک دو روز تک حتی اپنے لشکر کے ساتھ

علاقوں میں وارد ہوتے ہوئے ہم سے ٹکرانے والے ہیں۔ تم ان سے گفتگو کرو اسی گفتگو کے دوران میں جو لائحہ عمل پہلے طے کر چکا ہوں اس کے مطابق تمہارے خیمے کی طرف آؤں گا۔ اب تم ان سب کو لے کر اپنے خیمے کی طرف جاؤ۔ میں اپنے خیمے کا رخ کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی یریمیحا نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اپنے خیمے کی طرف چلا گیا تھا جبکہ مخیدون۔ عدینیہ زربال اور ٹوٹخمان ایک ساتھ آگے بڑھ گئے تھے۔

عدینیہ۔ زربال اور ٹوٹخمان کے ساتھ مخیدون اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ خیمے میں لگی نشستوں پر چاروں بیٹھ گئے۔ پھر ایک محافظ کو مخیدون نے بلایا اور اسے اس نے حکم دیا کہ مصر سے آنے والے ان چھ سواروں کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس پر وہ محافظ مخیدون کو تعظیم دیتا ہوا اس کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مصر سے آنے والے چھ سوار داخل ہوئے مخیدون اور ٹوٹخمان دونوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا بہترین استقبال کیا ان سے مصافحہ کیا۔ عدینیہ اور زربال دونوں اپنی جگہ پر بیٹھی رہی تھیں۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے مخیدون نے انہیں خالی نشستوں پر بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ بیٹھ گئے۔ تب مخیدون نے گفتگو کا آغاز کیا۔

میرے عزیزو مجھے بے حد افسوس ہے کہ جس وقت تم میری خیمہ گاہ میں داخل ہوئے اس وقت میں عدینیہ۔ زربال اور ٹوٹخمان کے ساتھ ضروری اشیاء کی خرید کے لیے جبلہ شہر کی طرف گیا ہوا تھا۔ وہیں مجھے تم لوگوں کے آنے کی اطلاع ملی۔ لہذا میں اپنے کام کو ادھورا چھوڑ کر اپنی خیمہ گاہ میں آگیا ہوں۔ میں تم سب کو اپنی اس خیمہ گاہ میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

مخیدون کی اس گفتگو کے جواب میں ان چھ سواروں میں سے کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ یریمیحا اس خیمے کے دروازے پر نمودار ہوا اور مخیدون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم مخیدون کیا آپ نے مجھے طلب کیا ہے۔ مخیدون نے ایک گہری نگاہ یریمیحا پر ڈالی پھر کسی قدر بلند آواز میں وہ کہہ اٹھا۔ ہاں یریمیحا میں نے تمہیں بلایا ہے یہ جو سوار میرے۔ سامنے بیٹھے ہیں ان کے دائیں جانب جو خالی نشست ہے اس پر بیٹھو۔ یریمیحا آگے بڑھا اور اس نشست پر بیٹھ گیا پھر یریمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے مخیدون کہنے لگا۔

یہ چھ سوار مصر کی طرف سے آئے ہیں جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کے پاس میرے چچا اخناتون کا حکم نامہ بھی ہے جس کے تحت یہ لشکری کارگزاری اس تک پہنچائیں گے۔ عین اسی لمحہ ان میں سے ایک نے تہ کیا ہوا کاغذ نکالا اور مخیدون کو تھما دیا تھا۔ وہ مصر کے فرعون اخناتون کی طرف حکم سے نامہ تھا جس کے تحت ان چھ سواروں کو مخیدون کے لشکر کی طرف روانہ کیا گیا تھا اپنے چچا اخناتون کا وہ خط پڑھنے کے بعد مخیدون نے وہ خط شہزادی عدسیہ کی طرف بڑھا دیا تھا۔ عدسیہ اور زربال دونوں بہنوں نے وہ پڑھا پھر خط کو تہہ کر کے عدسیہ نے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔

عدسیہ اور زربال جب خط پڑھ چکیں تب مخیدون نے ان چھ سواروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیزو۔ یہ جو تمہارے ساتھ یرمیحا آن کر بیٹھا ہے گو شروع میں اس کی حیثیت صرف شہزادی عدسیہ کے ایک محافظ کی تھی۔ تم جانتے ہو اس نے بہترین انداز میں مقابلہ جیتتے ہوئے شہزادی عدسیہ کا محافظ بننے کا فخر حاصل کیا تھا۔ چونکہ یہ تیغ زنی میں کمال درجہ کی مہارت رکھتا ہے اور دیگر عسکری علوم میں بھی اس کا کوئی جواب نہیں تھا لہذا میرے چچا نے اسے میرے ساتھ لشکر میں شامل کیا تا کہ یہ حتیوں کے خلاف بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کر سکے۔

اس جنگ میں اس یرمیحا نے ایسی کارگزاری ایسی جانثاری اور ایسی جسارت اور جراتمندی کا مظاہرہ کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ میرے لشکر میں موجود نہ ہوتا تو میرے لیے حتیوں کو شکست دینا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتا۔ لہذا اب اس یرمیحا کی حیثیت ہمارے لشکر میں صرف میری بہن عدسیہ کے محافظ ہی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک عمدہ سالار کی بھی ہے۔ ایک ایسا سالار جس پر بد سے بدترین برے سے ابتر حالات تک میں پورا بھروسہ اور اعتماد کر سکتا ہوں۔

میرے عزیزو! اس سے پہلے جو ہمارے اور حتیوں کے درمیان جنگ ہوئی اس میں سب سے اچھی اور بہترین کارگزاری یرمیحا کی رہی۔ شاید تم یہ خیال کرو کہ میں یرمیحا کی تعریف کر رہا ہوں میرے خیال میں اس موقع پر میرا بھائی ٹوٹخمان بھی کچھ کہنا پسند کرے گا۔

مخیدون جب خاموش ہوا تو ٹوٹخمان بول پڑا

میرے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تم بھی جانتے ہو شہزادی عدنیہ بھی اسحقیقت سے آگاہ ہے۔ میری بیوی زربال بھی دیکھ چکی ہے کہ حتیوں کے خلاف ہم نے جو جنگ جیتی ہماری یہ جیت ہماری فتحمندی ہماری یہ کامیابی ہماری یہ فوزمندی سو فیصد اس یرمیحا کی دلیری اور جراتمندی اور شجاعت کی وجہ سے تھی۔ لہذا اپنے ان ہی اوصاف کی بناء پر یہ حق رکھتا ہے کہ اسے صرف عدنیہ کا محافظ نہ خیال کیا جائے بلکہ اب اس کی حیثیت ہمارے لشکر میں ایک اعلیٰ پائے کے سالار کی سی ہے۔

ٹوٹخمان کی اس گفتگو سے جہاں مخیدون کے چہرے پر خوشگوار تاثرات پھیلے تھے وہاں عدنیہ اور زربال بھی اندر ہی اندر مسکرا رہی تھیں۔ تاہم انہوں نے اپنے چہروں پر کسی قسم کے تاثرات ظاہر نہ ہونے دیئے تھے۔ یرمیحا اپنی جگہ پر بالکل سنجیدہ اور بالکل باوقار طریقے سے بیٹھا ہوا تھا۔ ٹوٹخمان جب خاموش ہوا تو مخیدون بول پڑا اس نے مصر سے آنے والے ان چھ سواروں کو مخاطب کیا تھا۔

مصر سے آنے والے میرے عزیزو۔ ایک بار تو ہم حتیوں کو بدترین شکست دے چکے ہیں اور حتیوں کے جس لشکر کو ہم نے شکست دی اس کی سپہ سالاری حتیوں کے بادشاہ شوبیلولیوما کا بیٹا شبل لیوماش کر رہا تھا۔ اب ہمارے جاسوسوں نے یہ اطلاع دی ہے کہ ایک دو روز تک حتیوں کا ایک جرار اور بہت بڑا لشکر اپنی گزشتہ شکست کا انتقام لینے کے لیے ہم پر نزول کرنے والا ہے اور حتیوں کے اس لشکر کی کمانداری خود حتیوں کا بادشاہ شوبیلولیوما کر رہا ہے اس کا بیٹا شبل لیوماش بھی اس کے ساتھ ہے۔ حتیوں سے نپٹنے کے لیے ٹوٹخمان اور یرمیحا نے پہلے سے ایک لائحہ عمل طے کر رکھا ہے۔ اس لائحہ عمل سے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں اس لیے کہ تھوڑی دیر تک ہم اس لائحہ عمل کو ہم عملی صورت دیں گے

جس جگہ اس وقت ہم بیٹھے ہیں لشکر کا ایک حصہ یہاں پڑاؤ کرے گا۔ میں تمہیں یہ بتادوں کہ لشکر کے تین حصے کیے جائیں گے۔ ایک حصے کی کمانداری میرے پاس ہوگی۔ دوسرا ٹوٹخمان کے پاس تیسرا یرمیحا کی سرکردگی میں رہے گا۔ جو لشکر یرمیحا کے ساتھ رہے گا۔ وہ اسی جگہ پڑاؤ کیے رہے گا جس جگہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب کہ میں اور ٹوٹخمان اپنے اپنے لشکریوں کے ساتھ شمال میں جو کوہستانی سلسلہ ہے اس کے اندر ایک درہ ہے

اس کے دائیں بائیں گھات میں بیٹھ جائیں گے۔ اس لیے کہ حتیوں نے اسی درے سے ہوتے ہوئے ان میدانوں میں داخل ہونا ہے۔ یہاں یرمیحا اپنے لشکر کے ساتھ ہوگا۔

حتی آتے ہی یرمیحا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے لیکن اتنی دیر تک میں اور تو ٹمان حتیوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے انہیں بری طرح کاٹنا شروع کر دیں گے۔ میرے خیال میں اس طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے ہم ایک بار پھر حتیوں کو شکست دینے انہیں پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہ تو وہ مختصر حالات ہیں جو میں تم لوگوں سے کہنا چاہتا تھا اور میں نے کہہ دیئے اب تم مجھے اپنا لائحہ عمل بتاؤ کہ تمہارا یہاں کام کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔

مخیدون کے اس استفسار پر کچھ دیر تک ان چھ سے آپس میں صلاح و مشورہ کیا پھر ان میں سے ایک بول پڑا۔

محترم مخیدون جیسا کہ خط میں بھی ظاہر کیا جا چکا ہے۔ کہ ہم چھ کو اس لیے آپ کے چچا اختاتون نے ان سرزمینوں کی طرف روانہ کیا ہے تا کہ ہم انہیں بڑی باقاعدگی کے ساتھ حتیوں کے ساتھ معرکہ آرائیوں کی خبریں دیتے رہیں۔ ہم سے دو تو مستقل آپ کے لشکر میں قیام کریں گے کے باقی چار مصر اور آپ کے اس پڑاؤ کے درمیان آتے جاتے رہیں گے اور جو بھی کام کی خبریں ہمیں یہاں سے ملیں گی وہ آپ کے چچا اختاتون تک پہنچاتے رہیں گے بس یہی ہمارا کام ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ذمے کچھ نہیں لگایا گیا۔

مخیدون ان کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ اس کے بعد دوبارہ اس نے انہیں مخاطب کیا۔

فی الوقت تم چھ کے چھ میرے ساتھ کام کرو گے۔ اس لیے کہ ایک دو روز تک حتیوں کے ساتھ جنگ متوقع ہے اور اس جنگ تک تم سب اکٹھے رہ کر میرے لشکر میں رہو گے اس جنگ کے بعد تم اپنے اس کام کی ابتدا کرنا جو میرے چچا اختاتون نے تمہیں سونپا ہے۔ جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہم لشکر کے تین حصے کریں گے۔ ایک حصہ یرمیحا کے پاس ہوگا جو ہمارے لشکر کا پڑاؤ ہوگا جسمیں باربرداری کے جانوروں کے علاوہ خوراک اور فالتو ہتھیار ہوں گے وہ بھی یرمیحا کے لشکر کی پشت کی جانب رہیں گے تاکہ یرمیحا ان کی حفاظت کر سکے۔ باقی دو لشکر میری اور تو ٹمان کی کمانداری میں ہوں گے۔ اور

یہ دونوں لشکر ابھی تھوڑی دیر تک یہاں سے کوہستانی سلسلے کی طرف کوچ کریں گے تم چھ بھی میرے ساتھ کوہستانی سلسلے میں جاؤ گے ۔ایک دو روز تک تم میرے ساتھ رہو گے اس کے بعد تم اپنی مرضی اپنی منشا کے مطابق اپنے کام کی ابتدا کر دینا۔

ان سواروں کے سرکردہ نے مخیدون کی اس تجویز کو بخوشی قبول کیا۔ پھر مخیدون نے شہزادی عدسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اب جبکہ ہم اپنے لائحہ عمل کی ابتدا کرنے والے ہیں میری بہن تم لشکر کے کس حصے میں رہنا پسند کرو گی ۔اس پر عدسیہ فوراً بول پڑی ۔

سب جانتے ہیں یرمیحا میرا محافظ ہے لہذا میں یہیں یرمیحا کے لشکر میں ہی رہنا پسند کروں گی ۔ میں اگلی صفوں کے بجائے پڑاؤ میں رہوں گی جہاں لشکر میں شامل دیگر عورتیں بھی ہوں گی ۔پڑاؤ کے اندر رہ کر میں نہ صرف پڑاؤ کی حفاظت کا انتظام کروں گی بلکہ ان عورتوں کے ساتھ مل کر جنگ میں زخمی ہونے والے اپنے بھائیوں کی مرہم پٹی کا سامان بھی کر سکوں گی۔

عدسیہ کے اس جواب کے ساتھ مخیدون کا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور مصر سے آنے والے ان چھ سواروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے عزیزو تم میرے ساتھ آؤ۔ میں اور ٹو تخمان اب اپنے اپنے حصے کے لشکر کو لے کر کوہستانی سلسلے کی طرف جانے لگے ہیں ۔ تم بھی میرے ساتھ جاؤ گے ۔یرمیحا۔ تم اپنے لشکر کے ساتھ یہیں رہو گے ۔ تاہم میں تمہیں یہ تنبیہ کرتا ہوں کہ تم ہر وقت اپنے لشکر کے ساتھ چوکنے رہنا اس لیے کہ دشمن کسی بھی وقت تم پر نزول کر سکتا ہے ۔مخیدون کی اس گفتگو کے جواب میں بڑی فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہوئے یرمیحا کہنے لگا۔

مخیدون میرے محترم ۔آپ کسی قسم کی پریشانی یا فکر مندی کا اظہار نہ کریں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یرمیحا آپ کو مایوس نہیں کرے گا ۔ حتی چاہے کتنا بھی بڑا لشکر لے کر ان وادیوں میں داخل ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ میں انہیں مار بھگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے جہاں مخیدون اور ٹو تخمان کے چہروں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہاں مصر سے آنے والے وہ چھ سوار بھی خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے ۔ پھر

مخیدون ان چھ سواروں کو لے کر خیمے سے نکل گیا تھا تو ثمان بھی ان کے ساتھ تھا تھوڑی دیر بعد مخیدون اور تو ثمان اپنے اپنے لشکر کو لے کر کوہستانی سلسلے کے اندر اس جگہ گھات لگا گئے تھے جس جگہ کا پہلے سے تعین کیا گیا تھا۔ مصر سے آنے والے ان چھ سواروں کو مخیدون نے اپنے ساتھ رکھا تھا۔

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام وقار عظیم

وقت کے آئینے میں پتھروں کی طویل دیواروں اور پرانے بے صدا کھنڈروں کی سی ویرانیوں میں رات قہر جیسی خاموش تھی اور ظلمت سے لپٹی سحر کی تلاش میں بھاگی جا رہی تھی۔ چاروں طرف اداس رتوں کے زرد لمحوں۔ کاسنی رات کے تاریک کفن۔ برگد کے سونے درختوں ویران گزرگاہوں پر اڑتی دھول پر دستک دیتی ہواؤں جیسی خاموشی اور چپ تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ بکھرے گہرے اندھیروں۔ کالے سایوں کے راز میں ایک انقلاب نمودار ہوا۔ چاند نفس نفس پھیلاتی روشنی کی چاہت لے کر نمودار ہوا تھا۔ اور اس نے سیاہ شب کے سوال چہرے پر چاندنی رنگ آنچل بکھیرنے شروع کر دیئے تھے۔

ایسے میں حتیوں کا بادشاہ شبلیوما اور اس کا بیٹا شبل لیوماش دونوں اپنے لشکر کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے کے پاس نمودار ہوئے جس کے درے میں سے گزرنے کے بعد اس پار یرمیحا نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔

یرمیحا کے مخبر حتیوں کے ایک اور لمحے لمحے تک خبریں اس تک پہنچا رہے تھے۔ یرمیحا اپنے لشکر کے ساتھ اب اپنے پڑاؤ کے سامنے مستعد ہو چکا تھا تاکہ درے سے گزرنے کے بعد حتیوں کا لشکر سامنے آئے اور وہ اس پر حملہ آور ہو جائے۔

ادھر حتیوں کی بدقسمتی کہ حتیوں کے جاسوس اور مخبر اپنے بادشاہ کو یہی بتانے میں کامیاب ہوئے تھے کہ درے سے گزرنے کے بعد کوہستانی سلسلے کے سامنے کھلے میدانوں میں مصریوں کے ایک لشکر نے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ حتی مخبر گھات میں بیٹھنے والے

مخیدون اور ٹوٹمخان کے لشکریوں کے متعلق کوئی خبر حاصل نہ کر سکے تھے اس لیئے کہ مصری جاسوسوں نے ان حتی مخبروں سے تو کوئی تعارض نہ کیا جو درے سے گزرتے ہوئے آگے گئے تھے لیکن جنہوں نے کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھنے کی کوشش کی انہیں مصری مخبروں نے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ لہذا حتی صرف یہی جان سکے تھے کہ کوہستانی سلسلے کے اس پار مصری لشکر پڑاؤ کیے ہوئے ہے۔ دائیں بائیں گھات میں بیٹھنے والے لشکریوں سے وہ بالکل بے خبر تھے۔

جس جگہ کوہستانی سلسلہ اور اس کے اندر درہ شروع ہوتا تھا۔ وہاں آکر حتیوں کے بادشاہ شبیلولیوما نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ پھر اپنے پہلو میں اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے اپنے بیٹے شبل لیوماش کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

سن میرے بیٹے۔ لشکر اس وقت جس طرح پیشقدمی کر رہا ہے ایسے ہی درے کے اندر بھی پیش قدمی جاری رہے گی۔ جیسا کہ ہمارے مخبر بتا چکے ہیں کہ درے کے اس پار مصری لشکر نے پڑاؤ کیا ہوا ہے میرے بیٹے میرے بچے درے سے باہر نکلنے کے بعد میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دائیں جانب اور تم بائیں جانب پھیلنا شروع ہو جانا اس طرح مصری لشکر پر ہم سامنے ہی سے نہیں دائیں بائیں سے بھی جب ضرب لگائیں گے تو مصریوں کو ہمارے سامنے شکست ہزیمت اور مغلوبیت کے سوا کچھ بھی دکھائی نہ دے گا۔

شبل لیوماش نے اپنے باپ سے اتفاق کیا اس کے بعد لشکر حرکت میں آیا اور پیش قدمی شروع ہوئی تھی۔

درے سے گزرنے کے بعد جونہی اپنے لشکر کے کچھ حصے کے ساتھ حتیوں کا بادشاہ شبیلولیوما اور اس کا بیٹا شبل لیوماش درے سے باہر نکلے ان پر ایک قیامت ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ یرمیحاجو اپنے لشکر کے ساتھ پہلے ہی مستعد تھا وہ گلی کوچوں کوہ ودمن میں اپنے آدرش کو تلاش کرتے نقیب۔ اور ہر سو زندگی کو ہراساں کرتے جرات وشجاعت کے عناں گیر کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا پھر وہ حتیوں پر کاسہ وقت کے گہرے گھنے اندھیروں میں گوشتہ گوشہ کنج کنج میں آفتاب کی خیرہ کن شعاعوں کی طرح گھس جانے والے طوفانوں۔ زمین کے چہرے سے سارے اسرار کھول دینے والے شجاعت کے پرتو اور جراتمندی کے عکس نور کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یرمیحا کے اس حملے میں جسم وجان کی تمازت جیسی دلیری ۔نگاہوں کے التہاب
یسی شجاعت رموز خودگری جیسی بیباکی تھی ۔اس کے حملوں میں موسم بہار کی آہٹوں
ں و نور کی بارش جیسی شادابی ۔اور دھڑکنوں کی لے پر موج موج رقص کرتے جواں
بلتے خونی لمحوں جیسا خوف وہراس تھا۔

رات کی تاریکی میں درے کے دہانے کے پاس یرمیحا کے اس طرح حملہ آور ہونے
ے ہر سو موت و مرگ کی کھولتی آگ ۔کرب و اذیت کے ابلتے بحر۔خودسر جھونکوں جیسے
ابانے سرکش جذبوں اور دل کی شوریدہ سری میں جوش مارتی کشمکش اور جدوجہد جیسی
یفیت طاری ہو گئی تھی۔

حتیوں کا بادشاہ شبیلیوما اور اس کا بیٹا شبل لیوماش دونوں حواس باختہ ہو کے
رہ گئے تھے ۔وہ یرمیحا کی طرف سے اس اچانک حملہ کی توقع نہیں رکھتے تھے ۔وہ درے سے
زرتے ہوئے یہ سوچ رہے تھے کہ درے سے نکلنے کے بعد وہ اچانک مصریوں پر شب خون
ماریں گے اور انہیں تہس نہس اور برباد کر کے رکھ دیں گے لیکن یہاں سارا معاملہ ان کی
امیدوں ان کی خواہشوں کے خلاف ہوا تھا۔اس لیے کہ ان کی توقع کے برخلاف یرمیحا اپنے
لشکر کے ساتھ بالکل مستعد تھا اور جونہی وہ درے کے دھانے کے پاس آئے اس نے ان پر
خونی حملہ کیا تب حتیوں کے بادشاہ شبیلیوما اور اس کے بیٹے شبل لیوماش کے اس نے
سارے دم خم نکال کر رکھ دیئے تھے۔

یرمیحا کے اس اچانک حملے سے حتیوں کے اندر ایک ہلچل برپا ہو گئی تھی ۔حتی
لشکر ابھی تک درے سے نکل کر سامنے والے میدان میں داخل ہونے کے عمل میں
مصروف تھا اور جو درے سے نکل کر میدانوں میں داخل ہوئے تھے ان پر اچانک حملہ آور
ہوتے ہوئے یرمیحا نے انہیں موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا تھا۔

حتیوں کا بادشاہ شبیلیوما اور اس کا بیٹا شبل لیوماش دونوں نے چلا چلا کر اپنے
لشکریوں کو بڑی تیزی کے ساتھ درے سے نکل کر میدان میں حملہ آور مصریوں سے نپٹنے کا
حکم دے دیا تھا۔یہ حکم ملتے ہی حتی طوفانی انداز میں درے کے اندر حرکت کرتے ہوئے
سامنے میدانوں کی طرف لپکنے لگے تھے۔

جس وقت حتیوں کے اندر یہ ہلچل برپا تھی عین اسی لمحہ حتیوں کے پشتی حصے پر

ایک طرفسے مخیدون اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ گردش لیل و نہار میں وقت کے بدترین سیل روزوشب کے ہنگاموں میں درد والم بھری فضاؤں اور کاغذ کے کورے جثے پر رقص کرتی انگنت تصویروں کی طرح حتیوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ یہ دوسری ابتلا تھی جسمیں حتی مبتلا ہوئے تھے۔ اسصورتحال کا علم جب شبیلیوما کو ہوا تو اس نے فوراً لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ ایک حصے کی کمانداری اس نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ انسے لے کر وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا تاکہ سامنے کی طرف سے جو مصری حملہ آور ہوئے ہیں ان سے نپٹ سکے دوسرے حصے کی کمانداری اس نے اپنے بیٹے شبل لیوماش کی سرکردگی میں دی تھی تاکہ وہ ان حملہ آوروں سے نپٹ سکے جو مخیدون کی راہنمائی میں کوہستان سلسلے کی گھاٹ سے نکل کر حملہ آور ہوئے تھے۔

جس وقت حتیوں کے بادشاہ شبیلیوما اور اس کے بیٹے شبل لیوماش نے یہ انتظامات مکمل کئے تب ان کے لیے ایک اور مصیبت ایک اور ابتلا اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ کوہستانی سلسلے کے دوسری طرف سے ٹوتخمان حرکت میں آیا تھا اور وہ بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ورق ورق پر سزاؤں کی داستانیں رقم کرتے طوفانوں۔ بے لباس خواہشوں میں مرقوم ہوتے عذابوں کے قصے اور تیز بارش کی بوچھاڑ کی طرح نزول کرتی الم زدہ کہانیوں اور مظالم کی رودادوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

مخیدون کی طرح ٹوتخمان کا یہ حملہ بھی بڑا اچانک اور بڑا ہولناک تھا۔ اور اس کے اس حملے نے حتیوں کو پوری طرح ہلاکر رکھ دیا تھا اس لیے کہ اس حملے سے پہلے ہی حتیوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ یرمیحا سے نپٹنے کے لیے لپکا تھا جبکہ دوسرا حصہ شبل لیوماش کی سرکردگی میں مخیدون کے حملوں کو روکنے کے لیے بڑھا تھا لیکن اب جب ٹوتخمان بھی ان پر نزول کرنے لگا تب درے کے اندر حتیوں کی حالت بڑی تیزی سے بگڑنے لگی تھی۔ لمحہ بہ لمحہ حتیوں کی تعداد بڑی تیزی سے کم ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ سامنے کی طرف سے یرمیحا جسموں کے منشور سے گزرتی شعاعوں اور رگوں میں لہو کی گردش روکتی عداوتوں کی گھاتوں کی طرح ان پر نزول کر رہا تھا۔ کوہستانی سلسلے کے ایک طرف سے مخیدون عداوتوں کے آکاش پر منڈلاتی درد کی نئی سوغاتوں کی طرح حملہ آور تھا جبکہ دوسری سے ٹوتخمان حتیوں پر ویران شاہراہوں کو روندتے اندھے بے رحم گھنے خونی

ی طرح ان کا قتل عام شروع کیے ہوئے تھا۔

اس صورتحال میں حتیوں کی حالت بڑی تیزی سے وقت کی راہ کے پرپیچ سفر۔ نکنوں ۔بے حال بستیوں ۔ تیرگی کے صحراؤں میں گھٹن کے پھیلتے خوف اور گئے زمانوں کے کرم خوردہ عہد ناموں جیسی ہونے لگی تھی۔

حتیوں کے بادشاہ شبیلولیوما اور اس کے بیٹے شبل لیوماش نے اپنی طرف سے کوشش کی کہ حملہ آوروں سے کسی نہ کسی طرح نپٹ کر درے سے باہر نکلیں اور پھر میدانوں میں دشمن سے ٹکرا کر ان سے اپنی درے کے اندر بدحالی اور بدبختی کا انتقام ن ان کی کوئی پیش نہ جا رہی تھی ۔درے کے اندر مخیدون اور ٹوٹخمان کے دو طرفہ انہیں کاٹ کر رکھ دیا تھا۔اور پھر حتیوں کے لشکر کے پیچھے جو بار برداری کے جانور ن پر خوراک اور ہتھیاروں کے ذخائر لادے ہوئے تھے انہیں بھی ٹوٹخمان اور مخیدون یوں کے لشکر سے منقطع کرتے ہوئے ایک طرف ہانک کر ان پر قبضہ کر لیا تھا۔ ی طرف سے یہ حالت تھی کہ یرمیحا بڑی تیزی سے ان کی تعداد کم کرتا چلا جا رہا تھا۔

شبیلولیوما کی جب اصل صورتحال کا علم ہوا تو وہ بڑا پچھتایا۔اسے اس کے ں نے اطلاع کر دی تھی کہ مصریوں کے دو لشکر پشت کی طرف سے حملہ آور ہوئے ہیں کے بار برداری کے جانوروں پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے۔اور اگر حتیوں نے پلٹ کر جانا چاہا تو حملہ آور انہیں نیست و نابود کر دیں گے ۔یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوما نے حکم دیا کہ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ درے سے نکل کر سامنے والے وں میں داخل ہوا جائے۔

یہ حکم ملتے ہی حتی حرکت میں آئے بڑی تیزی کے ساتھ درے سے نکل کر وہ اس ن میں داخل ہوئے جس میں سامنے کی طرف سے یرمیحا ان پر حملہ آور ہو رہا تھا۔پر ان بختی ان کے پیچھے پیچھے مخیدون اور ٹوٹخمان بھی ان پر ضربیں لگاتے ہوئے میدان میں ر ہو گئے تھے ۔اب صورتحال شبیلولیوما اور اس کے بیٹے شبل لیوماش کے لیے مزید ابتر راب ہو گئی تھی ۔وہ جانتے تھے کہ کھلے میدانوں میں مصریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ، کہ دو لشکر ان کی پشت پر ہیں سامنے والا لشکر بھی دو متحدہ لشکروں سے کسی طور کم ں ۔ان کی تعداد لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی جا رہی ہے ۔لہذا شبیلولیوما نے اپنی شکست تسلیم کی اور

اپنے لشکر کو دائیں جانب سے لے کر وہ بھاگ کھڑا ہوا۔

یرمیحا مخیدون اور ٹوٹخمان نے لگاتار کئی میل تک بڑی تیزی اور خونخواری کے ساتھ حتیوں کا تعاقب کیا۔ حتی کوہستانی سلسلے کے اردگرد ایک لمبا چکر کاٹتے ہوئے شمال کی طرف جانا چاہتے تھے یہ چکر ان کے لیے خونی چکر ثابت ہوا۔ اس لیے کہ دور تک یرمیحا مخیدون ٹوٹخمان نے ان کا تعاقب کیا۔ ان کے لشکر کی تعداد کو مزید کم کیا۔ اس کے بعد ان تینوں نے تعاقب ترک کر دیا۔ شبیلیوما اور شبل لیوماش دونوں باپ بیٹا بچے کھچے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ گئے تھے۔ جبکہ یرمیحا۔ مخیدون اور ٹوٹخمان کھلے میدانوں میں اسجگہ آئے جہاں ان کے لشکر کا پڑاؤ تھا پھر درے کے اندر حتیوں کے بار برداری کے جانور جو سامان سے لدے ہوئے تھے ان سارے جانوروں کو درے سے باہر کھلے میدان میں لایا گیا اور ان پر جو سامان لدا ہوا تھا وہ اتار لیا گیا۔

جس وقت یرمیحا۔ مخیدون اور ٹوٹخمان تینوں حتیوں سے حاصل ہونے والے اس سامان کا جائزہ لے رہے تھے اور ان کے قریب کوئی اور نہ تھا اسی لمحہ ایک طرف سے عدسیہ اور زربال دونوں بہنیں بڑی تیزی سے ان تینوں کے پاس آئیں اس موقع پر عدسیہ یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے خوابگوں آنکھوں میں سوئے کسی معصوم بچے جیسی پرسکون۔ روشنی سے روشنی کے سلسلے جوڑتی جاگتی ہوئی عورت جیسی خوشکن تھی۔ اسکی آنکھوں میں اس سے آئینوں کے دریا۔ اجالوں کی شمعیں روشن تھیں۔ جبکہ اس کے چہرے پر قرب کی خواہشیں محبت کی تمازت کا ایک جوش تھا۔ تھوڑی دیر تک عجیب سے جذبے عجیب سی چاہت اور پیار میں عدسیہ یرمیحا کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر یرمیحا کے علاوہ مخیدون اور ٹوٹخمان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے عدسیہ بول پڑی۔

حتی اپنی طرف سے نفرت پرستی کا طوفان۔ ظلمت کی گھٹائیں۔ دکھ کی اندھی بکل میں جوان مرگ ہنگاموں کی صورت میں ہم پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اور ان کے یہ اندازے یہ ارادے تھے کہ ان سرزمینوں میں وہ ہمیں شکست دے کر مار بھگائیں گے لیکن آپ تینوں نے مل کر کیا خوب ان کی حالت سناٹوں میں پھیلی بدبختی۔ ٹوٹے بکھرے اجڑے لوگوں۔ دکھ درد کے پیلے پتوں اور زمین کی اندھی کوکھ میں بکھری تاریکی کی بھاری تہوں جیسی بنا کر رکھدی۔ حتی سینوں میں الجھ جانے والے جستجو کے بگولے بن کر آئے تھے۔ لیکن

اپ تینوں نے کیا خوب ان کے سروں پر شکست کے مچلتے دھارے رکھ کر انہیں بھاگ جانے پر مجبور کیا۔ آپ تینوں کی یہ کارگزاری ایسی ہے جیسے یقیناً مصر کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جانا چاہیے۔

عدینہ جب خاموش ہوئی تو سب نے دیکھا کہ جس طرح عدینہ خوش تھی ایسی ہی اس کی بہن نہ زربال بھی مصریوں کی اس کامیابی پر خوش و شادمان تھی۔ اس موقع پر ٹوٹھمان نے عدینہ کی طرف دیکھا اور ازراہ ظرافت اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا

عدینہ میری بہن۔ یہ جو الفاظ تم نے ادا کیے ہیں یہ صرف یرمیحا کے لیے ہیں یا ان میں اور مخیدون بھی حصہ دار ہیں۔

ٹوٹھمان کے ان الفاظ پر جہاں خود ٹوٹھمان مخیدون۔ یرمیحا اور زربال نے بھرپور قہقہے لگائے تھے وہاں عدینہ بھی کھل کر ہنس دی تھی۔ پھر عدینہ نے ایک پیار بھری نگاہ اپنے پہلو میں کھڑے یرمیحا پر ڈالی اس کے بعد اس نے اپنی شیرینی اور مٹھاس بکھیرتی آواز میں پھر کہنا شروع کیا۔

جو الفاظ میں نے ادا کئے ہیں اس کے حقدار آپ تینوں ہیں۔ اس میں شک نہیں یرمیحا میرے شوہر ہیں۔ اور میری ساری خوشیاں میری زندگی کے سارے دھارے ان سے وابستہ ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اس جنگ میں آپ تینوں کی کارگزاری قابل تعریف ہے۔ اب جبکہ ہم حتیوں کے بادشاہ شبیلیوما اور اس کے بیٹے شبل دوماش کو بدترین شکست دے کر مار بھگانے میں کامیاب ہوگئے ہیں تو اب آپ تینوں کا کیا لائحہ عمل ہوگا۔

عدینہ کے اس سوال پر زربال اور عدینہ ہی نہیں ٹوٹھمان بھی سوالیہ انداز میں مخیدون کی طرف دیکھنے لگے تھے مخیدون نے بھی ان کی نگاہوں کا اندازہ لگا لیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا۔ اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیز بھائیو میں تم پر ایک انکشاف کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ مصر سے جو چھ سوار نیل کی ناگن طائی نے ہم پر نگاہ رکھنے کے لیے روانہ کئے تھے۔ جنگ کے دوران میں نے ان سب کا خاتمہ کروا دیا ہے۔ اب وہ ہمارے لشکر کے اندر موجود نہیں ہیں۔ لہذا طائی کی

طرف سے ہمیں اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ تو ایک انکشاف ہے جو اپنے لائحہ عمل
میں تم پر ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ اب میرا لائحہ عمل بھی سنو اس میں اگر تم میں سے کوئی
چاہو تو کی جا سکتی ہے۔ سنو میرے بھائیو میری بہنو۔
حتیوں کو ہم نے بدترین شکست دی ہے۔ جس لشکر کو ہم نے شکست دی
اس میں شبیلولیوما اور اس کا بیٹا شبل لیوماش دونوں شامل تھے۔ لہذا اب میرا اندازہ
حتی ہم سے ٹکرانے کی مزید کوشش نہیں کریں گے۔ وہ جان چکے ہیں کہ دوبار
مصریوں سے شکست ہو چکی ہے لہذا تیسری بار وہ اپنے مقدر میں ایسا داغ لگانے کی کو
اور ہمت نہیں کریں گے۔ آپ لوگ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ حتی جو سامان چھوڑ کر بھا
اس میں انگنت بار برداری کے جانور ہیں اور ان پر جو سامان لدا ہوا تھا اس کا ابھی تک
ہی نہیں لگایا جا سکا۔ اس میں انگنت سنہری سکوں کے تھیلے ہیں جو جنگ کے دوران
کا بادشاہ روزینے اور اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کی خاطر انہیں تقسیم کرنا چاہتا تھا
سامان میں خوراک کے وسیع ذخائر بھی ہیں۔ اور ہتھیاروں کے انبار بھی ہیں۔ ان کے
اس سامان میں روزمرہ کام آنے والی اشیاء بھی ہیں۔ میں ٹوٹخمان اور یریمیحا کچھ کچھ اس
کا اندازہ لگا چکے ہیں تم دونوں بہنوں نے اس میں سے ابھی تک کچھ نہیں دیکھا۔ اب م
عمل ہے کہ جہاں اس وقت ہم نے پڑاؤ کیا ہوا ہے یہاں ہم خیمہ زن رہیں گے۔
جو سامان ہمیں حتیوں سے ملا ہے اسکا ایک حصہ ہم اپنے پاس رکھتے ہیں ا
کا حصہ چند محافظ دستوں کے ساتھ میں اپنے چچا اخناتون کی طرف روانہ کرتا ہوں وہ
دیکھ کر خوش ہو گا۔ اس سامان کے ساتھ میں اپنے چند قاصد بھی روانہ کروں گا جو م
کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور حتیوں کے خلاف ہماری دونوں فتوحات کی تفصیل
چچا کو بتائیں گے۔
اس کے علاوہ دکھ اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے میں ان قاصد
ذریعے اپنے چچا پر یہ بھی انکشاف کروں گا کہ وہ چھ سوار جو انہوں نے ہم سے رابطہ
لیے مصر سے ان سرزمینوں کی طرف بھجوائے تھے بد قسمتی سے حتیوں کے ساتھ جنگ
کام آ چکے ہیں۔ یہ اطلاع میں اس لیے دینا چاہتا ہوں تاکہ ان چھ سواروں کی طرف
خبر نہ ملنے پر نیل کی ناگن طائی اور سوار ہماری طرف روانہ نہ کر دیے۔ ساتھ ہی م

چاہتا ہوں کہ ہمارے مصر واپس لوٹنے سے پہلے طائی کو خبر ہو جانی چاہیے کہ وہ کچھ سوار مارے جا چکے ہیں تا کہ وقتی طور پر ان کے مارے جانے سے طائی کو جو غصہ اور غضبناکی ہو گی وہ ہماری واپسی تک ختم ہو چکی ہو گی۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں یہ معاملہ گزرتے وقت کے ساتھ رفع دفع ہو کر رہ جائے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون تھوڑی دیر کے لیے رکا تھا اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ پھر بول پڑا تھا۔

اس کے علاوہ میں اپنے چچا اخناتون کی طرف قاصدوں کے ہاتھ یہ بھی پیغام بھجواؤں گا کہ فی الحال میں اپنے لشکر کے ساتھ یہیں قیام کئے رہوں گا تا کہ حتیوں کی طرف سے اگر پھر کوئی خطرہ اٹھے تو اس سے بآسانی نپٹا جا سکے۔ یوں میرے اس فعل میرے اس عمل سے میاں بیوی کی حیثیت سے یرمیحا اور عدینہ کو زیادہ سے زیادہ ایک ساتھ رہنے کا موقع مل جائے گا۔ اس موقع پر میں یہ بھی کہنا پسند کروں گا۔ کہ اب جبکہ طائی کے جاسوسوں کا ہم نے خاتمہ کر دیا ہے تو میرے خیال میں نیمیا کو بھی ہمیں یرمیحا سے بیاہ دینے کا اہتمام کر دینا چاہیے۔ اس طرح نیمیا یرمیحا کی بیوی کی حیثیت سے عدینہ کے بچے کی بہتر طور پر دیکھ بھال کر سکے گی۔ پھر یرمیحا اور نیمیا کے درمیا کوئی اجنبیت بھی نہ رہے گی۔ یرمیحا کی بیوی کی حیثیت سے عدینہ کے بچے کو وہ اپنا ہی بچہ خیال کرے گی۔ اور اس کی اپنے بچوں جیسی دیکھ بھال کرے گی جب تک لشکر کا یہاں قیام ہے دن کے وقت یرمیحا لشکر گاہ میں ہی رہا کرے گا۔ اور رات کے وقت یہ دونوں میاں بیوی نیمیا کے پاس شب بسری کیا کریں گے۔ اسطرح ان تینوں میاں بیوی کو جب تک لشکر کا یہاں پڑاؤ ہے اکٹھے رہنے کا موقع مل جائے گا۔ اور کسی کو شک وشبہ بھی نہ ہو سکے گا کہ عدینہ فی الاصل یرمیحا کی بیوی ہے۔ اس سلسلے میں تم میں سے کوئی اگر میرے اس لائحہ عمل میں تبدیلی چاہتا ہو تو بولے۔

مخیدون جب خاموش ہوا تو عدینہ کی بڑی بہن زربال بول پڑی۔

مخیدون میرے بھائی۔ جو لائحہ عمل تم نے پیش کیا ہے وہ ہم سب کے لیے قابل قبول ہے۔ لیکن میں اسمیں تھوڑی سی ترمیم چاہتی ہوں۔ جو وفد حتیوں کے ہاتھوں سے ملنے والے مال کو لے کر مصر کا رخ کرے گا۔ اور جو حفاظتی لشکر اس مال کے ساتھ ہو گا اس حفاظتی لشکر کے ساتھ میں اور میرا شوہر تومخان بھی نئے شہر اخناتون کا رخ کریں گے۔

مخیدون میرے بھائی میری ماں عدنیہ سے متعلق بڑی پریشان ہوگی۔اسے یہ تو خبر ہے عدنیہ ماں بننے والی تھی۔لیکن اس کے بعد کے حالات کے لیے وہ انتہا درجہ کی متفکر پریشان ہوگی۔میں اور توتخمان اپنی ماں کے پاس جائیں گے اور اسے یہ خوشخبری سنائیں گے کہ عدنیہ باعافیت ہے۔یرمیحا کی بیوی کی حیثیت سے وہ خوش وخرم زندگی بسر کر رہی ہے اور یہ کہ اس کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔یہ خبریں سن کر یقین جانو میری ماں نافریطہ کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

جیسا کہ تم خود ہی بتا چکے ہو کہ ہمارے ہاتھوں ذلت آمیز شکست اٹھانے کے بعد اب حتی ہم پر پھر حملہ آور ہونے کی حماقت نہیں کریں گے۔اب اگر حتیوں کی طرف سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں تو میں اور میرا شوہر توتخمان مصر کی طرف چلے جاتے ہیں میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں۔ہاں مخیدون میرے بھائی۔ہمارے مخبر اور طلایہ گر پہلے ہی کی طرح اپنے کام میں مصروف ہیں اگر کسی موقع پر وہ یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حتیوں کی طرف سے پھر جنگ کی بھٹی گرم ہونے والی ہے تو آپ اطلاع بھیج کر مجھے اور توتخمان دونوں کو اختاتون شہر سے یہاں طلب کر سکتے ہیں۔میرے خیال میں ہم آپ کی اطلاع ملتے ہی وقت ضائع کیے بغیر واپس لشکر گاہ میں آجائیں گے۔اب بولو میرے بھائی اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو۔

زربال کی اس ساری گفتگو کے جواب میں مخیدون نے سب سے پہلے جواب طلب نگاہوں سے توتخمان کی طرف دیکھا پھر اس نے عدنیہ کے چہرے کا جائزہ لیا اس کے بعد زربال کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

زربال جو تجویز تم نے پیش کی ہے۔اس سے مجھے تو کوئی اختلاف نہیں تاہم اس کا فیصلہ سب کو مل کر کرنا ہے۔میرے خیال میں ظاہر ہے کہ جو بات تم نے کہی ہے اس میں یقیناً توتخمان کی رضامندی بھی شامل ہوگی اب باقی میں عدنیہ اور یرمیحا رہتے ہیں مجھے اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں۔باقی رہ گئے یرمیحا اور عدنیہ۔یرمیحا یقیناً وہی کہے جو عدنیہ کا فیصلہ ہوگا۔لہذا سب سے آخر میں اپنی بہن عدنیہ کو مخاطب کرتے ہوئے میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ اسکی بہن زربال نے کہا ہے اس سلسلے میں اسے کوئی اختلاف ہے مخیدون کے اس سوال پر عدنیہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی۔پھر اس نے یرمیحا کی طرف

دیکھا اس کے بعد یرمیحا کے ساتھ اس نے بڑی رازدارانہ سی سرگوشی کی اس دوران یرمیحا اور عدسیہ دونوں ہی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں ایک دوسرے سے کچھ کہتے رہے اس کے بعد عدسیہ نے مخیدون کو مخاطب کیا۔

جو کچھ میری بہن زربال نے کہا ہے۔ یہ آخری ہے۔ زربال اور ٹوٹخمان کو ان دستوں کے ساتھ واپس جانا چاہیے جو حتیوں سے حاصل ہونے والے مال کا حصہ نے لے کر مصر کی طرف روانہ ہوں گے۔ یہ دونوں میری ماں کی خدمت میں حاضر ہوں اسے میری سلامتی اور بچے کی پیدائش کی خبر دیں۔ زربال کا کہنا درست ہے میری ماں یقیناً میرے متعلق انتہا درجہ کی فکر مند ہو گی یہ دونوں پہنچ کر اسے میری خیریت اور بچے کی پیدائش کی اطلاع دیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کے وہاں پہنچنے سے اور میرے متعلق اطلاعات ملنے سے میری ماں مطمئن ہو جائے گی۔

اب حتیوں کی طرف سے جنگ کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اور پھر یہ بھی کوئی پتہ نہیں کہ جب حتیوں کی دونوں شکستوں کی خبر قاصد جا کر میرے باپ اخناتون سے کہیں گے تو ہو سکتا ہے کہ میرا باپ پورے لشکر کو مصر طلب کرے۔ اگر میرا باپ ایسا پیغام بھجواتا ہے تو ہمیں فی الفور اپنا یہ پڑاؤ ختم کر کے مصر کی طرف کوچ کرنا ہو گا۔

لہٰذا اب آخری فیصلہ یہ ہے کہ آنے والی رات کو نیمیا اور میرے شوہر یرمیحا کو رشتہ ازدواج میں منسلک کیا جائے اس کے بعد ٹوٹخمان اور زربال دونوں چند محافظ دستوں کے ساتھ مصر کی طرف کوچ کر جائیں۔

عدسیہ کی اس گفتگو سے سب نے اتفاق کیا۔ پھر بڑی تیزی کے ساتھ وہ حرکت میں آئے حتیوں کا جو سامان تھا اس کے مناسب حصے کئے گئے جو مصر کی طرف روانہ کیا جانا تھا وہ حصہ علیحدہ کیا گیا باقی حصے لشکریوں میں تقسیم کئے گئے جو حصہ لشکرگاہ میں رکھا جانا تھا۔ وہ علیحدہ کر دیا گیا۔ اس طرح جن دستوں نے ٹوٹخمان اور زربال کے ساتھ واپس مصر جانا تھا ان کی بھی نامزدگی کر دی گئی تھی پھر آنے والی شب نیمیا اور یرمیحا دونوں کو میاں بیوی کے رشتے میں منسلک کر دیا گیا اور اسی رات ٹوٹخمان اور زربال دونوں میاں بیوی چند محافظ دستوں کے ساتھ حتیوں سے حاصل ہونے والے مال کا ایک حصہ لے کر مصر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

ایک روز جب کہ سورج غروب ہونے کے لیے جھک رہا تھا ٹو ٹخمان اور اس کی بیوی زربال دونوں اختاتون کے ذاتی کمرے میں داخل ہوئے اس وقت اس کمرے میں زربال کا باپ اختاتون ۔ زربال کی ماں اور مصر کی ملکہ نافریطہ ۔ اختاتون کی ماں طائی اور رادیوتا کا سب سے بڑا پجاری کیرتون بیٹھے ہوئے تھے ۔ ٹو ٹخمان اور زربال دونوں میاں بیوی جب اس کمرے میں داخل ہوئے تو فرعون اختاتون اپنی جگہ سے اٹھا اور ٹو ٹخمان کو وہ گلے لگا کر ملا اتنی دیر تک زربال آگے بڑھی ۔ پہلے وہ اپنی ماں سے گلے ملی ۔ اس کے بعد اپنی دادی سے ملی ۔ جبکہ ٹو ٹخمان فرعون اختاتون سے ملنے کے بعد مصر کے بڑے پجاری کیرتون سے بغلگیر ہوا تھا ۔ پھر وہ دونوں میاں بیوی اختاتون کے قریب ہی بیٹھ گئے تھے ۔ اس کے بعد کمرے میں گفتگو کا آغاز خود فرعون اختاتون نے کیا تھا ۔ اس نے ٹو ٹخمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا ۔

ٹو ٹخمان مجھے یہ جان کر بڑا دکھ اور افسردگی ہوئی ہے کہ صرف تم اور سزربال ان چند محافظ دستوں کے ساتھ نئے شہر اختاتون میں داخل ہوئے ہو ۔ جو اپنے ساتھ حتیوں سے ملنے والے مال کا ایک حصہ لے کر آیا ہے ۔ میں تو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ میری بیٹی عدینہ بھی بہت جلد پورے لشکر کے ساتھ لوٹے گی ۔ دراصل بات یہ ہے کہ تم سب بہنیں تو اپنے اپنے گھروں میں جا چکی ہو ۔ اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ خوش ہو لیکن عدینہ ابھی تک میرے ساتھ ہی رہی ہے ۔ اس قدر لمبا عرصہ آج تک نہ تو وہ مجھ سے دور رہی نہ میرے اور اس

کے درمیان کوئی ایسی جدائی ہوئی ۔ لہذا اس سے ملنے کے لیے میرا دل بڑا بے چین ہے ۔ جب مجھے یہ اعطلا دی گئی کہ کچھ محافظ دستے حتیوں سے ملنے والے مال کا ایک حصہ لے کر مصر کا رخ کر رہے ہیں ۔ تب میں نے یہ امید لگائی تھی کہ اگر اس حصے میں ٹو ٹخمان اور زربال شامل ہیں تو یقیناً میری بیٹی عدنیہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر آرہے ہوں گے ۔ لیکن تمہارے آنے پر جب یہ انکشاف ہوا کہ عدنیہ وہیں ہے تو یوں جانو مجھے انتہا درجہ کا دکھ اور افسوس ہوا ہے ۔ زربال میری بیٹی تم کم از کم عدنیہ کو بھی اپنے ساتھ لے آتیں ۔

اس موقع پر زربال اور ٹو ٹخمان نے تھوڑی دیر کے لیے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا ۔ اس کے بعد زربال نے فرعون اختاتون یعنی اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

اے میرے محترم باپ ۔ گو ہم نے دوبار حتیوں کو بدترین شکست دی ہے لیکن اب بھی مخیدون یہ خدشات رکھتا ہے کہ حتی پھر کسی وقت کوئی بڑا لشکر تیار کر کے اپنی گزشتہ شکستوں کا بدلہ لینے کے لیے حملہ آور ہو سکتے ہیں لہذا اس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہیں قیام کیا ہوا ہے ۔ عدنیہ کو چونکہ مخیدون صرف اپنی بہن نہیں چھوٹے بھائی کی طرح سمجھتا ہے لہذا عدنیہ کی لشکر میں موجودگی جہاں لشکریوں کے لیے ولولہ انگیزی اور حوصلہ مندی کا باعث بنتی ہے وہاں اس کی موجودگی سے مخیدون کو بھی ایک طرح کی ڈھارس رہتی ہے ۔

اور پھر اے میرے باپ ۔ میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ ان جنگوں میں سب سے اچھی سب سے بہتر کارکردگی میری بہن عدنیہ کے محافظ یرمیحا کی رہی ہے ۔ جنگوں میں اس نے سب سے زیادہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ۔ یوں جانیں حتیوں کو جو ہم نے شکستیں دی ہیں ان شکستوں کا سہرا بھی یرمیحا ہی کے سر جاتا ہے ۔ اے میرے باپ اگر آپ کو میری باتوں پر اعتبار نہ ہو تو آپ ٹو ٹخمان سے پوچھ سکتے ہیں ۔ زربال کی اس ساری گفتگو پر جہاں مصر کی ملکہ نافریط اور خود اختاتون مسکرا رہے تھے وہاں اختاتون کی ماں طائی اور اس کا بھائی کیرتون دونوں ہی ناپسندیدگی کا اظہار کر رہے تھے زربال نے جو یرمیحا کی تعریف کی تھی وہ دونوں بہن بھائی کسی بھی صورت اسرائیلیوں کو پسندیدگی کا باعث بنانے کے لیے تیار نہ تھے ۔ زربال جب خاموش ہوئی تب ٹو ٹخمان بول پڑا

جو کچھ زربال نے کہا ہے یہ یقیناً اور حرف بحرف درست ہے۔ جس وقت میں یہاں سے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا تھا تو مجھے یرمیحا پر اتنا اعتماد اور بھروسہ نہیں تھا۔ میں اسے اپنی بہن عدسیہ کا ایک معمولی سا محافظ خیال کرتا تھا اور یہ بھی سوچتا تھا کہ یہ تیغ زنی میں تو اچھی مہارت رکھتا ہے لیکن اسے جنگوں کا کوئی تجربہ نہ ہوگا۔ لیکن حتیوں کے ساتھ جنگوں میں جو اس نے اپنے تجربے اور ممارشت کا اظہار کیا ہے اس بناء پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یرمیحا مصر کے لشکر کا ایک بہترین سالار اور سب سے نایاب جرنیل ثابت ہو سکتا ہے۔ جس بے خوفی جس جراتمندی اور جس ایثار کے ساتھ اس نے مصری لشکر کے ایک حصے کی کمانداری کرتے ہوئے حتیوں پر ضرب لگائی تھی وہ صرف اسی کا حصہ ہے۔

حتیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ یرمیحا کے پاس دوسرا میرے پاس اور تیسرا مخیدون کی کمانداری میں تھا۔ اگر آپ کو میری اور زربال کی گفتگو پر یقین نہ آئے تو جس وقت مخیدون اپنے لشکر کے ساتھ لوٹے تو مخیدون کے علاوہ آپ ہر لشکری سے پتہ کر سکتے ہیں ہر لشکری یہی کہے گا کہ یہ جو ہم نے حتیوں کو شکستیں دی ہیں یہ صرف یرمیحا کی جراتمندی اس کی شجاعت کی بناء پر تھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد توتحمان تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ اس کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

عدسیہ سے متعلق آپ کی پریشانی اپنی جگہ درست ہے لیکن عدسیہ کا لشکر میں رہنا ضروری تھا۔ اس لیے کہ اب لشکر میں مخیدون پوری طرح یرمیحا پر اعتماد اور بھروسہ کرنے لگا ہے۔ وہ یہ خیال کرنے لگا ہے کہ جب تک یرمیحا لشکر میں اس کے ساتھ ہے حتی کسی بھی صورت مصریوں کو پسپا کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ان دونوں جنگوں میں یرمیحا نے دشمن کے لشکریوں کے اندر گھس کر وہ انقلاب برپا کیا کہ جو بھی حتی اس کے سامنے آیا موت سے بغلگیر ہوتا چلا گیا اس طرح یرمیحا نے اپنے لشکر کے ساتھ انگنت حتیوں کو موت کی نذر کیا۔ چونکہ مخیدون ہر صورت میں یرمیحا کو اپنے لشکر میں رکھنا چاہتا تھا اس لیے عدسیہ کو بھی لشکر میں رکنا پڑا اس بناء پر کہ یرمیحا عدسیہ کا محافظ ہے اور بہرحال اسے عدسیہ کے ساتھ رہنا ہے۔ آپ عدسیہ کے متعلق فکر مند نہ ہوں۔ وہ بے حد خوش و خرم ہے۔ اور یوں جانیں کہ ان جنگوں میں اسے بہترین تجربات حاصل ہوئے ہیں۔

میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ ان جنگوں میں ایک جنگجو کی حیثیت سے عدینیہ نے عملی طور پر حصہ لیا اور جہاں یرمیحا کی کارکردگی ان جنگوں میں سب سے عمدہ تھی آپ کی بیٹی عدینیہ بھی کسی سے کم نہ رہی۔ حتیوں پر ضرب لگانے میں وہ بھی پیش پیش تھی اور ان جنگوں میں اس نے اپنی بہترین جراتمندی کا اظہار کیا۔

ٹوتھمان جب خاموش ہوا تب تھوڑی دیر تک اس کمرے میں خاموشی رہی اس کے بعد فرعون اخناتون بول پڑا۔

ٹوتھمان جو کچھ تم نے کہا ہے اور جن باتوں کا انکشاف میری بیٹی زربال نے کیا ہے وہ اپنی جگہ درست ہے۔ پر اب میں نہیں چاہتا کہ میری بیٹی مزید مجھ سے دور رہے میں چاہتا ہوں فی الفور سارا لشکر واپس اخناتون پہنچے۔ ٹوتھمان میرے بیٹے تم جانتے ہو حتیوں کو ہمارے ہاتھوں دوبار ذلت آمیز شکست ہو چکی ہے اور اب میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ تیسری بار حتی ایسی کوئی حماقت نہیں کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے پھر کوئی ایسی کاروائی کرنے کی کوشش کی تو مصری لشکر ان کے مرکزی شہر تک تعاقب کرے گا۔ لہذا اب مخیدون۔ یرمیحا اور عدینیہ کو اپنے سارے لشکر کے ساتھ واپس اس شہر میں آجانا چاہیے۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ تم آج ہی کچھ قاصدوں کو مخیدون کی طرف روانہ کرو۔ اور اسے میری طرف سے یہ حکم پہنچاؤ کہ اب حتیوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں لہذا وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس مصر آجائے۔ اس کے ساتھ ہی فرعون اخناتون اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے کے پشتی دروازے سے باہر نکل گیا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کی ماں اور اس کا ماموں کیرتوں بھی چلے گئے تھے۔ تاہم مصر کی ملکہ اور زربال کی ماں نافریطا اپنی جگہ پر بیٹھی رہی تھی جب فرعون اخناتون اس کی ماں طائی اور کیرتون چلے گئے تب نافریطا نے ٹوتھمان اور زربال دونوں کو ایک مخصوص اشارہ کیا اس کے ساتھ ہی نافریطا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک اس کمرے سے باہر نکلی۔ ٹوتھمان اور زربال دونوں اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ نافریطا ان دونوں کو لے کر اپنے ذاتی کمرے میں داخل ہوئی۔ جب تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے تب گفتگو کا آغاز مصر کی ملکہ نافریطا نے کیا تھا۔ اس نے اپنی بیٹی زربال کو مخاطب کیا تھا۔

زربال میری بیٹی۔ تمہاری گفتگو جو تم نے اپنے باپ سے کی میں بڑی بے چینی سے صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہی ہوں میری بیٹی تمہاری گفتگو میں عدینیہ کا ذکر ضرور تھا

تمہارا باپ بھی عدینہ کے متعلق فکر مند تھا لیکن میری یہ فکر مندی عدینہ سے متعلق ایک اور ہی پہلو سے تعلق رکھتی ہے ۔ دیکھ میری بچی ۔ جس وقت تھبیس سے عدینہ لشکر کے ساتھ شمال کی طرف روانہ ہوئی تھی اس کے یہاں بچے کی پیدائش متوقع تھی اب تم یہ بتاؤ کہ میری بیٹی عدینہ کے یہاں کیا ہوا ہے ۔

مصر کی ملکہ نافریط کے اس استفسار پر ٹوتخمان اور اس کی بیوی زربال دونوں کے چہروں پر خوشیاں کھیل گئیں تھیں پھر زربال نے بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی ماں نافریط کو مخاطب کیا ۔

اے میری ماں ۔ میرا اور ٹوتخمان کا لشکر گاہ سے نکل کر اس طرف آنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ اب لشکر میں ہم دونوں کی ضرورت نہ تھی ۔ مخیدون تو ہم دونوں کو آنے ہی نہیں دینا چاہتا تھا ۔ بس یوں جانو میری ماں میں زور دے کر اس بناء پر مصر کی طرف آئی ہوں تاکہ میں خود اپنی ماں کو اپنی بہن عدینہ کے حوالے سے خوشخبری سناؤں ۔

سن میری ماں ۔ عدینہ کے یہاں ایک انتہائی پیارا اور خوبصورت بیٹا ہوا ہے ۔ یرمیحا کے باپ کا نام چونکہ دیسان تھا لہذا عدینہ نے اپنے بیٹے کا نام بھی دیسان رکھا ہے وہ ایک انتہائی پیارا اور خوبصورت بچہ ہے ۔

زربال کے اس انکشاف پر نافریط کے چہرے پر ایسی خوشیاں بکھری تھیں جن کی کوئی حد کوئی انتہا نہ تھی ۔ تھوڑی دیر تک وہ اس خبر سے خوش اور لطف اندوز ہوتی رہی پھر ایک دم سنجیدہ ہو گئی اور زربال کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ اٹھی ۔

زربال میری بیٹی کیا اس سارے معاملے کو راز میں رکھا گیا ہے ۔ کیا اس سلسلے میں کسی خطرے کسی اندیشے کا پرتو تو نہیں ۔ اور اب جبکہ تمہارے باپ نے ٹوتخمان کو حکم دے دیا ہے کہ وہ شمال کی طرف قاصد بھجوائے اور مخیدون کو اس کا یہ حکم پہنچائے کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ فی الفور واپس مصر آجائے تو میری بیٹی ایسی صورت میں عدینہ اور اس کے بچے کا کیا بنے گا ۔

نافریط کی اس فکر مندی پر زربال تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی پھر اس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا ۔

ماں آپ کو فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔ آپ جانتی ہیں جس

وقت لشکر شمال کی طرف روانہ ہوا تھا تو لشکر کے اندر بڑا پجاری زرمون اور اس کی بیٹی ٹیمیا دونوں شامل تھے ۔آپ کے لیے یہ بات یقینی نئی ہو گی کہ نیمیا اور زرمون باپ بیٹی کو جبلہ شہر میں آباد کر دیا گیا ہے ان کے لیے ایک حویلی بھی خریدی گئی ہے ۔عدینہ نے بھی اسی حویلی میں قیام رکھا اور اسی حویلی میں عدینہ کے یہاں بچے کی پیدائش ہوئی ۔

اس دوران نیل کی ناگن نے اپنے کچھ آدمی جاسوسی کی غرض سے لشکر گاہ کی طرف روانہ کیئے ۔جس کی بناء پر اس حویلی سے اٹھ کر عدینہ لشکر میں آ گئی تاہم مخیدون نے بڑی دانشمندی سے کام لیا اور حتیوں کے ساتھ جنگ کے دوران نیل کی ناگن کے ان سارے ادمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

میری ماں جن اندیشوں کا تم نے اظہار کیا ہے ان اندیشوں سے متعلق ہم بھی فکر مند تھے ۔پر انکا ہم نے حل تلاش کر لیا ہے ۔میری بہن عدینہ کا بچہ نیمیا کے پاس رہے گا۔ اور نیمیا کی حیثیت سے بچے کی پرورش کرتی رہے گی ۔اب جب عدینہ ادھر چلی آئے گی تو اس کی غیر موجودگی میں جو لوگ نیمیا کو نہیں جانتے وہ یہ بھی سوال کر سکتے ہیں کہ یہ بچہ اگر اس کا ہے تو شوہر کہاں ہے ۔لہذا ان سارے سوالوں کے متعلق اطمینان حاصل کرنے کے لیے میری بہن عدینہ کی رضامندی سے نیمیا کو بھی یرمیحا سے بیاہ دیا گیا ہے ۔اب نیمیا بھی میری بہن عدینہ کی طرح یرمیحا کی بیوی ہے ۔اب جبکہ میرے باپ نے حکم دے دیا ہے کہ لشکر واپس آ جائے تو میری ماں اس کے نتیجے میں عدینہ اور یرمیحا دونوں میاں بیوی واپس اختاتون آئیں گے ان کی غیر موجودگی میں بچے کی پرورش نیمیا کرے گی ۔نیمیا کے لیے اب کوئی خطرہ کوئی اندیشہ نہیں ۔وہ یرمیحا کی بیوی ہے اب اگر کوئی پوچھے تو وہ کہہ سکتی ہے کہ اسکا شوہر مصر کے لشکر میں شامل ہے ۔اور یہ اس کا بچہ ہے ۔اب کہو میری ماں اس سلسلے میں تم کیا کہتی ہو ۔

زربال کی اس ساری گفتگو سے مصر کی ملکہ ناثریطہ کے چہرے پر خوشگوار ہے جذبے نمودار ہوئے تھے ۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنی اس حالت سے لطف اندوز ہوتی رہی ۔ پھر اس نے زربال کی طرف دیکھا۔

زربال میری بیٹی۔ تمہاری آمد سے پہلے میں عدینہ اور اس کے ہونے والے بچے کے متعلق انتہا درجہ کی فکر مند اور پریشان تھی لیکن جو انکشافات تم نے کیئے ہیں انہیں سننے

کے بعد میں بالکل مطمئن ہوں ۔ تم لوگوں نے بہترین فیصلہ کیا ہے ۔ اگر نیمیا کی شادی بھی یریمیا سے کر دی گئی ہے ۔ تو اب مجھے عدینہ اور اس کے بچے کے متعلق کوئی فکر مندی اور پریشانی نہیں ہے ۔ ہاں مجھے ایک قلق ایک غم ضرور رہے گا کہ میں اس بچے کو دیکھ نہ سکی ۔ اسے اپنی گود میں نہ لے سکی ۔ اسے کھلا نہ سکی ۔ اسے اپنے سینے سے لگا کر ایک نواسے کی حیثیت سے اسے پیار نہ کر سکی بس زربال میری جان میری بیٹی میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ وہ بچہ کبھی کسی وقت وہ سرزمینوں کی طرف آئے اور میں اسے گود میں لوں اور یہ کہ ایسے مواقع پیدا ہوں کہ میں خود جبلہ شہر کی طرف جاؤں اور اپنے نواسے سے ملاقات کروں ۔

اپنی ماں کی اس گفتگو کے جواب میں زربال اسے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگی ۔

اے میری ماں ۔ آپ اس سلسلے میں مطمئن رہیں ۔ جس طرح حالات میری بہن عدینہ کے لیے ساز گار ثابت ہوئے ہیں مجھے امید ہے کہ حالات پھر کوئی کروٹ لیں گے اور آپ میری بہن عدینہ کے بیٹے سے مل سکیں گی ۔ اسے پیار کر سکیں گی ۔ زربال کی اس گفتگو سے ملکہ نافریط خوش اور مطمئن ہو گئی تھی ۔ اس نے زربال کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

تم دونوں میاں بیوی تھکے ہوئے ہو ۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے لہذا دونوں اٹھو جا کر آرام کرو ۔ اس کے بعد میں تمہیں اپنے پاس بلاؤں گی اور تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو گی ۔ زربال نے اپنی ماں کی اس تجویز کو پسند کیا ۔ پھر وہ اور ٹوٹخمان دونوں ملکہ نافریط کے اس کمرے سے نکل گئے تھے ۔

OOO

سورج اپنے بے کنار عہد کی بھری فضاؤں میں اپنے جلال و جمال کے ساتھ دن بھر چمکتا غروب ہو گیا تھا ۔ دلوں کو چھیڑتی ہواؤں میں جلترنگ بجاتی پرندوں کی رم جھم کی سی شوخ آوازیں پر سکوت ہو گئیں تھیں ۔ سائے دشت دفا میں نقش پا کو لامحیط کرتے رسائیوں نارسائیوں کے گیت گاتے انجانی منزلوں کو کھو گئے تھے ۔ پھر چاند اپنی تجلیات کی عظمتوں کے ساتھ نگر نگر ذرے ذرے کو طور بنانے کے لیے ہزار پہلوؤں کے اس ہیرے کی طرح نمودار ہوا تھا جس کے ہر پہلو میں رنگوں کی دھنک جوش مار رہی ہو ۔ چاند کے طلوع

ہوتے ہی جب چاندنی کی چادر چاروں طرف پھیل گئی تب پھولوں سے اٹھتی مہک ۔لفظ لفظ سے نکلتی وجدان کی فسوں کاری چاروں طرف نگار فکر کے امڈتے شباب ۔ نئی آب و تاب اور انوکھی چمک دھمک کی طرح رقص کرنے لگی تھی ۔اندھیروں میں پیکر نور کی طرح چاند کے طلوع ہونے کے بعد چاندنی کے قلم بصد انکساری سخن وروں کے لیے باعث فخر و غرور بنتے قصے رقم کرنے لگے تھے ۔حال اپنے ماضی سے مطلق گریزاں ہو کر لاوقت کے ازلی تواتر کی طرح بھاگنے لگا تھا۔ پگھلی چاندنی لبوں پر رقصاں رنگوں اور پیشانیوں پر چمکتے نور کے غبار کی طرح ہر شئے کو اپنے گلے لگانے لگی تھی ۔

ایسے میں یرمیحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی جبلہ شہر میں اپنی حویلی میں داخل ہوئے جب وہ سامنے والے کمرے کے نزدیک آئے تو اچانک کمرے سے نیمیا نکلی بھاگ کر وہ عدینہ سے لپٹ گئی ۔اس موقع پر وہ ایک بیوی کی حیثیت سے یرمیحا سے بھی محبت کا اظہار کرنا چاہتی تھی ۔ پر نہ جانے کیا سوچتے ہوئے اس کے قدم رک گئے ہونٹ سل گئے اور وہ عدینہ کے سامنے کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی ۔عدینہ نے بھی اس کی اس حالت کا بغور جائزہ لیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے یرمیحا بھی مسکرا دیا تھا۔

پھر نیمیا سنبھلی اور یرمیحا اور عدینہ کو وہ سامنے والے کمرے میں لے گئی ۔اس کمرے میں زرمون بیٹھا ہوا تھا۔اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بڑے پرجوش انداز میں نہ صرف یہ کہ یرمیحا سے مصافحہ کیا بلکہ اسے گلے لگا کر پیار بھی کیا۔چاروں نشستوں پر بیٹھ گئے اس کے بعد گفتگو کا آغاز یرمیحا نے کیا۔

نیمیا اور میرے بزرگ زرمون ۔ میں اور عدینہ ایک انتہائی بلکہ تشویشناک خبر آپ دونوں سے کہنے کے لیے آئے ہیں ۔ تھوڑی دیر پہلے لشکر گاہ میں مصر سے کچھ قاصد پہنچے ہیں ۔وہ عدینہ کے باپ اختاتون کا یہ پیغام لے کر آئے ہیں کہ لشکر کو اپنی خیمہ گاہ اٹھا کر فی الفور مصر کی طرف کوچ کر لینا چاہیے ۔میں اور مخیدون چاہتے تھے کہ اپنی خیمہ گاہ کو کچھ عرصے تک یہیں رکھیں جس کے لیے ہم یہ بہانہ بنائے ہوئے تھے کہ حتیوں کی طرف سے ابھی مزید خطرہ ہے ۔ لہٰذا لشکر کا یہاں خیمہ زن رہنا ضروری ہے ۔اس طرح میں اور عدینہ زیادہ سے زیادہ اپنے بچے اور نیمیا کے ساتھ وقت گزارنا چاہتے تھے ۔ پر لگتا ہے وقت اور حالات کو ہماری یہ رفاقت زیادہ عرصے تک منظور نہیں ہے ۔میں عدینہ اور مخیدون تینوں آج رات

پچھلے حصے میں اپنے لشکر کے ساتھ مصر کی طرف کوچ کر جائیں گے ۔ میں اور عدینہ اس سلسلے میں آپ لوگوں سے ملنے کے لیے آئے ہیں ۔

یرمیحا کے اس انکشاف پر زرمون اور نیمیا دونوں باپ بیٹی اداس اور افسردہ ہو گئے تھے ۔ان کی اس افسردگی کو رفع کرنے کے لیے یرمیحا پھر بول پڑا۔

بچہ کہاں ہے ۔

یرمیحا کے اس سوال پر نیمیا نے اپنے آپ کو سنبھالا ۔ پھر وہ شہد برساتی آواز میں کہنے لگی ۔ دلیسان اس وقت ساتھ والے کمرے میں گہری نیند سو رہا ہے ۔اگر آپ دونوں پسند کریں تو میں اسے جگا کر آپ کے پاس لے آؤں ۔ نیمیا کے اس جواب پر یرمیحا کسی رد عمل کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی عدینہ بول پڑی ۔

نہیں ۔ دلیسان کو جگانے کی ضرورت نہیں اسے گہری نیند سویا رہنے دو۔

اب وہ کافی حد تک میرے ساتھ مانوس ہو گیا ہے ۔اس موقع پر اس کی حالت دیکھتے ہوئے تم جانتی ہو میں برداشت نہیں کر سکوں گی ۔اور ہو سکتا ہے کہ جب میں اسے چھوڑ کر رات کی تاریکی میں جانے لگوں تو وہ روئے اور بے چینی کا اظہار کرے ۔اگر اس نے ایسا کیا تو نیمیا میری بہن ۔ یاد رکھنا مصر تک سفر کرتے ہوئے کسی بھی لمحہ مجھے چین اور سکون نصیب نہ ہوگا ۔یہ گفتگو کرتے ہوئے عدینہ کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے ۔ پھر کئی موٹے موٹے قطرے اس کی آنکھوں سے اس کے دامن پر گر گئے تھے ۔

عدینہ کی اس حالت سے جہاں نیمیا بے چین ہو گئی تھی وہاں یرمیحا اور زرمون بھی افسردہ ہو گئے تھے ۔ پھر عدینہ کو اس صورتحال سے نکالنے کے لیے یرمیحا اپنی جگہ سے اٹھا اور عدینہ اور نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا ۔ میں ذرا بچے کو پیار کر لوں پھر آتا ہوں ۔ یرمیحا کے ساتھ عدینہ بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ نیمیا بھی ان کے ساتھ ہو لی تھی ۔ تینوں ساتھ والے کمرے میں گئے ۔وہاں یرمیحا اور عدینہ کا بیٹا دلیسان گہری نیند سویا ہوا تھا ۔ پہلے یرمیحا اس پر جھکا بڑے پیار سے انداز میں اس کے گال اس کی پیشانی اس کی آنکھیں ناک اور ٹھوڑی چومی پھر جب وہ پیچھے ہٹا تو اسی انداز میں عدینہ اپنے بچے پر جھکی اور جس طرح یرمیحا نے اسے چوم کر پیار کیا تھا ایسے ہی عدینہ بھی اسے پیار کر رہی تھی ۔اس موقع پر عدینہ کا اپنے بچے سے جدا ہوتے ہوئے دل بھر آیا تھا ۔اس کی آنکھوں سے امڈتے ہوئے آنسو

ب تھا کہ بچے کے اوپر گر جاتے پر اس موقع پر یرمیحا نے اُسے اس کے دونوں شانوں سے ار پیچھے ہٹایا اسے اپنے ساتھ لپٹایا کندھے پر رکھے اپنے انگوچھے سے اس نے عدینہ کے ساف کئے پھر ہمدردی اور پیار میں ڈوبی ہوئی آواز میں اس نے عدینہ کو مخاطب کیا۔

عدینہ جو حالات ہمارے سامنے آرہے ہیں انہیں تمہیں برداشت کرنا ہو گا۔ یاد نا اگر تم اسی طرح بے چینی افسردگی کا اظہار کرتی رہو گی تو ایک نہ ایک روز ہمارا یہ راز ں ہو جائے گا کہ میں تمہارا صرف محافظ نہیں بلکہ ہم دونوں میاں بیوی بھی ہیں۔ یاد رکھنا ں روز ہمارا یہ راز فاش ہو گیا اس روز ہمارے لیے قیامت برپا ہو جائے گی۔ عدینہ مجھے ں ذات کی کوئی فکر نہیں۔ مجھے اگر صلیب پر بھی چڑھا دیا جائے میرا سر بھی اگر قلم کر دیا ئے تو مجھے کوئی شکوہ نہیں ہو گا۔ لیکن میری خاطر اگر تم کسی دشواری اذیت میں مبتلا ہو تو میرے لیے یہ ناقابل برداشت ہو گا۔

یرمیحا کے یہ الفاظ بیچاری عدینہ کے لیے تازیانہ ثابت ہوئے آگے بڑھ کر اس ے اپنا خوشبوؤں بھرا ہاتھ یرمیحا کے منہ پر رکھ دیا پھر پیار بھری آواز میں کہنے لگی۔

یرمیحا آئندہ ایسے الفاظ مت ادا کرنا۔ یرمیحا آپ عدینہ کی راتوں کے ند ہیں۔ آپ کے بغیر عدینہ ادھوری ہے۔ اور عدینہ آپ کے بغیر زندہ رہنے کی سوچ بھی یں سکتی۔ یرمیحا جس دن آپ کو کچھ ہو گیا تو دیکھنا یہ عدینہ جیتے جی ہی ختم ہو جائے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد عدینہ تھوڑی دیر کے لیے رکی۔ کچھ سوچا اس سوچ کے عث اس کے خوبصورت سرخ ہونٹوں پر بڑا گہرا پر کشش تبسم نمودار ہوا تھا۔ پھر وہ اپنا نہ یرمیحا کے کان کے قریب لے گئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

یرمیحا جس طرح میں آپ کی بیوی ہوں ایسی ہی نیمیا بھی آپ کی بیوی ہے جس طرح میں آپ کے پیار اور محبت کی طالب ہوں ایسے ہی نیمیا بھی آپ کی محبت اور چاہت ں طلبگار ہے۔ میں اکثر دیکھتی ہوں کہ جب کبھی بھی میں اور آپ نیمیا سے ملنے کے لیے آتے ں تو وہ آپ سے پیار اور محبت کا اظہار کرنا چاہتی ہے۔ پر میری موجودگی میں وہ جھجکتی ہے رماتی ہے اور ایسا نہیں کر پاتی یرمیحا میرے حبیب۔ میں ساتھ والے کمرے میں محترم رمون کے پاس جا کر بیٹھتی ہوں نیمیا کو آپ اسی کمرے میں ڈھارس اور تسلی دیں۔ آپ جا ہے ہیں۔ آپ کی یہ رخصتی یقیناً نیمیا کو حد درجہ کی شاق اور تکلیف دہ ہو رہی ہو گی۔ آپ

تھوڑی دیر اسی کمرے میں رہ کر اسے تسلی دیں ۔اسطرح جب ہم دونوں یہاں سے رخصت ہو جائیں گے ۔تو اسے کم از کم یہ تو احساس ہو گا کہ وہ تنہا نہیں وہ اکیلی نہیں اسکا شوہر یرمیحا اس کے لیے اس کی منزلوں کا نشان ہے ۔

اس کے ساتھ ہی عدسنیہ یرمیحا سے علیحدہ ہوئی پھر وہ ایک پر محبت نگاہ نیمیا پر ڈالتی ہوئی ساتھ والے کمرے کی طرف چلی گئی تھی ۔نیمیا نے بھی اس کے پیچھے جانا چاہا پر اس کے اشارے سے عدسنیہ نے اسے وہیں رکنے کے لیے کہا جس پر نیمیا بیچاری وہیں ٹھہر گئی تھی عدسنیہ کے جانے کے بعد اچانک یرمیحا نے نیمیا کو گلے لگانے کے لیے جب اپنے دونوں بازو پھیلائے نیمیا بھاگی اور بڑے پرجوش انداز میں وہ اپنے شوہر یرمیحا سے لپٹ گئی تھی ۔

نیمیا تھوڑی دیر تک اسی حالت میں یرمیحا سے لپٹی رہی اور بڑے پر سکون انداز میں اس کے شانے پر سر رکھے کھڑی رہی پھر نہ جانے اسے کیا خیال گزرا کیا گمان اس کے دل میں آیا کہ اس کا جی بھر آیا اس نے یرمیحا کے کندھے پر سر رکھے ہی رکھے لرزتی اور دکھتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا ۔

آپ کے بعد میں مایوسیاں اوڑھے کفن ۔گھپ اندھیروں میں دل کو دہلاتا ہوا آزار بن کر رہ جاؤں گی ۔آپ کے بعد میری زندگی سزا بن جائے گی اور آس کی صبح کم ہوتی چلی جائے گی ۔آپ کا جانا میرے لیے ایسا ہی ہے جیسے پیار کی خوشبو کے سارے خواب اور ان کی تعبیریں بکھر کر رہ گئی ہوں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد نیمیا تھوڑی دیر تک رکی پھر روتی ہوئی آواز میں وہ کہتی چلی گئی تھی ۔آپ دونوں کے جانے کے بعد میں اپنے دست دعا دراز کرتی رہوں گی امید و آس کے چراغ روشن کرتی رہوں گی ۔اور اپنے زخم خوردہ دل اور جگر کے گھاؤ بھرنے کا انتظار کرتی رہوں گی ۔خاموشی کی صداؤں میں آپ نے مجھے محبت کا جو نشہ دیا ہے اسکا کوئی بدل نہیں ہے ۔وقت کی بند مٹھیوں میں آپ نے جو مجھے جوان لمحوں کی لذت عطا کی ہے اس کے بیان کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد نیمیا تھوڑی دیر کے لیے رکی ۔وہ بیچاری رو رہی تھی اسکی ہلکی ہلکی سسکیاں بھی سنائی دے رہی تھیں پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پایا اور کہتی چلی گئی ۔

آپ جانتے ہیں میں نے بت پرستی ترک کر کے آپ کی انگیخت پر اسلام قبول کر

ہے اب میں بت پرست نہیں صاحب ایمان ہوں ۔ یہ بات میرا باپ زرموان بھی جانتا
۔ اب جبکہ آج کی رات آپ مجھ سے رخصت ہو کر مصر کی طرف کوچ کر جائیں گے میں
سے استدعا کرتی ہوں کہ خدا کے لیے مجھے خوشبوؤں کا نوحہ پانیوں پر گھٹاؤں کا سایہ سمجھ
بھول نہ جایئے گا مجھے تیرگی اور روشنی کا اندھا سنسار اور گوش برآواز نغمگی جان کر فراموش
کر دیجئے گا ۔ اگر ایسا ہوا تو یہ وقت یہ احساس یہ سائے یہ سحر ۔ یہ پھول یہ سبزہ یہ شجر و حجر یہ
سبھی چیزیں میرا تمسخر اڑاتی پھریں گی ۔

یاد رکھئے آپ کے جانے کے بعد میری سارے راحت رنج میں ۔ خوش نوائی
نوحہ گری میں تبدیل ہو جائے گی ۔ یہ عمر یہ سانسوں کا وقفہ یہ نفس اور فنا کی منتظر میری ہستی
میرے لیے عذاب بن کر رہ جائے گی ۔ یہ خالی مکان ہوا کے ساکت بہاؤ ۔ ساکن فضاؤں اور
... اور ناداری سے بھرے ہیولوں کی طرح مجھے کاٹنے کو دوڑے گا ۔ خدا کے لیے زیادہ دیر
... کے لیے مجھے ۔ اپنی ذات سے دوری میں مبتلا نہ کیجئے گا ۔ میری زندگی کو معمہ در معمہ اور
... طلب دشواریوں میں نہ ڈھالیے گا ۔ مجھے بیکراں اور بے چراغ خلاؤں میں دھکے کھانے کے
... نہ چھوڑ دیجئے گا ۔ نیمیا آپ کی ہے اور آپ کے بغیر اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی گزرنا
... انتہائی مشکل اور دشوار ہو کر رہ جائے گا ۔ یرمیحا میرے حبیب آپ کے جانے کے بعد میں
... خاموشی میں آپ کے تکلم کو یاد کرتی رہوں گی ۔ پژمردگی اور مجبوری میں آپ کے تبسم کو یاد
کر کے دل بہلاتی رہونگی ۔ میں اکیلی روز و شب کے پر لگا کر آپ سے ملاقات اور وصل کی
خواہشوں کی منتظر رہوں گی

یہاں تک کہنے کے بعد نیمیا جب خاموش ہوئی تب اس کے شانوں اور پیٹھ پر
... پھیرتے ہوئے بڑے پیار بڑی محبت میں یرمیحا نے کہنا شروع کیا ۔

نیمیا تم فکر مند اور ملول مت ہو ۔ میں تمہیں غم انگیز افسردگی ۔ بے کیف اداسی
... ویرانیوں کے لرزاں سیاہ سایوں میں تبدیل نہ ہونے دوں گا ۔ یاد رکھنا میں بہت جلد
... لوٹ کر تمہارے پاس آؤں گا ۔ نیمیا یہ مت خیال کرنا کہ میں عدسنیہ کے ساتھ جا رہا ہوں ۔
... وہاں جا کر ہمیشہ کے لیے عدسنیہ کا ہو کر رہ جاؤں گا ۔ تمہیں بھول جاؤں گا ۔ یہ بات بھی
... اپنے دل اور ذہن میں نہ لانا کہ عدسنیہ ایک شہزادی ہے اور میں اسے تم پر فوقیت دوں گا ۔
... میں ہرگز نہیں ۔ میں اسلام کا پیروکار ہوں اور اسلام ہر انسان سے انصاف کا متقاضی ہے ۔

میں تم دونوں کے ساتھ انصاف کروں گا۔ میری نگاہوں میں تم دونوں بیویوں کی اہمیت
ایک جیسی ہے۔ لہذا اگر حالات ایسے ہوئے کہ عدنیہ اور میں پھر ان سرزمینوں کیطرف جا
سکے تب میں عدنیہ کو وہیں چھوڑ کر وقفے وقفے سے تمہارے پاس آتا رہوں گا۔ یاد رکھنا
میں نہ تمہیں بھولوں گا نہ تمہیں اکیلا یہاں کسمپرسی کی حالت میں چھوڑوں گا۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے نیمیا کے چہرے کا جمال رخ نکھر گیا تھا۔ لب لعلین پر
تبسم لرز گیا تھا۔ گو اسوقت اس کی سحر کار سیاہ آنکھوں کے گوشوں میں آنسو ڈھلکے ہوئے تھے
پھر بھی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور یرمیحا کی خوشی کی خاطر اس نے لذت تخلیق کی ا
خوشیاں اپنے چہرے پر بکھیر لی تھیں اس موقع پر یرمیحا نے پھر اسے مخاطب کیا۔

نیمیا میں تمہارے درد کا درماں۔ تمہاری مسیحائی کی نوید ہوں۔ یاد رکھنا یہ
اپنے آپ کو بھول سکتا ہے۔ مگر تمہیں کبھی فراموش نہ کرے گا۔ اس موقع پر نیمیا میں ا
سے ایک بات کہتا ہوں اور وہ بات مجھے کہنی تو نہیں چاہیے لیکن بہرحال تم میری بیوی ہو
میں تم سے وہ بات کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ میری اور عدنیہ کی غیر موجودگی میں میرے بیٹے
دلیسان کا پوری طرح خیال رکھنا اس موقع پر نیمیا تڑپ سی گئی اپنا ہاتھ اس نے یرمیحا کے منہ
پر رکھ دیا پھر وہ تکلیف دہ احساس میں کہہ رہی تھی۔

یرمیحا میرے حبیب۔ آئندہ ایسی کوئی بات مت کرنا۔ دلیسان اگر آپ ا
عدنیہ کا بیٹا ہے تو وہ میرا بھی بیٹا ہے۔ جس طرح عدنیہ آپ کی بیوی ہے اسیطرح میں بھی
آپ کی بیوی ہوں دلیسان کی پرورش کے معاملے میں آپ دونوں کو کسی قسم کی شکایت ا
شکوہ نہیں رہے گا۔

اس موقع پر یرمیحا نے جب غور سے دیکھا تو وہ بیچارہ اداس اور افسردہ ہو گیا نیمیا
کی آنکھوں میں ابھی تک آنسو امڈے ہوئے تھے۔ اور وہ بیچاری اپنی ہچکیوں اپنی سسکیوں کو
ضبط کرنے کے لیے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔ اس موقع پر یرمیحا زور زور سے پکارنے لگا۔ عدنیہ
عدنیہ ذرا اس کمرے میں آنا۔

یرمیحا کے پکارنے پر عدنیہ تقریباً بھاگتی ہوئی جب اس کمرے میں گئی تو اسے
مخاطب کر کے یرمیحا کہنے لگا۔

عدنیہ میرے اور تمہارے جانے پر دیکھو نیمیا اپنی حالت کیسی بنا رہی ہے،

ے سمجھاؤ۔ اسے یہ بھی بتاؤ کہ ہم اسے فراموش نہیں کریں گے۔ جونہی ہمیں وقت ملا ہم
ے اور بچے کو دیکھنے کے لیے جبلہ کی اس حویلی میں ضرور آیا کریں گے۔
یرمیحا کی اس گفتگو سے عدینہ بیچاری کٹ کر رہ گئی تھی۔ وہ پہلے ہی اداس اور
رده ہو رہی تھی یرمیحا کی اس گفتگو سے اس کی آنکھوں میں بھی آنسو امڈ آئے تھے۔ اس کی
کیفیت نیمیا نے بھی دیکھ لی تھی۔ پھر اپنے آپ کو سنبھالا دیتے ہوئے عدینہ آگے بڑھی۔
ں نے نیمیا کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہنے لگی۔
نیمیا تمہاری حیثیت میری بہن کی سی ہے۔ جس قدر حقوق میرے یرمیحا پر یا
یحا کے مجھ پر ہیں ایسے ہی حقوق تمہارے یرمیحا پر اور یرمیحا کے تم پر ہیں۔ میں اور تم یرمیحا
ں رفاقت اور زوجیت میں برابر کی شریک ہیں۔ یہ مت خیال کرنا کہ آج رات میں اور یرمیحا
سر کی طرف کوچ کر رہے ہیں اور تمہیں اکیلے ان دور دراز کی سرزمینوں میں زندگی کے دن
اٹنے ہوں گے ہرگز نہیں۔ میں مصر میں یرمیحا کے ساتھ زیادہ دن تک انتظار نہ کر سکوں گی۔
را دل ہمہ وقت تمہارے اور بچے کی طرف لگا رہے گا۔ میں مصر میں پہنچتے ہی حیلے بہانے
لاش کرنا شروع کر دوں گی۔ جن کی بنا پر میں ایک بار پھر یرمیحا کے ساتھ ان سرزمینوں کی
رف آسکوں۔ مصر کے اندر ہم ایسے حالات بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کہ ایک
ر پھر راع دیوتا کی جگہ آمون دیوتا کو بڑا دیوتا تسلیم کر لیا جائے اگر ہم ایسا کرنے میں
میاب ہو گئے تو نیمیا میں اور یرمیحا خود تمہیں اور تمہارے باپ زرمون کو لینے ان
زمینوں کی طرف آئیں گے۔ اور ہم دونوں اپنے شوہر یرمیحا کے ساتھ مصر کے اندر خوش
خرم زندگی کی ابتدا کر سکیں گے۔ نیمیا میری بہن۔ ہماری غیر موجودگی میں تو نے نہ غمزدہ
ا نا ہے نہ پریشان اور فکر مند۔ دوسرے کمرے میں میں محترم زرمون کے ساتھ تفصیل کے
اتھ گفتگو کر چکی ہوں۔ میں نے انہیں نقدی کی کچھ تھیلیاں بھی دی ہیں۔ جو ایک لمبے
صے تک تم دونوں باپ بیٹی کے کام آسکتی ہیں۔ یاد رکھنا تم دونوں باپ بیٹی کو کسی بھی
اقع پر نہ اپنی حفاظت کی کمی محسوس ہو گی نہ تمہیں اپنے اخراجات کے لیے رقم کی کمی
وس ہونے پائے گی۔ تھوڑی دیر تک مخیدون بھی یہاں آنے والا ہے۔ وہ اپنے ساتھ چند
یے مخبروں کو لے کر آئے گا جنہیں تمہارے ساتھ متعارف اور شناسا کرایا جائے گا وہ مخبر
ں ہمارے اور تمہارے درمیان خبر رسانی کا کام دیں گے ان مخبروں کے علاوہ کوئی اور

قاصد تمہاری طرف آئے تو نہ ان سے ملنا نہ ان سے گفتگو کرنا۔اگر تمہارے پاس کوئی قاصد آئے تو زرمون سے ملاقات مت کرانا۔پہلے دروازے کی روزن سے دیکھنا۔کہ جن قاصدوں اور مخبروں سے مخیدون تمہارا تعارف کروائے گا آنے والا انہی میں سے ہے اگر ان میں سے ہو تو حویلی کا دروازہ کھول کر انہیں اپنے دیوان خانے میں بٹھا کر سننا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔وہ یقیناً تمہارے لیے اچھی خبریں لے کر آئیں گے۔اور اگر ان لوگوں کے علاوہ کوئی اور تمہارے دروازے پر دستک دے تو دروازہ مت کھولنا

یہ بھی مت اپنے ذہن میں لانا کہ اس حویلی میں تم اور تمہارا باپ میری بچے کے ساتھ تنہا اور اکیلے ہوں گے نہیں ہرگز نہیں۔تھوڑی دیر بعد مخیدون جن نوجوانوں کو لے کر آئیگا۔ان میں سے دو مسلح جوان جو ہمارے قابل اعتبار ہیں مستقل طور پر اس حویلی کے ایک کمرے میں قیام کریں گے۔وہ جہاں بازار سے تمہارے لیے سودا سلف لا کر دیا کریں گے وہاں اس حویلی میں تمہاری خوب حفاظت بھی کریں گے۔نیمیا میری بہن گھر کی ضروریات کے لیے تم نہ بازار جاؤ گی نہ محترم زرمون حویلی سے باہر نکلیں گے۔یہ میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ جبلہ شہر کی طرف اکثر و بیشتر مصر کے تاجر اور ان کے کارندے آتے رہتے ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو ان تاجروں میں سے کسی کی نگاہ محترم زرمون یا تم پر پڑ جائے تو ہمارا سارا ہی بنا بنایا کھیل ختم ہو کر رہ جائے گا۔

عدنیہ مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ حویلی کے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی تھی

پھر یرمیحا بول پڑا

تم دونوں بہنیں زرمون کے پاس جا کر بیٹھو میں دروازہ کھولتا ہوں میرے خیال میں مخیدون آیا ہے اس کے ساتھ ہی یرمیحا بڑی تیزی سے حویلی کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا تھا۔

عدنیہ اور نیمیا دونوں جا کر ساتھ والے کمرے میں زرمون کے پاس بیٹھ گئیں تھیں یرمیحا نے جب دروازہ کھولا تو آنے والا مخیدون تھا اس کے ساتھ چند مسلح جوان بھی تھے دروازہ کھلنے پر مخیدون مسکراتا ہوا حویلی میں داخل ہوا۔جو مسلح جوان اس کے ساتھ تھے انہیں بھی ہاتھ کے اشارے سے اس نے اندر آنے کو کہا۔جب وہ اندر آگئے تب یرمیحا نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔مخیدون سارے مسلح جوانوں کو لے کر حویلی کے دیوان خانے

میں آیا اور ان سب کو وہاں بٹھایا۔ اس کے بعد یرمیحا کے ساتھ وہ اس کمرے میں آیا جس میں زرمون۔ عدسنیہ اور نیمیا بیٹھے ہوئے تھے۔ مخیدون نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے زرمون سے پر جوش مصافحہ کیا اس کے کے بعد کمرے میں اس کی آواز گونجی۔

بزرگ زرمون۔آپ اور نیمیا دونوں باپ بیٹی میرے ساتھ آئیے۔ میں آپ کو کچھ سمجھانا چاہتا ہوں۔اسی موقع پر عدسنیہ اور یرمیحا بھی اگر میرے ساتھ آنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں۔ مخیدون کے کہنے پر سب اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اکٹھے دیوان خانے میں داخل ہوئے تھے۔ دیوان خانے میں جس وقت آئے تو وہاں پہلے سے جو مسلح جوان بیٹھے ہوئے تھے وہ انہیں دیکھتے ہوئے اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے مخیدون نے انہیں بیٹھنے کو کہا۔ پھر اس نے باری باری زرمون اور نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یہ جو تین جوان ہیں۔پہلے آپ دونوں باپ بیٹی غور سے ان کی طرف دیکھیے۔ یہ تینوں بوقت ضرورت ہمارے درمیان پیغام رسانی کا کام انجام دیں گے۔ جب بھی کوئی اہم ضرورت پیش آئی تو ان ہی کے ذریعے پیغام رسانی کا کام ہوا کرے گا۔ ہماری طرف سے اگر کوئی پیغام آتا ہے تو ان تینوں میں سے کوئی نہ کوئی ہوگا۔ان کے علاوہ اگر کوئی آتا ہے تو یاد رکھنا وہ سازش ہوگی لہذا آپ لوگوں کو محتاط رہنا چاہیے۔

ان کے ساتھ ہی جو دوسرے تین جوان ہیں۔یہ مستقل طور پر اس حویلی میں رہیں گے۔ میں نے انہیں پہلے سے سارا معاملہ سمجھا دیا ہے۔ یہ آپ دونوں باپ بیٹی کی حفاظت کے ساتھ بازار سے سودا سلف بھی خرید کر لائیں گے۔ اور اس حویلی میں قیام کے دوران آپ نے اگر کوئی اہم پیغام مصر بھجوانا ہو تب بھی انہی لوگوں کے ذریعے اپنے پیغام بھجوانا ہیں۔ ہماری طرف سے کسی چیز کی ضرورت ہو تب بھی ان تینوں میں سے آپ نے کسی سے کام لینا ہے۔ یہ چھ کے چھ جوان میرے بھروسے کے ہیں۔ اور ان پر آپ لوگ آنکھیں بند کر کے بھروسہ اور اعتماد کر سکتے ہیں۔

جہاں تک ان افراد کے اخراجات کا تعلق ہے۔جو اس حویلی میں قیام کریں گے تو یاد رکھیں میں انہیں اس قدر نقدی دے کر جا رہا ہوں کہ اگر یہ ساری عمر بھی یہاں اس حویلی میں گزارنا چاہیں تو وہ رقم ان کے لیے کافی ہے۔اب آپ سب لوگ اٹھ کر میرے

ساتھ آئیں میں ان تینوں کو حویلی کا وہ حصہ دکھاتا ہوں جس میں انہوں نے قیام کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سب اٹھ کر مخیدون کے ساتھ ہو لیے تھے۔

مخیدون نے ان تینوں جوانوں کو جنہوں نے وہاں قیام کرنا تھا حویلی کا وہ حصہ دکھایا جس میں انہوں نے قیام کرنا تھا اور ان تینوں کو پشتی دروازے کی نشاندھی بھی کی جس کے ذریعے انہوں نے حویلی کے اندر آنا جانا تھا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد مخیدون نے ان تینوں کو تو وہیں ٹھہرایا۔ باقی تین کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

تم تینوں محترم زرمون اور ان کی بیٹی نیمیا کو دیکھ چکے ہو وہ دونوں بھی تمہیں دیکھ اور پہچان چکے ہیں۔ اب تم تینوں لشکر گاہ کی طرف جاؤ۔ تم ہمارے ساتھ ہی کوچ کرو گے اور جس وقت کسی پیغام کی ضرورت ہوئی تو تم تینوں میں سے کوئی پیغام لے کر اس حویلی میں آیا کرے گا۔ مخیدون کا حکم پاتے ہی وہ تینوں سامنے والے صدر دروازے کی طرف آئے پھر وہ وہاں سے نکل کر لشکر گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد مخیدون یرمیحا۔ زرمون نیمیا اور عدسنیہ تینوں اس کمرے میں آن بیٹھے تھے جہاں یرمیحا اور عدسنیہ کا بچہ گہری نیند سویا ہوا تھا۔ مخیدون نے آگے بڑھ کر جھکتے ہوئے بچے کو پیار کیا۔ پھر اس کمرے میں جو نشستیں لگی ہوئی تھیں ان پر وہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد گفتگو کا آغاز مخیدون نے کیا۔

میرے محترم۔ میری آمد سے پہلے یرمیحا اور میری بہن عدسنیہ آپ دونوں باپ بیٹی کو بہت کچھ کہہ چکے ہوں گے۔ اس حویلی میں رہتے ہوئے آپ لوگوں نے فکر مند اور پریشان نہیں ہونا۔ نیمیا میری بہن میں جانتا ہوں تیرے لیے یہ امتحان کا وقت ہو گا۔ اس لیے کہ یرمیحا کی بیوی کی حیثیت سے اس کے بغیر تیرا یہاں رہنا تیرے لیے بڑا کرب بڑا اذیت کا عرصہ ہو گا۔ لیکن نیمیا میری بہن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ فرقت کے یہ لمحات زیادہ لمبے نہیں ہوں گے۔ ہماری ان ساری مشکلات کا عنقریب کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا مصر واپس جانے کے بعد یا تو ہم ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ راع دیوتا کے بجائے مصر میں پھر آمون دیوتا کی عظمت کو تسلیم کر لیا جائے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو سارے ہی بکھیڑے ساری ہی اذیتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور ہم تم دونوں باپ بیٹی کو بڑی عزت بڑی توقیر کے ساتھ یہاں سے مصر کی طرف لے جائیں گے۔

اگر ہم اس میں کامیاب نہیں ہو پاتے تو پھر یہ تدبیر کی جائے گی کہ کسی نہ کسی حیلے کسی نہ کسی بہانے یرمیحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی ان سرزمینوں کی طرف آئیں تمہارے پاس بھی قیام کریں اپنے بچے کو بھی دیکھ لیں۔

اگر یہ بھی ممکن نہ ہوا تو کم از کم ہم یہ ضرور کر سکیں گے کہ اکیلا یرمیحا ہی ان سرزمینوں کی طرف آئے اپنے بچے کو بھی دیکھے تمہارے پاس بھی چند ماہ رہے۔ اس طرح جب یہ واپس جائے گا تو تمہاری اور بچے کی خیرت عدینہ کو ملے گی تو عدینہ بھی کسی قدر پر سکون اور مطمئن ہو جائے گی۔ نیمیا میری بہن فکر مند نہ ہونا۔ ہم تمہاری دشواریوں تمہاری اذیتوں میں کمی کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہیں بڑھائیں گے نہیں۔

مخیدون کی اس ساری گفتگو کے جواب میں نیمیا بیچاری کی عجیب سی حالت تھی۔ وہ اداس افسردہ پریشان ملول اور ویران تھی۔ اس گفتگو کے دوران وہ بیچاری کبھی جواب طلب انداز میں عدینہ کی طرف دیکھتی کبھی انتہائی کرب بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں اپنے شوہر یرمیحا کی طرف دیکھ لیتی تھی۔ پر زبان سے کچھ نہ کہہ رہی تھی۔ چند لمحوں تک خاموشی رہی اس کے بعد مخیدون پھر بول پڑا۔

بزرگ زرمون۔ میرے خیال میں اس سے پہلے کچھ نقدی میری بہن عدینہ اور یرمیحا نے آپ کو دی ہو گی اسکے ساتھ ہی نقدی کی ایک تھیلی مخیدون نے اپنے لباس کے اندر سے نکالی اور وہ نیمیا کی گود میں رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

نیمیا میری بہن نقدی کی یہ تھیلی اپنے بھائی مخیدون کی طرف سے قبول کرو۔ میں جانتا ہوں عدینہ اور یرمیحا تم لوگوں کو اس قدر نقدی دے چکے ہوں گے کہ تم دونوں باپ بیٹی اپنے تین محافظوں کے ساتھ اگر ساری زندگی بھی یہاں بسر کرنا چاہو تو کافی ہو گی پر میری بہن میری طرف سے یہ قبول کرو۔ یوں جانو اس میں میری خوشی اور اطمینان ہے۔ نیمیا نے جواب میں مسکراتے ہوئے تھیلی رکھ لی تھی۔ اس کے ساتھ ہی مخیدون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔

اب میرے خیال میں مجھے۔ یرمیحا اور عدینہ کو رخصت ہونا چاہیے۔ لشکر میں اسوقت کوئی نہیں ہے۔ پہلے ٹوٹخمان ہوا کرتا تھا تب ہم یہاں زیادہ دیر قیام کر سکتے تھے اب ٹوٹخمان اور زربال دونوں میاں بیوی پہلے ہی مصر جا چکے ہیں۔ لہذا ہمیں کوچ کی تیاری بھی

کرنی ہے اور رات کے پچھلے حصے میں ہم یہاں سے مصر کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے یرمیحا اور عدینہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

مخیدون اور یرمیحا پہلے باری زرمون سے گلے ملے اتنی دیر تک عدینہ نیمیا کو گلے لگا کر مل چکی تھی۔ پھر یرمیحا نیمیا کے قریب آیا۔ اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا

نیمیا فکر مند مت ہونا۔ اس سے پہلے میں بھی علیحدگی میں تمہیں بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔ عدینہ بھی تمہیں سمجھا چکی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مخیدون نے بھی تمہیں ڈھارس اور تسلی دی ہے۔ رخصت ہونے سے پہلے میں تمہیں پھر یقین دلاتا ہوں کہ تم ہر وقت ہمارے ذہن پر سوار رہو گی۔ ہم کسی نہ کسی حیلے بہانے تمہارے پاس ضرور آیا کریں گے۔ بس جانے سے پہلے ہمیں مسکرا کر دکھاؤ تاکہ مصر تک ہمیں تمہاری مسکراہٹ یاد رہے۔ اداسی اور افسردگی نہیں۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے نیمیا بیچاری کھل کر مسکرا دی تھی۔ پھر مخیدون یرمیحا اور عدینہ تینوں نے باری باری سوئے ہوئے بچے کو بھرپور پیار کیا اس کے بعد زرمون اور نیمیا دونوں کو انہوں نے الوداع کہا اور وہ حویلی سے نکل گئے تھے۔ اسی رات مخیدون۔ یرمیحا اور عدینہ اپنے لشکر کے ساتھ جبلہ شہر کے نواح سے مصر کے نئے شہر اختاتون کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے مخیدون ۔ یر میحا اور عدینہ اپنے لشکر کو لے کر جب مصر کے نئے دارالحکومت اختاتون کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا شہر کے باہر ان کا استقبال کرنے والوں میں خود فرعون مصر اختاتون ۔ ملکہ نافریط ۔ اختاتون کی ماں طائی ۔ اختاتون کا ماموں اور راع دیوتا کا بڑا پجاری کیرتون ۔ عدینہ کی بہنیں ۔ بہنوئی ۔ ٹوتخمان ۔ زربال کے علاوہ مصر کے امرا اور دیگر پجاری شامل تھے ۔

اپنے لشکر کے آگے آگے عدینہ ۔ یر میحا اور مخیدون جب اس جگہ آئے جہاں استقبال کرنے والے کھڑے تھے تو مخیدون اور یر میحا ایک دم اپنے گھوڑوں سے چھلانگیں لگا گئے اس لیے کہ ان کے سامنے اب فرعون اختاتون کھڑا تھا ۔ اس موقع پر عدینہ بھی اپنے گھوڑے سے کودی پھر بھاگ کر وہ اپنے باپ اختاتون سے لپٹ گئی تھی ۔ اختاتون تھوڑی دیر تک اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کرتا رہا اس کے بعد عدینہ اپنی ماں نافریط اور اپنی دادی طائی اور بہنوں سے ملنے لگی تھی ۔ اتنی دیر تک مخیدون اور یر میحا آگے بڑھ کر فرعون مصر اور دیگر لوگوں سے مصافحہ کر رہے تھے ۔

اس موقع پر اختاتون نے یر میحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یر میحا جہاں تک مخیدون کا تعلق ہے اس کی جراتمندی اس کی بے باکی اس کے ایثار اور اس کی سرفروشی پر تو مجھے کسی قسم کا شک وشبہ نہ تھا ۔ یہ میرا بھتیجا ہے ۔ میرے لیے انتہا درجہ کا قابل اعتماد بھروسے کا آدمی ہے ۔ پر دیکھ یر میحا اس میں شک نہیں تیرا تعلق بنی

اسرائیل سے ہے پر تو نے اسرائیلیوں جیسا سلوک ہمارے ساتھ نہیں کیا۔ تیرے متعلق جو خبریں مجھے ملتی رہی ہیں وہ اس قدر اچھی اور خوشگوار ہیں کہ میں تمہیں اب نبطیوں ہی کا ایک فرد خیال کرنے لگا ہوں۔ تو نے جس جراتمندی جس شجاعت دلیری جانثاری کا مظاہرہ حتیوں کے ساتھ جنگوں میں کیا اس پر میں تیری جتنی تعریف کروں کم ہے۔ اس لیے کہ تیری آمد سے پہلے ٹوٹمان اور میری بیٹی زربال تمہارے متعلق مجھے بہت کچھ بتا چکے ہیں۔ میں ایک بار پھر تیری شجاعت تیری دلیری کو سلام کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آنے والے دور میں بھی تو ایسی ہی کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا۔

یرمیحا سے ہٹ کر اختاتون نے اپنے بھتیجے مخیدون کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کیا۔

مخیدون میرے بیٹے۔ حتیوں کے ساتھ جنگوں میں جو امیدیں میں نے تمہارے ساتھ وابستہ کی تھیں میرے بیٹے تم یقیناً ان سے آگے تک ثابت ہوئے ہو۔ میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں اور تمہاری بھی عظمت اور شجاعت کو سلام کرتا ہوں۔ اس کے بعد یرمیحا نے ہاتھ کے اشارے سے عدینہ کو اپنے پاس بلایا جب عدینہ اس کے پاس گئی تو اختاتون نے پیار سے عدینہ کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہنے لگا۔

عدینہ میری بیٹی۔ تو بھی میری نگاہوں میں کسی سے کم نہیں۔ تو نے حتیوں کے خلاف جنگوں میں بیٹی نہیں بیٹے کا کردار ادا کیا ہے۔ قسم راع دیوتا کی تمہاری موجودگی میں میں اس قلق اس اذیت اور اس کمی کو بھول جاتا ہوں کہ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ میری بچی حتیوں کے ساتھ جنگوں میں مجھے تیری کارگزاری سے متعلق بھی خبریں ملتی رہی ہیں۔ اور تو نے جس عظیم کارگزاری کا مظاہرہ حتیوں کے ساتھ جنگوں میں کیا ہے۔ میری بچی تیرا وہ رویہ بھی انتہا درجہ کا قابل تعریف ہے۔ بہر حال میں تم تینوں کی کارکردگی سے انتہا درجہ کا خوش ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد فرعون اختاتون چند لمحے رکا۔ اسکے بعد پھر اس نے اپنی بیٹی عدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اس یرمیحا کی جنگوں میں کارکردگی دیکھتے ہوئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب اسکی حیثیت ہمارے یہاں صرف تمہارے محافظ ہی کی نہیں ہو گی۔ بلکہ میں اسے باقاعدہ

طور پر اپنے لشکریوں میں شامل کرتا ہوں اور لشکر میں اس کی حیثیت مخیدون کے بعد سب سے اعلیٰ اور ارفع سالار کی سی ہو گی۔عدینہ میری بیٹی کیا ایسا ممکن نہیں کہ یریمیحا کو مستقل طور پر ہم نئے شہر اختاتون سے باہر جو ہم نے لشکر گاہ بنائی ہے۔اس میں منتقل کر دیں اس لیے کہ ایک سالار کی حیثیت سے اسکا لشکر گاہ میں لشکریوں کے اندر رہنا ضروری ہے۔ تیرے لیے ہم کسی اور محافظ کا چناؤ کر لیں بلکہ میں سمجھتا ہوں میری بیٹی تیرے لیے اب کسی محافظ کی ضرورت ہی نہیں اس لیے کہ میں اب عنقریب تیری شادی کر دینا چاہتا ہوں۔ شادی کے بعد جب تو اپنے شوہر کے ساتھ رہے گی تجھے کسی محافظ کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ویسے ہی جیسے تیری بہنیں شادی کے بعد خوشگوار زندگی بسر کر رہی ہیں۔میری بیٹی کہو اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے۔اپنے باپ اختاتون کی اس گفتگو سے عدینہ بیچاری کی آنکھوں میں فکر مند سوچوں کے ستاروں۔ان چاہے اندیشوں اور سرابوں کے دشت میں بھٹکتے بحرانی دور کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔اسکے چہرے پر درد کے رابطے۔وحشت بھرے دکھ کا غبار اور کڑی دھوپ کی سی اذیت اپنا رنگ جما گئی تھی۔اختاتون کی اس گفتگو سے مجموعی طور پر وہ بیچاری اندھیری راتوں کے بھیانک کھنڈروں۔سوچوں کی پت جھڑ میں یادوں کی تکلیف دہ آندھیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے اس گفتگو نے اس کے ہر نفس میں طوفان۔ہر سانس میں زلزلہ طاری کر دیا ہو اور اس کے جسم اس کے نبض کو ہلا کر رکھ دیا ہو۔پر جلد ہی اپنی اس کیفیت پر عدینہ نے قابو پا لیا اور بیچاری نے عجیب سے جذبے میں قریب کھڑی اپنی ماں کی طرف دیکھا۔اختاتون چونکہ برابر عدینہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔لہذا اسکی نگاہوں کے تعاقب میں وہ بھی اپنے پہلو میں کھڑی اپنی ملکہ نافریط کی طرف دیکھنے لگا تھا۔پھر دھیمی سی آواز میں اپنی ملکہ نافریط کو مخاطب کرتے ہوئے فرعون اختاتون بول پڑا۔

نافریط تم میری بیٹی ہی کی نہیں بلکہ میرے بیٹے کی ماں ہو۔عدینہ کی شادی سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔اس پر نافریط فوراً اپنے شوہر اختاتون کی طرف دیکھتے ہوئے بول پڑی۔

اس سلسلے میں پہلے عدینہ کے خیالات جاننے چاہیں جو یہ فیصلہ کرے وہی ہمارے لیے آخری ہو گا۔

نافریط کی یہ گفتگو عدسنیہ کے لیے حوصلہ افزا تھی۔ لہذا اپنے باپ اختاتون کی طرف دیکھتے ہوئے وہ فوراً کہنے لگی۔

اے میرے باپ ابھی میرا شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ جب میں ایسا کوئی فیصلہ کروں گی تو آپ کو بتاؤں گی۔ فی الحال میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ میری شادی کا اہتمام نہ کریں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ یرمیحا کو آپ اپنے لشکر میں ایک سالار کی حیثیت سے ترقی دے چکے ہیں۔ میں اس موقع پر یہ بھی کہونگی کہ یرمیحا میرا محافظ بھی رہے گا۔ اے میرے باپ یرمیحا جیسا پرخلوص۔ سرفروش اور نگہبانی کرنے والا محافظ مجھے کہیں نہیں مل سکتا۔ اس کی حیثیت لشکر میں ایک سالار کی سی رہے گی لیکن سب سے پہلے یہ میرا محافظ ہو گا۔ اور جس طرح پہلے یہ شاہی قصر میں میرے قریب قیام کرتا رہا ہے ایسے ہی یہ اب بھی قیام کرے گا اور ضرورت کے وقت لشکریوں کے سالار کی حیثیت سے بھی اپنی کارگزاری کا مظاہرہ کرے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عدسنیہ جب خاموش ہوئی تو ملکہ نافریط اپنا چہرہ اختاتون کے قریب لائی اور اسکے کان میں اس نے سرگوشی کی۔

میرے خیال میں ہمیں اپنی بیٹی عدسنیہ کے ان خیالات سے اختلاف نہیں کرنا چاہیے ورنہ جوان لڑکیاں بغاوت پر اتر آتی ہیں۔ اگر یہ فی الحال شادی نہیں کرنا چاہتی تو کوئی بات نہیں اس کی عمر تو نہیں گزری جا رہی۔ اور اگر یہ یرمیحا کو اپنا محافظ بحال رکھنا چاہتی ہے۔ تو میرے خیال میں اس سلسلے میں بھی آپ کوئی اختلاف کھڑا نہ کریں۔

نافریط کی اس گفتگو سے اختاتون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کے بعد پھر اس نے عدسنیہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور کہنے لگا عدسنیہ میری بیٹی ہو گا وہی جو تو چاہے گی۔

اپنے باپ کے اس فیصلے سے عدسنیہ خوابوں کے خوشکن سنسار۔ گل و شبنم کے حسین ملاپ جیسی شاداب بن بن بستی بستی گاتی باس سی خرم۔ قرب سحر سے بغلگیر ہوتی ہواؤں جیسی شادمان اور زندگی کی دلکشا تڑپ جیسی خوش ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے قریب کھڑے مخیدون اور یرمیحا کی خوشیوں کی بھی کوئی انتہا نہ تھی لیکن وہ اپنی ان خوشیوں اپنی ان مسرتوں اپنے اس اطمینان کو کسی حد تک چھپا کر رکھے ہوئے تھے پھر اختاتون کے حکم پر

لشکریوں کو مستقر کی طرف روانہ کر دیا گیا۔یر میحا اور شاہی خاندان کے دیگر لوگ اختاتون شہر میں نئے تعمیر ہونے والے قصر کی طرف جا رہے تھے۔

OOO

مخیدون یر میحا اور عدینہ کو اپنے لشکر کے ساتھ شمالی علاقوں سے نئے شہر اختاتون میں آئے ابھی بمشکل ایک ماہ ہی ہوا تھا کہ ایک روز جس وقت نیل کی ناگن طائی اپنے بھائی کیرتون کے ساتھ اپنے ذاتی کمرے میں بیٹھی کسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھی۔ اس موقع پر طائی کی ذاتی لونڈی اور خادمہ کمرے میں داخل ہوئی اور طائی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

خاتون ۔آپ کی پوتی کا شوہر سمنخار آپ سے ملنے کا خواہشمند ہے ۔وہ لونڈی یہیں تک کہنے پائی تھی کہ نیل کی ناگن بھڑک کر بول پڑی۔

اسے روکا کس نے ہے۔جو تم مجھے یہ اطلاع دے رہی ہو کہ وہ مجھ سے ملنے کا خواہشمند ہے۔طائی کی اس گفتگو سے لونڈی بیچاری کانپ گئی تھی۔لرزتی آواز میں کہنے لگی۔

خانم اسے روکا تو کسی نے نہیں اس نے خود ہی آپ کی طرف یہ پیغام بھجوایا ہے ۔آپ چونکہ بڑے پجاری کیرتون کے ساتھ محو گفتگو ہیں اس بنا پر شاید اس نے یہ پیغام بھجوایا ہے ۔اگر آپ حکم دیں تو میں جا کر اسے بھیجوں۔

طائی نے پہلے جیسے ہی روکھے پھیکے انداز میں اپنی لونڈی کو مخاطب کیا۔جاؤ اور سمنخار کو میرے پاس بھیجو۔میں دیکھوں وہ کیا کہنا چاہتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ لونڈی تعظیم دیتی ہوئی باہر نکل گئی تھی ۔تھوڑی دیر بعد سمنخار اس کمرے میں داخل ہوا۔زمین کی طرف خوب جھکتے ہوئے اس نے طائی اور بڑے پجاری کیرتون دونوں کو تعظیم دی ۔ پھر طائی کے اشارے پر وہ ایک خالی نشست پر بیٹھ گیا۔اس کے بعد طائی نے سمنخار کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

میری لونڈی بتا رہی تھی کہ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو کہو بیٹے کیا معاملہ ہے۔
سمنخار نے اس موقع پر ایک بھرپور نگاہ باری باری کیرتون اور اس کے بعد طائی پر ڈالی پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

خانم معاملہ بڑا سنجیدہ اور انتہائی توجہ کے لائق ہے ۔اور اسمیں چونکہ آپ کی

سب سے ہر دلعزیز اور خوبصورت پوتی عدسیہ ملوث ہے لہذا میں ڈرتا ہوں کہ جو کچھ میں کہنے والا ہوں وہ سن کر آپ کہیں مجھ سے خفا نہ ہو جائیں۔ اور مجھے اپنے زیر عتاب ہی نہ لے آئیں

ان الفاظ سے طائی ہی نہیں کیرتون کے چہرے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر طائی نے سمنخار کو مخاطب کیا۔

سمنخار بیٹے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ تم مجھے بہت عزیز ہو میرے ہم عقیدہ ہو آمون کے بجائے راع دیوتا کے پیروکار ہوں اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ تم مجھے شاہی خاندان اور دیگر لواحقین کی ایک ایک خبر سے مجھے آگاہ رکھتے ہو۔ میں تمہاری ہر بات پر یقین رکھتی ہوں۔ اگر تم عدسیہ سے متعلق کوئی خبر رکھتے ہو تو بتاؤ۔ میں آخر تم سے خفا اور ناراض کیوں ہوں گی۔

طائی کی اس گفتگو سے سمنخار کو کسی قدر حوصلہ ہوا۔ اپنے آپ کو اس نے سنبھالا پھر کہنا شروع کیا۔

خانم۔ جس روز محیدون یرمیحا اور عدسیہ اپنے لشکر کو لے کر شمالی سرحدوں سے اخناتون شہر میں داخل ہوئے تھے اور آپ کے بیٹے اور دیگر لواحقین نے شہر سے باہر نکل کر انکا استقبال کیا تھا۔ خاتون آپ کو یاد ہو گا اخناتون نے جہاں اپنی بیٹی کو جی بھر کے پیار کیا تھا وہاں یرمیحا کے متعلق یہ انکشاف کیا تھا کہ وہ یرمیحا کو اپنے لشکر میں شامل کرنا چاہتا ہے اگر عدسیہ کوئی محافظ پسند کرتی ہے تو اس کے لیے کسی اور محافظ کا چناؤ کیا جا سکتا ہے۔ پھر اخناتون نے یہ بھی کہا تھا کہ اسے اس کے خیال کے مطابق محافظ کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لیے کہ وہ عدسیہ کی شادی بہت جلد کر دینا چاہتا ہے۔

اس موقع پر میں نے عدسیہ ہی نہیں محیدون یرمیحا کے چہروں کا جائزہ بھی بڑے غور بڑے انہماک سے لیا تھا۔ جس وقت یرمیحا کو لشکر میں شامل کر کے عدسیہ کے محافظ کی حیثیت سے ہٹانے کا فیصلہ کیا جا رہا تھا اس وقت میں نے عدسیہ کا چہرہ دیکھا۔ وہ انتہائی افسردہ غمگین اور ویران ہو کر رہ گئی تھی۔ اور پھر جب اخناتون نے اس کی شادی کا ذکر کیا تو وہ بالکل پیلی ہو گئی تھی۔ آپ جانتی ہیں اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور جب آخر میں اخناتون نے یہ فیصلہ دیا کہ عدسیہ کی شادی کا کوئی بھی فیصلہ اسکی مرضی کے خلاف

ں ہو گا تو عد ینہ ہی نہیں یر میحا بھی خوش ہو گیا تھا۔

میں نے ان سارے تاثرات کو نگاہ میں رکھا تھا ان سارے تاثرات نے مجھے ے دھو کے ایک غلط فہمی یوں جانیں ایک تجسس میں مبتلا کر دیا تھا۔ میرے دل میں ے شک و شبہ سا اٹھا تھا کہ عد ینہ اور یر میحا کے کچھ نہ کچھ تعلقات ضرور ہیں۔

انھی باتوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے میں نے اپنی ایک لونڈی کے ذمے یہ کام یا کہ وہ آتے جاتے خود بھی عد ینہ اور یر میحا پر نگاہ رکھے۔ اور جو دو لونڈیاں یر میحا کی خدمت امور ہیں ان کے ساتھ بھی ساز باز رکھے۔ اور یہ جاننے کی کوشش کرے کہ کیا یر میحا ینہ کا صرف محافظ ہی ہے یا بات اس کے علاوہ بھی کچھ ہے۔

خانم میری وہ لونڈی عد ینہ کی لونڈیوں کے ساتھ مل کر بغور عد ینہ کا جائزہ لیتی ں ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ دو باتوں میں سے ایک ہے۔ اول یہ کہ عد ینہ یر میحا ے باقاعدہ شادی کر چکی ہے۔ دوئم یہ کہ اگر یہ شادی نہیں ہوئی تو عد ینہ کے یر میحا کے تھ باقاعدہ تعلقات ہیں۔

یہ باتیں میں اس بنا پر کہہ رہا ہوں کہ جس لونڈی کے ذمے میں نے یہ کام لگایا اس نے مجھے خود کئی بار آ کر بتایا کہ یر میحا اور عد ینہ کے کمرے چونکہ ساتھ ساتھ ہیں اور ں کے درمیان آنے جانے کے لیے ایک دروزاہ بھی ہے اس لونڈی کا کہنا ہے کہ اس نے د کئی بار عد ینہ کے بیرونی دروازے کی اوٹ میں رہتے ہوئے عد ینہ کو نیم عریاں سی حالت ں یر میحا کے کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جو لونڈیاں عد ینہ کی ست پر مامور ہیں ان کیساتھ ملتے ہوئے اس نے کئی بار عد ینہ کے بند دروازوں کے زن سے بھی جھانک کر دیکھا اور اس نے کئی بار عد ینہ کو نہا کر یر میحا کے کمرے سے نکل اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ خانم یہ ایسی باتیں ہیں کہ دو باتوں میں سے ب کو ثابت کرتی ہیں کہ یا تو عد ینہ اور یر میحا نے باقاعدہ شادی کر لی ہے یا عد ینہ کے اتھ یر میحا کے باقاعدہ تعلقات ہیں۔ خانم جو کچھ میں نے دیکھا جن حالات کا میں نے جائزہ لیا میں نے آپ کے سامنے بیان کر دیئے ہیں۔ اب اس معاملے کو آگے بڑھانا یا فیصلہ کرنا پ کا کام ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سمنخار رکا اس موقع پر کیر تون کے

چہرے پر غضبنا کی خفگی کے آثار تھے اور اس کی آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں بھڑک اٹھی تھیں وہاں طائی کا چہرہ بھی عذاب و کرب کی بے انت یلغار۔ جمود و سنگ کو شکن شکن کرتی آتش سیال۔ اور آگ کے بگولوں کی سی کیفیت پیش کر رہا تھا۔ اس سے نیل کی ناگن کی آنکھوں میں خناس کے وسوسے۔ آسیب و چھلاووں کی وحشت اور صحراوں میں سرگرداں بگولوں جیسی حالت ہو گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اپنی نشست پر ڈنگ مارنے کو ترستے بچھو کی طرح پہلو بدلتی رہی اس موقع پر اس کی رگیں تن گئیں تھیں سراپے میں لگتا تھا سنسنی دوڑ گئی ہو۔ پھر وہ برہمی کے رنگ۔ جبر کی عقوبت بکھیرتی آواز اور وسواس بدگمانی اور کرب کے جال بچھاتے لہجے میں بول پڑی۔

اگر اس یرمیحا اسرائیلی نے ہماری پھول سی عدینہ کو اپنی ہوس کا نگار خانہ بنایا ہے تو یہ اس کی سزا سے بچ نہیں سکے گا۔

سمنخار اس میں کوئی شک نہیں عدینہ حیا میں کلی۔ نزاکت میں پھول کی پنکھڑی طراوت میں شبنم۔ محبت میں ریشم تھی۔ اگر اس یرمیحا نے اس شاہی غنچہ آداب اور بے نظیر و بے عدیل خوشبو و شمیم اور مہک و باس سے وصل و ملاقات کی ہے تو پھر سمنخار میں طائی اس یرمیحا کو بدمست قہرمانوں میں مبتلائے رنج و غم کروں گی۔

شاہی خاندان میں عدینہ جمال و خیر کا منبع۔ اور اخلاق و پاکیزگی کا معدن خیال کی جاتی رہی ہے۔ اگر اس یرمیحا نے اسرائیلی ہوتے ہوئے اس سے خفیہ شادی کی ہے یا اس سے تعلقات پیدا کر لیے ہیں تو اس یرمیحا کے سر پر میں آگ پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر رکھ دوں گی۔

طائی تھوڑی دیر کے لیے رکی تھی۔ اس کے بعد پہلے سے بھی زیادہ برہمی اور غیض و غضب کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

جس وقت اس یرمیحا کو عدینہ کا محافظ مقرر کیا جا رہا تھا اس وقت ہی میں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ اسکے آداب و معاشرت۔ عقائد و نظریات ہم سے نہیں ملتے۔ اس وقت وہ مفلسی کا گرداب۔ مخدوش و شکستہ تھا۔ اب عدینہ کا محافظ بننے کے بعد اگر وہ اپنی پہلی مفلسی کی حالت کو بھول کے نفس کی بھوک اور جوع الکلب پر اتر آیا ہے تو یہ بے ایمان یہ بے وفا جھوٹا فریبی یہ بدباطن یرمیحا اپنے کیے کی سزا سے کسی طور بچ کر

ماں نہ سکے گا۔

طائی دم لینے کے لیے رکی ۔اس کے بعد سمنخار کی طرف دیکھتے ہوئے وہ پھر ڈس
..والے لہجے میں کہہ رہی تھی ۔
سمنخار اس یرمیحا کو اس کے انجام تک پہنچانے کے لیے اسے اس کے گناہ کی سزا
نے کے لیے پہلے اس کے جرم کو ثابت کرنا ہو گا ۔دیکھ اگر عدینہ نے واقعی اندر ہی اندر
یہ طور پر یرمیحا سے شادی کر لی ہے تو وہ ہر صورت ہر طور پر یرمیحا کی طرف داری کرے
۔ کبھی بھی سچ بولنے کی کوشش نہیں کرے گی ۔اور اگر یرمیحا فی الواقعہ عدینہ سے
ی کر چکا ہے تو وہ بھی مر جائے گا پر عدینہ کے راز کو راز ہی رکھے گا ۔پر ہمیں یہ کوشش
ا ہے کہ ان کے اس راز سے پردہ اٹھائیں اور یہ کام سمنخار میں تمہارے ذمے لگاتی ہوں ۔
آج ہی اس سلسلے میں اپنے بیٹے اخناتون سے بھی بات کرتی ہوں ۔اور میں اپنی چند
ائیوں کو بھی اس کام پر لگاتی ہوں جو بھید اور راز لینے میں بڑی ماہر ہیں اور مجھے امید ہے
چندہی یوم تک اصلیت اور حقیقت میرے سامنے آجائے گی ۔
آپ کا کہنا درست ہے ۔آپ کے کہنے سے پہلے ہی میں ایک قدم اٹھا چکا ہوں ۔
اپنا اندازہ ہے ۔کہ اس عدینہ سے یرمیحا نے شادی کی ہے یا اس نے تعلقات بحال کئے
تو یہ سارا معاملہ اس شہر کی تعمیر کے دوران واقع ہوا ہے ۔جہاں عدینہ نے شہر کی نگرانی
ہے اور یرمیحا اس کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھا ۔دونوں کے خیمے قریب قریب تھے ۔
ے خیال میں جب دونوں کا ایک دو ۔ ے کے پاس آنا جانا ہوا تب دونوں نے ایک
ے کو پسند کیا ہو گا اور تعلقات بحال کئے ہوں گے ۔مجھے یہ بھی یقین ہے کہ عدینہ نے
یرمیحا سے تعلقات بحال نہیں کئے ہوں گے بلکہ اس نے اس سے باقاعدہ شادی کی ہو
یہ شادی ہوئی ہے تو پھر یہ بندھن اسرائیلی رسم و رواج کے مطابق ہوا ہو گا اور اسمیں
رائیلیوں کو بھی شامل کیا گیا ہو گا پس میں نے اپنے کچھ آدمی ان سرکردہ اسرائیلیوں کی
روانہ کئے ہیں جو اس شہر کی تعمیر میں حصہ لیتے رہے ہیں ۔پہلے وہ ان سے چکنی چپڑی
کر کے راز حاصل کرنے کی کوشش کریں گے پھر وہ نہ مانے تو ان میں سے کچھ لوگوں
ِتار کیا جائے گا صرف ان کو جو بنی اسرائیل کے اندر سرکردہ تھے ۔اس کے بعد ان پر
تی جائے گی اور مجھے امید ہے کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہم واقعہ کی اصلیت اور حقیقت

تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ سمنخار نے بڑے پر شوق انداز میں طائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

سمنخار کچھ دیر رکا اس کے بعد اس نے اپنا سلسلہ کلام پھر آگے بڑھایا۔

خانم کیا ایسا ممکن نہیں کہ ابھی سے ہی اس یرمیحا اور عد سنیہ کو علیحدہ کر دیا جائے ان دونوں کے کمرے جو پاس پاس ہیں بیچ میں دروازہ ہے تو یہ بھی فساد کا ایک باعث ہے ۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس یرمیحا کو عد سنیہ سے دور کیا جائے ۔ یا تو اسے واپس بنی اسرائیل کی طرف روانہ کر دیا جائے یا جس طرح اختاتون نے اسکے متعلق احکامات جاری کئے تھے کہ اسے لشکر میں سالار کی حیثیت سے رکھا جائے تو اسکی موجودہ رہائش کو ترک کر کے اسے لشکر گاہ میں منتقل کر دینا چاہیے۔

سمنخار کی اس گفتگو کا طائی کچھ جواب دینا چاہتی ہی تھی کہ اس سے پہلے ہی اس کا بھائی اور مصر کا بڑا پجاری کیرتون بول پڑا۔

سمنخار میرے بیٹے ۔ فی الفور ایسا فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہے ۔ اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو یاد رکھنا یرمیحا اور عد سنیہ دونوں کو سنبھلنے کا موقع مل جائے گا اور وہ اپنا دفاع مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ ہمیں ان پر اچانک ہاتھ ڈالنا ہو گا ۔ تا کہ ان دونوں کو ان پر لگائے جانے والے الزامات، کی تردید کے متعلق سوچنے کا زیادہ موقع ہی نہ ملے ۔

کیرتون ٹھیک کہتا ہے فی الحال ان باتوں کا ذکر یرمیحا اور عد سنیہ سے نہیں کرنا چاہیے ۔ میں صرف اس موضوع پر گفتگو اپنے بیٹے اختاتون سے کروں گی اور اس پر یہ بھی واضح کر دوں گی کہ وہ اپنے کوئی خاص آدمی اس مقصد کے لیے مقرر کرے ۔ جو یرمیحا اور عد سنیہ کے تعلقات جاننے کی کوشش کریں ۔ ساتھ ہی تم بھی ایک دو روز میں بنی اسرائیل کے ان لوگوں کو پکڑ کے میرے پاس لاؤ جو تعمیر کے کام میں حصہ لینے والے اسرائیلیوں میں اور سرکردہ تھے ۔ پہلے میں انہیں ترغیب دوں گی ۔ ان لوگوں کو لالچ دوں گی اگر انہوں نے یرمیحا اور عد سنیہ کے راز سے پردہ اٹھا دیا تو ٹھیک ورنہ میں ان پر ایسی سختی کروں گی کہ آپ ہی آپ حقیقت حال اگل دینے پر مجبور ہو جائیں گے ۔

طائی تھوڑی دیر رکی دم لیا اسکے بعد پھر کہنا شروع کیا۔

سمنخار تم ابھی اور اسی وقت خود بنی اسرائیل کی طرف جاؤ اور آج شام ڈھلنے

ند بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں کو لے کر میرے پاس آؤ میں ان سے خود گفتگو کروں گی
ہے امید ہے کہ میں ان سے حقیقت حال اگلوانے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ایسا کرنے کے
ند پھر میں یرمیحا اور عدنیہ سے متعلق اپنے بیٹے اختاتون سے بات کروں گی۔ نیل کی ناگن
طائی جب خاموش ہوئی تو سمنخار پھر بول پڑا
خانم اگر یرمیحا اور عدنیہ کا جرم ثابت ہو جاتا ہے تو پھر ان دونوں کے لیے کیا
الی سزا بھی تجویز کی جائے گی۔
سمنخار کے اس سوال پر غصہ میں طائی کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اس نے
والیہ انداز میں اپنے بھائی کیرتون کی طرف دیکھا۔جس پر کیرتون بول پڑا۔
سمنخار اگر ان دونوں کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔اگر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان
انوں نے شادی کی ہے۔یا ان کے تعلقات ہیں تو یاد رکھنا۔یرمیحا کو فی الفور پھانسی پر لٹکا
یا جائے گا۔جہاں تک عدنیہ کا تعلق ہے۔تو نبطی ہو کر بنی اسرائیل سے شادی کرنے کے
رم میں پہلے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کے بعد بدکاری میں ملوث ہونے اور شاہی خاندان
ن فرد ہو کر دھوکہ اور فریب دینے کی وجہ سے گلہ گھونٹ کر اس کا خاتمہ کیا جائے گا۔یہی
ں کے جرم کی سزا ہے۔اور اگر اس کا جرم ثابت ہو گیا تو سمنخار میں تمہیں یقین دلاتا ہوں
یرمیحا اور عدنیہ دونوں کو یہ سزا مل کے رہے گی کوئی اس سزا کو ٹال نہ سکے گا۔اگر خود
اتاتون اس سلسلے میں آڑے آیا تو اسے بھی ناکامی کا منہ دیکھنا ہو گا۔
کیرتون کی اس گفتگو سے سمنخار خوش ہو گیا تھا۔اپنی جگہ پر وہ اٹھا اور کہنے لگا۔
ں ابھی بنی اسرائیل کی طرف جاتا ہوں۔اسکے ساتھ ہی وہ مڑا اور جیسے ہی وہ باہر نکلنے لگا
تون نے اسے مخاطب کیا۔سمنخار میرے بیٹے میں اور میری بہن طائی اس سلسلہ میں
اتون سے بات کریں گے۔لیکن اسے یہ بھی سمجھا دیں گے کہ فی الحال وہ اس سلسلہ میں
ا اور عدنیہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو نہ کرے۔اس لیے کہ
ایسا ہوتا ہے تو ان دونوں کو سنبھلنے ان دونوں کو کوئی نہ کوئی بہانہ تراشنے کا موقع اور
ن مل جائے گا اور ہم اچانک ان پر وارد ہونا چاہتے ہیں۔اب تم جاؤ اپنے کام کی ابتداء کرو
تم اسمیں کامیاب ہوئے تو میں سمجھتا ہوں یہ تمہارا بہت بڑا معرکہ ہو گا۔
کیرتون کی اس گفتگو پر سمنخار چل دیا اور عیارانہ سے انداز میں مسکراتا ہوا وہ

اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

ooo

اس واقعہ کے چند ہی روز بعد اس وقت جبکہ شام رات میں ڈھل گئی تھی۔عدینہ اپنے ذاتی کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی۔ابھی وہ ساتھ والے کمرے میں یرمیحا کے پاس نہ گئی تھی۔کہ دروازے پر دستک ہوئی۔اس دستک پر عدینہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی پہلے اس نے اپنے اور یرمیحا کے کمروں کے درمیان جو دروازہ تھا اسکا جائزہ لیا۔وہ بند تھا زنجیر لگی ہوئی تھی۔پھر اس نے اٹھ کر جب دروازہ کھولا تو دستک دینے والا مخیدون تھا۔مخیدون کی حالت دیکھتے ہوئے عدینہ دنگ رہ گئی تھی۔اس کا چہرہ پیلا ہو رہا تھا۔رنگ اڑا ہوا تھا۔آنکھوں اور چہرے پر ہوائیاں اور ویرانیاں رقص کر رہی تھیں۔اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عدینہ کو کچھ پوچھنے کی جرات اور ہمت نہ ہوئی۔اس پر مخیدون کمرے میں داخل ہوا۔عدینہ اس کے پیچھے پیچھے تھی۔مخیدون نے خود دروازہ اندر سے بند کیا پھر عدینہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یرمیحا کو اسی کمرے میں بلاؤ میں تم دونوں کے ساتھ ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنے والا ہوں۔یاد رکھو اس معاملہ میں دیر نہیں ہونی چاہیے اگر دیر ہوئی تو تمہاری اور یرمیحا دونوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔

مخیدون کی اس گفتگو سے عدینہ بیچاری کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے وہ سر سے لے کر پاؤں تک کانپ گئی تھی۔سردی اور سرما کے باوجود اس کی پیشانی پہ پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔اس موقع پر وہ مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ مخیدون نے اسے پھر مخاطب کیا۔

عدینہ میری بہن وقت ضائع کرو فوراً یرمیحا کو اس کمرے میں بلاؤ تم دونوں پر خطرات منڈلا رہے ہیں اور تم دونوں کی زندگیاں کسی بھی وقت خطرے میں پڑ سکتی ہیں۔ مخیدون کی اس گفتگو پر عدینہ درمیانے دروازے کی طرف بھاگی پھر اس نے زنجیر اتار کر جب دروازہ کھولا۔تو عدینہ دنگ رہ گئی دروازے پر پہلے ہی یرمیحا کھڑا تھا۔شاید اس نے مخیدون کی آمد اور اس کی گفتگو سن لی تھی۔اس بنا پر وہ درمیانی دروازے پر کھڑا تھا۔جونہی عدینہ نے دروازہ کھولا۔یرمیحا فوراً اندر آیا اور مخیدون کو مخاطب کیا۔

مخیدون میرے بھائی کیا معاملہ ہے کیا میرا اور عدینہ کا بھید کھل چکا ہے۔

مخیدون بیچارے کی پریشانی اور فکر مندی میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

بس یہی معاملہ ہے۔ تم دونوں کا بھید اب کھلنے والا ہے۔ یا یوں جانو کھل ہی چکا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ تم دونوں کے تعلقات پر سمنخار کو کچھ شک ہوا تھا۔ اس شک کی بنا پر اس نے اپنی ایک لونڈی کو تمہارے پیچھے لگایا تھا وہ عدینہ کی ذاتی لونڈیوں کے ساتھ مل کر تم پر نگاہ رکھتی رہی اور باقاعدہ خبریں سمنخار کو مہیا کرتی رہی اس سلسلہ میں سمنخار نے طائی سے بھی گفتگو کی۔ طائی نے بھی اپنی کچھ لونڈیاں اس کام پر لگائیں تھیں اور ان لونڈیوں نے یہ اطلاد دی ہے کہ عدینہ کے یرمیحا کے ساتھ غیر معمولی تعلقات ہیں۔ جس وقت سمنخار کی طائی کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی۔ اس وقت سمنخار نے دو طرح کے خدشات ظاہر کیئے تھے۔

اول اس نے طائی سے یہ کہا تھا کہ یرمیحا اور عدینہ نے باہم خفیہ شادی کر رکھی ہے اور اگر یہ شادی نہیں ہوئی تو دوسرا خدشہ اس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ عدینہ اور یرمیحا کے اپس میں میاں بیوی کے سے تعلقات ہیں۔

میں تم دونوں کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ سمنخار کیرتون اور طائی کی اس ملاقات کے دوران یہ بھی طے پایا تھا کہ سمنخار بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں سے رابطہ رکھے ہو سکتا ہے اختاتون شہر کی تعمیر کے دوران ان بنی اسرائیل کی موجودگی میں یرمیحا اور عدینہ نے شادی کر لی ہو۔

سمنخار کو اس کام پر لگانے کے بعد طائی اور اس کے بھائی کیرتون نے عدینہ میری بہن تمہارے باپ اختاتون سے بھی اس سلسلے میں بات کی ساتھ ہی تمہاری دادی طائی یعنی نیل کی ناگن نے اپنے بیٹے اختاتون کو یہ بھی کہا کہ اس واقعے کا زکر ابھی یرمیحا اور عدینہ سے نہ کیا جائے تاکہ ان کو کہیں سنبھلنے کا موقع نہ ملے یا وہ کوئی پہلے سے بہانہ نہ تراش لیں لہذا جس وقت بنی اسرائیل کے لوگوں سے یہ معلوم ہو جائے کہ یرمیحا اور عدینہ کے تعلقات کیا ہیں تو پھر اچانک تم دونوں کو پکڑ کر معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی جائے۔

اب میں تم دونوں کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ سمنخار اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہے۔ اس نے ایک اسرائیلی کو بھاری معاوضے کے عوض یوں جانو کہ خرید لیا ہے جس

شخص سے سمنخار نے رابطہ قائم کیا ہے یہ شخص ان لوگوں میں سے ایک کا عزیز اور رشتہ دار ہے جو تم دونوں کے نکاح میں شامل ہوئے تھے۔ اس اسرائیلی نے سمنخار پر یہ انکشاف کر دیا ہے کہ جس وقت اخناتون شہر تعمیر کیا جا رہا تھا تو اسکی تعمیر کے دوران یرمیحا اور عدینہ دونوں نے باقاعدہ شادی کی تھی تاہم اس اسرائیلی کا بھلا ہو کہ اس نے یہ انکشاف نہیں کیا کہ اس شادی میں میں بھی شامل تھا یا اس میں آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون اور اسکی بیٹی نیمیا بھی شامل تھے۔ اسے ہم تینوں سے متعلق خاموشی اختیار کی ہے تاہم یہ انکشاف کر دیا ہے کہ یرمیحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی ہیں۔

تھوڑی دیر پہلے سمنخار اس اسرائیلی کو لے کر اخناتون میں داخل ہوا ہے اور شاید کل آنے والی صبح یا تھوڑی دیر بعد اس اسرائیلی کو اخناتون کے سامنے پیش کیا جائے اور وہ ایسے انکشافات کرے جو تمہارے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون رکا کچھ سوچا اس کے بعد عدینہ اور یرمیحا دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پھر کہنا شروع کیا تھا۔

جن باتوں کا میں نے تم دونوں پر انکشاف کیا ہے ان سے متعلق میرے آدمی کچھ دیر پہلے مجھے بتا چکے تھے میرے آدمیوں نے اس وقت بھی سمنخار پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی جس وقت وہ بنی اسرائیل کے آدمی کو لے کر اخناتون شہر کی طرف آ رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے اس لیے کہ سمنخار کے ساتھ محافظوں کا ایک دستہ تھا۔ اس کے ہوتے ہوئے میرے آدمی ان پر حملہ آور نہیں ہوئے یوں جانو مجھے اس مقصد میں ناکامی ہوئی ہے۔ اگر سمنخار کے ساتھ اسکے محافظ نہ ہوتے تو میرے آدمی راستے میں سمنخار ہی نہیں اس اسرائیلی کا بھی کام تمام کر کے رکھ دیتے اب اگر تھوڑی دیر تک اخناتون کے سامنے اس اسرائیلی کو پیش کیا جاتا ہے یا آنے والی صبح کو بنی اسرائیل کے اس فرد کو عدینہ کے باپ اخناتون کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو تم دونوں کے لیے قیامت کے لمحات اٹھ کھڑے ہوں گے ہو سکتا ہے سمنخار انتظار نہ کرے اور آتے ہی اس اسرائیلی کو طائی کے سامنے پیش کرے اگر ایسا ہوا تو یاد رکھنا طائی اسی وقت اس بنی اسرائیلی کو لے کر اپنے بیٹے اخناتون کے پاس پہنچ جائے گی اور جب وہ اسرائیلی سارے انکشافات کرے گا تو یاد رکھنا طائی اور اس کے بھائی کیرتون کے کہنے پر اخناتون تم دونوں کو حراست میں لینے کے

احکامات جاری کر دے گا۔

مخیدون کی اس گفتگو سے عدینہ بے چاری کی حالت عجیب و غریب ہو رہی تھی اس کا مرمریں جسم اسکے بھرے گال اس کا فراخ سینہ صاف بتا رہے تھے کہ وہ بے چاری خوف اور وحشت سے لرز کانپ رہی ہے اسکے حول چہرے پر شبنم کے قطروں جیسے پسینے نمودار ہو چکے تھے تھوڑی دیر تک وہ بے چاری چپ کے غبار اندھی جدائی کی کالی آندھیوں کی طرح بالکل خاموش رہی اس سے اس کی آنکھوں میں زخم خوردہ خیالات و احساسات کا ایک انقلاب اور خواہشوں کی شہنائی پر عزت و رسوائی کی ایک کشمکش تھی اسکے چہرے پر اندیشوں کی تپش میں جھلملاتا زندگی کا سوگ اور نوحہ گر چاندنی جیسی ایک کیفیت تھی تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا پھر عدینہ نے مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی لرزتی لپکپاتی آواز میں کہنا شروع کیا۔

مخیدون مجھے اپنی ذات کی کوئی فکر نہیں قسم خداوند لازوال کی میری سوچوں کی کل سچائی میری عمر کی کل کمائی یہ یرمیحا ہیں اگر مجھ سے ساری شاہی آسائشیں چھین کر یرمیحا کے ساتھ جانے کی آزادی دی جائے تو میں دور تک سرابوں کے سمندر اور تپتے صحراؤں کی قتل گاہوں میں بھی یرمیحا کے ساتھ سفر کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گی۔

مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ میری ذات کو جہنم زاروں میں ڈال دیا جائے پر میں یہ کبھی پسند نہیں کروں گی کہ میری وجہ سے یرمیحا کو اذیت اور مصیبت میں مبتلا کیا جائے مخیدون زندگی کے صحرا اور دن رات کی سرحدوں پر یرمیحا میرے لیے صدیوں کی محبت سے لبریز ایک آئینہ ہے اگر یہ میرے ساتھ ہیں تو میں سلگتی ریت پر برہنہ پا مسافر اور نفرتوں کے سلگتے تپتے دشت میں بھی سفر کر سکتی ہوں اگر یہ میرے ساتھ ہیں تو میں عزم و ہمت کا پیکر لازوال و بے مثال مضبوط دست و پا ہوں اگر یہ میرے ساتھ نہیں ہیں میں اکیلی اور تنہا ہوں تو پھر مخیدون میں ساون رت کی عارضی برکھا پونم کا لمحاتی چاند اور پھولوں پر برستی عارضی شبنم سے بھی کمزور اور عارضی ہوں مخیدون اب جبکہ بختیاں ہمارے تعاقب میں لگ گئی ہیں تو ہمیں کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے کہ میں اور یرمیحا دونوں میاں بیوی پیڑوں اور ان کے سایوں سورج اور اس کی شعاعوں ہونٹوں اور اس کی مسکراہٹوں کی طرح یکجا اور ایک ساتھ رہ سکیں۔

عدسینہ جب خاموش ہوئی تو مخیدون نے کہنا شروع کیا۔

عدسینہ میں چھپتا چھپاتا تم دونوں کی طرف آیا ہوں میرے یہاں آنے کی کسی کو خبر نہیں ہوئی میرے آگے پیچھے میرے خفیہ اور راز دار ساتھی منڈلا رہے ہیں سنو میں تم لوگوں کو کسی خطرے کسی اذیت میں مبتلا نہ ہونے دوں گا عدسینہ صرف تم میری بہن نہیں ہو تم جانتی ہو یرمیحا کو بھی میں اپنے بھائی کی طرح خیال کرتا ہوں لہذا جس وقت مجھے ان انہونی خبروں کا علم ہوا تو میں نے تم دونوں کے بچاؤ اور فرار کا بندوبست بھی کر لیا ہے میں ابھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ سیدھا دریا کی سمت سے آرہا ہوں اس قصر سے دریائے نیل کے کنارے تک میرے ساتھی بکھرے ہوئے ہیں وہ ہر چیز ہر مشکوک شخص پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی فی الفور تیاری کرو اپنے ضرورت کے کپڑے دیگر سامان اپنے ساتھ لو اور میرے ساتھ اس کمرے سے نکلو میرے ساتھی کچھ باہر کھڑے ہیں وہ تم دونوں کو اپنے ساتھ لے جائیں گے میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا اس طرح مجھے بھی مشکوک سمجھ لیا جائے گا میرے ساتھی تمہیں سیدھا دریائے نیل کے کنارے لے جائیں گے وہاں ایک کشتی بالکل تیار کھڑی ہے اس کشتی میں تمہارے لیے بستر کھانے پینے کا سامان اور دوسری ضروریات زندگی بھی موجود ہیں۔

عدسینہ میری بہن یرمیحا میرے بھائی اس کشتی میں بیٹھ کر تم فوراً نیل کے ڈیلٹا کی طرف روانہ ہو جاؤ چونکہ تم دونوں میاں بیوی نے پانی کے بہاؤ پر سفر کرنا ہے لہذا تم کو چپو چلانے کی چنداں ضرورت پیش نہیں آئے گی دریائے نیل کے دائیں کنارے کے ساتھ ساتھ تم آگے بڑھتے چلے جانا۔ عمالیقی حکمرانوں کے قدیم شہر عوارث سے چند میل پہلے دریا کے کنارے تم لوگوں کو چند سوار ملیں گے وہ میرے آدمی ہوں گے ان کے پاس دو فالتو گھوڑے تم دونوں میاں بیوی کے لیے ہوں گے اور ان سواروں کے ساتھ تم دونوں میاں بیوی جبلہ شہر کی طرف روانہ ہو جانا وہ سوار تمہارے ساتھ سفر نہیں کریں گے۔ لیکن تمہارے آس پاس تمہارے ارد گرد اور دور و نزدیک رہتے ہوئے تم پر نگاہ ضرور رکھیں گے یوں جانو وہ ایک طرح کے مخبر اور طلایہ گر ہوں گے جو تمہاری حفاظت کے ساتھ ساتھ تمہارے محل وقوع سے بھی مجھے باخبر رکھیں گے اب تم دونوں میاں بیوی وقت ضائع نہ کرو اپنا ضروری سامان لو اور اپنے کپڑے گھڑی کی صورت میں باندھو اور تیار ہو جاؤ تاکہ

یں تم دونوں کو دریائے نیل کے کنارے تک پہنچانے کا بندوبست کروں یاد رکھنا اس سلسلے میں اگر دیر اور تاخیر ہوئی اور سمنخار نے اسرائیلی کو اخناتون کے سامنے پیش کر دیا تو اخناتون تم دونوں کو حراست میں لینے کے احکامات جاری کر دے گی اور اگر ایسا ہو گیا تو نخیدون بالکل بے بس ہو گا تم دونوں کی رہائیش کے لیے کچھ نہ کر سکے گا لہذا میرے بھائی بہن جلدی کرو۔

اس کے ساتھ ہی عدنیہ جب پیچھے ہٹنے لگی تو اس موقع پر یرمیحا نے اپنا ہاتھ عدنیہ کے شانے پر رکھا پھر پہلی بار اسے مخاطب کر کے کہنے لگا

عدنیہ فکر مند پریشان اور مضموم مت ہو نا سن عدنیہ میں تمہارے لیے دکھ کا سمندر۔ کرب کی صدی۔ جسم وجان کی ابتلا اور اذیت و مصائب کا ہجوم نہیں بنوں گا میں تمہارا شوہر ہوں شوہر کی حیثیت سے میں تمہارے زخموں کا مرہم درد کا درماں المیوں کا مداوا ثابت ہوں گا میں تمہارے ہونٹوں کی میٹھی مسکراہٹ آنکھوں کی خوشکن چمک کو ماند نہ پڑنے دوں گا تمہارے ماتھے پر شکن تمہاری روح پر درماندگی نہ آنے دوں گا۔ تمہیں زرد خزاؤں کا شکار نہ ہونے دوں گا۔

عدنیہ زندگی کے کھٹن کٹھور راستوں اور وقت کی سکڑتی چادر کے اندر تم میرے لیے خوشبو کی تخلیق کا سبب ذرہ ذرہ لمحوں کی صفوں میں تم میرے لیے آگہی کی جلاوت ہو تم تاریکیوں میں میرا حرف دعا اور معزول و مسترد لمحات میں میرے لیے جمال زہرہ جبیں ہو سن عدنیہ تمہاری سلامتی تمہاری حفاظت تمہاری عزت تمہارے ناموس تمہاری عصمت و عفت کی خاطر میں یرمیحا اپنے آپ کو سفاک لمحوں خارزار ابد قضاؤں کی یورش میں بھی مبتلا کر سکتا ہوں میں اپنے مقدر میں قریہ دل کو ٹکڑے کر دینے والے دکھوں کے نگر بھر سکتا ہوں پر تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا یاد رکھنا اگر کوئی برا وقت آیا تو برا وقت لانے والوں کو تم تک پہنچنے کے لیے میری لاش پر پاؤں رکھ کر آگے آنا ہو گا۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے عدنیہ رو دی تھی۔ ایک دم تڑپ کر اس نے خوشبو بھرا ہاتھ یرمیحا کے منہ پر رکھ دیا۔ اور روتی بین کرتی ہوئی آواز میں وہ کہنے لگی۔

یرمیحا خدا کے لیے ایسی گفتگو نہ کیجئے۔ آپ میری زیست کا سب کچھ میری زندگی کا محور ہیں آپ کے بغیر میں ادھوری آپ کے بغیر میں نہ ہونے کے برابر ہوں۔ ہم دونوں مل

کر سفاک لمحات کا مقابلہ کریں گے ۔ میرے خیال میں مخیدون نے جو کچھ کہا وہ درست ہے آئیے دونوں میاں بیوی مل کر اپنی تیاری کریں اور یہاں سے بھاگ جانے تاخیر نہ کریں ۔

عدنیہ کی اس تجویز کے جواب میں جب یرمیحا سوچوں میں گم اپنی جگہ پر کھڑا رہا تب اس کو بازو سے پکڑتے ہوئے عدنیہ کھینچتی ہوئی اپنے ساتھ دوسرے کمرے کی طرف لے گئی تھی ۔

تھوڑی دیر تک ادھر ادھر بھاگتی ہوئی عدنیہ اپنی ضروریات کا سامان جمع کرتی رہی یرمیحا پوری طرح اسکا ساتھ دے رہا تھا پھر دو بڑی بڑی گٹھریوں میں انہوں نے سامان باندھ لیا اس موقع پر جب وہ مخیدون کے قریب آئے تو مخیدون نے اپنی کمر کے ساتھ بندھی ہوئی نقدی کی دو تھیلیاں یرمیحا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔

یرمیحا میرے عزیز بھائی ۔ یہ نقدی کی دو تھیلیاں ہیں تم جہاں کہیں بھی جا کر رہو گے یہ تمہارے کام آئیں گی ۔ تب عدنیہ فوراً بول پڑی ۔

میرے بھائی ۔ اس نقدی کی ضرورت نہیں ہے ۔ مجھے ان برے حالات کی توقع پہلے سے تھی ۔ لہذا میں نے اپنے پاس کافی نقدی جمع کرنی شروع کر دی تھی ۔ یہ جو دو گٹھریاں میں نے اور میرے شوہر نے تیار کی ہیں ان میں کافی نقدی ہے ۔

عدنیہ کی بات کاٹتے ہوئے مخیدون کہہ اٹھا ۔

نہیں ۔ عدنیہ میں مخیدون تمہارا بھائی ہوں ۔ میری طرف سے یہ بہن کا حق بنتا ہے ۔ پھر زبردستی اپنی جگہ سے اٹھ کر مخیدون نے نقدی کی وہ دو تھیلیاں بھی ان کی گٹھری میں ڈال دی تھیں ۔ وہ دونوں گٹھریاں یرمیحا نے اٹھا رکھی تھیں ۔ اس موقت پر عدنیہ آگے بڑھی اور یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی ۔ آپ ایک گٹھری مجھے دے دیں ۔ عدنیہ کے اس سوال پر گھورتے ہوئے یرمیحا نے عدنیہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا ۔

عدنیہ تم اس کام کے لیے پیدا نہیں ہوئی ہو ۔ یہ کام کرنا میرے فرائض میں شامل ہے ۔ اسموقع پر مخیدون مسکرا دیا پھر اس نے زور سے تالی بجائی اس تالی کے جواب میں کسی نے دروازے پر دستک دی تھی ۔ مخیدون نے اٹھ کر دروازہ کھولا دو مسلح جوان اندر آئے ۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے مخیدون کہنے لگا ۔

یرمیحا سے یہ دونوں گٹھریاں لے کر دریا کے کنارے کھڑی کشتی کی طرف لے

جاؤ۔ پر جلدی کرو۔ پھر عدسنیہ اور یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے مخیدون کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی ان کے پیچھے پیچھے ہو لو۔ تمہارے کمرے سے نکل کر میں اپنی رہائشگاہ کی طرف جاتا ہوں۔ کسی کو کانو کان خبر نہیں ہونی چاہیے کہ میں یہاں آیا اور تم دونوں کو بھگانے میں میرا ہاتھ ہے۔ اب تم جلدی کرو اس معاملے میں دیر نہیں ہونی چاہیے

وہ دونوں مسلح جوان آگے بڑھے۔ دونوں گٹھریاں انہوں نے یرمیحا سے لے لیں اور باہر چل دیئے۔ عدسنیہ اور یرمیحا ان کے پیچھے ہو لیے تھے۔ کمرے سے مخیدون بھی نکلا تھوڑی دور تک وہ ان کے ساتھ گیا پھر وہ دائیں طرف مڑتا ہوا دوسری سمت نکل گیا تھا۔ وہ دونوں مسلح جوان یرمیحا اور عدسنیہ کو لے کر دریائے نیل کے کنارے آئے وہاں چھوٹی سی ایک کشتی کھڑی تھی۔ ان دونوں نے سامان کی دونوں گٹھریاں اس چھوٹی سی کشتی میں رکھ دیں پھر ان میں سے ایک نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

آپ دونوں میاں بیوی ہمارے ساتھ اس کشتی میں بیٹھ جائیں اس کشتی کو لے کر ہم دریائے نیل کے دائیں کنارے کی طرف جائیں گے۔ وہاں اس وقت وہ کشتی کھڑی ہے جس میں بیٹھ کر آپ نے سفر کرنا ہے۔ جواب میں عدسنیہ اور یرمیحا میں سے کسی نے کچھ نہ کہا۔ ان دونوں مسلح جوانوں کے ساتھ وہ کشتی میں بیٹھ گئے تھے۔ ان کے بیٹھنے کے بعد دونوں مسلح جوانوں نے چپو سنبھالے پھر تیزی کے ساتھ وہ کشتی کو دریائے نیل کے دائیں کنارے کی طرف لے جا رہے تھے۔

OOO

شام شمع اور مشعلوں پر رقص کرتی وہموں کے کسی مسافر کی طرح رات سے گلے ملنے کے لیے بھاگ رہی تھی۔ مغربی افق شفق کی وجہ سے یوں لال گوں ہو گیا تھا جیسے کسی ادیب نے محبت کی عبارت کسی حسینہ کے سرخ ہونٹوں پر پھیلا دی ہو۔ یا کسی مصور نے رنگوں کو ہنستی اپسراؤں اور رقص کرتی مہوشوں کا روپ دے دیا ہو۔ یا کسی شاعر نے ریزہ ریزہ شیشہ جان میں غم کا مداوا بنتی ہنسی کے سے رنگین خیالات کی تشریح کر کے رکھ دی ہو۔ پاتال سے آسمان تک ایک چپ طاری تھی۔ جیسے کائنات کے صناع نے خاموشی کی روح چاروں طرف پھونک کر رکھ دی ہو۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ پر نہ

بادلوں کی گڑگڑاہٹ تھی نہ بارش کی گیت مالا۔ ہر شئے یوں چپ اور خاموش تھی گویا ہر شئے کو کلیوں کی گنگناہٹ پتوں کی سرسراہٹ چڑیوں کے چہچہوں اور چشموں اور ندیوں کے رقص کا انتظار ہو۔

چھوٹی سی وہ کشتی یرمیحا اور عدینیہ کو لے کر دیائے نیل کا سینہ چیرتی ہوئی جب دوسرے کنارے پر پہنچی تو انہوں نے دیکھا جس جگہ وہ کشتی جا کر کنارے لگی تھی۔ اس سے ذرا نیچے ایک کافی بڑی کشتی کھڑی تھی۔ اس کشتی کے قریب کنارے پر کچھ محافظ بھی مستعد کھڑے ہوئے تھے۔

چھوٹی کشتی کو محافظوں نے کنارے پر روک دیا پھر ایک محافظ نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

عظیم یرمیحا۔ وہ سامنے کشتی کھڑی ہے جس پر آپ دونوں میاں بیوی نے سوار ہو کر شمال کی طرف سفر کرنا ہے۔ اس کشتی کے پاس کچھ محافظ بھی کھڑے ہیں۔ آپ اس کشتی کی طرف جائیں وہ محافظ کشتی کو آپ کے حوالے کر دیں گے پھر آپ انہیں ہماری طرف بھیج دیں ہم انہیں لے کر واپس روانہ ہو جائیں گے۔

اس محافظ کے کہنے پر اپنی جگہ پر یرمیحا اٹھ کھڑا ہوا۔ عدینیہ بھی کھڑی ہو گئ۔ پہلے یرمیحا نے دونوں گٹھریاں ساحل پر پھینکیں پھر ساحل پر اترا۔ سہارا دے کر اس نے عدینیہ کو بھی ساحل پر اتارا پھر دونوں گٹھریاں اس نے اٹھائیں اور دوسری کشتی کی طرف ہو لیا تھا۔

جس وقت وہ دونوں میاں بیوی اس بڑی کشتی کے پاس گئے وہاں کنارے پر تین محافظ کھڑے تھے۔ عدینیہ اور یرمیحا کو دیکھتے ہوئے ان تینوں نے اپنی گردن کو خوب جھکاتے ہوئے عدینیہ اور یرمیحا کو تعظیم دی۔ پھر ان میں سے ایک بول پڑا اور یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم یرمیحا۔ یہ وہ کشتی ہے جس کا انتظام آپ کے بھائی مخیدون نے کیا ہے اسی کشتی میں بیٹھ کر آپ شمال کی طرف سفر کریں گے۔ آپ ایک بار اس کشتی کا جائزہ لے لیں میرے خیال میں اس کشتی میں آپ کی ضرورت کی ہر شئے رکھ دی گئ ہے آپ پہلے مطمئن ہو لیں اس کے بعد ہم اس کشتی کی طرف جائیں گے جس میں بیٹھ کر آپ آئے ہیں۔

اس موقع پر عدینہ اور یرمیحا دونوں میاں بیوی نے ایک بار غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا دونوں کشتی میں سوار ہوئے انہوں نے دیکھا کشتی میں کھانے پینے کی اشیاء کا کافی ذخیرہ تھا۔ کشتی کے اندر چند ڈھالیں تلواریں تیر اور کمانیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ کشتی کے اندر بستر بھی تھے کشتی کا ایک حصہ لکڑی کے موٹے موٹے تختوں سے ڈھکا ہوا بھی تھا۔ بارش کی صورت میں اس حصے میں پناہ بھی لی جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ دیگر ضروریات بھی اس کشتی میں موجود تھیں کشتی کا جائزہ لینے کے بعد کشتی میں کھڑے ہی کھڑے ان تینوں محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے یرمیحا کہنے لگا۔

میرے عزیزو میرے بھائیو! تم سب کا بہت شکریہ یہ کشتی میں ہماری ضروریات کی ہر شئے ہے۔ ہم میاں بیوی کو مزید کچھ نہیں چاہتے۔ ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ تم ایسا کرو کنارے کے جس کھونٹے کے ساتھ کشتی کا رستہ بندھا ہوا ہے اسے کھول کر میری طرف پھینک دو۔ خود تم واپس اس کشتی کی طرف جاؤ جب تم مخیدون سے ملو تو اس سے کہنا کہ تمہارا بھائی یرمیحا اور تمہاری بہن عدینہ تمہارے اس کام تمہاری اس کارگزاری کا شکریہ ادا کرتے تھے جو رات کی تاریکی میں ہمارے۔ بچاؤ ہماری حفاظت کے لیے تم نے سرانجام دیں۔

یرمیحا کا کہنا مانتے ہوئے ایک محافظ آگے بڑھا جس کھونٹے کیساتھ کشتی کا رسہ بندھا ہوا تھا وہ رسہ کھول کر اس نے کشتی کے اندر پھینک دیا اس کے ساتھ ہی کشتی دریائے نیل میں شمال کی طرف رواں ہو گئی تھی۔ اس رسے کو لپیٹ کر یرمیحا نے کشتی کے اندر رکھ لیا تھا۔ تینوں محافظ تھوڑی دیر تک وہیں کنارے پر کھڑے ہو کر یرمیحا اور عدینہ کی کشتی کی طرف دیکھتے رہے۔ جب وہ دریائے نیل کے اندر ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو وہ بھی مڑے اور اس چھوٹی کشتی کی طرف چل دیئے جسمیں بیٹھ کر یرمیحا اور عدینہ آئے تھے۔

○○○

شام رات میں ڈھل گئی تھی مصر کا فرعون اختاتون اپنے کمرہ خاص میں بیٹھا ہوا تھا اسکے ساتھ اسکی ماں طائی اور اس کا ماموں کیرتون بھی بیٹھے ہوئے تھے اسکے ساتھ اسکی بیوی نافریطہ اس کا بھتیجہ مخیدون اس کی بیٹی زربال اور اس کا شوہر ٹوتخمان بھی بیٹھے ہوئے تھے ایسے میں سمنخار اس کمرے میں داخل ہوا اور اختاتون کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

اے محترم باپ ۔ میں اس اسرائیلی کو پکڑ کر لایا ہوں جو عدینہ اور یر میحا کے تعلق پر روشنی ڈالے گا۔

قبل اس کے کہ اختاتون اپنے داماد سمنخار کی اس گفتگو کا جواب دیتا اختاتون کے قریب ہی بیٹھی ہوئی اس کی ماں طائی بول پڑی ۔

سمنخار اس سلسلے میں میں اختاتون سے پہلے ہی تفصیل کے ساتھ گفتگو کر چکی ہوں ۔ جس اسرائیلی کو تم لائے ہو اسے فوراً ہمارے سامنے پیش کرو تاکہ اس سے حقائق جانے جائیں ۔ اس وقت مخیدون کے علاوہ عدینہ کی ماں نافریط بہن زربال اور دوسرا بہنوئی ٹو ٹخمان بھی بیٹھا ہوا ہے ۔ یہ بہت اچھا موقع ہے ۔ یہ ساری گفتگو ان سب لوگوں کی موجودگی میں ہونی چاہیے ۔ تم اسرائیلی کو پکڑ کر یہاں لاؤ۔

اس کے ساتھ ہی سمنخار مڑا اس کے تھوڑی دیر بعد ہی وہ ایک اسرائیلی نوجوان کو لایا ۔ اور اسے فرعون اختاتون کے سامنے پیش کیا ۔ اس اسرائیلی نے خوب زمین کی طرف جھکتے ہوئے اختاتون کو تعظیم دی پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا ۔ سمنخار بھی ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا ۔ اس موقع پر مخیدون کے علاوہ ٹو ٹخمان ۔ زربال ۔ اور ملکہ نافریط کھا جانے والے انداز میں سمنخار اور بنی اسرائیل کے اس فرد کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ کمرے میں اختاتون کی آواز سنائی دی ۔

سن اسرائیلی ۔ میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں ۔ میں پہلے تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ جھوٹ مت کہنا ۔ جو کچھ تم انکشافات کرو گے اگر وہ آنے والے دنوں میں جھوٹ ثابت ہوئے تو تمہاری گردن کاٹ دی جائے گی ۔ ہر سوال کا جواب سچائی پر رکھتے ہوئے دینا اگر تم نے جھوٹ بکنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے ۔

اس اسرائیلی نے اختاتون کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تھا ۔ تاہم اطاعت کے انداز میں اس نے اپنے سر کو خم ضرور کیا تھا ۔ اس موقع پر مخیدون اور نافریط دونوں نے اپنی نگاہیں اسرائیلی پر جما دی تھیں اور وہ کھا جانے والے انداز میں بنی اسرائیل کے اس فرد کو دیکھ رہے تھے ۔ اس اسرائیلی نے باری باری مخیدون اور نافریط کی طرف دیکھا اور ان کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے شعلوں اور چنگاریوں کو وہ برداشت نہ کر سکا ۔ اس کی نگاہیں پھر جھک گئی تھیں ۔ فرعون اختاتون کی آواز اس کمرے میں پھر سنائی دی تھی ۔

اسرائیلی تم جانتے ہو بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والا یرمیحا میری بیٹی عدینہ کا محافظ منتخب ہوا تھا۔ کچھ لوگوں کا اب یہ کہنا ہے کہ میری بیٹی عدینہ نے چوری چھپے یرمیحا سے شادی کر لی ہے۔ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے۔ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ یرمیحا اور میری بیٹی عدینہ دونوں میاں بیوی ہیں۔

اس اسرائیلی نے نگاہ اٹھا کر ایک بار پھر سب کا جائزہ لیا پھر فرعون اخناتون کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

آقا اس میں کوئی شک نہیں عدینہ اور یرمیحا دونوں میاں بیوی ہیں۔ ان دونوں کی شادی اس وقت ہوئی تھی جب یہ شہر تعمیر ہو رہا تھا۔ میں بنی اسرائیل کے ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے شہر کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ یہ شادی بنی اسرائیل کے کچھ سرکردہ لوگوں کی موجودگی میں ہوئی تھی۔

یہ شادی بنی اسرائیل کے رسم و رواج اور اسرائیلی دین کے مطابق ہوئی تھی۔ میں یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ شہزادی عدینہ نے اپنا پرانا اور قدیم مذہب ترک کر دیا ہے اور وہ اسلام قبول کرتے ہوئے صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کرنے والی ہے۔ اب وہ نہ آمون دیوتا کو مانتی ہے نہ راع کو اور جس دین پر یرمیحا ہے عدینہ بھی اسی دین پر قائم و دائم ہے۔

اسرائیلی کے اس انکشاف پر اخناتون کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں سرخ ہو گیا تھا تھوڑی دیر تک وہ ضبط کرتا رہا اس کے بعد پھر اس نے اسرائیلی کو مخاطب کیا۔

عدینہ اور یرمیحا کی اس شادی میں کون شامل ہوا تھا۔ اور یہ شادی کہاں اور کس جگہ ہوئی تھی۔

آقا یہ شادی عدینہ کے خیمے میں ہوئی تھی۔ اس میں کچھ سرکردہ اسرائیلیوں نے شرکت کی تھی۔ وہ بھی شہر کی تعمیر میں شامل تھے۔ اس شادی کو بالکل خفیہ رکھا گیا تھا دن کا وقت عدینہ اور یرمیحا دونوں اپنے اپنے خیموں میں رہتے تھے رات کے وقت عدینہ یرمیحا کے خیمے میں بسر کرتی تھی۔ بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے اس شادی میں شرکت کی اور جنہوں نے اس شادی اور نکاح کا اہتمام کیا ان کے نام بھی میں نے سمنخار کو بتائے تھے۔ پر ان اسرائیلیوں کو خبر ہو گئی تھی کہ انہیں آپ کے سامنے پیش کیا جانا ہے لہذا وہ کہیں

روپوش ہو چکے ہیں ۔ نہ جانے کہاں چلے گئے ہیں ۔ میں جو کچھ جانتا ہوں صحیح صحیح اور حقیقت پر رہتے ہوئے آپ کو بتا دیا ہے ۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں مجھ سے مزید کچھ باز پرس نہیں کی جائے گی ۔

تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی اسکے بعد فرعون اختاتون پھر بول پڑا ۔

اس شادی سے متعلق کس کس کو خبر تھی ۔

آقا میں آپ سے کہہ چکا ہوں اس شادی میں صرف بنی اسرائیل کے لوگ شامل تھے ۔ اور کسی کو اس شادی کا علم نہیں تھا ۔ اس اسرائیلی کے بڑی عاجزی سے فرعون اختاتون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔

اس اسرائیلی نے ایک نگاہ پھر مخیدون پر ڈالی اور وہ مخیدون کی نگاہوں کا سامنا نہ کر سکا اس لیے کہ مخیدون اسے ایسے انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اٹھے گا اس پر جھپٹے گا اور اسکا کام تمام کر کے رکھ دے گا ۔ فرعون کی آواز پھر اس کمرے میں گونجی تھی ۔

جس وقت یہ شادی ہوئی تھی اس وقت میرا بھتیجا مخیدون کہاں تھا ۔

فرعون کے اس نئے سوال پر بنی اسرائیل کے اس فرد نے کچھ سوچا اس کے بعد کہنے لگا آقا میں آپ سے پہلے ہی گزارش کر چکا ہوں کہ یہ شادی بڑے رازدارانہ انداز میں ہوئی تھی اس میں سارے لوازمات اور ساری رسمیں بنی اسرائیل کے مذہب کے مطابق طے کی گئیں تھیں ۔ اس لیے میں بتا چکا ہوں کہ شہزادی عدینہ اپنا قدیم مذہب ترک کر چکی ہے ۔ اور وہ بنی اسرائیل کا مذہب اختیار کر چکی ہے لہذا اس شادی کو بنی اسرائیلیوں تک ہی محدود رکھا گیا کسی دوسرے کو اس میں شامل نہیں کیا گیا ۔ یوں جانیں یہ شادی راز ہی رکھی گئی مخیدون کو اس شادی کی کوئی خبر نہ تھی ۔

سب سے بڑی بات کہ مخیدون دن بھر شہر کی تعمیر کے سلسلے میں مصروف رہتا تھا ۔ بنی اسرائیل کے لوگوں پر تعمیر کے سلسلے میں گہری نگاہ رکھتا تھا ۔ اور رات کے وقت تھکا ہارا اپنے خیمے میں آکر سو جاتا تھا ۔ بس اس کی اسی حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رات کی تاریکی میں بنی اسرائیل کے سرکردہ افراد کی موجودگی میں عدینہ اور یریمیحا کی شادی ہوئی ۔

بنی اسرائیل کا وہ فرد جب یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہوا تو مخیدون بے پناہ غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا ۔

کاش مجھے خبر ہوتی کہ میرے ہوتے ہوئے یرمیحا اس قدر بدترین برا اور ذلیل فعل سرانجام دے رہا تھا۔ اگر مجھے اسکے اس مکروہ فعل کا پہلے علم ہو جاتا تو یقیناً میں اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیتا۔ کاش جس وقت شہر تعمیر ہو رہا تھا اس وقت مجھے اس کا علم ہو جاتا تو پھر میں یرمیحا سے خوب باز پرس کرتا۔ کاش کوئی بنی اسرائیل کا فرد مجھے اس خفیہ اور راز دارانہ شادی کی اطلاع اس وقت دیتا تو پھر میں دیکھا یرمیحا کس طرح اتنی بڑی جرات اور جسارت کرتا کہ وہ ایک بے مایہ اور حقیر ترین انسان ہو کر مصر کی شہزادی کو ہاتھ لگائے اور اس سے شادی کرنے کی ہمت و عزم کرے۔

بہرحال اس وقت چونکہ میں شہر کی تعمیر کا ذمہ دار تھا اور وہاں موجود تھا میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں میری کوئی کوتاہی نہیں ہے اب میں خود بھی اپنے آپ کو مجرم خیال کر رہا ہوں کہ مجھے یرمیحا اور عدینہ پر نگاہ رکھنی چاہیے۔ تھی۔ اور چونکہ مجھے اپنی بہن عدینہ پر پورا بھروسہ تھا لہذا میں نے کبھی بھی اسے شک کی نگاہ سے نہیں دیکھا تھا۔ بہرحال یہ یرمیحا کا ایک ایسا جرم ہے جسے کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جا سکتا۔ میرے خیال میں اسے فی الفور یہاں بلایا جائے اور اس جرم میں اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ جہاں تک میری بہن عدینہ کا تعلق ہے تو اسکا فیصلہ میرا عم اختاتون ہی کرے گا۔

مخیدون نے یہ ساری گفتگو اس سارے واقعے میں اپنے آپ کو ملوث ہونے سے بچانے کی خاطر کی تھی۔ اور اس کا یہ انداز نافریطہ ہی نہیں توتھمان اور زربال سب سمجھ رہے تھے تاہم اختاتون اس کی ماں اور ماموں اس صورتحال سے واقف نہ تھے۔ لہذا مخیدون کے ان الفاظ سے جہاں اختاتون خوش ہوا تھا وہاں طائی اور کیرتون کے چہروں پر بھی خوشی کے آثار تھے۔ اختاتون نے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

مخیدون میرے بیٹے۔ قسم راع دیوتا کی مجھے تمسے ایسے ہی الفاظ کی ایسے ہی جذباتکی امید تھی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تمہیں شہر کی تعمیر کے دوران ہی خبر ہو جاتی کہ یرمیحا اور میری بیٹی عدینہ ایک دوسرے کے قریب آچکے ہیں تو تم اسوقت ہی اس سارے معاملے کا سدباب کرلیتے۔ لیکن اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ اس کے لیے کوئی بھی تمہیں موردالزام نہیں ٹھہرا سکتا۔ میرے بیٹے میں جانتا ہوں تو سارا دن شہر کی تعمیر کی نگرانی میں مصروف رہتا ہوگا۔ اور تیری اسی مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یرمیحا اور میری بیٹی

عدسیہ نے اپنے آپ کو ایک بندھن میں باندھ لیا ہو گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اختاتون جب خاموش ہوا تو اسکی ماں نیل کی ناگن بول پڑی۔

مخیدون میرے بیٹے۔ تمہاری گفتگو نے میراجی خوش کر دیا ہے۔ میں تمہارے سامنے دل کی بات کہوں گی کوئی بات چھپاؤں گی نہیں۔ اس سے پہلے میرے دل میں تمہارے متعلق بھی وسوسے اور شکوک و شبہات تھے کہ شاید عدسیہ اور یرمیحا کے ان تعلقات میں تم بھی ایک رازدار ہو لیکن میرے بیٹے تمہاری اس گفتگو نے سارے معاملے کو صاف کر دیا ہے۔ مخیدون میرے بچے اب ہم سب کے ذمے یہ کام ہے کہ یرمیحا اور عدسیہ دونوں کو اسکی پوری پوری سزا ملنی چاہیے۔ میں جانتی ہوں جو سزا میں ان دونوں کے لیے تجویز کرنے والی ہوں اسے نافریطہ پسند نہیں کرے گی اس لیے کہ یہ عدسیہ کی ماں ہے اور ماں کی حیثیت سے یہ ضرور اپنی بیٹی کی طرف داری کرے گی اور اسے کرنی بھی چاہیے۔ لیکن یہ جرم ایسا ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں ہے۔ مخیدون کی طرف سے نگاہیں ہٹانے کے بعد نیل کی ناگن نے اپنے بیٹے فرعون اختاتون کی طرف دیکھا اور مخاطب کیا۔

اختاتون ابھی اور اسی وقت کسی کو بھیجو وہ یرمیحا اور عدسیہ دونوں کو یہاں ہمارے سامنے لائے۔ اس وقت بنی اسرائیل کا یہ فرد بھی یہاں کھڑا ہے سارا معاملہ اسکی موجودگی میں طے ہونا چاہیے۔ اختاتون نے اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اس نے اپنے پہلو میں لٹکتے ہوئے تانبے کے طشت پر چھوٹی سی ایک چوبی ہتھوڑی دے ماری تھی۔ ہتھوڑی کا تانبے کے اس طشت پر لگنا تھا کہ ایک گونجدار آواز اس کمرے میں پیدا ہوئی تھی جس کے جواب میں فرعون اختاتون کا چوبدار اندر آیا سر کو جھکاتے ہوئے اس نے فرعون اختاتون کو تعظیم دی اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

ابھی اور اسی وقت یرمیحا اور عدسیہ کے کمروں کی طرف جاؤ اور ان دونوں کو یہاں لے کر آؤ۔ اپنے ساتھ کچھ مسلح جوانوں کو بھی لے کر جاؤ۔ ہو سکتا ہے تمہارے اس طرح جانے سے یرمیحا اور عدسیہ کو کوئی شک گزر جائے اور وہ مزاحمت کرنے کی کوشش کریں۔ ان دونوں کو بڑے احترام بڑی عزت کے ساتھ میرے پاس لے کر آؤ کسی قسم کی تکرار کسی قسم کا جھگڑا کرنے کی کوشش نہ کرنا۔

فرعون کے اس حکم کے جواب میں چوبدار نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے دوبارہ تعظیم دی پھر وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ داروغہ بدحواسی کی حالت میں اس کمرے میں داخل ہوا اور فرعون اختاتون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

آقا۔شہزادی عدینہ اور یریمیحا دونوں کے کمرے خالی پڑے ہیں وہ اپنے کمروں میں نہیں ہیں ۔ میں نے ادھر ادھر سب سے پوچھا محافظوں سے بھی چھان بین کرنا چاہی لیکن کوئی ان کے متعلق نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں ۔

چوبدار کے اُن الفاظ پر سب یوں مبہوت رہ گئے ہیں جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو ۔اس موقع پر ہاتھ کے اشارے سے مخیدون نے چوبدار کو جانے کے لیے کہا ۔جب چوبدار اس کمرے سے نکل گیا تب زخمی سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے مخیدون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اختاتون کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

اے عم لگتا ہے اس قصر کے اندر یریمیحا اور عدینہ کے جاسوس بڑی تیزی کے ساتھ کام کر رہے ہیں ۔میرے خیال میں سمنخار نے جب اس اسرائیلی کو یہاں منگوایا تو ان دونوں کے جاسوسوں نے ان کو خبر کر دی ہو گی کہ اس اسرائیلی کو قصر میں لایا جا رہا ہے ۔جو ان دونوں کی شادی یا ان دونوں کے باہمی تعلقات کی نشاندھی کر سکتا ہے میرے خیال میں یہ سنتے ہی دونوں میاں بیوی یہاں سے بھاگ گئے ہیں ۔اے عم انہیں بچکر جانا نہیں چاہیے اگر وہ بچ جاتے ہیں تو یوں جانو اس میں ہماری شکست ہماری بے عزتی ہے اور اس طرح ہمیں یہ طعنہ سننا پڑے گا کہ ایک اسرائیلی محل سے مصر کی شہزادی کو لے بھاگنے میں کامیاب ہو گیا ۔اور کوئی بھی نبطی اس کے اس فعل اس عمل کی مزاحمت نہ کر سکا۔

اس صورتحال پر نیل کی ناگن کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں دھواں دھواں شام کے آلاؤ اور خوابوں کی بے ربطگی جیسا ہو کر رہ گیا تھا ۔جبکہ اسکی آنکھوں میں صحرائی بگولوں کی پکار ۔ناوک کی جراحت اور کلفت خاص طور پر دیکھی جا سکتی تھی ۔اختاتون کی حالت بھی عجیب تھی ۔وہ ظلمت کدہ میں قرض سخن سازی جیسا سوالیہ نشان اور موت کے کنوئیں میں ناچتی رات اور گھومتے دن جیسا پریشان حال سا ہو کر رہ گیا تھا۔

سب سے عجیب حالت بیچاری نافریط کی تھی ۔ وہ عدینہ کی ماں تھی ۔ اس

صورتحال نے اسے ایسا کر دیا تھا جیسے امیدوں کے ریشم سنگدلی کے خارزاروں میں الجھ کر رہ گئے ہوں۔ وہ پجاری حصار ذات میں محصور شکست ذات میں محبوس رنگوں۔ پاؤں تلے مسلے پھولوں جیسی ویران۔ ازل کو ابد کی داستان سناتی بجھتی شمع سی ملول۔ ہواؤں کی زد میں بکھرتے زرد پتوں آنسوؤں میں ڈوبے قلم اور ندامت کے گہرے اندھیروں جیسی افسردہ اور اداس اپنی جگہ پر بیٹھی تھی۔ جہاں تک زربال اور اسکے شوہر ٹوٹمان کا تعلق تھا وہ بے چارے بھی نافریطی طرف دیکھتے ہوئے وحشتوں کے موسموں میں غموں کے بے انت بھنور اور رسوائیوں کی تاریکیوں میں لہراتے زرد آنچلوں جیسے الجھے الجھے سے ہو رہے تھے۔ مخیدون کے ردعمل سے کوئی بھی اندازہ نہ لگا سکتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو خوب سنبھال رکھا تھا اور بالکل اس قرطاس ابیض جیسا ہو رہا تھا جس پر کوئی تحریر نہ ہو۔ اس مقدر کے مدہم حروف جیسا ہو رہا تھا جو پڑھے نہ جا سکتے ہوں۔ اس طرح مخیدون نے اپنے باطن کو اپنے ظاہر پر عکس چھوڑنے کا موقع ہی فراہم نہ کیا تھا۔ جہاں تک اخناتون کے ماموں اور نیل کی ناگن کے بھائی کیرتون کا تعلق تھا تو اس حادثے پر بظاہر وہ کبیدہ مزاج اور غم کے موہوم جملوں سا ہو رہا تھا۔ پر بہ باطن وہ قناعت طلب دل اور راز آشنا لبوں جیسا پرسکون تھا۔ اس لیے کہ عدینہ نافریط ٹوٹمان زربال اور مخیدون کا تعلق چونکہ آمون دیوتا سے تھا۔ اور یہ بدنامی یہ رسوائی عدینہ کی وجہ سے آ رہی تھی لہٰذا راع دیوتا کے پجاری کی حیثیت سے وہ خوش اور مطمئن تھا کہ آمون دیوتا کے پیروکاروں کی رسوائی اور بدنامی ہو رہی ہے۔ تاہم اسے اس بات کا تعلق اور دکھ ضرور تھا کہ عدینہ قدیم مصری مذہب کو ترک کر کے ایک خدا کی بندگی اور عبادت کرنے والی ہو کر رہ گئی ہے۔

کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد فرعون اخناتون کی کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

سمنخار میرے بیٹے۔ تم ابھی اور اسی وقت جاؤ اور سارے شہر کی ناکہ بندی کروا دو تاکہ کوئی یہاں سے بھاگنے نہ پائے۔ میرا دل کہتا ہے کہ عدینہ اور یرمیحا دونوں ابھی تک شہر سے بھاگے نہیں ہیں وہ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ اگر ہم شہر کی ناکہ بندی کروا دیں تو انہیں بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس اسرائیلی کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اور اسے اس وقت تک مہمان خانے میں ٹھہراؤ جب تک یرمیحا اور عدینہ دونوں گرفتار نہیں ہوتے اور

انہیں میرے سامنے پیش نہیں کیا جاتا۔ ابھی اور اسی وقت میں چند مسلح دستوں کو مختلف سمتوں میں شہر سے باہر روانہ کرتا ہوں تاکہ اگر عدینہ اور یرمیحا بھاگ گئے ہیں تو وہ ان کا تعاقب کریں اور ہر صورت میں انہیں زندہ گرفتار کر کے لائیں۔ تم بھی شہر کی ناکہ بندی پر جن آدمیوں کو مقرر کروان کو سختی کے ساتھ یہ احکام جاری کر دینا کہ کسی صورت عدینہ اور یرمیحا کو نقصان نہیں پہنچانا ہے اور ہر صورت میں انہیں زندہ گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرنا ہے۔ اب تم جاسکتے ہو۔

اس کے ساتھ ہی سمخار اٹھا اور جس اسرائیلی کو وہ لے کر آیا تھا اسے لے کر وہ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ اس موقع پر مخیدون اختاتون کے قریب ہوا اپنا منہ اسکے کان کے قریب لے گیا پھر سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔

اے عم۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو اس موقع پر میں آپ سے ایک بات کہوں اگر آپ اجازت دیں تو بولوں گا ورنہ خاموش رہوں گا۔

مخیدون کے ان الفاظ پر اختاتون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ نیل کی ناگن اور اس کا بھائی کیرتون بڑے ناقدانہ سے انداز میں اختاتون اور مخیدون کی طرف دیکھ رہے تھے پھر اختاتون نے بھی دھیمی سی آواز میں مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

مخیدون میرے بیٹے جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانوں گا۔ میں جانتا ہوں تم میرے لیے مخلص میرے لیے ہمدرد اور درمندی رکھنے والے ہو

اختاتون کے ان الفاظ سے مخیدون کو کچھ حوصلہ ہوا تھا اسکے بعد اس نے دوبارہ سرگوشی میں کہنا شروع کیا۔

اے عم۔ عدینہ کیسی ہی سہی۔ بہرحال وہ آپ کی بیٹی ہے۔ اور نافریط کو میں اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہوں۔ اسمیں شک نہیں کہ عدینہ نے غلطی کی ہے۔ اور اسے اس کی غلطی کی سزا بہر طور ملنی چاہیے۔ لیکن جب تک اسے سزا نہیں ملتی اس وقت تک ہم اسکی ماں نافریط کو ایک اذیت اور عذاب میں کیوں ڈالیں۔ اس کی حالت دیکھیں عدینہ کے اس حادثے کی وجہ سے کیسی ہو رہی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس موقع پر میں نافریط۔

زربال اور ٹوتھمان تینوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں ۔ اور عدینہ کے اس حادثے کی وجہ سے نافریط جو مضموم اور پریشان ہوئی ہے اس کی ڈھارس بندھاؤں تا کہ وہ اس حادثے کو کسی نہ کسی طرح فراموش کرنے میں کامیاب ہو۔

مخیدون جب خاموش ہوا تو فرعون اخناتون نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

مخیدون میرے بیٹے ۔ ایسا کرنے کے لیے تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں جانتا ہوں میرے بیٹے میرے بچے تم میرے لیے ہی نہیں پورے شاہی خاندان کے لیے مخلص ہو ۔ لہذا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم نافریط ٹوتھمان میری بیٹی زربال کو اپنے ساتھ لے جاؤ ۔ اور عدینہ کے اس حادثے کی وجہ سے جو انہیں دکھ غم اور پریشانی ہوئی ہے اس میں انہیں ڈھارس دو ۔ اس کے ساتھ ہی اخناتون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔ پھر وہ پشتی دروازے کی طرف بڑھا اسکی ماں طائی یعنی نیل کی ناگن اور اس کا ماموں کیرتون بھی اس کے ساتھ چلے گئے تھے ۔ ان کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر مخیدون نے نافریط کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

نافریط میری ماں ۔ زربال میری بہن ۔ ٹوتھمان میرے بھائی تم تینوں میرے ساتھ آؤ ۔ مخیدون کے کہنے پر وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے ۔ پھر اس کمرے سے نکلتے ہوئے مخیدون نے نافریط کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

اپنے ذاتی کمرے کی طرف چلو وہاں بیٹھ کر میں تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں اسی گفتگو کے لیے میں نے اپنے چچا اخناتون سے اجازت لے لی ہے ۔ مخیدون کے کہنے پر الجھی الجھی بکھری بکھری نافریط بیچاری چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف ہو لی تھی ۔ مخیدون ٹوتھمان زربال اسکے ساتھ تھے ۔

نافریط کے کمرے میں آ کر سب بیٹھ گئے ۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس دوران مخیدون کچھ سوچتا رہا ۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھا جس دروازے سے وہ داخل ہوئے تھے وہ دروازہ اس نے پہلے ہی بند کر دیا ۔ تھا پھر وہ پشتی دروازے کی طرف گیا دونوں جانب احتیاطاً دیکھا دروازے کو اس نے بند کر دیا ۔ پھر دوبارہ اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا ۔ اس کے بعد اس نے نافریط کو مخاطب کرنا شروع کیا۔

جو حادثہ پیش آیا ہے یہ یقیناً ہم سب کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ میں کہوں اس حادثے پر میرے چچا کا ماموں کیرتون خوش ہے اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ ہم آمون دیوتا کے پیروکار ہیں وہ راع دیوتا کا سب سے بڑا پجاری ہے لہذا آمون دیوتا والوں کو اگر دکھ تکلیف ہوتی ہے تو راع دیوتا کے ماننے والے خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں۔ ایسی ہی حالت کیرتون کی بھی ہے۔ نیل کی ناگن کی حالت بھی اپنے بھائی سے مختلف نہیں۔ وہ ویسے ہی ہماری مخالف ہے۔ عدسنیہ کے اس حادثے نے اسے اور زیادہ غضبناک کر دیا ہے نہ اور وہ تہیہ کئے ہوئے ہے کہ ہر صورت میں یرمیحا اور عدسنیہ کو ان کے کئے کی سزا دلا دے کر رہے گی۔

اے میری ماں تو فکر مند نہ ہونا۔ جیسا کہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ عدسنیہ اور یرمیحا دونوں میاں بیوی بڑی عافیت اور خیریت کے ساتھ یہاں سے بھاگ چکے ہیں۔ میرے وہ ساتھی جو یرمیحا اور عدسنیہ کو چھوٹی سی کشتی میں دریائے نیل کے دائیں کنارے پر کھڑی بڑی کشتی کی طرف لے گئے تھے وہ لوٹ آئے ہیں اور انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یرمیحا اور عدسنیہ دونوں بڑی کشتی میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ نافریطہ میری ماں مجھے امید ہے کہ یرمیحا اور عدسنیہ دونوں میاں بیوی باخیریت جبلہ شہر میں نیمیا اور بڑے پجاری زرمون کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور وہاں وہ پرامن اور خوشگوار زندگی کی ابتدا کریں گے۔ میں نے ان کے سفر کا بہترین انتظام کر رکھا ہے۔ کشتی میں ان کے لیے ہر چیز موجود ہے فالتو تلواریں ہیں ڈھالیں اور بستر ہیں کھانے پینے کی وافر اشیاء ہیں۔ اور پھر عوارث شہر کے قریب دریا کے کنارے انہیں چند سوار کھڑے ملیں گے۔ جن کے پاس ان دونوں کے لیے دو فالتو گھوڑے ہوں گے۔ ان پر بیٹھ کر آسانی کے ساتھ یرمیحا اور عدسنیہ دونوں میاں بیوی جبلہ شہر کی طرف روانہ ہو سکیں گے۔ عوارث کے نواح سے جبلہ کی طرف جانا اس یرمیحا کے لیے کوئی پیچیدہ معاملہ نہیں۔ بنی اسرائیل کے لوگوں کے لیے وہ سارے علاقے دیکھے بھالے ہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ فلسطین کی طرف آتے جاتے رہتے ہیں اور مجھے قوی امید ہے کہ یرمیحا عدسنیہ کو اپنے ساتھ جبلہ لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں آپ تینوں میں سے کسی کو بھی فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

مخیدون تھوڑی دیر خاموش رہا اس کے بعد اس نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔

میں جانتا ہوں ہم سب کے لیے یرمیحا اور عدسینہ کے حوالے سے یہ ایک بہت بڑا صدمہ ہے ۔ لیکن ہمیں اپنی باطنی کیفیت کو چھپا کر رکھنا چاہیے ۔ میں تم پر واضح کر دوں کہ اگر کسی بھی لمحہ کسی بھی موقع پر نیل کی ناگن کو یہ بھنک بھی پڑ گئی کہ یرمیحا اور عدسینہ کی شادی میں ہم چاروں بھی راز دار ہیں یرمیحا اور عدسینہ کے ساتھ ساتھ ہمارے خلاف بھی نیل کی ناگن طوفان کھڑا کر دے گی ۔ اور میرے چچا اختاتون کو مجبور کر دے گی کہ یرمیحا اور عدسینہ کے ساتھ ساتھ وہ ہمارے لیے بھی سزائیں تجویز کرے ۔ لہذا اس معاملے میں زیادہ زبان نہیں کھولنی ۔ اپنے چہرے کے تاثرات کو بھی درست رکھنا ہے ۔ مخیدون یہیں تک کہنے پایا تھا کہ نافریط بولی اور اس کی بات کاٹ دی ۔

مخیدون میں تیری ذات پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے ۔ کاش تیرے جیسا میرا اپنا بھی ایک بیٹا ہوتا ۔ جو اپنی بہنوں کی خوب حفاظت کرتا ۔ اس پر احتجاجی انداز میں نافریط کی طرف دیکھتے ہوئے مخیدون کہنے لگا ۔

نافریط ۔ کیا میں آپ کا بیٹا نہیں ۔ کیا میں نے ہمیشہ ایک ماں کی طرح آپ کی قدر دانی نہیں کی ۔ نافریط کے ہاتھ آگے بڑھایا اس نے بڑے پیار سے مخیدون کی پشت پر ہاتھ پھیرا پھر کہنے لگی ۔

میرے بیٹے تمہاری باتوں میں کوئی شک نہیں ہے ۔ تم جیسا بیٹا تو ہر ماں کو ملے تو یہ اسکی خوش قسمتی اس کی بخت آوری ہے ۔ لیکن مخیدون میرے بیٹے مجھے اس سمنخار پر انتہا کا دکھ قلق اور غضبناکی ہے ۔ بجائے اسکے کہ یہ میری بیٹی عدسینہ کے خلاف یہ حادثہ کھڑا کرتا ہے ۔ اسے اس معاملے میں پوری طرح ہمارا ساتھ دینا چاہیے تھا ۔ جس طرح ٹوتخمان اور زربال دونوں میاں بیوی میرے راز دار ہیں اس طرح سمنخار کو بھی ہونا چاہیے تھا لیکن برا ہو اس سمنخار کا یہ نیل کی ناگن کے ہاتھوں کھیل رہا ہے اور اس کا انجام میرا دل کہتا ہے بہت برا ہو گا ۔ مخیدون میرے بیٹے میرا بس چلتا تو میں اس سمنخار کی گردن کاٹ کر رکھ دیتی لیکن میں بے بس ہوں مجبور ہوں ۔

اے میری ماں ۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے میں اس سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں یہاں آنے کے بعد اپنے اہل خانہ کے قتل کے سلسلے میں بھی میں نے تحقیق کی ہے اور یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ میرے اہل خانہ کو قتل اسی سمنخار نے کرایا تھا ۔ اب عدسینہ

اور یر میحا کے خلاف جو مسئلہ کھڑا کیا گیا ہے یہ ساری اس سمنخار کی شرارت ہے ۔ بس ایسا کرکے یہ میرے چچا اخناتون اور اس کے ماں نیل کی ناگن کے پاس عزت وقعت اور وقار حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ لیکن اگر آپ تینوں برا نہ مانیں اگر آپ تینوں میری تجویز سے اتفاق کریں تو میں اس سمنخار کی عزت اس کے سارے وقار کو خاک میں ملا دوں گا ۔ نافریطہ میری ماں اپنے باطن میں میں اس سمنخار کو قتل کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہوں ۔ اس سلسلے میں آپ تینوں کی کیا رائے ہے ۔

اس موقع پر نافریطہ نے بڑے غور سے مخیدون کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی ۔

مخیدون اس سمنخار کا معاملہ میں تم ۔ ٹوٹخمان اور اپنی بیٹی زربال پر چھوڑتی ہوں جب تک اور جہاں تک میرا تعلق ہے مجھے اب اس سمنخار سے انتہا درجہ کی نفرت ہے ۔ میں اس کی شکل دیکھنے کی روادار نہیں تم تینوں مل کر جو فیصلہ کرو گے ۔ وہ میرے لیے قابل قبول ہو گا ۔

مخیدون پھر بول پڑا ۔

اے میری ماں ۔ میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں ۔ میں اسے قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ پھر مخیدون نے زربال کی طرف دیکھا ۔ زربال میری بہن تم کہو تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے ۔ زربال نے اپنے شوہر ٹوٹخمان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی ۔ آپ اس سلسلے میں ٹوٹخمان سے بات کیجئے ۔ ان کا فیصلہ میرے لیے آخری ہے ۔ مخیدون نے ٹوٹخمان کی طرف دیکھا ۔ پھر پوچھنے لگا ۔

ٹوٹخمان ساری بات تم پر آکر ٹھہر گئی ہے ۔ میرے بھائی اب بولو تم کیا کہتے ہو ٹوٹخمان نے کچھ سوچا باری باری ایک بار اس نے نافریطہ اور اپنی بیوی زربال کی طرف دیکھا پھر مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا ۔

مخیدون میرے پیارے بھائی ۔ اگر سمنخار کا معاملہ میری ماں نافریطہ اور میری بیوی زربال مجھ پر چھوڑتی ہیں تو پھر سنو ۔ میں تمہارے خیالات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں ۔ سمنخار بہت زیادہ گناہوں میں ملوث ہو چکا ہے ۔ اس نے جہاں تمہارے اہل خانہ کا قتل کرایا وہاں اس نے میری بہن عدینیہ اور میرے بھائی یر میحا کو بھی اذیتوں اور ابتلاؤں میں ڈال کر رکھ دیا ہے ۔ لہٰذا اگر سمنخار کو قتل کر دیا جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ اس کے کیے کی

سزا ہے۔ یہ سمخار اختاتون نیل کی ناگن اور کیرتون کی نگاہوں میں اپنی عزت اپنا احترام پیدا کرنے کے لیے ہم سب کو اپنے پاؤں تلے روندتا چلا جارہا ہے۔ لہذا قبل اسکے کہ یہ ہمارے جسموں کو لاشوں میں تبدیل کرے کیوں نہ ہم اسے لاش بنا کر رکھ دیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مخیدون یاد رکھنا آنے والے دور میں یہ سمخار ہمارے لیے زہریلے سانپ سے بھی بدتر ہو کر نکلے گا۔

ٹوٹخمان کی اس گفتگو کا جواب مخیدون دینا ہی چاہتا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اس پر چاروں چونک سے پڑے۔ پھر مخیدون اپنی جگہ سے اٹھا ہاتھ کے اشارے سے اس نے تینوں کو خاموش رہنے کے لیے کہا۔ دروازے کی طرف بڑھا۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو دروازے پر ایک مسلح جوان کھڑا تھا۔ اسے دیکھتے ہی مخیدون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ شاید وہ مخیدون کا اپنا آدمی تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے مخیدون نے اسے اندر آنے کو کہا۔ جب وہ مسلح جوان اندر داخل ہوا تب مخیدون نے دروازہ پہلے کی طرح بند کر دیا۔ اور مسلح جوان کا ہاتھ پکڑ کر مخیدون آگے بڑھا ایک نشست پر اسے بٹھایا خود وہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ پھر آنے والے اس مسلح جوان کو مخیدون نے مخاطب کیا۔

میرے عزیز کیا تو میرے لیے کوئی اچھی خبر لے کر آیا ہے۔

اس مسلح جوان کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے رازدارانہ انداز میں کہنا شروع کیا۔

مخیدون ہمارے محترم۔ آپ نے مجھے اور میرے ساتھی کو اس اسرائیلی پر نگاہ رکھنے کے لیے کہا تھا جس نے ہماری بہن عدینہ اور بھائی یرمیحا کا راز اگلا ہے۔ آقا اختاتون کے پاس سے لاکر اس اسرائیلی کو سمخار شاہی مہمان خانے میں لے گیا۔ شاہی مہمان خانے میں اس کے قیام کا بندوبست کرنے کے بعد سمخار جب چلا گیا تب ہم مہمان خانے میں داخل ہوئے اور اس اسرائیلی کو ہم نے وہاں سے اٹھایا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا اور مہمان خانے کے عقبی حصے میں گڑھا کھود کر اسے دفن کر دیا۔ زمین ہم نے کچھ اس طرح ہموار کر دی ہے کہ کسی کو شک نہیں ہوگا کہ یہاں کوئی چیز دفن کی گئی ہے۔ مخیدون ہمارے محترم یوں ہم نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی ہے آپ کا حکم تھا کہ ہر صورت میں اسرائیلی کا خاتمہ کیا جائے سو ہم نے اسے ٹھکانے لگا دیا ہے۔ بس میں یہی خبر آپ سے کہنے آیا تھا۔

اس مسلح جوان کے اس انکشاف پر مخیدون ہی نہیں نافریط۔ٹو ٹخمان اور زرباں کے چہروں پر بھی سکون اور مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر مخیدون نے اس مسلح جوان کی پیٹھ تھپتھپائی اپنی کمر سے نقدی کی ایک تھیلی کھول کر اسکی گود میں رکھتے ہوئے کہا تم اور تمہارے ساتھی نے یقیناً ایک بہت بڑا معرکہ سر کیا ہے نقدی کی یہ تھیلی رکھو اس میں جس قدر نقدی ہے تم اپنے ساتھی کے ساتھ اسے بانٹ لو۔اب تم جاؤ جا کر آرام کرو۔اگر کوئی مزید کام کرنا ہوا تو میں تم لوگوں کو اطلاع دوں گا اس کے ساتھ ہی وہ مسلح جوان اٹھا اور اس کمرے سے نکل گیا تھا۔اس کے جانے کے بعد مخیدن نے دروازہ پھر پہلے کی طرح اندر سے بند کیا۔دوبارہ اپنی نشست پر آکر بیٹھا اس کے بعد اس نے نافریط کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

یہ بھی اچھا ہوا کہ میرے ساتھیوں نے اس اسرائیلی کا خاتمہ کر دیا ہے اب بات بڑھے گی نہیں۔اب کسی کو یہ بھی خبر نہ ہو سکے گی کہ عدینہ اور یرمیحا کی شادی میں ہم چاروں بھی شامل تھے۔اس طرح ہم ایک کنارے پر رہ کر یرمیحا اور عدینہ کی مدد کر سکیں گے۔میں ایک انکشاف تم پر اور کروں کہ میں نے اپنے کچھ ساتھیوں کو ذمے یہ کام لگایا ہوا ہے۔کہ وہ مجھے عدینہ اور یرمیحا ہی نہیں نیمیا اور زرمون کی بھی خیریت سے آگاہ کرتے رہیں گے۔جب یہ ساتھی مجھے خبریں پہنچائیں گے تو یہ ساری خبریں میں آپ لوگوں کو بھی پہنچاتا رہوں گا۔میرے خیال میں اب اٹھنا چاہیے رات کافی جا چکی ہے۔مخیدون کی اس تجویز سے نافریط زرباں اور ٹو ٹخمان نے اتفاق کیا پھر نافریط اپنے اسی کمرے میں رہی جبکہ ٹو ٹخمان۔زرباں اور مخیدون اس کمرے سے نکل کر اپنی اپنی رہائش گاہوں کی طرف چلے گئے تھے۔

ادھر یر میحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی دریائے نیل میں کشتی کے اندر رواں دواں تھے ۔ کشتی کا وہ حصہ جو لکڑی کے موٹے موٹے تختوں سے ڈھکا ہوا تھا اس کے اندر ایک مشعل جل رہی تھی ۔ جسکی روشنی میں یر میحا کشتی کی روانی پر نگاہ رکھے ہوئے تھا ۔ اس کا ایک ہاتھ چپو پر تھا احتیاط کے تحت کہ اگر کشتی کنارے کو چھوڑ کر دریائے نیل کے وسطی اور گہرے حصے کی طرف جانے لگے تو اسے روکا جاسکے ۔

کشتی کے چھپتے ہوئے حصے میں شہزادی عدینہ پہلو سے پہلو ملائے اسکے قریب بیٹھی ہوئی تھی ۔ یر میحا نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی وہ بیچاری غموں کی عقوبت گاہوں میں مصلحتوں کے مارے راکھ راکھ جسم جیسی افسردہ ۔ زبان کے جبر تلے آنسوؤں کے صحیفوں کی سی ویران درودیوار کی تقدیر میں چھپے جسموں کے آشوب ۔ زمانے بھر کی وحشتوں کی طرح افسردہ ہو رہی تھی ۔ اس کی ساگر آنکھیں اس لمحے خوابوں کے کھوئے ہوئے سکوں کی متلاشی کی طرح لگتی تھیں ۔ یر میحا غور سے اسکی طرف دیکھتا رہا ۔ وہ یر میحا سے اس قدر قریب اور مل کر بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کے دہکتے شانوں کا بوجھ یر میحا کے کندھوں پر تھا ۔ اور اس کی قربت کی وجہ سے یر میحا اسکے شعو اور لاشعور کے پیچ اٹھتی اضطراب کی نمود ۔ رگوں میں کھولتے تفکرات کو پوری طرح محسوس کر سکتا تھا ۔ تھوڑی دیر تک یر میحا عدینہ کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے عدینہ کو مخاطب کیا ۔

عدینہ کیا تم اس لیے اداس ۔ افسردہ اور ویران ہو کہ تمہیں اپنے گھر بار چھوٹنے

کا غم ہے ۔ تمہیں اپنے ماں باپ سے بچھڑنے کا ملال ہے ۔

یرمیحا کے ان سوالات پر عدینہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا ۔ پھر وہ کہنے لگی ۔

یرمیحا میرے حبیب ۔ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔اس وقت میری رگوں میں کھولتے تفکرات ،وہی نوع کے ہیں ۔میرے اندر سماعتوں پر اترتی آیات کی ایک دستک ہے ۔جو مجھے پارہ پارہ اور زخموں سے چھلنی کر رہی ہے ۔اجنبیت کی ان کالی فضاؤں میں یہی تفکرات چیل کوؤں کی طرح مجھ پر یلغار کر رہے ہیں ۔آپ یہ نہ سوچیئے گا کہ مجھے ماں باپ سے بچھڑنے کا غم ہے ۔مجھے محل کی پرآسائشی زندگی چھن جانے کا تفکر ہے ۔ قسم خدائے وحدہ لاشریک کی ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔مجھے اگر کوئی فکر مجھے اگر کوئی غم گھٹن کی طرح کھا رہا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ میری اور صرف میری وجہ سے آپ کو اذیتیں اور دشواریوں کا شکار ہونا پڑ رہا ہے ۔یرمیحا قسم خدائے واحد کی میں اپنی حالت پر مضمون نہیں ہوں ۔لیکن آپ کی حالت دیکھتے ہوئے تفکرات اور غموں نے مجھ پر یلغار کی ہوئی ہے ۔ میں اس وقت صرف یہ سوچ رہی ہوں کہ میرے ساتھ شادی کرنے کی وجہ سے آپ کو ان ناقابل برداشت حالات کا سامنا کرنا پڑا ۔

عدینہ جب خاموش ہوئی تو تھوڑی دیر تک کشتی میں آندھیوں سے لکھے نصیب سمندر کی آنکھوں کے خوابوں جیسی خاموشی رہی ۔اس دوران یرمیحا بڑے غور سے اسکی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد کشتی میں یرمیحا کی آواز سنائی دی تھی ۔

سن عدینہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں اختاتون شہر میں بھی مصر کے شمالی شہر جبلہ میں بھی میدان جنگ میں بھی اور اب اس کشتی میں بھی تمہاری ذات پر فخر کرتا رہا ہوں ۔میں اپنے آپ کو خوش قسمت خیال کرتا ہوں کہ مجھے تم جیسی بیوی نصیب ہوئی ۔ اگر تم میری وجہ سے پریشان میری وجہ سے غمزدہ ہو تو یہ سارے تفکرات کے لبادے اتار پھینکو ۔ قسم مجھے میرے اللہ کی میں تمہارے ساتھ انتہا درجہ کا خوش ہوں ۔ تمہارے ساتھ بے یارو مددگار اس کشتی میں سفر کرتے ہوئے جتنا سکون جتنی خوشی میں محسوس کر رہا ہوں ۔اس کی ترجمانی میں الفاظ میں نہیں کر سکتا ۔اگر تم میری وجہ سے مغموم چپ اور فکر مند ہو تو پھر اپنی اس کیفیت کو ترک کرو ۔اپنے چہرے پر وہی خوشیاں لاؤ جو عموماً تمہارے چہرے پر رہتی ہیں ۔اپنے لبوں پر وہی معمول کا تبسم بکھیرو تمہارے اس تبسم تمہارے

چہرے کی ان خوشیوں میں ہی میری زندگی کا راز پنہاں ہے۔

یرمیحا کے ان الفاظ سے عدینہ کی حالت یکسر بدل کر رہ گئی تھی وہ کونپلوں کے گداز جذبوں جیسی خوشکن۔ اذانوں کے جلو میں صبح نو کے قافلوں جیسی خوشگوار اور خوابوں سرابوں میں شادمانی کی کلیوں جیسی مسرور ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اپنے جسم کا سارا بوجھ ایک طرح کی سپردگی کے انداز میں یرمیحا کے جسم پر ڈالتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ یرمیحا میرے حبیب اگر آپ خوش ہیں تو یوں جانیں میری خوشیوں کی کوئی انتہا نہیں۔ مجھے اپنے ماں باپ اور مصر کے قصر سے بچھڑنے کا کوئی غم نہیں۔ میں تو ان خوشیوں کے انتظار میں ہوں کہ کب میں جبلہ پہنچ کر اپنے شوہر اور اپنے بچے کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرنے کی ابتدا کروں گی

عدینہ کی اس گفتگو سے یرمیحا بھی خوش ہو گیا تھا پھر وہ عدینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ عدینہ رات کافی گہری ہو گئی ہے۔ تم سو جاؤ۔ میں یہیں بیٹھ کر پہرہ بھی دیتا ہوں کشتی کا رخ بھی بدلتا رہوں گا۔ مجھے چوکنا رہنا پڑے گا۔ اس لیے کہ کشتی گہرے پانی کی طرف جا سکتی ہے۔ اور مجھے روکنا ہو گا۔ کنارے کی طرف سے کوئی حملہ آور بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے اس کا بھی سامنا کرنا ہو گا۔ اس پر عدینہ کہنے لگی۔

نہیں یرمیحا۔ دونوں میاں بیوی جاگیں گے باہم باتیں کرتے ہیں اس طرح ہم دونوں کا وقت اچھا کٹ جائے گا۔ عدینہ کی اس تجویز سے یرمیحا نے اتفاق کیا۔ پھر دونوں میاں بیوی باہم بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تھے اس طرح رات تیزی سے گزرنے لگی تھی۔

OOO

اگلے روز جب دونوں میاں بیوی کی کشتی عوارث شہر کے قریب پہنچی تو انہوں نے دیکھا کنارے پر چند سوار کھڑے تھے اور ان کے ساتھ دو فالتو گھوڑے بھی تھے۔ کشتی کو دیکھتے ہی ان سواروں نے اپنے ہاتھ فضا میں لہرانے شروع کر دیئے تھے۔ جس سے یرمیحا اور عدینہ دونوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ مخیدون کے آدمی ہیں۔ ان کے قریب آ کر یرمیحا کشتی کو بالکل کنارے کے قریب لے آیا تھا۔ اور کشتی سے بندھا ہوا رسہ اس نے کنارے پر پھینکا اس رسے کو ان سواروں نے پکڑ لیا۔ کشتی کو انہوں نے روک دیا۔ پھر یرمیحا اور عدینہ

دونوں میاں بیوی کشتی سے نکل کر خشکی پر آئے تو ایک سوار ان کے قریب آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم مخیدون نے آپ دونوں کو ہمارے متعلق روانگی کے وقت بتا دیا ہو گا۔ یہ دونوں گھوڑے آپ کے لیے ہیں ۔ آپ یہاں کھڑے ہو کر وقت ضائع نہ کریں ان گھوڑوں پر سوار ہوں اور صحرائے سینا کے راستے جبلہ شہر کی طرف روانہ ہو جائیں ۔ ہم لوگ بھی آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے نگاہوں سے اوجھل رہ کر چلتے رہیں گے ۔ اس طرح ہم آپ کی حفاظت بھی کر سکیں گے ۔ میرے خیال میں اس جگہ کھڑے رہنا خطرے سے خالی نہیں ۔ پیچھے سے کوئی کشتی بھی آسکتی ہے سامنے عوارث شہر سے بھی کوئی ایسا شخص آسکتا ہے جو شہزادی عدسینہ کا جاننے والا ہو۔

اس سوار کی گفتگو یرمیحا کو پسند آئی تھی پھر یرمیحا کشتی میں گیا کچھ سوار بھی اسکے ساتھ کشتی میں اتر گئے تھے ۔ سارا سامان انہوں نے کنارے پر رکھا ۔ کشتی میں رکھے ہوئے بستروں میں سے ایک بستر یرمیحا نے اپنے گھوڑے کے ساتھ دوسرا عدسینہ کے گھوڑے کے ساتھ باندھا ۔ کشتی کے اندر چار ڈھالیں تھیں وہ بھی یرمیحا نے دونوں گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ باندھیں تلواروں کے علاوہ تیر کمان اور ترکش جو کشتی کے اندر رکھے تھے وہ بھی اس نے گھوڑوں کے ساتھ باندھ لیے تھے ۔ اتنی دیر تک عدسینہ بھی کشتی میں اتری کشتی کے اندر جو کھانے پینے کی اشیا خشک پھل دوسرا سامان تھا وہ بھی اس نے اپنے گھوڑے کی زرجین میں ڈال لیا تھا ۔ پھر پہلے سہارا دے کر یرمیحا نے عدسینہ کو اس کے گھوڑے پر بٹھایا ایک جست کے ساتھ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان سواروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے عزیزو میرے بھائیو! میرے رفیقو! میں اور عدسینہ دونوں میاں بیوی تم لوگوں کے انتہا درجہ کے شکر گزار ہیں کہ تم لوگوں نے یہاں انتظار کی زحمت گوارہ کرتے ہوئے ہمیں یہ گھوڑے مہیا کیے۔

یرمیحا یہیں تک کہنے پایا تھا کہ ان میں سے ایک اس کی بات کاٹتے ہوئے بول اٹھا۔

محترم یرمیحا ۔ آپ کو ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ۔ ہم اپنا فرض

منصبی ادا کر رہے ہیں ۔ ہم آپ کے ساتھ سفر نہیں کر سکتے اس لیے کہ اس طرح ہمارے پکڑے جانے کا اندیشہ ہے ۔ اگر ہم پکڑے گئے تو یاد رکھیے ۔ یہ سارا راز کھل جائے گا کہ مخیدون خفیہ طور پر آپ کی مدد کر رہا ہے ۔ لہذا نگاہوں سے اوجھل رہتے ہوئے ہم آپ پر نگاہ رکھیں گے اور آپ کی حفاظت کا بندوبست کریں گے ۔ میرے خیال میں اب آپ شہزادی عدینہ کیساتھ کوچ کر جائیں ۔ جواب میں یرمیحا نے ہاتھ ہلاتے ہوئے انہیں الوداع کہا۔ پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی ۔ عدینہ بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا چکی تھی ۔ دونوں میاں بیوی اب اپنے گھوڑوں کو شمال کے رخ سرپٹ دوڑا رہے تھے ۔

○○○

جس وقت یرمیحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی صحرائے سینا کے بلند ٹیلوں کے بیچ وبیچ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے ایک دم پشت کی طرف دیکھتے ہوئے یرمیحا چونک پڑا ۔ اس نے دیکھا پندرہ بیس سوار صحرائے سینا میں دھول اڑاتے ہوئے ان کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے ۔ انہیں دیکھتے ہوئے یرمیحا فکر مند ہو گیا تھا ۔ اس نے عدینہ کی طرف دیکھا تو عدینہ بھی پشت کی طرف دیکھ رہی تھی ۔ اس کے چہرے کا رنگ ہلدی اور زرد ہو رہا تھا ۔ آنکھوں میں تفکرات جوش مار رہے تھے ۔ اس موقع پر عدینہ کی غمزدہ سی آواز سنائی دی ۔

یرمیحا میرے حبیب ۔ میرے ندیم ۔ میرے خلیل ۔ لگتا ہے میرے باپ اور نیل کی ناگن کو ہم دونوں میاں بیوی کے قصر سے بھاگ جانے کی خبر ہو چکی ہے ۔ لہذا اس نے ہماری گرفتاری کے لیے مسلح جوان پھیلا دیئے ہیں ۔ یہ جو پندرہ بیس سوار اپنے گھوڑوں کو مارتے پیٹتے سرپٹ بھاگتے ہوئے آ رہے ہیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ ہمارے تعاقب میں ہیں ۔ اور ہمیں گرفتار کرنے کے درپے ہیں ۔

عدینہ کی اس گفتگو سے یرمیحا اداس اور افسردہ نہیں ہوا بلکہ چھاتی تانتے ہوئے اس نے عدینہ کو مخاطب کیا۔

عدینہ فکر مند مت ہونا ۔ جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ جب تک میرا خدا میرے ساتھ ہے ۔ یاد رکھنا دنیا کی کوئی طاقت نہ تمہیں مجھ سے چھین سکتی ہے نہ مجھے موت سے ہمکنار کر سکتی ہے ۔ اب تم میرے کسی فیصلے کے خلاف بولنا نہیں ۔ جس طرح

ں کہتا ہوں اسی طرح کرتی چلی جاؤ تمہارے گھوڑے کی زین کے ساتھ دو ڈھالیں ہیں ایک
ہمال اپنی پشت پر باندھ تو دوسری ڈھال ضرورتکے وقت استعمال کے لیے رہنے دو تا کہ
ئی طرف سے اگر کوئی تیر برسائے تو تم محفوظ رہ سکو۔ میں بھی ایسا ہی کرنے لگا ہوں۔
دونوں میاں بیوی نے ایک ایک ڈھال اپنی پشت پر باندھ لی تھی۔ پھر
ہنوں نے اپنے گھوڑوں کو انگیخت کر دینے والی ایڑیں لگائیں جن کے جواب میں صحرائے
ینا کے اندران کے گھوڑے پہلے سے پامال شدہ راستوں پر بڑی تیزی سے بھاگ رہے تھے۔
ہم تعاقب کرنے والے بھی سائے کی طرح ان کے پیچھے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

یرمیحا اپنے گھوڑے کو ایڑ پر ایڑ لگائے سرپٹ دوڑاتا جا رہا تھا۔ اور اس کیساتھ ہی ساتھ وہ عدینہ کو بھی اپنا ساتھ دینے کی تلقین کر رہا تھا۔ جسکے جواب میں عدینہ بھی گھڑ سواری کی بہترین مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کو یرمیحا کے گھوڑے کے ساتھ ہی ساتھ بھگا رہی تھی۔

تھوڑا سا آگے جانے کے بعد جب صحرائے سینا میں ریت کے ٹیلے چھوٹے کوہستانی سلسلوں کی طرح بلند ہوئے تب ایک بہت بڑے ٹیلے کی اوٹ میں یرمیحا نے عدینہ کو جانے کے لیے کہا خود بھی یرمیحا اپنے گھوڑے کو ادھر لے گیا تھا۔ پھر چھلانگ لگا کر یرمیحا اپنے گھوڑے سے اترا اور عدینہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

عدینہ دونوں گھوڑوں کو یہیں کھڑا رہنے دو۔ تم گھوڑے سے اتر کر اوٹ میں ہو کر بیٹھ جاؤ۔ تاکہ تم پر کسی کی نگاہ نہ پڑے۔

عدینہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یرمیحا کیا کرنے والا ہے اس دوران تک یرمیحا زمین پر لیٹ گیا پھر سانپ کی طرح رینگتے ہوئے وہ اس ٹیلے کی بلندی پر گیا لیٹے ہی لیٹے اس نے ریت کے ٹیلے کے اوپر گڑھا بنایا۔ پھر وہ اس گھڑے کے اندر بیٹھ ہو گیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ اس نے اپنی ڈھال کو اپنے سامنے ریت کے ٹیلے پر رکھا اتنی دیر تک تعاقب کرنے والے سوار قریب آ چکے تھے پھر عدینہ کے دیکھتے ہی دیکھتے یرمیحا نے اپنی کمان سنبھالی تیروں کا ڈھیر جو اس نے اپنے قریب لگا رکھا تھا۔ اس میں سے چند تیر لے کر اس نے

پنے قریب کئے پھر چلا پر ایک تیر چڑھایا اور انتظار کرنے لگا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے عدنیہ کی ریت کے ٹیلے پر لیٹ گئی اور جب اس نے ریت کے ٹیلے کے اوپر یرمیحا کی طرف آنا وع کیا تو یرمیحا نے اسے روک دیا۔

عدنیہ اوپر مت آؤ۔ جہاں لیٹی ہو وہیں لیٹی رہو۔ اوپر مت آنا اس لیے کہ عاقب کرنے والے اب نزدیک آرہے ہیں اور میں ان پر تیر اندازی کرنے لگا ہوں۔ احتجاج نے کے انداز میں عدنیہ بول پڑی۔

یرمیحا آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ آپ نے مجھے پہلے بتا دیا ہوتا دشمن کے خلاف آپ کس طرح صف آرا ہونا چاہتے ہیں۔ جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے اگر مجھے پہلے بتا دیا ہوتا تو میں بھی آپ کے قریب اسی طرح کا گڑھا کھود کر آپ کے پہلو بہ پہلو تعاقب نے والوں پر تیر اندازی کرتی۔ اس طرح ہم دونوں میاں بیوی مل کر دشمن کو زیادہ سے یادہ نقصان پہنچا سکتے تھے۔

یرمیحا میرے ندیم۔ اگر دشمن تیزی سے یلغار کرتا ہوا آپ کے اوپر چڑھ آیا تو کیا ہمارے لیے نقصان دہ نہ ہوگا۔

عدنیہ کی اس فکر انگیز گفتگو کے جواب میں یرمیحا بول پڑا۔

عدنیہ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں نے گڑھا کوئی زیادہ تو ہیں کھودا۔ جو گڑھا میں نے بنایا ہے اسکے اندر بیٹھا ہوا ہوں۔ یوں دشمن کی تیر اندازی ے میں گردن تک اس گڑھے میں محفوظ رہوں گا۔ اور دشمن پر تیر اندازی بھی باآسانی کر وں گا۔ اگر دشمن اندھا دھند یلغار کرتے ہوئے ہماری طرف آتا ہے تو میں فوراً اس گڑھے ے نکل کر تلوار اور ڈھال سے بھی تمہارا اور اپنا دفاع کر سکتا ہوں۔ بس تم فکر مند مت انا۔

اسکے ساتھ ہی یرمیحا مستعد اور تیار ہو گیا تھا تعاقب کرنے والے اب اس کے وں کی زد میں تھے۔ لہذا اس نے یکے بعد دیگرے کئی تیر چلائے جن کے جواب میں تعاقب نے والوں میں سے چھ زمین پر ڈھیر ہو کر رہ گئے تھے باقی اپنی جانیں بچانے کی خاطر نواسی اور فکر مندی کے عالم میں گھوڑوں سے کود کر ریت کے ٹیلوں کی اوٹ میں لیٹ ئے تھے۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یرمیحا فوراً اس گڑھے سے نکلا لیٹے لیٹے ریت کے ٹیلے پر پلٹیاں کھاتا ہوا وہ عدسیہ کے قریب آیا پھر اس نے سرگوشی کی۔ عدسیہ جلدی کرو۔ تعاقب کرنے والوں میں سے چھ کو میں موت کے گھاٹ اتار چکا ہوں۔ باقی اپنے گھوڑوں سے کود کر ریت کے ٹیلوں کی اوٹ میں ہو گئے ہیں۔ میرے خیال میں وہ لیٹے ہی لیٹے ہماری طرف بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح وہ ہمیں پکڑنے یا نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے آؤ ہم دونوں میاں بیوی جو ساتھ والا ٹیلا ہے۔ اس کی طرف جاتے ہیں پھر دشمن سے نپٹنے کا میں تمہیں طریقہ کار سمجھاتا ہوں۔

اس پر عدسیہ فوراً حرکت میں آئی۔ بھاگ کر اس نے اپنے گھوڑے کی بھاگ پکڑ لی اس وقت تک یرمیحا بھی اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ چکا تھا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے اپنے گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے ساتھ والے ٹیلے کی اوٹ میں چلے گئے تھے وہاں جانے کے بعد عدسیہ کو مخاطب کرتے ہوئے یرمیحا پھر کہنے لگا۔

عدسیہ تعاقب کرنے والے مجھے اس ٹیلے پر تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھ چکے ہیں۔ لہذا اپنے گھوڑوں سے کود کر وہ ریت پر لیٹے ہی لیٹے وہ اس جگہ کے قریب آنے کی کوشش کرینگے جہاں انہوں نے مجھے دیکھا ہے اسطرح مجھ پر تیر اندازی کرنے کی کوشش کریں گے۔ عدسیہ تم یہیں کھڑی رہو۔ میں اس ٹیلے کے اوپر جا کر گھات لگاتا ہوں۔ بالکل ویسے ہی جیسے میں نے اس ٹیلے پر لگائی تھی۔ اس کے بعد جب وہ رینگ کر ساتھ والے ٹیلے کے اوپر نمودار ہوں گے تو میں پھر ان پر تیر اندازی کرتے ہوئے انہیں نقصان پہنچاؤں گا۔ اس لیے کہ جس ٹیلے پر میں پہلے بیٹھا تھا اس کی نسبت یہ ٹیلہ بلند ہے۔ میرا کام اس لحاظ سے آسان ہو جائے گا۔

یرمیحا جب خاموش ہوا تو عدسیہ نے بڑے پیار سے یرمیحا کا ہاتھ اپنے گداز ہاتھ میں لیا پھر وہ کہنے لگی۔

یرمیحا میرے حبیب پہلے جو کچھ ہو چکا سو ہوا اب میں ایسا نہیں ہونے دوں گی میں آپ کے ساتھ ٹیلے کے اوپر جاؤں گی اور تعاقب کرنے والوں پر آپ کے ساتھ تیر اندازی کروں گی اسطرح میں اور آپ دونوں میاں بیوی مل کر تعاقب کرنے والوں کو زیادہ نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

عدنیہ نے جب ضد کی تب یرمیحا مان گیا دونوں نے اپنے گھوڑوں کو وہیں ایک
جھاڑی کے ساتھ باندھ دیا پھر وہ بڑی تیزی سے جھکتے ہوئے ٹیلے کے اوپری حصے کی طرف جا
رہے تھے۔

ٹیلے کی چوٹی کے نیچے ہی یرمیحا نے عدنیہ کو روک دیا پھر چوٹی کے قریب اس
نے لیٹے ہی لیٹے دو گڑھے کھودے ایک گڑھے میں وہ خود بیٹھ گیا دوسرے میں اس نے عدنیہ
کو بٹھا دیا دونوں نے اپنے سامنے ریت کے ٹیلے پر اپنی ڈھالیں گاڑ لیں تھیں اپنی کمانیں
سنبھالنے کے بعد تیروں کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر بھی اپنے پاس لگا لیے تھے۔ اب ان دونوں
اس جگہ پر اپنی نظریں مرکوز کیے ہوئے تھے جہاں تعاقب کرنے والے اپنے گھوڑوں سے
کودے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد تعاقب کرنے والوں میں سے ایک اس ٹیلے کے نچلے حصے میں
نمودار ہوا جس ٹیلے پر تھوڑی دیر پہلے یرمیحا بیٹھا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے عدنیہ چونکی
تھی۔ اس موقع پر وہ یرمیحا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ یرمیحا اپنا منہ اس کے
کان کے قریب لے گیا اور سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

عدنیہ ابھی بالکل بے حس و حرکت پڑی رہو تیر اندازی نہیں کرنا ابھی صرف
ایک ہی سامنے آیا ہے۔ باقی کو بھی اوپر آنے دو تاکہ اگر ہم تیر اندازی کریں تو ان میں زیادہ
سے زیادہ کو نقصان پہنچا سکیں۔

یرمیحا کی اس تجویز سے عدنیہ نے اتفاق کیا تھا پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے چار
مزید تعاقب کرنے والے اس ٹیلے پر لیٹے ہی لیٹے نمودار ہوئے تھے اب ظاہر ہونے والوں کی
تعداد پانچ ہو گئی تھی۔ یرمیحا اور عدنیہ ان پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھے جونہی تھوڑا سا وہ آگے
آئے یرمیحا نے عدنیہ کو تیر اندازی کرنے کا اشارہ کیا بس اشارہ ملنا تھا کہ دونوں میاں بیوی
نے ایسی تیز تیر اندازی ان پر کی کہ پانچوں کو انہوں نے چھلنی کر کے رکھ دیا تھا۔
یرمیحا اور عدنیہ نے ابھی ان پر تیر اندازی ختم ہی کی تھی کہ یرمیحا چونک کر پلٹا
اس لیے کہ اس کا اور عدنیہ کا گھوڑا ہنہنائے تھے اور یرمیحا کو اپنی پشت پر کسی کا احساس ہوا
تھا جونہی یرمیحا نے مڑ کر دیکھا تعاقب کرنے والوں میں سے چار ان کے گھوڑوں کے قریب
نمودار ہوئے تھے۔ انہیں اس طرح دیکھتے ہوئے عدنیہ بھی چونک پڑی تھی چاروں اپنے

ہاتھوں میں تلواریں اور ڈھالیں لیے ہوئے تھے ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یرمیحا بھی اٹھ کھڑا ہوا اپنی تلوار اور ڈھال اس نے سنبھال لی یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے عدینہ نے بھی کمان رکھ دی اور تلوار اور ڈھال پر اس نے اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی ۔

پھر عدینہ کو یرمیحا نے مخاطب کیا۔

سن عدینہ فکر مندمت ہونا تعاقب کرنے والوں کو میں نے گن لیا تھا یہ کل پندرہ تھے ان میں سے چھ پہلے میری تیراندازی میں مارے گئے تھے ۔ باقی میں سے پانچ کا اب ہم نے خاتمہ کیا ہے اس طرح گیارہ ہمارے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں یہ چار آخری ہیں جو اپنی تلواریں اور ڈھالیں سونتے ہمارے سامنے آتے ہیں ۔ فکر مند نہ ہونا ۔ میں تمہارا شوہر ہی نہیں محافظ بھی ہوں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان چاروں کو اس صحرائے سینا میں اپنی تیغ سے میں نیست و نابود کر کے رکھ دوں گا۔

ان چاروں کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے عدینہ وقتی طور پر قبر کی دوگز سسکتی تنہائی اور ریت پر لکھے سلسلہ حروف جیسی ویران ۔ ستم کے میں پستے زردوں اور خوف کے جلتے دشت جیسی افسردہ ہو کے رہ گئی تھی ۔ تاہم یرمیحا کے الفاظ سے اس میں حوصلہ اس میں جرات مندی اور بے خوفی پیدا ہوئی اس نے اپنے چہرے کے تاثرات بدل لیے اپنی تلوار پر یرمیحا ہی کی طرح اس نے گرفت مضبوط کر لی تھی پھر دونوں میاں بیوی کسی رد عمل کا اظہار کرنا ہی چاہتے تھے کہ سامنے کھڑے ان تعاقب کرنے والے چار میں سے ایک نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

سنو یرمیحا اور شہزادی عدینہ تمہارا شہر اختاتون سے بھاگنا اس بات کی غمازی کر چکا ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں بلکہ جس طرح سمنخار نے اختاتون اور نیل کی ناگن کے سامنے خدشات کا اظہار کیا ہے ان کے مطابق تم میاں بیوی ہو اگر ایسا نہ ہوتا تو تم دونوں ہرگز اس طرح چوروں کی طرح نہ بھاگتے بہرحال یہ سن رکھو تم بھاگ کر کہیں بھی نہیں جا سکتے آقا اختاتون نے تم دونوں کو گرفتار کرنے کے لیے چاروں طرف اپنے مسلح جوان پھیلا رکھے ہیں ۔ تم کہیں بھی جاؤ تعاقب کرنے والے سائے کی طرح تمہارے پیچھے ہوں گے اور ہر صورت میں تمہیں گرفتار کر کے رہیں گے ۔

اس میں شک نہیں کہ یرمیحا تم اپنے حیلے اپنی چالاکی سے ہمارے گیارہ

ساتھیوں کا خاتمہ کر چکے ہو پر اب ہم تمہاری اس چالاکی کو مزید چلنے نہیں دیں گے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ دونوں میاں بیوی ہتھیار پھینک کر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتے ہیں تمہارے خلاف کوئی انتقامی کاروائی نہیں کریں گے۔ بلکہ تم دونوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ اختاتون لے جائیں گے۔

اگر تم دونوں نے ہماری بات ماننے سے انکار کیا تو یاد رکھنا اس دشت سینا میں اب تم دونوں کی حالت ہم چاروں کے سامنے پریشان بکھری تنظیم۔ ہجرت کے اندھے سفر اور اجنبی جنگلوں میں یادوں کے بے ثبات لمحوں جیسی ہے اگر تم نے ہتھیار پھینک کر اپنے آپ کو ہمارے حوالے نہ کیا تو ہم مرگ کے الجھتے دھاگوں وقتوں کی ابدی تمنا پر قاتل کی تسکین کے باب اور نیرنگی روز و شب میں درد کے رشتوں کے تسلسل کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے ہر صورت میں تمہیں گرفتار کریں گے اور آقا اختاتون کے پاس لے کر چلیں گے۔

اب بھی وقت ہے سنبھلو ہماری بات مانو ہتھیار ڈال کر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ وقت نکل جائے گا پھر ہم تم پر حملہ آور ہوں گے تمہارے ہاتھوں میں کوئی جنبش تمہاری آنکھوں میں کوئی اشارہ تمہارے لب پر کوئی حرف تازہ نہ رہنے دیں گے۔

اگر ہم چاہتے تو جس طرح ہم تمہاری پشت پر مسلح حالت میں نمودار ہوئے تھے تو بوند بوند کو ترسے اس صحرائے سینا میں ہم تم پر حملہ آور ہو کر اپنے سامنے تم دونوں کی حالت گزری ساعتوں کی کوتاہیوں اور ہواؤں کی زد میں طاق شکستہ جیسی بنا کر رکھ دیتے پر ہمیں آقا اختاتون کی طرف سے تم دونوں کو ہر صورت میں زندہ گرفتار کرنے کا حکم ملا ہوا ہے ورنہ ہم بھی تم پر تیر اندازی کرتے جس طرح تم نے ہمارے ساتھیوں کا خاتمہ کیا اس طرح ہم بھی تمہیں تیروں سے چھلنی کر کے رکھ دیتے۔

میں تمہیں آخری بار کہتا ہوں ہتھیار پھینک کر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم چاروں تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں زہر بھرے آبگینوں کی طرح توڑ دیں گے اگر دونوں نے شرافت اور پر امن انداز میں اپنے آپ کو ہمارے حوالے نہ کیا تو پھر ہمیں تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں کاٹنا ہو گا گو آقا اختاتون نے ہمیں حکم دیا ہوا ہے کہ تمہیں زندہ گرفتار کیا جائے لیکن اگر تم نہ مانے تو تم دونوں کے سر کاٹ کر ہم اس کے پاس لے جائیں گے اور اس کے سامنے یہ کہیں گے تم دونوں نے کسی بھی صورت ہمیں زندہ گرفتار کرنے کا موقع

نہ دیا لہذا مجبوراً تم دونوں کا ہمیں خاتمہ کرنا پڑا اس بنا پر تمہاری بہتری اسی میں ہے اپنی تلواریں اپنی ڈھالیں اپنے سامنے پھینک دو ٹیلے سے نیچے اترو اور ہمارے ساتھ واپس اختاتون شہر جانے پر رضامند ہو جاؤ اسی میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ان چاروں میں سے ایک جو بولا تھا وہ خاموش ہوا تب اپنے سامنے اپنی تلوار اور ڈھال لہراتے ہوئے درندگی کے انداز میں یرمیحا بول پڑا۔

سنو تعاقب کرنے والو اپنی خواہشوں کی آوارگی میں جو دھمکی تم ہم دونوں کو دے رہے ہو وہ کسی بھی صورت کارگر ثابت نہ ہو گی اس میں شک نہیں کہ میں اور عدنیہ ہم دونوں میاں بیوی ہیں ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں پر یہ بھی اپنے ذہن اپنے دل پہ لکھ رکھنا کہ اگر اس صحرائے سینا کے تپتے ریگستانوں میں ہمارا تمہارا ٹکراؤ ہوا تو میں تمہارے سارے جذبہ جرائتمندی تمہارے نطق زبان تمہاری وضاحت جاں تمہاری حروف شناسی۔ سخن کی تاثیر اور ہوس کی آنچ کو کاٹ کے رکھتا چلا جاؤں گا صحرائے سینا کی قدیم تہذیب کے ان بوسیدہ لمحوں اور وقت کی سکڑتی چادر میں تعاقب کرنے والو! جب تم مجھ سے ٹکراؤ گے تو لکھ رکھو میرے سامنے تم چاروں کی حالت شکستہ و مہندم دیواروں اور کرب کی صدیوں کے سناٹوں میں ہو کے ایک عالم سی ہو کے رہ جائے گی جس طرح تم ہمیں دھمکی دیتے ہو کہ ہم تلوار اور ڈھال پھینک کر اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیں اس طرح میں بھی آخری بار تمہیں دھمکی دیتا ہوں کہ اپنی تلواریں میانوں میں ڈالو اپنی ڈھالیں اپنی پشت پر باندھو اور جس طرف سے آئے ہو اسی طرف لوٹ جاؤ ورنہ یاد رکھنا جس طرح میں نے تمہارے گیارہ ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے اسی طرح تمہیں بھی میں موت کے گھاٹ اتار دوں گا اور اس صحرائے سینا میں تم سب کی لاشیں چیل کووں کی خوراک بنتی رہیں گی۔

یرمیحا کی اس گفتگو کے جواب میں وہ چاروں تھوڑی دیر تک ایک دوسرے سے کھسر پھسر کرتے رہے انہوں نے کیا مشورہ کیا کیا گفتگو کی یرمیحا اور عدنیہ کو کچھ سنائی نہ دیا تھا اس موقع پر عدنیہ کو مخاطب کرتے ہوئے یرمیحا کہنے لگا۔

عدنیہ اگر یہ چاروں ہم سے ٹکراتے ہیں تو میری پشت پر رہنے کی کوشش کرنا ان سے ٹکرانا مت میں اکیلا ان چاروں کا مقابلہ کروں گا اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں انہیں موت کے گھاٹ اتارنے میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔ اس موقع پر بڑے پیارے

انداز میں اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے عدسیہ نے یرمیحا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر وہ پیار مٹھاس اور چاہت بھری آواز میں یرمیحا سے کہہ رہی تھی۔

یرمیحا میرے حبیب! میرے ندیم! میں آپ کی یہ بات نہیں مانوں گی۔ میں آپ کو اپنے خدا اپنے رب کا واسطہ دیتی ہوں کہ مجھے اپنے آپ سے علیحدہ نہ کیجئے میں تیغ زنی کے فن میں کوئی ناآشنا نہیں ہوں میں دشمن کے مقابلے میں کسی بھی صورت آپ کو اکیلا اور تنہا نہیں رہنے دوں گی ان چاروں کے مقابلے میں آپ کے پہلو سے پہلو ملا کر ان کے حملوں کو روکوں گی ان پر جارحیت اختیار کرتے ہوئے حملہ آور بھی ہوں گی آپ دیکھیں گے ان کے ساتھ مقابلے میں آپ کو مایوس نہیں کروں گی بلکہ آپ کی مددگار اور آپ کی اعانت کرنے والی ہی ثابت ہوں گی۔

عدسیہ کی اس گفتگو کا جواب یرمیحا دینا ہی چاہتا تھا پر وہ خاموش رہا اور مستعد ہو گیا اس لیے کہ ان چاروں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد اب ٹیلے کے اوپر چڑھنا شروع کیا تھا تا کہ یرمیحا اور عدسیہ پر حملہ آور ہوں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یرمیحا اور عدسیہ دونوں میاں بیوی نے بھی ایک دوسرے کی طرف غور سے دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی فیصلہ ہوا پھر دونوں میاں بیوی کے چہروں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جیسے وہ اتفاق رائے سے کسی بات پر متفق ہو گئے ہوں ان کے بعد وہ ان چاروں حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔

اس مقابلے میں یرمیحا اور عدسیہ کو یہ فوقیت حاصل تھی کہ وہ بلندی پر تھے اور حملہ آور اس طرح نقصان میں تھے کہ وہ پستی سے بلندی کی طرف آ رہے تھے لہذا یرمیحا اور عدسیہ کو حملہ آور ہونے میں آسانی تھی جونہی وہ قریب آئے حملے کی ابتدا، یرمیحا نے کی زوردار انداز میں یرمیحا نے اپنے رب کو اپنی مدد کے لیے پکارا پھر ایک پھر ایک جست کے سے انداز میں وہ گرداب اجل کے رقص۔ دل کے نہاں خانو میں اتر جانے والے سیاہ تفکرات کی طرح آگے بڑھا اور تعاقب کرنے والے ان چاروں پر وہ صدیوں کی شکست و ریخت۔ نفرت رنگ غموں کی چادر اور دل کو پیاسا کر دینے والی نفس کی ملامتوں کیطرح حملہ آور ہو گیا تھا یرمیحا کا یہ حملہ انتہائی جان لیوا اور خوفناک تھا۔ اور اپنے پہلے ہی وار میں اس نے تعاقب کرنے والے چار میں سے ایک کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ اب باقی تین رہ گئے تھے جبکہ یرمیحا

کے پیچھے ہی پیچھے عد ینہ بھی سمندر میں آندھیوں کے قافلوں ۔ پتوں کے لیے پایاں خروش کھڑا کرتی برہم ہواؤں ۔ مل کر نوحہ گاتی صداؤں اور فضاؤں کی شائیں شائیں کی طرح ٹوٹ پڑی تھی ۔ عدینہ نے ایک تعاقب کرنے والے پر حملہ کیا تھا اسکے ساتھ ابھی اس نے تلوار کے دو چار ہاتھ ہی آزمائے تھے کہ یرمیحا جو باقی دو کے ساتھ برسرپیکار تھا اس نے اس دوران ایک اور کا خاتمہ کر دیا فضاؤں میں مرنے والے کی جب چیخ بلند ہوئی تو وہ جو عدینہ سے برسر پیکار تھا چونکا تھا اور اس نے اپنے مرنے والے ساتھی کی طرف دیکھا تھا ۔ اس سے عدینہ نے فائدہ اٹھایا اس نے تلوار گرائی اور اسے کاٹ کر رکھ دیا تھا ۔

آخری جو بچا اس نے فوراً اپنے سامنے تلوار اور ڈھال پھینک دی اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن کے پیچھے باندھ کر کھڑا ہو گیا تھا ۔ یہ اس بات کا اظہار تھا کہ وہ مقابلہ نہیں کرنا چاہتا ۔ بلکہ معافی کا خواستگار ہے ۔ اس موقع پر اپنی خون آلود تلوار اپنے سامنے لہراتے یرمیحا اسکے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

اگر کوئی معمولی معاملہ ہوتا تو جس طرح تو نے میرے سامنے ہتھیار پھینکتے ہوئے امان طلب کی ہے میں تمہیں معاف کر دیتا واپس اختاتون شہر کی طرف جانے کی اجازت دے دیتا ۔ لیکن تم اور تمہارے ساتھی ایک ایسے راز سے واقف ہو گئے ہو جس کی بنا پر میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا ۔ تم چونکہ یہ جان چکے ہو کہ میں اور عدینہ صرف شہزادی اور محافظ نہیں بلکہ دونوں میاں بیوی ہیں لہذا اس راز کو راز رکھنے کے لیے میں تجھے زندہ چھوڑ کر اپنے اور اپنی بیوی عدینہ کے لیے خطرات مول نہیں لے سکتا ۔

جب تک یرمیحا اس سے گفتگو کرتا رہا وہ بیچارہ بوڑھی اداس گلیوں میں ٹھٹھرتے کانپتے پتوں ۔ قبروں پر گرتے اشک ۔ پرانے بند دروازوں اور میلی محرابوں کیطرح ویران ویران سا کھڑا رہا ۔ یرمیحا نے پھر اسے مخاطب کیا ۔

سن ہم دونوں میاں بیوی کا تعاقب کرنے والے مجھے افسوس ہے کہ میں تیرے ہتھیار ڈالنے کے باوجود بھی تجھے زندہ نہیں رہنے دینا چاہتا ۔ اس لیے کہ تیری سلامتی میں ہم دونوں میاں بیوی کی موت پنہاں ہے ۔ اس کے ساتھ ہی یرمیحا نے اپنی تلوار بلند کر کے گرائی اور اس کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی ۔

یرمیحا کی اس کارگزاری پر عدینہ تھوڑی دیر تک اسکے سامنے کھڑی اسے میٹھی

ہی نگاہوں سے دیکھتی رہی ۔ اس موقع پر یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے عدینہ وقت کی
ہنگ میں عشرتوں کی آبنائے جیسی خوش ۔ پھولوں کی دف بجاتے رنگوں اور صداؤں سے
ن تراشتی سنہری طلسمی بہاروں جیسی خوشکن ہو رہی تھی ۔ پھر ایک دم اپنی خون آلود تلوار
ریت پر پھینکتے ہوئے بھاگی اور اپنی پوری قوت کے ساتھ وہ کچھ اس طرح سے یرمیحا سے بغلگیر
د گئی تھی جیسے خواہشوں کے پرندے بے خطر اڑانوں سے ہوتے ہیں ۔ جیسے کائنات کے
ینہ خانے میں چاہتوں کے سرور ملتے ہیں ۔ جیسے شب کی بھید بھری خاموشی میں چہروں کی
حریریں جذبوں کی تفسیریں لہجوں کی حلاوتیں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جاتی ہیں ۔

پھر عدینہ علیحدہ ہوئی اور یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگی ۔

یرمیحا میرے حبیب ۔ میرے ندیم ۔ میں آپ کی جراتمندی ۔ آپ کی شجاعت ۔
دلیری کی پہلی ہی معترف ہوں لیکن جس طرح پلک جھپکتے میں آپ نے ان تعاقب کرنے
والوں کا خاتمہ کیا ہے میں یہ کہے بغیر نہ رہ سکوں گی کہ آپ یقیناً ان عناصر کی طرح اپنے
دشمن پر وارد ہوتے ہیں جس طرح خزاں پیڑوں سے دل میں اتر کر بسارتوں کی رتوں کو فنا
کر دیتی ہے ۔ آپ ایسی جراتمندی کے ساتھ دشمن کا سامنا کرتے ہیں جیسے مسافتوں کی
موجیں ۔ جدائیوں کی شامیں جریدہ دل اور روحوں کے خالی برتن میں قطرہ قطرہ غموں کا ٹپکاؤ
کرتی ہیں ۔ یرمیحا میں عدینہ آپ کی بیوی اس صحرائے سینا میں آپ کی کارگزاری کو دیکھتے
ہوئے آپ کی شجاعت آپ کی دلیری کو سلام کرتی ہوں ۔

عدینہ یہیں تک کہنے پائی تھی کہ یرمیحا نے ایک دم اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا
کہنے لگا ۔

عدینہ اس انداز میں میری تعریف نہ کرو ۔ اگر ان چاروں پر حملہ آور ہو کر ان کا
میں نے خاتمہ کیا ہے تم ایک کو تو نے بھی ٹھکانے لگایا ہے میں تمہاری بھی تیغ زنی
اور جراتمندی کی داد دیتا ہوں ۔ دیکھ عدینہ میری کارگزاری تمہاری کارگزاری ہے اور
تمہاری کارکردگی میری کارکردگی ہے ۔ میرے خیال میں تم بیٹھو میں ان سارے مرنے
والوں کی لاشیں ایک جگہ جمع کرتا ہوں پھر انہیں ریت کے اندر دبا دیتے ہیں اور جہاں
جہاں خون گرا ہے وہاں پاؤں مار کر ریت کو الٹ پلٹ دیتے ہیں تاکہ نہ مرنے والوں کا
نشان ملے کوئی خون کے قطرے دکھائی دیں ساتھ ہی میں گھوڑوں کو بھی اکٹھا کر کے واپس

مصر کی طرف بھگا دیتا ہوں ۔ یہ گھوڑے ہمارے کام کے نہیں انہیں اپنے پاس رکھنا خود اپنے ہاتھوں سے خطرات مول لینا ہے ۔

یر میحا جب خاموش ہوا تو عدینہ فوراً بول پڑی ۔

آپ نے یہ کیسے سوچ لیا کہ یہ سارا کام میں آپ کو اکیلے کرنے دوں گی ۔ اس کام میں میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں گی ۔ آیئے میرے ساتھ دونوں میاں بیوی مل کر اس کام کو کرتے ہیں ۔ یر میحا خوشی خوشی عدینہ کے ساتھ ہو لیا تھا ۔

دونوں نے مل کر گھسیٹتے ہوئے لاشوں کو ایک جگہ جمع کیا ۔ پھر لاشوں کو انہوں نے ریت کے اندر دبا دیا تھا ۔ جہاں جہاں جو کوئی مرا تھا وہاں خون کے دھبے تھے پاؤں مار کر ریت کو الٹا کر خون کے دھبے انہوں نے مٹا دیئے تھے ۔ اس کے بعد سارے گھوڑوں کو یر میحا نے ایک جگہ جمع کیا انہیں مار کر اور دھمکا کر اسی شاہراہ پر واپس بھگا دیا تھا جس پر سفر کرتے ہوئے تعاقب کرنے والے آئے تھے ۔

اس سارے کام سے فارغ ہونے کے بعد یر میحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی ٹیلے کی اوٹ میں کھڑے اپنے گھوڑوں کے پاس آئے ۔ گھوڑوں کی باگیں جھاڑیوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں اس موقع پر سوالیہ انداز میں عدینہ نے یر میحا کی طرف دیکھا ۔ وہ یر میحا کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ پوچھنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی یر میحا بول پڑا ۔

عدینہ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے کوچ کرنا چاہیے ۔ جس شاہراہ پر ہم سفر کر رہے تھے وہ شاہراہ ہمیں چھوڑ دینی چاہیے اس لیے کہ میرا اندازہ ہے کہ جن لوگوں نے ہمارا تعاقب کیا ہے ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ تمہارے باپ نے ہم لوگوں کو پکڑنے کے لیے ہمارے تعاقب میں لگائے ہوں گے ۔ لہذا ہمیں اس شاہراہ کو ترک کر دینا چاہیے جو صحرائے سینا سے ہوتی ہوئی شمال کی طرف جاتی ہے ۔ میرے خیال میں ہمیں اس شاہراہ سے لگ بھگ ایک میل بائیں جانب رہتے ہوئے سفر کرنا چاہیے ۔ ساتھ ہی ہمیں محتاط بھی رہنا ہو گا اس لیے کہ صحرائے سینا کے دور تک کھڑے ان ٹیلوں کی بھول بھلیوں میں ہم بھٹک بھی سکتے ہیں ۔ اسطرح ہم اپنی منزل کی طرف جانے کے بجائے ایسا نہ ہو کہ کئی روز تک صحرائے سینا کے اندر گھومتے رہیں اور باہر نہ نکل پائیں ۔ اگر ہم بائیں جانب رہتے ہیں تو اسکا ہمیں ایک فائدہ ہو گا وہ یہ کہ اگر ہم صحرائے سینا میں بھٹک بھی جائیں

تب بھی ہم دور تک مغرب میں سفر کرتے چلے جائیں گے ۔یہاں تک کہ ہم بحیرہ روم کے کنارے پہنچ جائیں گے اور پھر سمندر کے کنارے کنارے شمال کی طرف سفر کرتے ہوئے بھی ہم جبلہ شہر کی طرف سفر کر سکتے ہیں ۔

یرمیحا کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک عدینہ کچھ سوچتی رہی اس نے اس دوران کچھ سوچا آخری فیصلہ کیا اس کے بعد وہ یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی

میرے حبیب ۔کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم صحرائے سینا کے اندر سفر کرنا ہی ترک کر دیں پہلے سیدھا مغرب کی جانب رخ کریں ۔اور بحیرہ روم کے کنارے پہنچیں اور بحیرہ روم کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھیں ۔اس طرح ہمارے بھٹکنے اور راہ گم ہونے کے سارے اندیشے ختم ہو جائیں گے ۔

عدینہ تمہارا اندازہ تمہاری سوچیں درست ہیں پر تمہارے باپ نے جو ہماری گرفتاری کے لیے مسلح جوانوں کے مختلف گروہ روانہ کئے ہیں ۔ان میں سے کئی گروہ بحیرہ روم کے کنارے کنارے بھی بھٹک رہے ہوں گے اور ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے ۔اس لیے کہ کاروانوں کی ایک شاہراہ بحیرہ روم کے کنارے بھی شمال سے جنوب کی طرف جاتی ہے لہذا میں اس شاہراہ پر جا کر تمہیں اور اپنے آپ کو ابتلاؤں میں نہیں ڈالنا چاہتا ۔میں صحرائے سینا کے بیچ و بیچ شمال کی طرف جانے والی شاہراہ سے ہٹ کر ہی شمال کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے اور تمہارے لیے عافیت خیال کرتا ہوں ۔عدینہ فکر مند نہ ہو مجھے امید ہے کہ ہم صحرائے سینا میں بھٹکنے نہیں پائیں گے ۔میرے خیال میں اب ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے ۔اپنے گھوڑوں پر سوار ہونا چاہیے اور اپنے سفر کی ابتدا کرنا چاہیے ۔ادھر مغرب کی طرف دیکھو سورج غروب ہونے کے لیے کافی جھک گیا ہے ۔سردی کا موسم چونکہ اپنے عروج پر ہے ۔لہذا ہو سکتا ہے کہ ساری رات سردی کے باعث ہم سفر نہ کر سکیں اور ہمیں کہیں پناہ لینی پڑے اس لیے ہمیں یہاں سے فوراً کوچ کر جانا چاہیے ۔عدینہ کی طرف دیکھتے ہوئے یرمیحا نے بڑے پیار سے کہا تھا ۔

جواب میں عدینہ نے مسکراتے ہوئے پہلے اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپائی ایک پیار بھری اور خوشکن نگاہ اس نے اپنے شوہر یرمیحا پر ڈالی پھر اپنے گھوڑے کی رکاب میں

پاؤں جماتے ہوئے وہ کہنے لگی ۔

میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں ۔ سورج واقعی غروب ہونے کے قریب پہنچ چکا ہے ۔ ہمیں فوراً یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے ۔ اس کے ساتھ ہی عدینہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی تھی پھر یرمیحا بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور دونوں میاں بیوی نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی پہلے کچھ دور تک وہ بائیں جانب سفر کرتے رہے پھر اپنا رخ انہوں نے صحرائے سینا کے اندر موڑا ۔ اب وہ اپنے گھوڑوں کو شمال کی جانب سرپٹ دوڑا رہے تھے ۔ کافی دیر تک وہ اپنے گھوڑوں کو صحرائے سینا کے اندر بھگاتے رہے شام گہری ہو کر رات میں ڈوب گئی تھی ۔ سردی اپنے عروج پر آ گئی تھی ۔ صحرائے سینا کے اندر سرما کی تیز ہوائیں ہر شئے کی شکست و ریخت کرنے لگی تھیں ۔ ایسے موقع پر اپنے گھوڑے کو یرمیحا کے پہلو بہ پہلو دوڑاتے ہوئے عدینہ نے یرمیحا کی طرف دیکھا وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس نے دیکھا اور صحرائے سینا اب ختم ہو رہا تھا ۔ اور سامنے چاند کی پھیلی چاندنی میں ایسی سرزمین شروع ہو گئی تھی جو سخت تھی ۔ جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے کوہستانی ٹیلے چٹانیں کھڑی تھیں ۔ اس نئی صورتحال پر یرمیحا نے اپنے گھوڑے کو روک دیا یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے عدینہ نے بھی اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں پھر یرمیحا نے عدینہ کو مخاطب کیا ۔

عدینہ ہمارے تعاقب میں دو خطرات تھے ۔ یوں جانو ایک خطرے سے ہمیں نجات مل گئی ہے ۔ یہ خطرہ صحرائے سینا میں بھٹک جانے کا تھا ۔ اب صحرائے سینا ختم ہو چکا ہے ۔ سامنے کہیں ہموار میدان ہیں کہیں کوہستانی سلسلہ ہے ۔ اب ہم زیادہ تیزی سے سفر کر سکیں گے ۔ میں آگے شروع ہونے والے سارے علاقے کو خوب جانتا ہوں اس وقت ہم ارض شام کی طرف جانے والی شاہراہ سے تھوڑا ہی بائیں جانب ہیں ۔ اسی طرح ہم آگے بڑھتے رہیں گے ۔ عدینہ میں جانتا ہوں تم سردی محسوس کر رہی ہو گی ۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر یہاں رکتے ہیں میں بستر کھول کر اسکا کچھ حصہ تمہارے نیچے بچھاتا ہوں اور تم اپنے اوپر دو کمبل بھی ڈال لو ۔ اس طرح تم آسانی کے ساتھ سفر کر سکو گی ۔ عدینہ اس موقع پر شاید تم یہ بھی کہنا چاہو گی کہ رات کے وقت ہمیں کہیں رک کر سستا لینا چاہیے ۔ آرام کر لینا چاہیے ۔ پر میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق نہیں کروں گا ۔ اس لیے کہ رات کے وقت

جس قدر مسافت ہم سمیٹ سکتے ہیں سمیٹ لیں رات کے وقت ہم بحفاظت سفر کر سکتے ہیں تعاقب کرنے والوں کا اتنا خدشہ راتکے وقت نہیں ہو گا جتنا دن کے وقت ہو گا ۔ تعاقب کرنے والے خود رات کے وقت ہیں سستا رہے ہوں گے ۔ آرام کر رہے ہوں گے ۔ اس لیے کہ وہ خود بھی یہی سمجھ رہے ہوں گے اگر ہم ارض شام کی طرف بھاگے ہیں ۔ تو رات بسر کرنے کے لیے ہم نے کہیں نہ کہیں پناہ لی ہو گی ۔ لہذا وہ بھی رات بھر سستانے کے بعد دن کے وقت ہمارے تعاقب میں نکل کھڑے ہوں گے ۔ جبکہ ہم سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی کسی مناسب جگہ پناہ لے لیں گے ۔ سارا دن وہاں آرام کریں گے اور سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی دوبارہ اپنے سفر کا آغاز کریں گے ۔ عدینہ مجھے امید ہے کہ تم میری اس تجویز سے اتفاق کرو گی ۔

اپنی بات ختم کرنے کے بعد یر میحا نے اپنے پہلو میں کھڑی ہوئی عدینہ کی طرف دیکھا ۔ اس نے محسوس کیا چاندنی رات میں یر میحا کی اس گفتگو کے جواب میں عدینہ ہلکے ہلکے مسکرا رہی تھی ۔ پھر عدینہ کی مٹھاس اور چاہت بھری آواز سنائی دی ۔

آپ کا اندازہ درست ہے جس وقت آپ نے یہاں گھوڑے کو روکا تھا میں آپ سے یہی گزارش کرنے والی تھی کہ ہمیں یہاں کہیں مناسب پناہ گاہ تلاش کر کے رات بھر آرام کرنا چاہیے ۔ لیکن جو خدشات آپ نے ظاہر کیے ہیں ان کے تحت اب میں یہاں رکنا پسند نہیں کروں گی ۔ میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں کہ رات بھر ہمیں سفر کرنا چاہیے ۔

عدینہ کا یہ جواب سن کر یر میحا خوش ہو گیا تھا ۔ پھر وہ اپنے گھوڑے سے کودا اور عدینہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ۔

عدینہ تم ذرا اپنے گھوڑے سے اترو ۔ میں اس سردی میں تمہارے سفر کو آرام دہ بنانا چاہتا ہوں ۔ جواب میں عدینہ نے اپنے گھوڑے کی رکاب میں پاؤں جمایا پھر وہ نیچے اتری ۔ یر میحا آگے بڑھا عدینہ کے گھوڑے کی زین کے ساتھ جو بستر بندھا ہوا تھا وہ اس نے کھولا ۔ آدھا بستر اس نے زین پر بچھا دیا تھا دو موٹے کمبل اس نے اپنے شانے پر رکھ لیے پھر عدینہ کی طرف دیکھا ۔

عدینہ اب تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ ۔ میں یہ دونوں کمبل تم پر ڈال دوں

گا۔ان کی وجہ سے تم آرام دہ حالت میں سردی سے بچتے ہوئے سفر کر سکو گی۔
عد ینہ نے جواب میں ایک چاہت بھری نگاہ یر میحا پر ڈالی اسکے بعد وہ آگے بڑھی پھر بڑے پیارے انداز میں شرارت بھرے طریقے سے اس نے اپنا ہاتھ یر میحا کے شانے پر رکھا۔ حلاوت گھولتی آواز میں کہنے لگی۔
یر میحا جس عورت کو جیسا محافظ جس عورت کو آپ جیسا شوہر ملے میرے خیال میں دنیا میں اسکے لیے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت کوئی سعادت نہیں ہو سکتی۔اس پر یر میحا نے ایک قہقہہ لگایا۔
اچھا فی الوقت تم اس سعادت اس خوش قسمتی کو فراموش کرو۔اپنے گھوڑے پر بیٹھو تاکہ سفر کا آغاز کریں۔عد ینہ مسکراتے ہوئے گھوڑے پر بیٹھ گئی تھی۔وہ دونوں کمبل جو یر میحا نے اپنے کاندھے پر رکھے ہوئے تھے وہ دونوں اس نے یکجا کئے پھر ان دونوں کمبلوں کو اس نے عد ینہ پر ڈالنے کے بعد ان کے سرے زین کے اگلے حصے کے ساتھ باندھ دیئے تھے تاکہ جب گھوڑے سرپٹ دوڑیں تو ہوا کے زور سے کمبل عد ینہ کے جسم سے علیحدہ نہ ہونے پائیں۔جب یہ انتظامات یر میحا مکمل کر چکا تب عد ینہ نے یر میحا کی طرف دیکھا۔
میرے حبیب۔آپ نے مجھے تو سردی سے بچانے کا مکمل انتظام کر دیا ہے پر آپ نے اپنے لیے کیا کیا ہے۔اس پر یر میحا اپنے گھوڑے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔
میرے گھوڑے کی زین کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمبل ہے۔میں اس میں اپنے آپ کو ڈھانپ لوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔اگر اسکے باوجود مجھے سردی محسوس ہوئی تو جس طرح میں نے تمہارا بستر کھولا ہے۔اسی طرح میں اپنا بستر کھول کر اپنے لیے ویسا ہی انتظام کر لوں گا۔اس موقع پر عد ینہ کو کوئی خیال آیا اس نے پھر یر میحا کو مخاطب کیا۔
ہم نے اپنے لیے سردی کا انتظام تو کر لیا ہے۔یہ گھوڑے سردی نہ محسوس کریں گے۔جواب میں لمحہ بھر کے لیے یر میحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہ اپنے گھوڑے کے قریب آیا۔اس کی گردن تھپتھپائی اسکے کان پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگا۔گھوڑوں کے کان گرم ہیں۔اس کا مطلب ہے یہ سردی محسوس نہیں کر رہے۔بلکہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جب یہ شمال کی طرف بھاگیں گے تو سردی نام کی کوئی چیز ان کے قریب نہیں آئے گی۔اس کے ساتھ ہی یر میحا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی

اس کی طرف دیکھتے ہوئے عدینہ بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا چکی تھی یوں ایک بار پھر وہ ایک
گھوڑوں کو شمال کی طرف دوڑا رہے تھے۔

پاکستانی وقار عظیم ڈاٹ کام

یرمیحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی رات بھر سفر کرتے رہے ۔یہاں تک کہ وہ ایک بلند کوہستانی سلسلے میں داخل ہو گئے تھے ۔آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے ۔ اور بارش ہونے کا بھی اندیشہ تھا۔آسمان کے مشرقی افق کے رخسار اب ارغوانی گلگوں ہونا شروع ہو گئے تھے ۔ سرکش اور بالا قد فضاؤں میں قوس قزاح کے رنگ اپنا وجود دکھانے لگے تھے ۔اندھیروں کی گمنام وادیاں ۔بکھرے سنگریزے ۔ نبض فطرت ۔ مستی ۔ میں رنگ اڑاتی ندیاں ۔دریاؤں کا اضطراب اور سمندر کی بے صدائی جاگ اٹھی تھی اس لیے کہ مشرق کی طرف سے سورج طلوع ہونے کے آثار نمایاں ہونا شروع ہو گئے تھے ۔ فضاؤں میں پرندے اپنے گلگوں پر چلاتے مسگوں منقاریں کھولتے ملکوتی ترانے لاہوتی غنا گانے لگے تھے ۔ تیرگی کا راج ختم ہو رہا تھا ۔ سایہ سایہ گھر اور کاروانوں کے نشان راہ نمایاں اور واضح ہونا شروع ہو گئے تھے ۔ پھر فضاؤں میں رم جھم بوندیں پڑنا شروع ہو گئیں تھیں ۔ صبح کی پلکیں کھل گئی تھیں اور شب کی درزوں سے جونہی سویرے نے جھانکا ۔ شبنم کی آسودگی عیاں ہو کر رہ گئی تھی ۔

جس جگہ یرمیحا اور عدینہ دونوں نے کوہستانی سلسلے کے اندر اپنے گھوڑوں کو روکا تھا ۔ وہاں ایک کوہستانی سلسلے کی چٹان کچھ اس طرح آگے بڑھی ہوئی تھی جہاں وہ دونوں میاں بیوی سردی اور بارش میں پناہ لے سکتے تھے ۔ وہ غار تو نہ تھی پر بڑھی ہوئی چٹان کی وجہ سے غار نما صورت ضرور اختیار کر گئی تھی ۔اس کے نیچے اپنے گھوڑے کو روکنے

ے بعد یرمیحا نے مشرق کی طرف دیکھا۔ بارش کی رم جھم تیز ہونے لگی تھی ۔ یہ صورتال
یکھتے ہوئے یرمیحا نے اپنے گھوڑے کے ساتھ بندھے ہوئے چھوٹے سے کلہاڑے کو کھولا پھر
پنے گھوڑے سے کودا اور عدینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

عدینہ سورج اب طلوع ہو گیا ہے ۔ ہر چیز واضح ہونے لگی ہے ۔ دیکھو اس
کوہستانی سلسلے کے اوپر خزاں کے مارے ہوئے بیشمار درخت ہیں ۔ بھوری گھاس بھی ہے ۔
تم دونوں گھوڑوں کے ساتھ یہاں رہو ۔ میں کوہستانی سلسلے کے اوپر جاتا ہوں ۔ خشک
درخت اور گھاس کاٹتا ہوں پھر یہاں لاکر آگ کا الاؤ روشن کرتا ہوں ۔ آسمان پر گھرے بادل
چھائے ہوئے لگتا ہے بارش تیز ہو جائے گی ۔ اب تو صرف رم جھم شروع ہے ۔ اگر بارش تیز
ہو گئی تو اس کوہستانی سلسلے میں اچانک بہہ نکلنے والے ندی نالوں میں سفر کرنا ہمارے
لیے ناممکن ہو جائے گا ۔ اور پھر ہم پہلے ہی یہ طے کر چکے ہیں کہ سفر صرف رات کے وقت ہی
کریں گے دن کے وقت کہیں آرام کریں گے ۔ لہذا تم اپنے دونوں گھوڑوں کے پاس رہو ۔
میں گھاس اور لکڑیاں کاٹ کر لاتا ہوں ۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے عدینہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ اس
نے یرمیحا کو کوئی جواب دینے سے پہلے دونوں گھوڑوں کی لگامیں ایک پتھر کے ساتھ باندھیں
اس کے بعد وہ یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی ۔

میں اس کام میں آپ کو اکیلا نہیں جانے دوں گی ۔ گو ہمارے پاس کلہاڑا ایک
ہی ہے جو ہم نے کشتی سے حاصل کا ہے لیکن آپ جانتے ہی کہ میرے پاس کئی فالتو تلواریں
ہیں میں ان میں سے ایک تلوار لیتی ہوں جہاں آپ لکڑی کا کاٹیں گے وہاں میں تلوار سے
بھوری گھاس کاٹتی رہوں گی ۔ اس طرح ہم دونوں میاں بیوی جلدی جلدی گھاس اور
لکڑیوں کے گٹھے لاکر آگ کا الاؤ روشن کریں گے ۔ یہ کام میں آپ کو تنہا نہیں کرنے دوں گی
میں آپ کی بیوی ہوں آپ کی زندگی کی ساتھی ہوں ہر کام میں آپ کی رفاقت کروں گی ۔

اگر تمہارا ایسا ارادہ ہے تو آؤ ہم دونوں کوہستانی سلسلے کے اوپر چلتے ہیں یرمیحا
کے اس رویئے سے عدینہ خوش ہو گئی تھی ۔ اس نے ایک تلوار لی پھر وہ مسکراتی ہوئی یرمیحا
کے ساتھ ہو لی تھی ۔

دونوں میاں بیوی بھاگتے ہوئے کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھ گئے تھے ۔ پھر

یرمیحا بڑی تیزی سے چھوٹے بڑے درختوں کی خشک ٹہنیاں کاٹنے لگا تھا۔ جبکہ عدینہ بھی بڑی تیزی کے ساتھ اپنی تلوار سے بھوری گھاس کاٹ کاٹ کر ایک جگہ ڈھیر کرنے لگی تھی۔

کافی دیر تک وہ لکڑیاں اور گھاس کاٹتے رہے پھر یرمیحا نے لکڑیوں کا ایک گٹھا باندھا اور عدینہ سے کہنے لگا۔ لکڑیاں کافی کٹ گئی ہیں میں انہیں اب گھوڑوں کے پاس لے کر جاتا ہوں اس لیے کہ جو لکڑیاں میں نے کاٹی ہیں ان کے دو تین گٹھے بن جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یرمیحا نے ایک گٹھا اٹھایا اور کوہستانی سلسلے سے نیچے اترنے لگا تھا۔ عدینہ بھی فوراً حرکت میں آئی اس نے بھی گھاس کا گٹھا بنایا اور یرمیحا کے پیچھے پیچھے ہو لی تھی۔ یوں دونوں میاں بیوی نے جس قدر لکڑیاں اور گھاس کاٹی تھیں وہ انہوں نے اپنے اس کوہستانی ٹھکانے میں جمع کر دی تھیں جہاں انہوں نے ٹھہرنے اور آرام کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ بارش اب لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی۔

گھوڑوں کے پاس آ کر یرمیحا نے پہلے گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ بندھے ہوئے توبرے کھولے اور انہیں خوراک کے وہ توبرے چڑھا دیئے تھے تاکہ گھوڑے آرام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا پیٹ بھی بھر لیں گھوڑے بڑی تیزی سے خوراک کھانے لگے تھے۔ گھوڑوں کے قریب ہی یرمیحا نے گھاس کا ایک ڈھیر لگایا۔ باقی گھاس اس نے ایک طرف رکھ کر محفوظ کر دی تھی۔ پہلے اس گھاس پر اس نے لکڑیوں کے چھلکے رکھے ان کے اوپر چھوٹی چھوٹی لکڑیاں پھر بڑی لکڑیاں رکھیں اس کے بعد جب اس نے گھاس کو آگ لگائی تو تھوڑی ہی دیر بعد آگ کا الاؤ بھڑک اٹھا تھا۔ بارش اب موسلادھار برسنے لگی تھی۔ اور کوہستانی سلسلوں سے پانی اتر کر سرکش ندی نالوں کی صورت اختیار کرنے لگا تھا۔

آگ کا الاؤ روشن ہوتے ہی دونوں میاں بیوی ہاتھ پھیلا کر آگ کے پاس اپنے آپ کو گرم کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ ابھی دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر ہی بیٹھے تھے کہ اچانک چونک کر یرمیحا اٹھ کھڑا ہوا بھاگ کر اس نے اپنے گھوڑے سے بندھی ہوئی اپنی ڈھال سنبھالی اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔ اسکی یہ حالت دیکھتے ہوئے عدینہ پریشان ہو گئی اس نے بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر گھوڑے کے ساتھ بندھی ہوئی اپنی ڈھال اور تلوار سنبھال لی تھی۔ پھر وہ مستعد ہو کر کھڑی ہو گئی تھی اس دوران یرمیحا کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ خاموش تھا جیسے کوئی صدا سننے کی کوشش کر

باہر ۔اس موقع پر بڑی پریشانی اور فکر مندی میں عدینیہ یرمیحا کو مخاطب کیا۔
یرمیحا میرے حبیب کیا ہوا کیا آپ نے کوئی آواز سنی یا آپ کو خطرے کا
احساس ہوا ہے ۔اس پر یرمیحا کہنے لگا میں نے کسی کے پاؤں کی آواز سنی ہے پتھر بھی لڑھک
نیچے گرے ہیں ۔ تم یہیں رکو میں دیکھتا ہوں ۔ پھر یرمیحا اپنی تلوار اور ڈھال اپنے سامنے
رکھے چھپے دار چٹانسے باہر نکلا عدینیہ وہاں رکی نہیں بلکہ وہ بھی یرمیحا کے پیچھے پیچھے باہر آئی ۔
باہر آکر یرمیحا نے ایک قہقہہ لگایا عدینیہ نے ادھر نگاہ کی تو اس نے دیکھا کچھ پہاڑی بکریاں
ان دونوں کے وجود کو دیکھتے ہوئے بدک گئیں تھیں سامنے بہنے والی ندی کو پار کر کے ندی
کی دوسری سمت بھاگ رہی تھیں ۔یرمیحا اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر تھوڑی دیر تک انہیں
دیکھتے ہوئے مسکراتا رہا۔ پھر اس نے عدینیہ کا بازو پکڑا اسے چٹان کے نیچے لایا اسے مخاطب
کر کے کہنے لگا۔

عدینیہ لگتا ہے مہربان قدرت تیری میری غذا کا بندوبست کر رہی ہے ۔تو یہیں
بیٹھ میں ان بکریوں کے تعاقب میں جاتا ہوں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان میں سے
کسی نہ کسی کو شکار کر کے ضرور تیرے پاس لاؤں گا۔دیکھ میرے پیچھے مت آنا۔

یرمیحا کی اس گفتگو کا عدینیہ نے کوئی جواب نہ دیا۔تاہم مسکراتے ہوئے اس
نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا تھا۔اس پر یرمیحا نے اپنی تلوار نیام میں کی پشت پر ڈھال
باندھی پھر اس نے اپنی کمان اور تیروں بھرا ترکش اپنی پیٹھ پر باندھا اسکے بعد وہ اس ندی کی
طرف بھاگا جس کے اس پار بکریاں گئیں تھیں۔

بھاگتے ہوئے یرمیحا نے ندی کو عبور کیا۔عدینیہ اسے بڑے پیار بڑے غور سے
دیکھ رہی تھی ۔ندی میں پانی تھوڑا ہی تھا۔جسے بڑی آسانی سے یرمیحا عبور کر کے ندی کے
اس پار چلا گیا تھا۔

ندی کے اس پار جانے کے بعد یرمیحا کو زیادہ تگ و دو نہیں کرنا پڑی ۔اس لیے
کہ اس نے دیکھا کہ ایک کم بلندی کے پہاڑی سلسلے کی اوٹ میں بکریاں بارش کے اندر
سوکھی گھاس چرنے میں مصروف تھیں ۔انہیں دیکھتے ہوئے یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ
نمودار ہوئی تھی ۔ کوئی آواز کوئی کھٹکا پیدا کئے بغیر وہ ان بکریوں کے قریب ہی ایک بڑے
پتھر کی اوٹ میں بیٹھ گیا کندھے پر لٹکتی ہوئی کمان اس نے سنبھالی تیر چلے پر چڑھایا پھر تاک

کر ایک بکری کو نشانہ بناتے ہوئے اس نے تیر چلا دیا تھا ۔ پھر یکے بعد دیگرے دو تیر مزید چلائے جن کی وجہ سے ایک بکری مماتی ہوئی زمین پر گئی تھی ۔
اپنی اس کارگزاری پر یر میحا بے حد خوش اور مطمئن دکھائی دے رہا تھا ۔ پھر اس نے کمان کندھے پر لٹکائی تیر جو بچ رہے تھے وہ واپس اس نے ترکش میں ڈالدیئے بھاگ کر وہ آگے بڑھا اپنے لباس کے اندر سے اس نے خنجر نکالا آگے بڑھ کر پہلے اس نے بکری کو ذبح کیا اسکے بعد بارش میں وہیں بیٹھ کر اس نے بکری کی کھال اتاری پیٹ چاک کیا صاف ستھرے گوشت کو اس نے بارش کے پانی میں دھویا اس کے بعد وہ ثابت بکری کے گوشت کو اپنے کندھے پر رکھے ندی کنارے نمودار ہوا ۔

دوسرے کنارے پر چٹان کے نیچے عدینہ نے جب اس حالت میں یر میحا کو دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ تھی ۔ اور وہ ہاتھ ہلاتے ہوئے بڑی خوشی کا اظہار کر رہی تھی ۔ عدینہ کے دیکھتے ہی دیکھتے یر میحا نے ندی کو عبور کیا پھر وہ بھاگتا ہوا عدینہ کے قریب آیا ۔ جونہی ایک بڑے پتھر پر یر میحا نے بکری کو رکھا عدینہ بھاگ کر اس سے لپٹ گئی ۔ اس کی پیشانی اس کے گال چوم لیے ۔ پھر یر میحا کو مخاطب کرتے ہوئے عدینہ کہہ رہی تھی ۔

میرے حبیب ۔ میری نگاہوں میں آپ ایک محترم اور مکرم انسان ۔ یگانہ آفاق ساتھی وجیہ و خوشدل شوہر ۔ اور قرار دل و جاں محافظ ہیں ۔ میں آپ کے جمال و خیر کے منبع جیسی جاں نثاری ماورائے بیان جراتمندی ۔ شعلوں کی بیتابی جیسی شجاعت ۔ شبنم کی آسودگی جیسی محبت ۔ خوابوں اور کہکشاؤں کے سنگم جیسے آپ کے عمدہ کردار کو سلام کرتی ہوں ۔

عدینہ کے ان الفاظ سے یر میحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ۔ عدینہ جب خاموش ہوئی تو یر میحا نے کہنا شروع کیا ۔
عدینہ یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہی ہو ۔ میں کیا تمہارا شوہر نہیں اجنبی ہوں تم نے اس برستی بارش اور غریب الوطنی میں میرے لیے ایک اچھا خاصہ قصیدہ ترتیب دے مارا ہے ۔ دیکھ عدینہ مجھے بھوک لگی ہے مجھے اگر بھوک لگی ہے تو تم بھی بھوک محسوس کر رہی ہو گی ۔ میں دیکھ رہا ہوں آلاؤ کی آگ اب کافی بھڑک اٹھی ہے ۔ ہمارے پاس لکڑیاں

اس قدر ہیں کہ اگر ساری رات آگ جلاتے رہیں تو ختم نہ ہوں ۔ گھاس کے جو ڈھیر بچ گئے ہیں وہ گھوڑوں کے کام آئیں گے ۔ گھوڑے خشک گھاس بہت خوش ہو کر کھاتے ہیں ۔ میں انہیں تھوڑی دیر تک اور توبرون میں خوراک کھانے کا موقع دیتا ہوں اس کے بعد توبرے اتار کر میں زینوں سے باندھ دوں گا ۔ اور ان کے آگے خشک گھاس ڈال دوں گا ۔ پھر دیکھنا یہ کیسے شوق اور رغبت سے گھاس کھاتے ہیں ۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا نے دم لیا ۔ رک کر کچھ سوچا پھر دوبارہ کہنا شروع کیا ۔

عدنیہ میں بکری کے اس گوشت کے ٹکڑے کرتا ہوں پھر گوشت کو آگ پھر بھونتے ہیں اس کے بعد دونوں میاں بیوی بیٹھ کر کھائیں گے ۔ یرمیحا کی اس تجویز سے عدنیہ نے اتفاق کیا ۔ پھر خنجر سے یرمیحا نے گوشت کے ٹکڑے کئے ۔ اور دونوں میاں بیوی گوشت کے وہ سارے ٹکڑے آگ کے آلاؤ پر بھوننے لگے تھے ۔

اس کام کے دوران عدنیہ کی طرف دیکھتے ہوئے اچانک یرمیحا اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ۔

عدنیہ تم گوشت بھوننے کا یہ عمل جاری رکھو میں گھوڑوں کی خوراک تبدیل کرتا ہوں ۔ پھر یرمیحا گھوڑوں کی طرف بڑھا گھوڑوں کے منہ سے اس نے جو خوراک کے توبرے باندھے تھے وہ اتار کر اس نے خشک گھاس کے پاس رکھ دیئے تھے دونوں گھوڑوں کو پکڑ کر وہ چٹان کے چھجے سے باہر لے گیا جہاں شفاف پانی جمع ہونے کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا ۔ گھوڑے فوراً جمع ہونے والا پانی پینے لگے تھے ۔ جب وہ پانی پی چکے یرمیحا انہیں دوبارہ چٹان کے نیچے لایا اور گھاس کے جو چند گٹھے آگ کے آلاؤ سے ایک طرف رکھے ہوئے تھے ۔ ان میں سے ایک گٹھا اس نے اٹھایا اسے کھولا پھر وہ گھاس اس نے دونوں گھوڑوں کے سامنے پھیلا دی تھی ۔ عدنیہ نے دیکھا گھوڑے بڑی رغبت اور بڑے شوق سے گھاس کھانے لگے تھے ۔

فضاؤں میں بارش ابھی تک اسی طرح دھاروں دھار برس رہی تھی ۔ کوہستانوں سے امڈتا ہوا پانی بڑی تیزی سے ندی نالوں کو چومنے لگا تھا اور کوہستانی سلسلے کے اندر ندی نالے ایک ترنم کے ساتھ بہہ اٹھے تھے ۔

یرمیحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی نے بکری کا سارا گوشت بھون لیا تھا۔ پھر کشتی سے جو خوراک نکال کر وہ اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی انہوں نے نکالی۔ گوشت کے ساتھ پیٹ بھر کر انہوں نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد یرمیحا نے گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ جو بستر بندھے ہوئے تھے۔ دونوں بستر کھول کر اس نے آگ کے آلاؤ کے پاس بچھا دیئے اس کے بعد اس نے عدینہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

عدینہ تم ساری رات سفر کرتے ہوئے سخت تھکاوٹ اور نیند محسوس کر رہی ہو گی۔ تمہاری آنکھیں مجھے بتا رہی ہیں کہ تم نیند محسوس کر رہی ہو۔ اب جبکہ تم نے کھانا کھا لیا ہے تو نیند اور زیادہ غلبہ کرے گی۔ لہذا تم ایک بستر پر دراز ہو کر آرام کرو دوسرے بستر پر بیٹھ کر میں پہرہ دیتا ہوں۔

عدینہ نے جواب میں بڑے خوشکن انداز میں یرمیحا کیطرف دیکھا پھر کہنے لگی یا تو دونوں میاں بیوی لیٹ کر آرام کریں گے یا دونوں جاگ کر گزاریں گے۔ بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں سونا نہیں چاہیے۔ جاگ کر دن گزارنا چاہیے۔ اس لیے کہ ان ویرانوں میں ہم پر کوئی حملہ آور بھی ہو سکتا ہے۔ یرمیحا نے فوراً عدینہ کی بات کاٹ دی۔

تم فکر مند نہ ہو۔ ان ویرانوں اور خصوصیت کے ساتھ اس بارش میں کوئی بھی یہاں نہیں آئے گا۔ ہمارا تعاقب کرنے والے بھی اس سمت نکلے ہوئے ہیں تو یاد رکھنا جب تک بارش ہو رہی ہے تب تک وہ کہیں پناہ لیے رہیں گے۔ باہر نہیں نکلیں گے۔ یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے عدینہ نے پھر خدشات کا اظہار کیا۔

اگر کوئی تعاقب کرنے والا ہمارے خلاف ان سرزمینوں میں نہیں، تو کوئی درندہ کوئی جنگلی جانور ہی ہماری بو سونگھ کر ادھر آ سکتا ہے اور ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہذا میں سمجھتی ہوں ہم دونوں کو جاگ کر مستعد رہنا چاہیے۔

عدینہ تم مختلف قسم کی محبتیں اور بہانے میرے سامنے پیش نہ کرو مجھے پتہ ہے اس کوہستانی سلسلے میں کوئی جنگلی جانور کوئی درندہ نہیں پایا جاتا۔ اگر پایا جاتا تو اس طرح پر امن طور پر جنگلی بھیڑیں بکریاں نہ پھرتیں جن میں سے ایک کا ہم نے بڑی آسانی سے شکار کر لیا ہے۔ لہذا میرا مشورہ یہ ہے کہ تم بستر میں گھس جاؤ آرام کرو تاکہ آنے والی رات کو تم میرے ساتھ آسانی سے سفر کر سکو۔ یرمیحا نے بڑی چاہت اور محبت میں عدینہ کی طرف

دیکھتے ہوئے یہ الفاظ ادا کیے جواب میں عدنیہ بھی بول پڑی۔
ٹھیک ہے میں آپ کے کہنے پر بستر میں گھس کر آرام کرتی ہوں کیا آپ کو آرام کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میں نے رات کو سفر کرنا ہے تو آپ نے بھی تو میرے ساتھ سفر کرنا ہے۔ لہذا اگر مجھے آرام کی ضرورت ہے تو اسی طرح آپ کو بھی آرام کی ضرورت ہے۔
عدنیہ اگر ایسا معاملہ ہے تو ایسا کرتے ہیں آدھا دن تم آرام کرو آدھا دن میں آرام کر لوں گا۔ ابھی تم سو جاؤ میں بیٹھ کر اطراف پر نظر رکھوں گا اور آلاؤ کی آگ کو بھی بھڑکاتا رہوں گا۔ پھر تم بیٹھ کر پہرہ دینا آگ کے آلاؤ کو بھی جلتا رکھنا۔ میں تھوڑی دیر آرام کر لوں گا۔ پھر جب سورج غروب ہو گا تو یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ میرے خیال میں اس تجویز کے خلاف تم کوئی حجت کوئی دلیل پیش نہیں کرو گی۔
یرمیحا کی اس گفتگو کے جواب میں عدنیہ تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی پھر بول پڑی۔
اچھا آپ کے کہنے کے مطابق اب میں کچھ نہیں کہوں گی۔ لیکن سب سے پہلے آپ اپنا لباس تبدیل کیجئے۔ یہ اتنا گیلا ہو چکا ہے کہ آگ کے اس آلاؤ کے پاس یہ خشک نہیں ہو گا۔ اس سے آپ کو سردی لگنے اور بیمار ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ اسکے ساتھ ہی عدنیہ اٹھی چمڑے کی بڑی خرجین سے اس نے ایک خشک لباس نکال کر یرمیحا کو دیا یرمیحا نے وہ لباس لیا اور چھجے دار چٹان کے کونے میں جا کر اس نے لباس کو تبدیل کر لیا۔ جو لباس اس نے اتارا تھا چھجے کے نیچے کھڑے ہو کر بارش کے پانی سے عدنیہ نے دھویا اور آگ کے آلاؤ کے قریب ہی ایک چٹان پر پھیلا دیا تھا۔ پھر یرمیحا کا کہا مانتے ہوئے عدنیہ ایک بستر میں گھس گئی۔ جبکہ یرمیحا آگ کے آلاؤ کے پاس ایک پتھر پر بیٹھ گیا تھا۔
یرمیحا اس پتھر پر بیٹھا ہی تھا کہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اس لیے کہ چٹان سے باہر اسے کوئی کھٹکا سنائی دیا تھا۔ کھٹکا عدنیہ نے بھی سن لیا تھا اس لیے عدنیہ تڑپ کر بستر سے نکلی بھاگ کر اس نے اپنی ڈھال اور تلوار سنبھال لی تھی۔ اتنی دیر تک یرمیحا اپنی ڈھال پر گرفت کرنے کے بعد اپنی تلوار بھی اپنے سامنے کر چکا تھا۔
دونوں میاں بیوی بالکل خاموش اور ایک دوسرے کی طرف حیرت اور تعجب سے دیکھتے ہوئے کسی کے آنے کے منتظر تھے۔ پھر دونوں میاں بیوی کے چہروں پر

مسکراہٹ پھیل گئی ۔اس لیے کہ تھوڑی ہی دیر بعد دو سوار اس چھجے کے پاس نمودار ہوئے وہ ان کے وہی محافظ تھے جنہوں نے دریائے نیل کے کنارے انہیں گھوڑے مہیا کیے تھے جب انہوں نے کشتی کا سفر تمام کیا تھا۔

آنے والے ان سواروں کے چہروں پر بھی عدسینہ اور یرمیحا کو دیکھتے ہوئے مسکراہٹ پھیل گئی تھی ۔ پھر اپنے گھوڑوں کو وہ چٹان کے چھجے میں لائے یرمیحا نے آگے بڑھ کر ان سے پرجوش مصافحہ کیا۔اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیزو! تم لوگوں نے مجھے فکر مند اور عدسینہ کو خوفزدہ کر دیا تھا ۔ تم بارش اور سردی میں ٹھٹرے ہوئے ہو پہلے آگ کے آلاؤ کے پاس بیٹھو پھر میں تم لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں ۔

اس پر عدسینہ جلدی سے ایک کمبل لے آئی اور ان میں سے ایک کو تھماتے ہوئے کہنے لگی تم لوگوں کی خرجینوں میں تمہارے لباس ہوں گے ۔یہ کمبل سنبھالو اس کی آڑ میں اپنے بھیگے لباس تبدیل کرو۔اس کے بعد یہاں بیٹھو پھر ہم تمہارے ساتھ گفتگو کریں گے ۔

ان دونوں نے اپنے لباس تبدیل کیے ۔خرجینوں سے نکال کر انہوں نے خشک لباس پہن لیے تھے ۔وہ لباس نچوڑ کر انہوں نے آگ کے الاؤ کے پاس پھیلا دیئے تھے ۔ پھر وہ یرمیحا کے قریب ہی الاؤ کے پاس چٹان پر بیٹھ گئے پھر یرمیحا نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

میرے عزیزو! میرے لیے تعجب کی جو پہلی بات ہے وہ یہ کہ تم تعداد میں زیادہ تھے دریائے نیل کے کنارے جب ہم کشتی سے نکل کر گھوڑوں پر سوار ہوئے تھے تو اس وقت تم لوگوں نے کہا تھا کہ تم دونوں میاں بیوی کے اطراف میں رہو گے اور اگر کوئی ہم پر حملہ آور ہوا تو تم اس سے ہماری حفاظت کرو گے لیکن میں نے دیکھا تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔

یہاں سے بہت پیچھے لگ بھگ پندرہ سوار ہم پر حملہ آور ہوئے میں نے ان سے کیسے نپٹا یہ میں اور میری بیوی عدسینہ ہی جانتے ہیں بہرحال ان سارے کے سارے پندرہ سواروں کا میں نے خاتمہ کر دیا انہیں ریت میں دفن کر دیا۔اور جو خون کے دھبے تھے وہ بھی ہم نے صحرائے سینا میں مٹا دیئے تھے ۔

یرمیحا کی اس گفتگو کے جواب میں ان دو محافظوں میں سے ایک بول پڑا۔

یرمیحا ہمارے محترم آپ کا کہنا بجا اور درست ہے میں اور میرے ساتھی بھی ان ندرہ سواروں کا شکار ہو گئے تھے۔ انہیں نہ جانے کیسے شک ہو گیا تھا کہ ہم آپ دونوں کے نافظ ہیں یا یہ کہ ان پر کسی نے انکشاف کیا تھا کہ ہم آپ دونوں کے راز داں ہیں لہذا وہ ہم حملہ آور ہوئے ہم نے ان کا مقابلہ کیا لیکن وہ تعداد میں چونکہ زیادہ تھے۔ لہذا ہمارے اتھیوں کو تو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہم دونوں بڑی مشکل سے جانیں بچا کر ھاگے۔ اور بچتے بچاتے ادھر آنے میں کامیاب ہو گئے ہمیں خدشہ تھا کہ وہ آپ پر بھی حملہ آور دئے ہوں گے ہم تو آپ کی تلاش میں سرگرداں تھے بڑے فکر مند تھے کہ مخیدون کو ہم کیا واب دیں گے۔ ہماری خوش قسمتی کہ اس بارش میں اس چٹان تلے اچانک آپ دونوں میاں بیوی ہمیں مل گئے ہیں یہاں آنے سے پہلے ہم سخت بھوک محسوس کر رہے تھے اسلیے کہ وہمارے پاس خوراک کا ذخیرہ تھا وہ مرنے والے ساتھیوں کے پاس رہ گیا تھا اور ہم جانیں بچاتے ہوئے ایسے بھاگے کہ کہیں کچھ کھانے پینے کا موقع ہی نہ ملا۔

عدسیہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی کھانے کی اشیاء نکال کر بھنے ہوئے گوشت کے ساتھ ان کے آگے رکھ دیں دونوں نے پہلے پیٹ بھر کے کھایا پھر کھانے کی اشیاء عدسیہ نے سمیٹ لیں اس کے بعد عدسیہ نے یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے خیال میں قدرت ہم سب کی رہنمائی کر رہی ہے یہ ہمارے دونوں بھائی اگئے ہیں میری تجویز یہ ہے کہ پہلے ہم دونوں میاں بیوی ان بستروں پر آدھا دن آرام کر لیتے ہیں اس کے بعد ہم دونوں میاں بیوی جاگ کر پہرہ دیں گے اور یہ دونوں بھائی آرام کریں گے۔

آنے والے ان دونوں نے شہزادی عدسیہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا یرمیحا بھی اس سے متفق ہوا پھر دونوں بستروں پر یرمیحا اور عدسیہ لیٹ کر آرام کرنے لگے تھے جبکہ وہ دونوں محافظ آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھ کر نگہبانی کرنے لگے آدھا دن آرام کرنے کے بعد عدسیہ اور یرمیحا جاگ اٹھے پھر پہرہ دینے والے دونوں محافظ بستروں میں گھس کر آرام کرنے لگے تھے۔

سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر پہلے تک بارش تھم گئی تھی آسمان پر بادل

چھٹنے شروع ہوئے اسکے بعد مطلع بالکل صاف ہو گیا تھا۔ جس وقت سورج غروب ہونے کے بیے جھک رہا تھا یر میحا نے گہری نیند سوئے ان دونوں مسلح جوانوں کو اٹھایا وہ دونوں یر میحا کے اٹھانے پر ہڑبڑاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ان کے اٹھنے پر یر میحا نے انہیں مخاطب کیا تھا۔

میرے عزیزو اٹھو دیکھو سورج غروب ہو رہا ہے تھوڑی دیر تک فضاؤں میں تاریکی پھیل جائے گی لہذا ہمیں یہاں سے کوچ کی تیاری کرنی چاہیے میں تم سے ایک مشورہ کرتا ہوں اس کے بعد یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔

تم جانتے ہو دن بھر بارش ہوتی رہی ہے اور برسات کی وجہ سے آئندہ کئی ساعتوں تک برساتی نالے اور ندیاں اپنی طوفانی حالت میں رہیں گے تم جانتے ہو اس سے پہلے میں اور عدینہ دونوں میاں بیوی اس شاہراہ سے بائیں طرف ہٹ کر سفر کرتے رہے ہیں۔ جو مصر سے ارض شام کی طرف جاتی ہے لیکن اب شاہراہ سے ہٹ کر ہم سفر جاری نہیں رکھ سکتے اس لیے کہ اب راستے میں ان گنت اور بے شمار ندی نالے آئیں گے اور انہیں عبور کرنے کے لیے سفر کو جاری رکھنا ہمارے لیے ممکن نہ ہو گا راستے میں ایسی ندیاں بھی آئیں گی جن کے بہا لے جانے کا بھی خطرہ ہے۔

لہذا تھوڑی دیر پہلے اس سلسلے میں میں عدینہ سے گفتگو کی ہے اس سے مشورہ کیا ہے اس مشورے کے بعد میں نے تمہیں جگایا ہے میں نے اور عدینہ نے مل کر جو فیصلہ کیا ہے میں اس سے آگاہ کرتا ہوں اس کے بعد تم سے تمہاری رائے جانوں گا میرا اور عدینہ کا ارادہ یہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر تک ہم یہاں سے کوچ کریں گے اتنی دیر تک سورج غروب ہو جائے گا۔ اور فضاؤں میں تاریکیاں پھیل جائیں گی ہم سیدھا آگے سفر نہیں کریں گے جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اب شاہراہ سے ہٹ کر سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں لہذا ہم پہلے دائیں جانب سفر کریں گے اور اس شاہراہ پر چڑھیں گے جو ارض شام کی طرف جاتی ہے اتنی دیر تک تاریکیاں خوب گہری ہو جائیں گی پھر رات کے وقت ہم مصر سے ارض شام کی طرف جانے والی اس شاہراہ پر جبلہ کا رخ کریں گے۔ میرے خیال میں تعاقب کرنے والے ہمارا تعاقب نہیں کریں گے۔

اس لیے کہ دن بھر تو بارش رہی ہے۔ وہ کہیں پناہ لے کر بارش سے بچے رہے

ہوں گے وہ بھی یہ خیال کر رہے ہوں گے اگر میں اور عدینہ اس طرف بھاگے ہیں ۔ تو بارش کے اندر تو ہم سفر نہیں کریں گے اور نہ ہی رات کے وقت اپنے سفر کو جاری رکھیں گے ۔اور وہ بھی رات کے وقت سفر کرنے کا خطرہ مول نہیں لیں گے ۔یوں میرا اندازہ ہے کہ دن بھر بارش سے بچنے کے بعد وہ رات بھی کہیں سستائیں گے اور آرام کریں گے اور اگلے دن کا سورج طلوع ہونے کے بعد اگر تعاقب کرنے والے ان سرزمینوں میں ہمارا تعاقب کرتے ہیں تو میرے خیال میں اتنی دیر تک ہم بہت دور نکل جائیں گے ۔

یر میحا جب خاموش ہوا تو ان دو محافظوں میں سے ایک بول پڑا۔

محترم یر میحا جیسا کہ آپ ہمیں بتا چکے ہیں کہ آپ نے پندرہ تعاقب کرنے والوں کا خاتمہ کر دیا ہے میرے خیال میں ان کے خاتمے کے بعد ان سرزمینوں میں کوئی اور گروہ آپ دونوں میاں بیوی کے تعاقب میں نہیں ہو گا۔ لہذا آپ رات کی تاریکی ہی نہیں بلکہ دن کی روشنی میں بھی بحفاظت اپنے سفر کو جاری رکھ سکیں گے ۔اس موقع پر میں آپ دونوں میاں بیوی سے ایک تجویز کہوں گا شاید میری وہ تجویز آپ کو پسند آئے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ جوان تھوڑی دیر تک خاموش رہا سوالیہ انداز میں یر میحا کی طرف دیکھا اس کے بعد اس نے پھر کہنا شروع کیا۔

محترم یر میحا میں اور میرا ساتھی دونوں آپ میاں بیوی کے ساتھ یہاں سے دائیں جانب ارض شام کی طرف جانے والی شاہراہ پر سفر کریں گے اس کے بعد میں اور میرا ساتھی اپنی رفتار تیز کرتے ہوئے آگے بڑھ جائیں گے اور آپ سے پہلے جبلہ پہنچ کر آپ کی دوسری بیوی نیمیا اور محترم زرمون کو آپ کی آمد سے مطلع کریں گے اس طرح جب ان دونوں باپ بیٹی کو خبر ہو گی کہ آپ دونوں میاں بیوی ان کے پاس قیام کرنے کے لیے مصر سے نکل چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں ان کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ ہو گی اور پھر ہمارا آپ سے پہلے اور آگے سفر کرنا آپ کے لیے بھی سود مند ہو گا اس لیے کہ اگر ہم آگے آگے جائیں گے اور تعاقب کرنے والا کوئی آگے نکلا ہوا ہے تو وہ ہمیں دکھائی دے گا یا ہم پر حملہ آور ہو گا اس طرح ہم بھاگ نکلیں گے تعاقب کرنے والوں کو اپنے پیچھے لگا لیں گے اور پھر انہیں جبلہ سے پہلے پہلے ادھر ادھر بھٹکانے کی کوشش کریں گے میرے خیال میں اتنی دیر تک آپ دونوں میاں بیوی باآسانی جبلہ میں اپنی حویلی میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔

تعاقب کرنے والوں کو ادھر ادھر بھٹکانے اور انہیں جل دینے کے بعد ہم بھی آپ کے پاس پہنچ جائیں گے ۔ میرا خیال ہے ایسی کوئی نوبت نہیں آئے گی اور ہم آپ سے پہلے ہی پہلے جبلہ پہنچ کر محترم زرمون اور آپ کی بیوی نیما کو آپ کی متوقع آمد سے مطلع کر دیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں اس خبر پر ان دونوں کی خوشیوں ان کی دونوں کے اطمینان کی کوئی حد نہ ہو گی ۔

اس مسلح جوان کو جواب دینے سے پہلے یرمیحا عدسنیہ کے پاس آیا ۔ تھوڑی دیر تک رازدارانہ سے انداز میں دونوں میاں بیوی صلاح مشورہ کرتے رہے اس کے بعد یرمیحا نے اس جوان کو مخاطب کیا ۔

میں اور عدسنیہ دونوں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں ۔ تم دونوں ان تین میں سے ہو جن کا تعارف مخیدون نے پہلے ہی نیمیا اور اس کے باپ زرمون سے کرار کھا ہے ۔ لہذا جبلہ پہنچ کر تم دونوں ہماری آمد کی خبر کرو گے تو نیمیا اور زرمون دونوں تمہاری باتوں پر اعتماد اور بھروسہ کر لیں گے ۔ پر میں بھی کتنا نادان ہوں کہ میں نے ابھی تک تمہارے تیسرے ساتھی سے متعلق تو پوچھا ہی نہیں ۔ جس کا تعارف مخیدون نے نیمیا اور زرمون سے کرایا تھا ۔ اس پر وہ دونوں اداس ہو گئے تھے ۔ پھر ایک کہنے لگا ۔

محترم یرمیحا ۔ ہمارا تیسرا ساتھی تعاقب کرنے والے اس گروہ کے ہاتھوں مارا گیا ہے جس گروہ کے افراد کو آپ اور شہزادی عدسنیہ نے موت کے گھاٹ اتار کر ریت میں دفن کر دیا ہے ۔

اس مسلح جوان کے اس جواب پر یرمیحا اور عدسنیہ تھوڑی دیر کے لیے فکر مند اور پریشان ہو گئے تھے ۔ پھر سب اٹھے اپنا سامان سمیٹنے لگے تھے تاکہ وہاں سے کوچ کریں جب وہ دونوں بستران مسلح جوانوں نے لپیٹ کر یرمیحا اور عدسنیہ کے گھوروں کی زینوں سے باندھ دیئے تو دونوں گھوڑے چونکہ دن بھر خشک گھاس چباتے رہے تھے لہذا ان کے پیٹ بھرے ہوئے تھے ۔ دونوں گھوڑوں کو پکڑ کر یرمیحا انہیں دہانے چڑھا دیئے تھے پھر سہارا دے کر اس نے ایک گھوڑے پر عدسنیہ کو سوار کیا دوسرے پر خود بیٹھ گیا ۔ اتنی دیر تک وہ دونوں مسلح جوان بھی بیٹھ گئے تھے ۔ پھر انہوں نے وہاں سے کوچ کیا ۔ اب انکا رخ مغرب کی جانب ارض شام کی طرف جانے والی شاہراہ کی طرف تھا ۔

شاہراہ تک چاروں اکٹھے آئے ۔اس کے بعد دونوں مسلح جوان یرمیحا اور عدینہ
ا حافظ کہتے ہوئے ان کے آگے آگے تیز رفتاری کے ساتھ جبکہ شہر کی طرف چلے گئے تھے
مدینہ اور یرمیحا بھی شام کی طرف جانے والی اسی شاہراہ پر درمیانی رفتار سے گھوڑوں کو
تے ہوئے اپنی مسافت سمیٹنے لگے تھے ۔

وقار عظیم پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

شب کی گہری تاریکیوں میں یرمیحا اور عدسیہ دونوں میاں بیوی مصر سے ا
شام کی طرف جانے والی شاہراہ پر اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھے۔ رات اپنے دامن
سوچوں کے ستارے تخیل کے نقش و نگار اور نگاہوں میں تھکن کے آثار سمیٹے صبح در
اور سحر کی بزم پر فشاں کے تعاقب میں بھاگتی جا رہی تھی۔ بادلوں سے خالی آسمان پر
ستارے کچھ ایسا سماں پیش کر رہے تھے جیسے اجل کے سیاہ خانوں یا یاس کے گہرے
میں دور ٹمٹماتے دیئے اپنے ہونے کا پتا دے رہے ہوں۔ روشنی میں ڈوبا چاند اپنے سینے
ازل کے ابدی راز لیے اپنی چاندنی زمین کے سینے پر آنچل کی مانند پھیلاتا مسکراتا اپنی منز
کی جانب رواں دواں تھا۔

یرمیحا اور عدسیہ دونوں میاں بیوی رات بھر سفر کرتے رہے جس وقت
نکلنے کے آثار نمودار ہوئے اور مشرق سے سورج نے زمین کے نہائے دھوئے بدن کو
تب ہر چیز عیاں اور واضح ہو گئی تھی۔ ڈھلے ڈھلے کوہستانی سلسلے۔ گزشتہ دن کی بارش
نہائے درخت پہلے کی نسبت زیادہ خنکی اور سردی کا احساس دے رہے تھے۔ مصر سے ا
شام کی طرف جانے والی گیلی گیلی شاہراہ بل کھاتے ہوئے دور تک اپنی موجودگی کا
دے رہی تھی۔ عدسیہ اور یرمیحا دونوں میاں بیوی جس وقت ایک کوہستانی سلسلے
رہے تھے تب ایکدم ایک خونی انقلاب رونما ہوا کوہستانی سلسلہ کے اوپر سے یکبارگی ر
کی کئی کمندیں یرمیحا پر ڈالی گئیں پھر ایک دم وہ کمندیں کھینچی گئیں جن کی وجہ سے

گھوڑے سے گر گیا تھا۔

یہ صورتحال عدینہ کے لیے بڑی فکر انگیز اور بڑی پریشانی کا باعث تھی وہ فوراً گھوڑے سے کود گئی اور زمین پر گرے ہوئے یرمیحا کی طرف بڑھی۔ یرمیحا کا حلقوم ان میں پھنسا ہوا تھا اور ابھی وہ ان کمندوں سے نجات ہی حاصل کر رہا تھا کہ اتنی دیر عدینہ اس کے پاس پہنچ گئی عدینہ بڑی تیزی سے حرکت میں آئی عدینہ نے اس وقت یہ دیکھا کہ ان کے اطراف میں کیا انقلاب رونما ہوا ہے بلکہ وہ بڑی فکر مندی اور عجلت ساتھ یرمیحا کی گردن سے پھندوں کی صورت میں وہ کندیں نکالنے لگی تھی۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہوئے تو دنگ رہ گئے اسلیے کہ بیس پچیس مسلح جوانوں ان دونوں میاں بیوی کو گھیر رکھا تھا اس موقع پر یرمیحا ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار نیام کرنا ہی چاہتا تھا کہ عین اس موقع پر اسے اپنی پیٹھ پر کسی کی تلوار کی چبھن محسوس اس نے جب مڑ کر دیکھا تو دو مسلح جوان اپنے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لیے کھڑے اور تیسرے کی تلوار کی نوک اس کی پشت پر تھی۔ یہ صورتحال یقیناً یرمیحا کے لیے ہی عدینہ کے لیے بھی بڑی حوصلہ شکن تھی تاہم مسلح جوان عدینہ سے کسی قسم کی تعرض اس قسم کی کوئی انتقامی کاروائی نہیں کر رہے تھے جو مسلح جوان ارد گرد کھڑے تھے وہ آہستہ آگے بڑھے پھر ان میں سے ایک جوان کا سرخیل ہو گا یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے

یرمیحا کسی قسم کی مزاحمت کرنے کی کوشش مت کرنا اگر تم ایسا کرو تو اپنی کٹوا بیٹھو گے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ مصر سے ارض شام کی طرف سفر کرتے ہوئے نے بڑی رازداری سے کام لیا ہوگا۔ لیکن ویسی ہی رازداری سے ہم بھی تمہارے تعاقب تھے ہمیں آقا اخناتون نے حکم دے رکھا تھا کہ ہر صورت میں تم دونوں کو زندہ گرفتار ائے۔ اگر ہم نے تم دونوں کو مردہ گرفتار کرنا ہوتا تو ہم تم دونوں پر دور سے ہی ایسی ازی کرتے کہ تم دونوں کو لاشوں میں تبدیل کر دیتے پھر تمہاری لاشیں اٹھا کر ان کے سامنے جا گراتے لیکن تم دونوں کو زندہ گرفتار کرنے کا ہمیں حکم ملا ہے۔ لہذا نوں کو ہم اب اپنے آقا اخناتون کی طرف لے کے جائیں گے۔

اس کے ساتھ ہی مسلح جوانوں کے اس سرخیل نے اپنے چند ساتھیوں کو

مخصوص اشارہ کیا۔ جس پر وہ آگے بڑھے پہلے انہوں نے یرمیحا سے اس کے سارے ہتھیار
چھین لیے پھر مضبوط رسیوں میں یرمیحا کے دونوں ہاتھ انہوں نے کس کر باندھ دیئے لیکن
عدینیہ کے سارے ہتھیار بھی لے لئے۔ تاہم انہوں نے عدینیہ سے کوئی تعرض نہ کیا نا ہی
اس کے ہاتھ باندھے گئے تھے۔ اس کے بعد وہ لوگ حرکت میں آئے یرمیحا کو انہوں نے اس
کے گھوڑے پر بٹھایا ان کے کہنے پر عدینیہ بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئی گرفتار کرنے والوں
نے اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ آگے چلا درمیان میں یرمیحا اور عدینیہ کو
رکھا گیا اور دوسرا حصہ ان کے پیچھے رہا اس طرح وہ یرمیحا اور عدینیہ دونوں میاں بیوی کو اپنا
اسیر کر کے اختاتون شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

OOO

سورج غروب ہونے کے لیے مغرب کی طرف خوب جھک گیا تھا۔ جبکہ شہر کی
حویلی میں نیمیا اور اس کا باپ زرمون دونوں حویلی کے دیوان خانے میں بیٹھے باہم گفتگو
کر رہے تھے۔ نیمیا نے اپنی گود میں اپنے شوہر یرمیحا کے بیٹے دلیسان کو لیا ہوا تھا۔ اور گفتگو
کے دوران وقفے وقفے سے وہ گود میں بٹھائے دلیسان پر جھکتی اسے پیار کرتی اس کے بعد پھر
گفتگو کے لیے اپنے باپ زرمون کیطرف متوجہ ہو جاتی تھی۔ ایسے میں ان تین محافظوں میں
سے ایک دیوان خانے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ جن کی مستقل رہائش حویلی میں تھی اور
جو زرمون اور نیمیا کی پاسبانی پر مقرر تھے دروازے پر اس محافظ کو دیکھ کر زرمون اور نیمیا
چونکے وہ سمجھے ضرور کوئی بات ہے جسکی بنا پر وہ آیا ہے۔ اسے دیکھتے ہی زرمون نے پوچھا

کیا بات ہے بیٹے تم کچھ کہنا چاہتے ہو۔ تمہیں کوئی چیز چاہیے آنے والا وہ محافظ
زرمون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

آقا زرمون میں آپ اور آپ کی بیٹی اور اپنی بہن نیمیا کے لیے ایک اچھی خبر لے
کر آیا ہوں۔ جو تین مخبر محترم یرمیحا نے ہمارے لیے پیغام رسانی پر مقرر کئے تھے۔ ان میں
سے دو آئے ہیں وہ کہیں رات بھر اور اگلا دن سفر کرتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں۔ وہ اصطبل میں
اپنے گھوڑے باندھ رہے ہیں میرے رفیق بھی ان کے ساتھ ہیں۔ وہ بھی تھوڑی ہی دیر تک
آپ لوگوں ہی کی طرف آرہے ہیں۔ وہ جو خوشخبری لائے ہیں۔ تو میں بھاگا بھاگا اس لیے آیا

ی طرف آیا ہوں کہ وہ خوشخبری آپ سے کہوں ۔ وہ دونوں یہ خبر لائے ہیں کہ یرمیحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی آج سورج غروب ہونے کے بعد کسی بھی وقت اس حویلی میں داخل ہو سکتے ہیں ۔

محافظ تھوڑی دیر کے لیے رکا دم لیا اس کے بعد دوبارہ کہتا چلا گیا تھا ۔

محترم زرمون اور میری عزیز بہن نیمیا ۔ میں آپ پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ اخناتون شہر میں یہ راز کھل گیا ہے کہ یرمیحا اور عدینہ دونوں محافظ اور شہزادی نہیں ہیں بلکہ دونوں میاں بیوی ہیں اور اس راز کے کھولنے میں سب سے بڑا کردار عدینہ کے بہنوئی سمخار نے کیا ہے اس لیے کہ سمخار نیل کی ناگن کے خاص آدمیوں میں سے ہے ۔ اسی بناء پر یرمیحا اور عدینہ بھاگ کر آپ کی طرف آ رہے ہیں بس میں اسی قدر جان سکا ہوں اب وہ تھوڑی دیر میں آتے ہیں تو وہ تفصیل سے سارے حالات آپ سے کہیں گے ۔

اس خبر سے خوبصورت نیمیا کھلے بیابانوں کی ٹھنڈی ہواؤں میں نرم شاخوں پر جھولتی سبز گہرے رنگ کی بیلوں ۔ غلامی کی دھند میں رقص کر اٹھنے والے آزادی کے جوہر ۔ بحرانی دور ۔ جمود کے بدترین عہد میں رشتوں کے پیوند لگاتی نوید جانفزا جیسی خوشکن اور خوشگوار ہو کر رہ گئی تھی ۔ اس خبر سے اس کے چہرے کی ضیا میں امیدوں کی قوس وقزاح ۔ شبنم کی خنک لطافتیں عود کر آئی تھیں ۔ اس کے خدوخال کی رعنائی اس کے اعضا کی موزونیت میں مسرتوں کی خود فراموش محویت اپنا رنگ دکھانے لگی تھی ۔ مجموعی طور پر نیمیا آغوش گل میں رقص کرتی شفاف برہنہ شبنم جیسی شگفتہ ہو کر رہ گئی تھی ۔ یہ خبر سننے کے بعد تھوڑی دیر تک نیمیا ہی نہیں زرمون بھی اپنی جگہ خاموش رہا ۔ نیمیا کی آئینہ جیسی چمکتی پیشانی اوس سے نرم گلابی ہونٹ ۔ خوشیوں کے طوفان کا پتہ دے رہے تھے ۔ اس کی کیفیت سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم کا ہر ریشہ قند ۔ اور اسکے تمام اعضا اور جوارح شہد ہو کر رہ گئے ہوں ۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد نیمیا نے اپنے باپ زرمون کو مخاطب کرتے ہوئے خاموشی کے اس قفل کو توڑا تھا ۔

اے میرے باپ لگتا ہے میری مصیبتوں اور میری زندگی کے جمود کا خاتمہ ہو رہا ہے ۔ اے میرے باپ اب تک میں نے ابر کا سایہ تلاش کرتے بے بس پرندوں شجر کی گود میں روتے پیلے پتوں کی سی زندگی بسر کی ہے ۔ میں اپنے شوہر اور عدینہ کے بغیر اس جبکہ شہر

میں محرومیوں اور نا امیدیوں کی لہروں میں پڑی رہی ہوں ۔ پر اب لگتا ہے ۔ کفر ساماں اطوار کا انتشار ختم ہو رہا ہے ۔ بیم کی گہری گھٹائیں چھٹنے لگی ہیں ۔ کالے بخار کی سی کیفیت تمام ہونے کو ہے ۔ اور ابتک جو میری زندگی پر سرد کہر آلود راتوں کی پر خزاں رت چھائی ہوئی تھی اے میرے باپ مجھے ان سب دشواریوں ان سب نا امیدیوں سے اب نجات ملنے والی ہے ۔

نیمیا کی اس گفتگو سے خود زرمون بھی بے پنا خوشی کا اظہار کر رہا تھا پھر وہ مسکراتے ہوئے نیمیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

نیمیا میری بیٹی انسان کو اس کشمکش دہر میں انتہا پر نظر رکھنی چاہیے ۔ اگر کبھی دکھ اور تکلیفیں آتی ہیں تو اسے یہ بھی امید رکھنی چاہیے کہ دکھ اور تکلیفوں کا خاتمہ ہو گا اور پھر اسے اچھے دن بھی دیکھنا نصیب ہوں گے ۔ میری بیٹی انسان کا دل ایک آئینہ ہے جہاں اس پر گہرے نفرت خیز سائے اپنا رنگ دکھاتے ہیں وہاں اس پر نغمات کے دھارے بھی اپنا اثر دکھا کر جاتے ہیں ۔ میری بچی میں خود بھی تیرے متعلق اکثر و بیشتر پریشان رہتا تھا ۔

زرمون تھوڑی دیر کے لیے رکا اسکے بعد وہ نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا چلا گیا تھا ۔

میری بچی میں یرمیحا کے ساتھ تیری شادی پر بے حد خوش تھا اس لیے کہ یرمیحا جوان اور توانا ہے باوفا ۔ دلیر اور ایک عدیم قسم کا تیغ زن ہے ۔ پر اس خوشی کے ساتھساتھ مجھے ایک فکر بھی لاحق تھی اور وہ یہ کہ عدینہ اور یرمیحا کے اخناتون شہر کی طرف چلے جانے کے بعد آخر میری بیٹی اور میری بچی کا کیا ہو گا ۔

نیمیا میری بیٹی تم میری اکلوتی اولاد ہو ۔ بیٹی بھی ہو بیٹا بھی ہو ۔ قسم آمون دیوتا کی رات کو سونے سے پہلے اور اکثر رات کو اچانک جاگ اٹھنے کے بعد میرے خیالات تیرے ہی گرد گھومتے تھے ۔ میں یہی سوچتا رہتا تھا کہ آخر میری بیٹی کا کیا بنے گا ۔ کیا یہ اسی طرح مجرد زندگی بسر کرتی رہے گی ۔ کیا یہ اسیطرح شادی شدہ ہونے کے باوجود اس حویلی میں اکیلی پڑی اپنے شوہر کا انتظار کرتی رہے گی ۔ پر بیٹے اس محافظ نے جو خبر دی ہے قسم آمون دیوتا کی میرے سارے ہی اندیشے میری سارے ہی شیطانی وسوسے اب تمام ہوئے ۔ یوں جانو آج کا دن میری بیٹی میری بچی عید کا اور خوشی کا دن ہے ۔

نیمیا اپنے باپ زرمون کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ

حویلی میں سے رہنے والے دو محافظوں کے علاوہ یر میحا اور عدینہ کی طرف سے آنے والے دو جوان بھی وہاں آئے انہیں دیکھتے ہی زرمون اور نیمیا دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر زرمون نے آگے بڑھ کر آنے والے ان دونوں جوانوں سے مصافحہ کیا اور ان پانچوں کو دیوان خانے میں بٹھایا۔ جب وہ بیٹھ گئے تو نیمیا نے آنے والے دونوں جوان کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیز بھائیو! تمہاری آمد سے تھوڑی دیر پہلے میرے اس بھائی نے مجھے تھوڑا سا اشارہ دیا ہے کہ آج شام کے کسی بھی وقت یر میحا اور عدینہ حویلی میں داخل ہو سکتے ہیں کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ کن حالات میں وہ اختاتون شہر سے نکل رہے ہیں۔ میرے اس بھائی نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ ان کے میاں بیوی ہونے کا راز کھل چکا ہے۔

دونوں سواروں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ان میں سے ایک نے نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

نیمیا میری بہن جو کچھ آپ کے محافظ نے آپ کو بتایا ہے وہ درست ہے دراصل یہ عدینہ کا بہنوائی سمنخار انتہائی شیطان انسان ہے۔ اس کا بھی کوئی قصور نہیں اس لیے کہ وہ طائی کی ناگن کا آدمی ہے۔ طائی کی پوری اسیر گرفت ہے۔ نیل کی ناگن اسے اپنا آدمی سمجھتے ہوئے اس سے جاسوسی کا کام بھی لیتی ہے۔ سمنخار کو شک ہو گیا تھا کہ عدینہ اور یر میحا کے ضرور غیر معمولی تعلقات ہیں۔ اس لیے کہ لشکر کے ساتھ جب یر میحا اور عدینہ اختاتون پہنچے تھے تو جس وقت سب لوگوں کے ساتھ اختاتون نے ان کا استقبال کیا تھا تو اس استقبال کے دوران اختاتون نے اپنی بیٹی عدینہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اب ان کی شادی کرنا چاہتا ہے اس پر عدینہ اداس ہو گئی تھی اور شادی سے اس نے یکسر انکار کر دیا تھا۔ اس دوران سمنخار بھی وہاں تھا اور وہ بڑی گہری نگاہوں سے عدینہ اور یر میحا کے چہروں کے تاثرات دیکھتا رہا تھا۔

ان تاثرات کے دوران سمنخار کو شک ہو گیا کہ یر میحا اور عدینہ کے دو طرح کے تعلقات ہو سکتے ہیں یا تو وہ دونوں میاں بیوی ہیں یا یہ کہ انہوں نے آپس میں ویسے ہی ربط قائم کر رکھا ہے۔ لہذا وہ ان دونوں کے پیچھے پڑ گیا۔ اس نے اس کام پر ایک لونڈی کو مقرر کیا جو گاہے گاہے عدینہ پر نگاہ رکھتی رہی۔ اور عدینہ کی خدمت پر جو لونڈیاں مقرر تھیں ان

سے بھی اس نے روابط رکھے ۔اس دوران اس نے کئی بار بند دروازے کی اوٹ سے عدنیہ کو نہانے کے بعد یرمیحا کے کمرے سے نکلتے دیکھا بس یہ ساری باتیں اس نے سمنخار سے کہہ دیں سمنخار نے یہ باتیں نیل کی ناگن سے کہیں ۔ نیل کی ناگن سے اس سلسلے میں اپنے بیٹے اخناتون سے بات کی اسی دوران سمنخار شیطان نے ان اسرائیلیوں میں سے ایک کو جا پکڑا جن کی موجودگی میں یرمیحا اور عدنیہ کی شادی ہوئی تھی ۔اس اسرائیلی نے سب کی موجودگی میں یہ اقرار کر لیا کہ یرمیحا اور عدنیہ دونوں میاں بیوی ہیں ۔پر بھلا ہو مخیدون کا اُسے ان سارے حالات کی خبر ہو گئی ۔جس وقت گرفتار ہونے والے اسرائیلی کو یرمیحا اور عدنیہ کی شادی کا انکشاف کرنے کے لیے اخناتون کے سامنے پیش کیا جانا تھا اس سے تھوڑی ہی دیر پہلے مخیدون نے ساری صورتحال سے یرمیحا اور عدنیہ کو مطلع کر دیا اور ان کے بھاگنے کے لیے اس نے ایک کشتی بھی تیار کر دی پھر چند محافظ اس نے یرمیحا اور عدنیہ کے ساتھ کئے جو انہیں بحفاظت دریائے نیل کے کنارے لے گئے اور انہیں کشتی میں بٹھا دیا ۔اس کے علاوہ یرمیحا نے دو کے علاوہ کچھ اور ساتھیوں کو مقرر کیا ہمارے ذمے یہ کام لگایا کہ ہم دریائے نیل کے کنارے کنارے سفر کرتے رہیں اور یرمیحا اور عدنیہ پر نگاہ رکھیں مخیدون نے یرمیحا اور عدنیہ کو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ عوارث شہر کے قریب انہیں کچھ سوار نظر آئیں گے لہذا وہ کشتی سے نکل کر ان کے پاس جائیں ان کے پاس دو فالتو گھوڑے ہوں گے ان گھوڑوں پر بیٹھ کر جبلہ کی طرف جائیں ۔ وہ سوار ہم ہی تھے ۔اس کے اس سوار نے سارے حالات تفصیل سے کہہ دیئے تھے ۔

نیمیا تھوڑی دیر تک اس خوشکن خبر سے لطف اندوز ہوتی رہی اس دوران ایک نگاہ اس نے اپنی گود میں کھیلتے بچے کی طرف دیکھا وہ سو چکا تھا ۔ نیمیا نے بچے کو پیار سے اپنے ہاتھوں میں لیا اپنی جگہ سے اٹھی بچے کو اس نے ایک مسہری پر لٹایا پھر وہ اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی ۔

اے میرے باپ یرمیحا اور عدنیہ دونوں تھکے ہارے آئیں گے لگاتار گھوڑے کی پیٹھ پر سفر کرتے ہوئے وہ تھکاوٹ بھی محسوس کر رہے ہوں گے ۔اے میرے باپ میں ان کی آمد سے پہلے پہلے کھانا تیار کرتی ہوں تاکہ ان کے آتے ہی میں ان کی ضیافت کا سامان کر سکوں ۔

زرمون نے اپنی بیٹی نیمیا کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ پھر وہ پانچوں جوان بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔ نیمیا میری بہن اب ہم حویلی کے اس حصے کی طرف جاتے ہیں جہاں ہمارا قیام ہے۔ آنے والے یہ دونوں بھائی بھی ہمارے ساتھ وہیں ٹھہریں گے جس وقت عدنیہ اور یر میحا یہاں پہنچ جائیں گے پھر ہم آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوں گے نیمیا نے ان کی اس تجویز سے اتفاق کیا اس پر وہ پانچوں جوان حویلی کے دوسرے حصے کی طرف چلے گئے تھے۔ جبکہ نیمیا بھاگ بھاگ کر گھر کی صفائی ستھرائی کرنے کے بعد مطبخ میں کھانا تیار کرنے میں لگ گئی تھی۔

OOO

جب شام رات میں ڈھل گئی اور رات بھی گہری ہو کر بڑی تیزی سے بھاگنے لگی نیمیا اور اس کا باپ زرمون دونوں پریشان ہو گئے۔ نیمیا نے بچے کو دودھ پلا کر سلا دیا تھا خود وہ اپنے باپ کے ساتھ بیٹھ کر یر میحا اور عدنیہ کی آمد کا انتظار کرنے لگی تھی۔ جوں جوں رات گزرتی جا رہی تھی۔ اس کی پریشانیوں اس کی فکر مندیوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ آدھی رات تک یہ انتظار جاری رہا۔ آدھی رات کو جبکہ دونوں باپ بیٹی بیٹھے تھے۔ نیمیا نے اپنے باپ زرمون کی طرف دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

اے میرے باپ رات آدھی جا چکی ہے اور اب تک میرے شوہر یر میحا اور عدنیہ کا نہ آنا مجھے وسوسوں اور پریشانیوں میں مبتلا کر رہا ہے۔ جو دو مخبر یر میحا اور عدنیہ کی آمد کی خبر لے کر آئے تھے۔ میرے باپ وہ بھی ابھی تک جاگ رہے ہوں گے۔ آپ جا کر پوچھیں تو سہی کہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ اس دوران حویلی کے صحن میں کھٹکا ہوا اس پر نیمیا چونک سی پڑی اس نے سمجھا کہ یر میحا اور عدنیہ آ گئے ہیں اور ان دونوں کو خبر نہ ہوئی ہو گی اور محافظوں نے حویلی کا دروازہ کھول دیا ہو گا۔ لیکن دونوں باپ بیٹی جب حویلی کے صحن میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حویلی کے صحن میں ان کے تین محافظ اور آنے والے دو مخبر ادھر ادھر چہل قدمی کر رہے تھے۔ جب انہوں نے سکونتی حصے سے نکل کر زرمون اور نیمیا کو بھی صحن کی طرف آتے دیکھا تو وہ پانچوں ان کے قریب آئے پھر ان میں سے کوئی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ نیمیا بول پڑی۔

میرے عزیز بھائیو۔ تم لوگوں نے کہا تھا کہ یر میحا اور عدنیہ دونوں میاں بیوی

شام گہری ہونے کے ساتھ ہی یہاں پہنچ جائیں گے ۔ لیکن تم دیکھتے ہو کہ رات آدھی کے لگ بھگ گزر چکی اور ابھی تک وہ نہیں آئے ۔ اس پر آنے والے دو مخبروں میں سے ایک بول پڑا ۔

ہم خود اس سلسلے میں بڑے پریشان اور فکر مند ہیں ہم پانچوں جو حویلی کے صحن میں اس وقت رات کو کھڑے ہیں تو ہم سب مل کر بڑی بے چینی سے یرمیحا اور عدینہ ہی کا انتظار کر رہے ہیں ۔ ہو سکتا ہے انہوں نے راستے میں کہیں قیام کر لیا ہو ۔ میں اور میرا ساتھی ساری رات اور سارا دن سفر کرتے ہوئے یہاں شام سے ذرا پہلے پہنچے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یرمیحا اور عدینہ دونوں میاں بیوی نے احتیاط کے طور پر دن کے وقت سفر کرنا مناسب نہ سمجھا ہو ۔ اور وہ دن کے وقت کہیں چھپ کر آرام کرنے میں لگ گئے ہوں ۔ میرے خیال میں آنے والی صبح تک وہ ضرور یہاں پہنچ جائیں گے ۔

نیمیا میری بہن ۔ آپ صبح تک انتظار کریں اگر صبح تک دونوں میاں بیوی نہ آئے تب میں اور میرا ساتھی یہاں سے روانہ ہوں گے ۔ اور پھر یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ یرمیحا اور عدینہ کہاں رہ گئے ہیں اور وہ یہاں کیوں نہیں پہنچے ۔ میرے خیال میں اب آپ دونوں باپ بیٹی جا کر آرام کریں ۔

اس گفتگو کے بعد بادل نخواستہ نیمیا بیچاری وہاں سے ہٹی اور جا کر بچے کے پاس لیٹ گئی تھی ۔ زرمون بھی جا کر آرام کرنے لگا تھا ۔

اگلی صبح تک بھی جب یرمیحا اور عدینہ نہ پہنچے تب نیمیا اور زرمون کی پریشانیوں کی کوئی انتہا نہ تھی پھر ان سے صلاح و مشورہ کریں بعد دونوں مخبر جبلہ سے واپس مصر کی طرف روانہ ہو گئے تھے ۔ تاکہ یہ اندازہ لگا سکیں کہ یرمیحا اور عدینہ کہاں رہ گئے ہیں ۔

اختاتون شہر کے شاہی قصر کے اس کمرے میں جہاں فرعون لوگوں کی شکایات
نا کرتا تھا ۔ سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے اختاتون اسکی ماں طائی ماموں کیرتون
صر کی ملکہ نافریطہ ۔ ٹوٹخمان ۔ زربال ۔ سمنخار کچھ دوسرے بڑے پجاریوں کے علاوہ اختاتون
ں دیگر بیٹیاں اوران کے شوہر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایسے میں کچھ مسلح جوانوں نے یرمیحا اور
سینہ دونوں کو ان کے سامنے پیش کیا۔

گو فرعون اختاتون کو اپنی بیٹی عدسینہ سے دیوانگی کی حد تک پیار اور محبت تھی
کن اس موقع پر اس کے چہرے پر غضبناکی نفرت اور بیگانگی کے آثار تھے ۔ عدسینہ اور یرمیحا
ونوں کو جب فرعون کے سامنے لاکر کھڑا کیا گیا تب وہ دونوں چپ چاپ اپنی جگہ پر کھڑے
ہے ۔ اس موقع پر اختاتون کی کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی تھی اس نے یرمیحا اور عدسینہ دونوں
مخاطب کیا تھا۔

کیا تم دونوں صرف چند روز اختاتون شہر کے باہر رہنے کے بعد سارے آداب و
ازمات بھول گئے ہو ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ مصر کے حکمران اور فرعون کے سامنے جس کو
یش کیا جاتا ہے وہ اس کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی انتہائی ارادتمندی
رعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرعون کو تعظیم دینے کی خاطر زمین کی طرف جھک جاتا ہے

فرعون اختاتون کی اس گفتگو کے جواب میں یرمیحانے اسکی آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کر دیکھا پھر کہنے لگا۔
فرعون کو خبر ہونی چاہیے کہ میں نبطی نہیں اسرائیلی ہوں۔ فرعون کو خبر ہونی چاہیے کہ میں راع یا آمون دیوتا کا پیروکار نہیں بلکہ اس خدائے واحد کی پرستش اور بندگی کرنے والا ہوں جو اس ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ میں اپنے اللہ اپنے مالک اپنے رب اپنے خدا کے علاوہ اور کسی کے سامنے گردن کو خم نہیں کرتا اس لیے کہ وہی مالک ہے وہی سب کا آقا ہے اور میں اپنے اسی آقا کے سامنے سر جھکانے اور اسی کو سجدہ کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ فرعون کو آگاہ ہونا چاہیے کہ یہ گردن کٹ سکتی ہے اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے سجدے کے انداز میں جھک نہیں سکتی۔
یرمیحا کا یہ جواب سن کر جہاں نیل کی ناگن اور اس کا بھائی کیرتون آگ بگولہ ہو گئے تھے وہاں اختاتون کے چہرے پر بھی غضبناکی اور درندگی کے آثار تھے۔ تاہم مخیدون۔ ٹو ٹخمان زربال اور نافریطہ بالکل خاموش اور چپ بیٹھے تھے۔ سمنخار کے چہرے پر بہرحال طنزیہ سی ایک مسکراہٹ تھی۔ تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی اسکے بعد اختاتون نے اپنی بیٹی عدسیہ کو مخاطب کیا۔
عدسیہ تم کہو تم اپنی صفائی میں کیا کہتی ہو۔ تم نے اس کمرے میں داخل ہونے کے بعد کیوں شاہی تعظیم کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ عدسیہ نے جواب میں بڑی تیز نگاہوں سے اپنے باپ اختاتون کی طرف دیکھا۔ پھر اس کی بڑی ترش اور جسارت آمیز آواز سنائی دی۔
میں مصر کے حکمران اختاتون سے گزارش کروں گی کہ پہلے یرمیحا کے بندھے ہوئے ہاتھ کھول دیئے جائیں اس کے بعد میں آپ کے سوال کا جواب دیتی ہوں۔
عدسیہ کے ان الفاظ کے جواب میں اختاتون نے تالی بجائی جس کے جواب میں اختاتون کا چوبدار اندر آیا وہ جب تعظیم پیش کر چکا تب اختاتون نے اسے مخاطب کیا۔
یرمیحا کے بندھے ہوئے ہاتھ کھول دو۔
اس پر چوبدار آگے بڑھا یرمیحا کے سامنے آیا اس کے بندھے ہوئے ہاتھ کھول دیئے سوالیہ انداز میں اس نے فرعون کی طرف دیکھا ہاتھ کے اشارے اختاتون نے جب اسے باہر نکلنے کا اشارہ کیا تو چوبدار باہر نکل گیا تھا۔ اسکے بعد اختاتون نے اپنی بیٹی عدسیہ کو مخاطب کیا۔

سن عدسینہ تو جانتی ہے میں نے تجھے صرف بیٹی ہی نہیں بیٹا سمجھ کر تیری پرورش کی تھی اپنی بیٹیوں میں سب سے زیادہ تمہیں اہمیت دی۔ تم پر بھروسہ کیا۔ تم پر اعتماد کیا لیکن آخر تم نے ہی میرے بھروسے میرے اعتماد کو دھوکہ دیا۔ میں نے تمہاری خواہش کے مطابق تمہارے لیے محافظ مقرر کیا۔ اور پھر میں نے تمہیں اخناتون شہر کی تعمیر پر مقرر کیا ایسا میں نے اس لیے نہیں کیا تھا کہ تو چوری چھپے اس یرمیحا سے شادی کر لے۔ اگر تو یہاں سے یرمیحا کے ساتھ نہ بھاگتی اور میرے سامنے پیش ہوتی تو میں تیری کسی توجیح تیرے کسی بہانے کو قبول کر لیتا۔ اگر تو شادی سے انکار کر جاتی تو شاید میں درگزر کر جاتا کہ تو نے شادی نہ کی ہو گی لیکن یہ جو تو خطرات کو محسوس کرتے ہوئے یرمیحا کے ساتھ شمالی علاقوں کی طرف بھاگی تو یہ اس بات کا بین اور واضح ثبوت ہے کہ تم نے ہم سب سے چوری چھپے اس اسرائیلی یرمیحا سے شادی رچا رکھی ہے۔ عدسینہ تم جانتی ہو یہ ایسا فعل ہے جس کی ہمارے یہاں کوئی معافی نہیں ہے۔ جو فعل تم سے اور یرمیحا سے سرزد ہوا ہے اس کی سزا میں میری ماں طائی اور ماموں اور مصر کے بڑے پجاری کیرتون نے ملکر پہلے ہی تجویز کر رکھی ہے۔ پر میں اب جرم کا اقرار تیری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

فرعون اخناتون جب خاموش ہوا تب عدسینہ نے کہنا شروع کیا اے میرے باپ آپ کا پہلا سوال یہ تھا کہ میں نے اور یرمیحا نے آپ کو روایتی تعظیم کیوں نہیں دی جو مصر میں لوگ آپ کو دیتے ہیں۔ میرے باپ اس کا جواب یرمیحا آپ کو دے چکا ہے۔ میں آپ پر مزید یہ انکشاف کروں کہ یرمیحا کی طرح میں بھی اب دین اسلام قبول کر چکی ہوں۔ میں آمون اور راع کسی کو ماننے والی نہیں۔ یہ بت ہیں جو نہ کچھ دے سکتے ہیں نہ فائدہ پہنچاتے ہیں نہ بگاڑ سکتے ہیں ہم خود ہی انہیں بناتے ہیں انہیں تراشتے ہیں اور پھر خود ہی ان کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں گویا ہم اپنے لیے خود ہی معبود اور مددگار بنا لیتے ہیں۔ جس مددگار کو ہم اپنے ہاتھوں سے بناتے تراشتے ہیں وہ آخر ہماری مدد کیا کرے گا۔ آپ کو آپ کے پہلے سوال کا جواب مل گیا۔ کہ میں نے اور یرمیحا نے آپ کو کیوں تعظیم نہیں دی اس لیے کہ ہم ان آداب اس معاشرت کے پابند نہیں جو مصر میں جاری ہے۔ ہم دین اسلام کے پیروکار ہیں جس کے لیے صرف ایک خدا کی بندگی جائز ہے۔ اسی خدائے واحد کو جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ سجدہ روا ہے۔ اس بناء پر اے میرے باپ ہم نے

آپ کو تعظیم نہیں دی ۔

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ آخر میں یرمیحا کے ساتھ یہاں سے کیوں بھاگی ۔ ہر انسان کو جب خوف طاری ہوتا ہے تو وہ اپنی جان بچانے کے لیے بھاگتا ہے ایسا ہی میں نے اور یرمیحا نے بھی کیا ۔ جہاں تک میرے اور یرمیحا کے تعلقات ہیں تو اے میرے باپ میں جھوٹ نہیں بولوں گی ۔ جب آپ اپنی ماں اور ماموں کیساتھ مل کر میری اور یرمیحا کی سزا تجویز کر ہی چکے ہیں تو میں سب کے سامنے علی الاعلان کہتی ہوں کہ میں یرمیحا کی بیوی ہوں ۔ اور ہم دونوں نے اس وقت شادی کر لی تھی جس وقت اس اخناتون شہر کی تعمیر ہو رہی تھی میں اس کی جراتمندی ۔ دلیری ۔ شجاعت سے متاثر تھی ۔ شادی میں نے کرنی تھی کسی اور نے نہیں ۔ شادی کرنے کے بعد میں نے یرمیحا کے ساتھ زندگی بسر کرنی تھی نہ کہ کسی اور نے ۔ لہٰذا میری یہ شادی میری ہی پسند کے مطابق ہونی چاہیے تھی ۔ سوائے میرے باپ میں ایسا کر گزری ۔

میں یہ بھی جانتی تھی کہ اس شادی کے سلسلے میں اگر میں آپ سے اپنی ماں سے مخیدون سے یا اپنی بہنوں میں سے دادی کے علاوہ اپنے بہنوئیوں میں سے کسی سے صلاح و مشورہ کرتی تو کوئی بھی اس پر رضامند نہ ہوتا گویا اس طرح ہر ایک میری خواہش اور میری پسند کو ٹھکرا دیتا ۔ لہٰذا میں نے اپنی پسند اپنی خواہش کو سامنے رکھتے ہوئے چند اسرائیلیوں کو اس میں شامل کیا اور یرمیحا سے میں نے شادی کر لی ۔ اب آپ نے ہم دونوں میاں بیوی کے خلاف جو فیصلہ جاری کرنا ہے وہ کر دیں ۔ ہم دونوں کو کوئی شکوہ کوئی گلہ نہ ہو گا ۔

یہاں تک کہنے کے بعد عجیب سی چاہت اور محبت میں عدسیہ اپنے پہلو میں کھڑے یرمیحا کی طرف دیکھتی رہی اس موقع پر فرعون اخناتون نے یرمیحا کو مخاطب کیا ۔

یرمیحا جو کچھ میری بیٹی عدسیہ نے کہا ہے کیا تم اس کے الفاظ سے اتفاق کرتے ہو ۔ یرمیحا نے پھر ایک مسکراہٹ بھری نگاہ اپنے پہلو میں کھڑی عدسیہ پر ڈالی پھر فرعون اخناتون کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا ۔

اتفاق تو بہت دور کی بات ہے یوں جانیں کہ جو الفاظ جو باتیں عدسیہ نے ادا کی ہیں یہ صرف اس کی ہی نہیں میرے دل کی بھی آواز اور پکار ہیں ۔ ہم دونوں دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں ۔ جو ایک فطری دین ہے ۔ جو اس خداوند قدوس کا دین ہے جو سارے جہانوں کا

ق اور اس قابل ہے کہ صرف اسی کی بندگی اور عبادت کی جائے ۔اس کے علاوہ جس کی
ں بندگی اور عبادت کی جاتی ہے وہ باطل ہے گناہ ہے اس لیے کہ وہ سارے جہان کا مالک
آقا ہے ۔اسکے مقابلے جس قدر بنی نوع انسان ہیں وہ اس خالق کے بندے ہیں لہذا ایک
ے ایک غلام کو اپنے آقا اور مالک ہی کے سامنے جھکنا چاہیے اسی کی بندگی اور عبادت
نا چاہیے اس کے علاوہ جتنے خود ساختہ معبود ہیں یا بت ہیں میں اور میری بیوی عدسیہ ان
ب کو لات مار چکے ہیں ۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے عدسیہ خوش ہو گئی تھی اسکے لبوں پر گہری مسکراہٹ
۔اس مسکراہٹ نے نیل کی ناگن اور اس کے بھائی کیرتون کو اور غضبناک کر دیا تھا
ں موقع پر نیل کی ناگن بول پڑی ۔

اس سے جو تمہارے چہرے پر مسکراہٹ ہے عدسیہ جانتی ہو جو فعل تم نے اور
حا نے کیا ہے اس کی کیا سزا ہے اور تمہارے اس جرم کی سزا ہم نے کیا تجویز کر رکھی ہے ۔
تم نے اور یرمیحا نے مل کر جرم کیا ہے اس کی سزا یرمیحا کے لیے یہ ہے کہ یرمیحا کو
لوب کر دیا جائے ۔ تمہاری اس سلسلے میں سزا جو ابتک تجویز ہو چکی ہے وہ یہ کہ پہلے
را ایک بازو کاٹ دیا جائے یہ تمہاری بغاوت اور نافرمانی کی سزا ہے اس کے بعد گلا
ٹ کر تمہارا خاتمہ کر دیا جائے اور تمہارے جسم کی ممی کو محفوظ کرنے کے لیے سقارہ کے
م میں ڈال دیا جائے ۔کیا اپنے لیے یہ سزا سننے کے بعد اب بھی تمہارے چہرے پر
راہٹ رہے گی ۔

عدسیہ جواب میں پہلے سے زیادہ کھل کر مسکراتی رہی ۔اور نیل کی ناگن کی
ب دیکھتی رہی اسکے بعد اس نے بڑے طنزیہ سے انداز میں طائی کی طرف دیکھنا شروع کیا

طائی آپ میری دادی ہیں میں آپ کا احترام کرتی ہوں گو کہ آپ کا نام طائی ہے
آپ کے ظلم آپ کے ستم کی وجہ سے اور آپ کی زیادتیوں ۔آپ کی ناانصافیوں کی وجہ
مصر کے سارے ہی لوگ آپ کو طائی نہیں نیل کی ناگن کہہ کر مخاطب کرتے ہیں ۔آج
ہ میرے تم سب لوگوں کے ساتھ رشتے کٹنے والے ہیں لہذا میں تمہیں طائی نہیں سب
سامنے نیل کی ناگن کہہ کر مخاطب کرتی ہوں ۔تو سن نیل کی ناگن ۔یہ جو تم مجھے خوف

دلا رہی ہو اور دھمکی دے رہی ہو کہ تم نے جو میرے لیے سزا تجویز کی ہے وہ سنا کر میرے لبوں سے میری مسکراہٹ چھین لو گی ہرگز نہیں ۔ میں اپنی موت کی دہلیز پر کھڑی ہو کر بھی مسکراؤں گی اگر تم مجھے تختہ دار پر لے جاؤ تب بھی تم میرے چہرے پر مسکراہٹ دیکھو گی جب تم میرا بازو کاٹنے لگو گے تب بھی میرے چہرے پر تبسم ہو گا اس لیے کہ میں اپنی جگہ مطمئن ہوں کہ میرا ضمیر آسودہ ہے کہ اِ نے کوئی برا فعل نہیں کیا ہر عورت شادی کرتی ہے میں نے بھی اگر شادی کی ہے تو یہ کوئی خلاف فطرت فعل نہیں ہے ۔ یہ شادی میری تھی مجھے اپنی پسند سے شادی کرنا تھی ۔ جو میں نے کر لی ہے ۔ اب اگر تم میری اس پسند کو ایک جرم سمجھتے ہو تو ہم دونوں میاں بیوی تمہارے سامنے کھڑے ہیں اس جرم کی جو سزا دینا چاہو ہم دونوں میاں بیوی کمال استقلال کے ساتھ بھگتنے کے لیے تیار ہیں ۔ میں نے یرمیحا کے ساتھ جو شادی کی ہے میں چونکہ اسے جرم اور خلاف فطرت فعل قرار نہیں دیتی لہذا اس سلسلے میں میں آپ لوگوں میں سے کسی سے نہ معذرت کروں گی نہ معافی مانگوں گی ۔ میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی ۔ اس سلسلے میں میرے شوہر یرمیحا سے جو کچھ پوچھا گیا اس کا جواب بھی انہوں نے حقیقت پر مبنی دے دیا ہے ۔ اب ہم دونوں میاں بیوی خاموش ہوتے ہیں تم لوگوں نے جو فیصلہ سنانا ہے سناؤ ۔

عدسیہ کے خاموش ہو جانے کے بعد فرعون اخناتون عدسیہ کی اس گفتگو کے جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس کے ماموں اور مصر کے بڑے پجاری کیرتون نے اسے ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کو کہا ۔ اس پر اخناتون خاموش رہا پھر کیرتون بول پڑا ۔ اس نے یرمیحا اور عدسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا ۔

یرمیحا تمہارا جرم یہ ہے کہ تم نے شاہی خاندان کی ایک لڑکی کو ورغلا کر اس سے شادی کی ۔ تمہارا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور بنی اسرائیل مصر کے اندر صرف غلامانہ زندگی بسر کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں ۔ تم نے چونکہ مصر کے آداب و معاشرت ۔ مصر کے رسم و رواج کے خلاف بغاوت کی ہے یرمیحا تم نے اپنی حدود سے نکل کر ایک ایسا فعل کیا ہے جس کی سزا انتہائی بدترین ہے ۔ یرمیحا تم نے پورے شاہی خاندان کو دھوکہ دیا ہے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے ۔ تمہیں تیغ زنی کا مقابلہ جیتنے کی وجہ سے شہزادی عدسیہ کا محافظ مقرر کیا گیا تھا لیکن تم نے محافظ کا صحیح کردار ادا نہیں کیا ۔ تم جانتے ہو تمہیں عدسیہ کے

محافظ کے لیے مقابلہ کرنے سے روک دیا گیا تھا لیکن اس مخیدون کی وجہ سے تمہیں مقابلے میں حصہ لینے دیا گیا۔ پر تم نے اس احسان کو پس پشت ڈال دیا۔

یرمیحا تمہیں چاہیے تھا کہ اگر تمہیں عدسنیہ کا محافظ مقرر کیا گیا تھا تو تم عدسنیہ کے محافظ ہی رہتے۔ اگر اس شادی میں پہل تمہاری طرف سے نہیں ہوئی تھی۔ یہ پہل اگر عدسنیہ کی طرف سے ہوئی تھی تو تمہیں فی الفور انکار کر دینا چاہیے تھا معذرت کر لینا چاہیے تھی کہ تم ایک شاہی خاندان کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتے ہو۔ اگر عدسنیہ اس سلسلے میں پھر بھی تم پر زور ڈالتی دھونس دھمکی سے کام لیتی تو پھر تم براہ راست اس معاملے کو اختاتون تک لاتے۔ نہیں تو مخیدون کو اطلاع کرتے اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تھے تو کم از کم عدسنیہ کی ماں نافریطہ کے علم میں یہ بات لے آتے اگر تم ایسا کرتے تو یقیناً اس طوفان کو ٹالا جا سکتا تھا۔

لیکن تو نے چونکہ ایسا نہیں کیا۔ لہذا تو ایک بدترین فعل کا مرتکب ہے تمہاری گرفتاری سے پہلے ہی ہم سب نے مل کر تم دونوں کے معاملے پر غور کیا تھا۔ یرمیحا تمہاری جو سزا تجویز کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آنے والی صبح کو تمہیں مصلوب کر دیا جائے گا۔ یرمیحا اس سلسلے میں تمہیں کچھ کہنا ہو تو کہہ سکتے ہو۔ اس لیے کہ ابھی تھوڑی دیر تک تمہیں زندان کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔

کیرتون کی اس گفتگو اس کی ان باتوں سے عدسنیہ بے حد فکر مند پریشان اور ملول سی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس موقع پر وہ مزید یرمیحا سے قریب ہوئی تقریباً اس کے شانے سے شانہ ملا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ گو اس کی اس حرکت کو اختاتون۔ طائی کیرتون نے ناپسند کیا تھا۔ لیکن ان کی ناپسندیدگی کی پرواہ کئے بغیر عدسنیہ اسکے شانے سے شانہ ملا کر کھڑی ہو گئی۔ اس موقع پر عدسنیہ یرمیحا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی یرمیحا بول پڑا۔

عدسنیہ حوصلہ مت ہارنا۔ ہم دونوں میاں بیوی نے کوئی جرم نہیں کیا۔ ہم نے شادی کی تھی یہ شادی ہم دونوں کی پسند کی وجہ سے تھی لہذا اپنی پسند کو ہم کسی اور کے کہنے پر منقطع نہیں کر سکتے تھے اگر یہ ہماری شادی کے اس فعل کو جرم قرار دیتے ہیں تو یہ ایسا کرتے رہیں انہیں ایسا کرنے کی آزادی ہے۔ عدسنیہ دیکھ پریشان مت ہونا میں دیکھتا ہوں

کیرتون نے میری جو سزا تجویز کی ہے اس پر تم پریشان اور ملول ہوئی ہو۔ ایسا مت کرنا۔ دیکھ تھوڑی دیر تک یہ مجھے تم سے جدا کر کے زندان کی طرف بھیج دیں گے۔ زندان کی طرف روانگی سے پہلے عدینہ میں تیرے چہرے پر مسکراہٹ تیرے لبوں پر خوشی اور فطری تبسم دیکھنا چاہتا ہوں۔

یرمیحا کی اس گفتگو پر عدینہ نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اپنے چہرے پر اس نے بشاشت بکھیر لی۔ آنکھوں میں ایک انوکھی چمک بیدار ہوئی۔ اپنے حسین خوبصورت لبوں پر اس نے تبسم بکھیر لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

یرمیحا۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی سزا کیرتون سے سننے کے بعد میں بیشک غمگین اور افسردہ ہوئی تھی لیکن آپ کے الفاظ نے مجھے ایک انوکھا حوصلہ ایک نیا ولولہ عطا کیا ہے اب یہ لوگ جو ہماری سزا تجویز کر رہے ہیں۔ قسم خدائے وحدہ لاشریک کی کرتے رہیں۔ مجھے کوئی غم کوئی فکر نہیں ہوگا۔ اگر یہ ہمارے ساتھ ناانصافی کر رہے ہیں تو ایک دن جسے ہم قیامت کہہ کر پکارتے ہیں ضرور آئے گا جب کائنات کا خالق ہم سب کا انصاف کرے گا۔ آج ہم دونوں میاں بیوی ان کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑے ہیں میرے خداوند نے چاہا تو قیامت کے روز یہ سب میرے اللہ کے حضور مجرموں کی طرح کھڑے ہوں گے آج یہ ہمارے لیے سزا تجویز کر رہے ہیں قیامت کے روز اس کائنات کا خالق ان کے لیے اس سے بھی بدترین سزا تجویز کرے گا۔

عدینہ کی اس گفتگو سے یرمیحا کے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس نے ایک بار پھر عدینہ کی طرف دیکھا۔

عدینہ تیری اس گفتگو نے تیرے اس حوصلے تیری اس برداشت نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب اگر تم سے جدا کر کے یہ لوگ مجھے زندان کی طرف لے جاتے ہیں اور آنے والی صبح کو مجھے مصلوب کر دیتے ہیں تو قسم خداوند قدوس کی میں مسکراتے ہوئے ہنسی خوشی تختہ دار پر کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور انہیں پکار کے کہوں گا کہ مصر کے ظالم حکمرانو مجھے مصلوب کرنے میں تاخیر مت کرو۔ عدینہ، میرے بعد اگر تمہیں یہ وہی سزا دیتے ہیں جو تمہارے لیے انہوں نے تجویز کی ہے تو فکر مند مت ہونا۔ اگر یہ لوگ ہمیں یہاں ہنسی خوشی زندگی نہیں بسر کرنے دیتے تو خداوند قدوس نے ایک ایسا مقام ضرور مقرر کر رکھا ہے

جہاں مظلوم لوگ خداوند قدوس کی رحمت کے سائے میں خوشگوار اور دائمی زندگی بسر کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا تھوڑی دیر تک بڑے پیار اور چاہت میں عدینہ کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد مڑا اور بڑے پجاری کیرتون کی طرف اس نے دیکھا۔

کیرتون میں جانتا ہوں آج آپ راع دیوتا کے بڑے پجاری ہیں۔ چونکہ میرے لیے سزا تجویز ہو چکی ہے لہذا میں اب سچائی اور حقیقت کو سب کے سامنے عیاں کرتے ہوئے ہچکچاؤں گا نہیں کیرتون یہ کتنی بدبختی کی بات ہے یہ کیسا جاہلانہ فعل ہے کہ جن بتوں کو تم۔ اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو خود انہیں ہی اپنا کارساز اپنا داتا اپنا مددگار بنا لیتے ہو۔ سو جس دین کا میں پیروکار ہوں۔ اس دین میں مدد کرنے والا صرف اللہ ہے۔ اسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے چاہیں۔ کیرتون جو سزا تم نے میرے لیے تجویز کی ہے میں بخوشی اسے قبول کرتا ہوں۔ پر میری ایک بات یاد رکھنا۔ تم سے پہلے زرمنوں آمون دیوتا کے بڑے پجاری کی حیثیت سے مصر میں راج کرتا تھا پھر اس کے خلاف سازش ہوئی آج تم راع دیوتا کے بڑے پجاری کی حیثیت سے اگر مصر کے اندر راج کر رہے ہو تو یاد رکھنا تمہاری یہ حیثیت زیادہ دیر قائم نہیں رہے گی۔ عنقریب کوئی خونی انقلاب آئے گا۔ اس انقلاب میں نہ صرف تمہاری گردن کٹ جائے گی بلکہ راع دیوتا کو بھی آنے والے پس پشت ڈال دیں گے۔ میں سزا کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا جو کاروائی تم نے کرنی ہے کرو۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے جہاں کیرتون اور نیل کی ناگن کے چہروں پر قہرمانیاں برس گئی تھیں وہاں اخناتون بھی سخت غصے اور غضبناکی میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر کیرتون نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

یرمیحا تمہاری سزا وہی ہے جو ہم تجویز کر چکے ہیں تمہیں تھوڑی دیر تک زندان میں ڈال دیا جائے گا۔ آنے والی صبح تمہیں مصلوب کر دیا جائے گا۔ لیکن زندان کی طرف تمہیں لے جانے سے پہلے ہم تمہیں اس فیصلے سے بھی آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو عدینہ سے متعلق ہم سب نے مل کر کیا ہے۔

سن یرمیحا۔ عدینہ کا جرم تم سے بھی بھیانک ہے اس لیے کہ اس نے پستی میں چھلانگ لگانے کی کوشش کی ہے۔ اسے زندان میں نہیں ڈالا جائے گا۔ بلکہ تم سے پہلے ہی

اس کی اس سزا پر عمل کرا دیا جائے گا جس کی نشاندہی میں تھوڑی دیر پہلے ہی کر چکا ہوں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ہاتھ کاٹنے کے بعد گلا گھونٹ کر اسکا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ پھر اس کی لاش کو سکارہ کے اہرام کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔ تاکہ اس کی لاش کو وہاں ممی کی صورت میں محفوظ رکھا جائے۔ کیرتون جب خاموش ہوا تو یرمیحا نے چھاتی تانتے ہوئے انتہائی غضبناک حالت میں نیل کی ناگن اور اس کے بھائی کیرتون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تم دونوں بہن بھائی جو مصر کے اندر قہرمانیت کے فیصلے کر رہے ہو۔ تو آج یرمیحا کی بھی ایک بات اپنے صفحہ دل پر لکھ لو۔ ٹھیک ہے یرمیحا کو صبح کے وقت مصلوب کر دیا جائے گا۔ اور عدینہ کا ہاتھ کاٹ کر اس کا گلا گھونٹ کر تم اس کی لاش کو سکارہ کے اہرام کی طرف لے جاؤ گے تاکہ اسکی لاش کو ممی بنا کر محفوظ کر دیا جائے۔ کیرتون اور طائی دونوں یاد رکھنا تم ایسی بری موت مارے جاؤ گے کہ آنے والے اس سے عبرت پکڑیں گے۔ کیرتون یہ جو فیصلے تم کروا رہے ہو یہ نیل کی ناگن کا بھی ذاتی فیصلہ نہیں یہ فیصلے تم مسلط کر رہے ہو۔ یاد رکھنا عدینہ کو تو پھر سکارہ کے اہرام میں ایک ممی کی صورت میں جگہ مل جائے گی لیکن تمہارے مقدر میں سکارہ کے اہرام میں جانا بھی نصیب نہ ہو گا۔ اب تم لوگ اپنے فیصلے پر عمل کراؤ۔ اور پھر اس کے بعد آنے والے دنوں میں اپنے انجام کا بھی انتظار کرو۔

یرمیحا کی اس گفتگو کے جواب میں نیل کی ناگن کے علاوہ کیرتون اور اختاتون نے بھی اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ اس موقع پر کیرتون پھر بول پڑا اور یرمیحا کو مخاطب کیا۔

اسرائیلی غلام۔ یہ جو الفاظ تو نے میرے لیے استعمال کئے ہیں۔ کیا یہ تیری طرف سے میرے لیے دھمکی ہے۔ اگر یہ تیریطرف سے دھمکی ہے تو یاد رکھنا جو فیصلہ میں نے تیرے حق میں کیا ہے اسے بدلا بھی جا سکتا ہے۔ اس کمرے سے نکلتے ہی میں تیری گردن کاٹنے کا بھی حکم دے سکتا ہوں۔ کیرتون کے ان الفاظ کے جواب میں یرمیحا نے پہلے سے بھی زیادہ غضبناک انداز میں اسے مخاطب کیا۔

کیرتون خواہ آنے والی صبح کو تم لوگ مجھے مصلوب کرو یا اس کمرے سے باہر

اتے ہی میری گردن کاٹ دو۔ بات ایک ہی ہے پر ایک بات یاد رکھنا۔ میں تمہیں دھمکی
یں دے رہا بلکہ حقیقت کی طرف تمہیں نشاندہی کر رہا ہوں۔اس لیے کہ یہ کائنات کے
ب کا قانون فطرت ہے۔جو کسی پر ظلم کرتا ہے اس کے اس ظلم کے جواب میں ایک نہ
یک دن تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔اور ظالم مظلوم ہو کر اپنے ظلم کے انجام کو پہنچتا ہے
تون آج اگر تم میری گردن کاٹنے کا حکم صادر کر رہے ہو تو یاد رکھنا آنے والے دنوں میں
یے لوگ بھی آئیں گے۔جو بڑی بے رحمی سے تمہاری گردن کاٹنے کا بھی حکم دیں گے۔اس
ز تمہیں میری یہ باتیں خوب یاد آئیں گی۔یرمیحا جب خاموش ہوا تب فرعون اختاتون
ے اپنے قریب بیٹھے اپنے بھتیجے مخیدون کی طرف دیکھا۔

مخیدون میرے بیٹے۔اب تم یرمیحا کو لے جاؤ۔اور اسے زندان میں بند کر دو۔
ر اسے آنے والی صبح کو مصلوب کرنے کا اہتمام کرو۔میں یہ سارا کام تمہارے ذمے لگاتا
ں۔

اختاتون کے اس رویئے اس کے اس فیصلے کو قریب ہی بیٹھے ہوئے سمنخار نے
ہا درجہ کا ناپسند کیا تھا۔اس کے چہرے پر خفگی ناراضگی کے سے جذبات ابھرے تھے شاید
میحا کے سلسلے میں جو اختاتون مخیدون پر اعتماد اور بھروسہ کر رہا تھا سمنخار اسے ناپسند کر رہا
ا۔شاید سمنخار یہ چاہتا تھا کہ یرمیحا کو اسکے حوالے کر دیا جائے۔اور اسے وہ اپنی حفاظت
ں رکھے۔اور خود اسے مصلوب کرنے کا اہتمام کرے۔بہر حال اتنے لوگوں کی موجودگی
ں سمنخار بول نہ سکا اسی لمحہ مخیدون اپنی جگہ پر اٹھا پہلے عجیب سے دلکش اور اپنائیت کے
راز میں اس نے یرمیحا اور عدینہ کی طرف دیکھا جو دونوں کو اشارہ تھا کہ میں تمہارے
اتھ ہوں اس کے ساتھ ہی بڑی غضبناکی میں مخیدون یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے بول پڑا

یرمیحا جہاں تک میرا تعلق ہے۔میں تم پر بڑا اعتماد اور بھروسہ کیا۔قسم مجھے
ون اور راع دیوتا کی اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ تم نے میری بہن عدینہ سے چوری چھپے شادی
لی ہے تو میں تیری گردن جبلہ شہر کے نواح میں ہی کاٹ چکا ہوتا۔تو ایک انتہائی
ناؤنے فعل کا مرتکب ہوا ہے۔تیرے لیے جو میرے محترم کہ تون نے سزا تجویز کی ہے
رے خیال میں تو پوری طرح اس سزا کا مستحق ہے۔اب دیکھ آنے والی صبح کو کیسے میں

بھیانک انداز میں تجھے مصلوب کرنے کا اہتمام کرتا ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون عدینہ کی طرف مڑا اور اسے کسی قدر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔ عدینہ میری بہن تو جانتی ہے کہ میری کوئی بہن کوئی بھائی نہیں ہے قسم آمون دیوتا کی زندگی میں تجھے ہی بہن سمجھتا تھا تجھے ہی بھائی بھی جانتا تھا۔ پر تو نے اپنے بھائی مخیدون کے اعتماد کو انتہا درجہ کی بری ٹھیس لگائی ہے۔ اگر تم یرمیحا سے شادی کرنے کی خواہش رکھتی تھیں تو کم از کم اس سلسلے میں تم نے مجھے بتایا ہوتا۔ اپنی خواہش کا مجھ سے اظہار کیا ہوتا۔ مجھ سے مشورہ ہی لیا ہوتا۔ تم نے جو چوری چھپے یہ فعل کیا اس سلسلے میں تمہیں جو سزا دی جا رہی ہے یاد رکھنا میرے اپنے اندازے کے مطابق اس سے بھی بدترین سزا کی حقدار ہو۔

اس کے بعد مخیدون اپنے چچا اختاتون کے قریب گیا اس کے کان میں کچھ کہا۔ جسے سن کر اختاتون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ شاید مخیدون نے کوئی تجویز پیش کی تھی جسے اختاتون نے پسند کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اختاتون نے تالی بجائی جواب میں اس کا چوبدار اندر داخل ہوا۔ اس نے مخاطب کرتے ہوئے فرعون اختاتون کہنے لگا۔ اس یرمیحا کے دونوں ہاتھ پہلے کی طرح باندھ دو۔

چوبدار آگے بڑھا۔ رسی سے دوبارہ اس نے یرمیحا کے ہاتھ بناندھ دیئے تھے۔ پھر چوبدار کو مخاطب کرتے ہوئے اختاتون کہنے لگا۔ تم مخیدون کے ساتھ جاؤ۔ تاکہ اس یرمیحا کو زندان تک لے جایا جائے۔ اور کچھ محافظ بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس لیے کہ یرمیحا راستے میں اپنی رہائی کی کوشش بھی کر سکتا ہے۔ جواب میں چوبدار نے اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے فرعون کو تعظیم دی اس کے بعد مخیدون اور چوبدار دونوں یرمیحا کو باہر لے گئے تھے۔ عدینہ بے چاری مڑ کر یرمیحا کی طرف دیکھتی رہی چپ اس موقع پر کیرتون اپنی جگہ سے اٹھ کر اختاتون کے پاس آیا تھوڑی دیر تک وہ اس کے ساتھ صلاح و مشورہ کرتا رہا۔ پھر اختاتون نے اپنے داماد سمنخار کو مخاطب کیا۔

سمنخار تم عدینہ کو کیرتون کے ساتھ ابھی لے جاؤ۔ کیرتون ابھی اور اسی وقت عدینہ کی سزا پر عملدرآمد کرائے گا۔ فرعون اختاتون نے یہ الفاظ ادا کیے ہی تھے کہ ملکہ نافرتیتی بیچاری روتی بین کرتی ہوئی آواز میں بول پڑی۔

یہ میری بیٹی کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔ اگر اس نے اپنی مرضی سے

شادی کر ہی لی ہے تو اسے معاف کر دینا چاہیے۔ ہر انسان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ذاتی فیصلے اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطابق کرے۔ عدینہ کی شادی اسکا ذاتی فعل ہے۔ اگر اس نے اپنی مرضی سے یرمیحا کے ساتھ شادی کر لی ہے تو اسے یرمیحا کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی جائے۔ ہاں اتنا کر دیا جائے کہ اسے شاہی عنایات سے محروم کر دیا جائے اور اسے حکم دیا جائے کہ یہ اخناتون شہر سے نکل جائے اور اپنے شوہر کے ساتھ جہاں چاہے زندگی بسر کرے۔

ملکہ نافریط یہیں تک کہنے پائی تھی کہ نیل کی ناگن نے بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی اور کڑک کر کہنے لگی۔

نافریط۔ اس موقع پر تمہارا بولنا انتہا درجہ کا معیوب ہے۔ عدینہ اور یرمیحا دونوں کے لیے سزا تجویز کی جا چکی ہے۔ اگر تم اس سزا میں تاخیر کرانے کی کوشش کرو گی یا اس سزا کے خلاف آواز اٹھاؤ گی تو یہ سمجھا جائے گا کہ یرمیحا اور عدینہ کی شادی میں تم بھی ایک راز دار کی حیثیت سے شریک ہو۔ لہٰذا تمہیں بھی اس سلسلے میں سزا کا حقدار بنا دیا جائے گا۔ تمہاری بہتری تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ بالکل چپ اور خاموش رہو۔ ان دونوں نے جو جرم کیا ہے اس کی سزا انہیں بہر طور ملنی چاہیے۔ اور وہ مل کر رہے گی۔ اب اس سلسلے میں تم مزید کچھ نہ کہنا۔ میرے خیال میں تم تو ثمنان اور زربال تینوں اب اپنی قیامگاہ کی طرف جا سکتے ہو۔ اس لیے کہ جس مقصد کے لیے تمہیں بلایا تھا اس کی تکمیل ہو چکی ہے۔

نیل کی ناگن کی اس گفتگو کو نافریط نے انتہا درجہ ناپسند کیا تھا۔ ایک احتجاجی نگاہ اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے شوہر اور مصر کے فرعون اخناتون پر ڈالی تھی لیکن اخناتون نے نافریط کی اس نگاہ کو کوئی اہمیت نہ دی۔ وہ برابر اپنی ماں کی طرف متوجہ رہا اس پر نافریط غصے کا اظہار کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اسکی طرف دیکھتے ہوئے ثمنان اور زربال بھی کھڑے ہو گئے پھر وہ اس کمرے سے نکل کر اپنی قیامگاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

ادھر کیرتون اور سمخارق الفور عدینہ کی سزا پر عملدر آمد کرانا چاہتے تھے انہیں ڈر تھا کہ اگر اس کی سزا پر عمل کرانے میں تاخیر سے کام لیا تو ایسا نہ ہو کہ عدینہ اور یرمیحا

پہلے کی طرح کسی نہ کسی طرح اخناتون شہر سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں۔

لہذا جس وقت فرعون اخناتون نے سمخار کو حکم دیا کہ وہ کیرتون کے ساتھ عدسیہ کو سزا دلانے کے لیے جائے تب فوراً کیرتون اور سمخار حرکت میں آئے کیرتون نے اس موقع پر سمخار کے کان میں بڑی رازداری سے کچھ کہا جس کے جواب میاں سمخار بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ چند مسلح جوانوں اور لونڈیوں کو اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ وہ لونڈیاں عدسیہ کو پکڑ کر باہر لے جا رہی تھیں سمخار کیرتون اور دیگر مسلح جوان ان کے ساتھ تھے۔

کیرتون اسی وقت عدسیہ کو راع دیوتا کی قربان گاہ پر لے گیا۔ وہاں بڑی بیدردی سے سمخار کی موجودگی میں پہلے عدسیہ کا بازو کاٹا گیا۔ اور پھر جس وقت عدسیہ انتہائی کرب انتہائی تکلیف کی حالت میں تھی اس کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔

اس کام کی تکمیل کے بعد سب سے پہلے عدسیہ کے ہاتھ کو می بنا کر محفوظ کیا گیا پھر اس می شدہ ہاتھ کو سونے کے ایک خوبصورت چھوٹے سے صندوق میں رکھا گیا اور وہ صندوق کیرتون نے عدسیہ کی ماں نافریطہ کو بھجوا دیا تھا۔ شاید کیرتون نے یہ سب کچھ اخناتون اور طائی کے مشورے کے بعد کیا تھا۔ اس کے بعد عدسیہ کی لاش کو بھی محفوظ کرنے کے لیے می کرنے کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔

ادھر مخیدون اور اخناتون کا چوبدار دونوں یریمیحا کو لے کر اخناتون شہر کے زندان کی طرف لے گئے۔ چوبدار کی موجودگی میں مخیدون نے یریمیحا کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا اور کوٹھری کا آہنی دروازہ باہر سے مقفل کر دیا تھا۔ اس کے بعد مخیدون نے چوبدار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اب تم واپس چلے جاؤ۔ میں کچھ محافظوں کو متعین کرتا ہوں۔ وہ صبح سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے یریمیحا کو اس کوٹھری سے نکال کر مصلوب ہونے کی جگہ تک پہنچائیں گے۔ مخیدون کا یہ حکم پاتے ہی چوبدار وہاں سے چلا گیا تھا۔ پھر مخیدون وہاں سے ہٹا ہاتھ کے اشارے سے قریب ہی کھڑے زندان کے کچھ محافظوں کو اس نے اپنے پاس بلایا۔ مخیدون کے اشارے پر وہ بھاگتے ہوئے اسکے قریب آئے شاید وہ مخیدون ہی کے آدمی تھے۔ تھوڑی دیر تک مخیدون بڑی رازداری میں ان سے گفتگو کرتا رہا۔ جواب میں وہ سارے مسلح

وان اشبات میں سہلاتے رہے پھر وہاں سے ہٹ کر مخیدون دائیں بائیں دیکھتا ہوا یرمیحا کی کوٹھری کے پاس آیا۔ ہاتھ کے اشارے سے یرمیحا کو اس نے لوہے کے دروازے کے قریب انے کے لیے کہا۔ جب یرمیحا وہاں آیا تو مخیدون نے پہلے اس کے بندھے ہوئے ہاتھ کھولے پھر اس نے یرمیحا کو بڑی راز داری سے مخاطب کیا۔

یرمیحا میرے عزیز بھائی۔ اختاتون کے کمرے میں جو میں نے تمہارے اور اپنی بہن عدسیہ کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے تھے ان کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

مخیدون یہیں تک کہنے پایا تھا کہ یرمیحا فوراً بول پڑا۔

مخیدون میرے بھائی۔ تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں وہ الفاظ جو تم نے میرے اور میری بیوی عدسیہ کے خلاف کہے تھے وہ صرف ظاہری بھرم قائم رکھنے کے لیے تھے۔ ورنہ میں جانتا ہوں حقیقی معنوں میں تم میرے اور میری بیوی کے ساتھ ہو۔

مخیدون میرے بھائی۔ اس موقع پر میں تم سے ایک التماس اور گزارش کرونگا مجھے اپنی فکر نہیں ہے۔ میں تم سے یہ کہوں گا کہ کسی نہ کسی طرح عدسیہ کو بچانے کی کوشش کرو۔ اگر ہو سکے تو اسے جبلہ میں نیمیا کے پاس پہنچانے کا اہتمام کرو۔ وہ بے چاری اپنی بچے کو دیکھنے کے لیے ترس گئی ہے۔ جس وقت میں اسے اپنے ساتھ جبکہ شہر کی طرف لے جا رہا تھا وہ بڑی خوش تھی کہ وہ اپنے بچے کے ساتھ رہے گی۔ لیکن جب اسے اور مجھے گرفتار کر لیا گیا تو اس کی بے بسی اور لاچارگی کی جو حالت تھی مخیدون وہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ مخیدون میرے عزیز بھائی اگر تمہارے بس میں ہو تو کسی نہ کسی طرح عدسیہ کو بچانے کی کوشش کرو۔ اگر وہ بچ گئی تو میں سمجھوں گا میں بچ گیا ہوں۔ آنے والی صبح کو مجھے مصلوب کر دیا جاتا ہے تو میں گھاٹے میں نہیں رہوں گا اس لیے کہ میری بیوی کم از کم بچ کر تمہاری وجہ سے بحفاظت جبلہ پہنچ سکے گی۔

یرمیحا جب خاموش ہوا تب بڑی راز داری سے مخیدون نے اسے مخاطب کیا

یرمیحا میرے بھائی فکر مند مت ہونا۔ تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تمہیں اور اپنی بہن عدسیہ کو فراموش کیے ہوئے ہوں۔ ہرگز نہیں۔ میں تمہاری رہائی کا انتظام کر چکا ہوں اور دیکھنا کہ آنے والی رات کو کیا انقلاب رونما ہوتا ہے۔ اب میں مستقر کی طرف جاتا ہوں اور اپنے کچھ ایسے آدمی مقرر کروں گا جو عدسیہ کو شاہی محل سے نکالنے کی کوشش کریں

گے ۔ مجھے امید ہے کہ وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ اس کے بعد میں دریائے نیل کے کنارے اس جگہ جاؤں گا جہاں ماہی گیروں کی بے شمار کشتیاں کھڑی رہتی ہیں ماہی گیروں میں بہت سے میرے راز دار میرے اپنے آدمی ہیں ان سے میں بہت بڑا کام والا ہوں ۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ رات کے وقت تمہارے ساتھ اس زندان سے ملاقات ہو گی اب میں جاتا ہوں اس کے ساتھ ہی لوہے کی سلاخوں کے اندر سے ہا بڑھاتے ہوئے مخیدون نے یریمحا سے مصافحہ کیا پھر مخیدون وہاں سے ہٹا اور زندان سے نکل کر وہ اختاتون کے مستقر کی طرف جارہا تھا۔

مخیدون بڑی تیزی سے مستقر میں داخل ہوا وہاں کچھ لوگوں کو اس نے مستقر جو کمرہ اس کے لیے مختص تھا اس میں جمع کیا کچھ دیر تک وہ بڑے رازدارانہ انداز میں ان گفتگو کرتا رہا ان سے معاملہ طے کرنے کے بعد مخیدون مستقر سے نکلا پھر وہ دریائے نیل کنارے اس جگہ آیا جہاں ماہی گیروں کی کشتیاں کھڑی رہتی تھیں وہاں اس کے جاننے وا جو شاید اس کے راز دار تھے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے پھر وہ سب اسے ایک بہت بڑی کش میں لے گئے اور اس کے عرشے پر بیٹھے ہوئے مخیدون نے اپنے ان ساتھیوں کو اپنے ارد گر بیٹھنے کو کہا جب وہ وہاں بیٹھ گئے تب ان کے ساتھ مخیدون بڑے رازدارانہ انداز میں گفتگو کرتا رہا شاید ان کے ساتھ بھی اپنا معاملہ اس نے طے کر لیا تھا اس کے بعد وہ کشتی سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے آیا اور وہ بڑی تیزی سے شہر کی طرف بڑھتا تھا۔

ابھی وہ شہر کے شرقی دروازے سے ذرا فاصلے پر ہی تھا کہ سامنے کی طرف سے کو اسے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا دکھائی دیا۔ اس پر مخیدون چونکا ایک جھٹکے کے ساتھ اس اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی شاید وہ اپنے لیے خطرہ محسوس کرتا تھا گھڑ سوار قریب آ کر گھوڑے سے کود گیا اسکے ساتھ ہی مخیدون نے بھی اپنی تلوار نیام میں ڈال لی تھی وہ مطمئن ہو گیا تھا اس لیے کہ آنے والا ٹوٹخمان تھا۔

ٹوٹخمان کو دیکھتے ہوئے مخیدون رک گیا وہ پریشان اور فکر مند بھی تھا ٹوٹخمان اس کے پیچھے کیوں آیا ہے پھر ٹوٹخمان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پوچھ پڑا۔

ٹوٹخمان کیا بات ہے خیریت تو ہے تم کہاں جارہے ہو ۔

ٹوٹخمان جواب میں تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر مخیدون نے دیکھا وہ غمزدہ فکر

اور بجھا بجھا سا تھا مخیدون مزید اس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ ٹو تھمان بول پڑا۔

مخیدون میرے بھائی میں تمہیں تلاش کرتا پھر رہا ہوں پہلے میں زندان کی طرف گیا تھا۔ وہاں کے کسی فرد کو نہیں معلوم کہ تم کہاں ہو زندان میں یرمیحا سے ملا تاہم یرمیحا نے بڑی رازداری سے مجھ پر یہ انکشاف کیا کہ اسے زندان میں بند کرنے کے بعد تم مستقر کے علاوہ دریائے نیل کے کنارے ماہی گیروں سے بھی ملو گے لہذا میں ادھر آیا ہوں میرے بھائی کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم مستقر اور ماہی گیروں کی طرف کس غرض سے آئے ہو۔

مخیدون نے کچھ سوچا پھر ٹو تھمان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

ٹو تھمان میرے بھائی اس میں شک نہیں کہ میں نے یرمیحا کو اپنے ہاتھوں سے زندان میں بند کیا ہے پر میرے بھائی یہ میری مجبوری ہے مجھے ایسا کرنا پڑ رہا تھا لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ رات کے آخری حصے میں جس طرح میں نے اسے زندان میں بند کیا ہے ایسے ہی میں اسے وہاں سے نکال کر محفوظ جگہ پہنچانے کا انتظام بھی کر چکا ہوں ساتھ ہی ساتھ میں عدسینہ کو بھی شاہی محل کی اسیری سے آج رات ہی نجات دلانے کا انتظام وانصرام کر چکا ہوں۔

مخیدون کی اس ساری گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک ٹو تھمان کی گردن جھکی رہی پھر بڑے دکھ بڑے افسوس میں اس نے مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

مخیدون میرے بھائی جو کچھ تم یرمیحا کی رہائی کیلیے کر رہے ہو وہ اپنی جگہ درست ہے پر میرے بھائی جو کچھ تم اپنی بہن عدسینہ کے لیے کر رہے ہو اس کے لیے تاخیر ہو چکی ہے۔

ٹو تھمان کی اس گفتگو سے مخیدون چونک سا پڑا تھا مزید آگے بڑھتے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھ ٹو تھمان کے شانوں پر رکھے پھر کسی قدر اسے جھنجوڑتے ہوئے وہ کہہ اٹھا

ٹو تھمان کھل کر کہو کیا معاملہ ہے کیوں تاخیر ہو چکی ہے۔ کیا میری بہن عدسینہ کو کہیں اور پہنچا دیا گیا ہے۔

مخیدون کہیں اور نہیں پہنچا دیا گیا میرے بھائی اسکی سزا پر عمل کیا جا چکا ہے۔

ٹو تھمان بری طرح سسک پڑا تھا۔

ٹوتخمان کے اس انکشاف پر مخیدون نے اسکے شانوں سے اپنے ہاتھ ہٹا دیئے وہ بے چارہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا اس کی گردن جھک گئی تھی اپنے دونوں ہاتھ اس نے دریائے نیل کے کنارے بکھری ریت میں بری طرح غصے کی حالت میں پیوست کر دیئے تھے ٹوتخمان بھی اسکے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک ایسی ہی کیفیت رہی اس کے بعد مخیدون نے ٹوتخمان کی طرف دیکھا۔

ٹوتخمان میرے بھائی مجھے تفصیل بتاؤ تاکہ تم سے حقیقت حال جاننے کے بعد میں عدسینہ کا انتقام لے سکوں وہ میری بہن تھی میں اسے فراموش نہ کر سکوں گا۔

سن مخیدون جب تم یرمیحا کو لے کر زندان کی طرف چلے گئے تھے تو کیرتون اور سمخار دونوں نے عدسینہ کو سزا دینے میں بڑی عجلت بڑی تیزی سے کام لیا تمہیں یرمیحا کے ساتھ زندان کی طرف روانہ کرنے کے بعد اختاتون نے عدسینہ کو کیرتون اور سمخار کے سپرد کیا تھا ان دونوں نے کوئی مہلت نہ دی اس موقع پر نافریطہ نے ایک اعتراض کیا تھا کہ اسکی بیٹی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ جو سزا اسے دی جا رہی ہے یہ غلط ہے اس نے کوئی ایسا جرم نہیں کیا۔ اسے اس قدر سزا دی جائے لیکن نافریطہ کو نیل کی ناگن نے جھڑک دیا تھا نیل کی ناگن نے نافریطہ کو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ وہ اس معاملہ میں نہ پڑے اور اگر اس معاملہ میں اس نے اپنی بیٹی کی حمایت کرنا چاہی تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ یرمیحا اور عدسینہ کی شادی میں خود بھی رازدار ہے لہذا نیل کی ناگن نے نافریطہ کو دھمکی دی کہ ایسی صورت میں یرمیحا اور عدسینہ کے ساتھ ساتھ وہ بھی سزا کی مستحق ہو جائے گی۔

مخیدون میرے بھائی اس موقع پر بڑے احتجاجی انداز میں ہماری ماں نافریطہ نے اپنے شوہر اختاتون کی طرف دیکھا تھا پر اختاتون نے کوئی توجہ نہ دی وہ برابر اپنی ماں نیل کی ناگن کی طرف ہی متوجہ رہا پس نیل کی ناگن کی شہ پر کیرتون اور سمخار دونوں عدسینہ کو پکڑ کر راع دیوتا کی قربان گاہ پر لے گئے وہاں سب سے پہلے عدسینہ کا بازو کاٹنے کے بعد ممی کی صورت میں اسے محفوظ کر دیا گیا اسکے بعد کیرتون اور سمخار نے اپنے ساتھیوں اور اپنے حمایتیوں کے ساتھ عدسینہ کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا اب تک جو کاروائی ہوئی ہے اسکا انجام یہ ہے کہ عدسینہ کا کٹا ہوا ہاتھ جسے مصالحہ لگا کر محفوظ کر دیا گیا ہے وہ سونے کے ایک انتہائی خوبصورت چھوٹے سے صندوق میں رکھ کر عدسینہ کی ماں نافریطہ کو بھیج دیا گیا ہے۔

عدسنیہ کا کٹا ہوا اور محفوظ کیا ہوا بازو اس وقت نافریطہ کے سامنے پڑا ہے میری بیوی زربال بھی وہیں ہے اور دونوں ماں بیٹی عدسنیہ کے کٹے ہوئے بازو کو سامنے رکھے بیچاریاں زاروقطار رو رہی ہیں ۔ بین کر رہی ہیں ۔ ہچکیاں اور سسکیاں لے رہی ہیں ۔

جہاں تک عدسنیہ کی لاش کا تعلق ہے تو اسکے جسم کو ممی کی صورت میں محفوظ کیا جارہا ہے ۔ کیرتون اور سمنخار آج رات ہی لاشکو ممی کی صورت میں محفوظ کرنے کے بعد اسے سکارا کے اہرام کی طرف روانہ کر دیں گے جہاں عدسنیہ کی ممی کو شاہی خاندان کے افراد کی دیگر ممیوں کے اندر رکھ دیا جائے گا ۔

یہاں تک کہنے کے بعد تو ٹخمان بے چارہ تھوڑی دیر کے لیے رکا تھا اسکی آواز بھرا گئی تھی گلے میں ہچکیاں اور سسکیاں ٹوٹنے پھوٹنے لگی تھیں تھوڑی دیر تک اس کی ایسی ہی کیفیت رہی اسکے بعد اس نے پھر کہنا شروع کیا ۔

مخیدون میرے بھائی یہ ہے وہ کاروائی جو اب تک مکمل ہو چکی ہے میرے بھائی عدسنیہ کے مارے جانے سے جو میرے دل کی کیفیت ہے وہ میں الفاظ میں نہیں بیان کر سکتا وہ ایک ایسی چھوٹی بہن تھی جو ہمیشہ میرے ساتھ بڑی مہربانی کرنے والی تھی اس نے ہمیشہ میریطرف داری کی اور پھر مخیدون جو حالت میں اپنی ماں نافریطہ اور اپنی بیوی زربال کی دیکھ کر آیا ہوں یقین جانو ان دونوں کی حالت میرے لیے ناقابل برداشت ہے اب میں سوچتا ہوں کہ واپس جا کر میں کیسے ان دونوں کا سامنا کر سکوں گا میں اس لیے بھی شرمندہ ہوں کہ میں عدسنیہ کی کوئی مدد نہ کر سکا ۔

یہاں تک کہنے کے بعد تو ٹخمان خاموش ہو گیا تھا کچھ دیر تک مخیدون بھی بے حس و حرکت پڑا رہا رات کی گہری تاریکی میں تو ٹخمان نے اپنا چہرہ آگے کرتے ہوئے جب غور سے مخیدون کی طرف دیکھا تو وہ دنگ رہ گیا مخیدون کی آنکھوں سے آنسو گرتے ہوئے دریائے نیل کی ریت میں جذب ہو رہے تھے اس بے چارے کے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند تھیں مٹھیوں کے اندر جو ریت تھی انہیں وہ اس قدر دبا رہا تھا کہ گیلی ریت کے اندر سے اس نے پانی نکال دیا تھا اس کے حلقوم کی یہ کیفیت تھی کہ لگتا تھا کہ کوئی اس کا گلا گھونٹ رہا ہو اس لیے کہ ہچکیاں اور سسکیاں اسکی سانس تک کو متاثر کر رہی تھیں تھوڑی دیر تک ایسی ہی کیفیت رہی پھر تو ٹخمان نے اسے مخاطب کیا ۔

مخیدون ہم دونوں بھائیوں کو یہاں بیٹھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے ابھی ہم نے بہت کچھ کرنا ہے جیسا کہ تم مجھے بتا چکے ہو کہ تم یرمیحا کی رہائی کے لیے کچھ کر رہے ہو میرے بھائی اگر عدینہ ہم سے بچھڑ گئی ہے تو یہی حالت ہمیں یرمیحا کی نہیں ہونے دینی چاہیے اسے ہر صورت میں ہمیں بچانا چاہیے وہ ہمارا بھائی ہے ہمارا بازو ہے ہمارا ساتھی ہمارا رفیق ہے اسے کسی بھی صورت ہمیں کیرتون سمخار اور راع دیوتا کی بھینٹ نہیں چڑھنے دینا چاہیے۔

مخیدون میرے بھائی اٹھو دونوں بھائی نافریطہ اور زربال کے پاس جائیں ان دونوں کو اس وقت ہماری طرف سے تسلی دلاسے کی ضرورت ہے اگر وہ دونوں عدینہ کے کٹے ہوئے بازو کو اپنے سامنے رکھ کر روتی رہیں تو وہیں بیٹھے بیٹھے دونوں ہلاک ہو کے رہ جائیں گی۔

ٹو تخمان کی اس گفتگو پر مخیدون تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اپنی دونوں مٹھیوں میں جو اس نے ریت بھر رکھی تھی وہ اس نے دریائے نیل کی طرف غصے کی حالت میں پھینک دی تھی۔ پھر اس نے ٹو تخمان کو مخاطب کیا۔

دونوں بھائی گھوڑے پر بیٹھتے ہیں اور فی الفور نافریطہ اور زربال کے پاس پہنچتے ہیں اس کے ساتھ ہی دونوں گھوڑے کے پاس آئے بڑی تیزی سے وہ سوار ہوئے اور پھر ٹو تخمان نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے شہر کی طرف بھگا دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں ایک ساتھ اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں نافریطہ اور زربال بیٹھی تھیں ان کی حالت دیکھتے ہوئے مخیدون دنگ رہ گیا تھا وہ دونوں سر جھکائے بیٹھی رو رہی تھیں اور ان دونوں کے سامنے سونے کا ایک چھوٹا سا خوبصورت صندوق تھا جس کے تھوڑے سے وسطی حصے میں شیشہ لگا تھا جس میں سے عدینہ کا کٹا ہوا اور مصالحہ لگا کر محفوظ کیا ہوا ہاتھ دیکھا جا سکتا تھا۔

مخیدون اور ٹو تخمان دونوں تھوڑی دیر تک نافریطہ اور زربال کے سامنے کھڑے رہے مخیدون کی نگاہیں برابر سونے کے صندوق کے اوپر لگے ہوئے شیشے میں سے عدینہ کے ہاتھ کو دیکھ رہی تھیں اور اسکی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اچانک زربال اپنی جگہ سے اٹھی بھاگ کر وہ مخیدون سے لپٹ گئی پھر وہ پھوٹ پھوٹ

کر اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے نافریط کے ضبط کے سارے بندھن بھی ٹوٹ گئے تھے۔وہ بھی بے چاری چیختے ہوئے بین کرتے ہوئے اپنے دکھ اپنے غم کا اظہار کرنے لگی تھی۔

ادھر تو ٹحمان کی گردن بھی جھک گئی تھی وہ بے چارہ بھی آنسو بہا رہا تھا کچھ دیر تک ایسا ہی سماں رہا پھر محیدون نے زربال کو ڈھارس دیکر اسے اسکی نشست پر بٹھایا اسکے بعد وہ نافریط کی طرف آیا اس کے دونوں شانوں پر اس نے اپنے ہاتھ رکھے بڑی ہمدردی میں اسے مخاطب کیا۔

نافریط میری ماں جو کچھ ہوا ہے میں جانتا ہوں وہ ہم پر بہت بڑا ظلم ہے نافریط آپ جانتی ہیں میری بہن عدسنیہ سے مجھے کس قدر پیار کس قدر محبت تھی میری ماں میں جانتا ہوں اس وقت تو جس دکھ جس کرب میں مبتلا ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔پرسن میں عدسنیہ کے ساتھ کئے جانے والے اس ظلم کا ظالموں سے انتقام ضرور لوں گا اے میری ماں یہ ظلم کرنے والے اگر کیرتون نیل کی ناگن اور سمخار ہیں تو ان ظالموں کو بھی ایسے ہی انتقام کی تیز دھار کا سامنا کرنا پڑے گا کاش مجھے پتا ہوتا کہ میری بہن عدسنیہ کو سزا دینے میں یہ کیرتون اور سمخار اس قدر جلدی اور عجلت سے کام لیں گے تو میں ہرگز مستقر اور ملاحوں کے پاس بیٹھ کر مستقبل کی تدبیر نہ کرتا میں یرمیحا کو زندان میں بند کرنے کے بعد مستقر اور ماہی گیروں کی طرف گیا تھا۔یہاں تک کہتے ہوئے محیدون اچانک رک گیا اور اسے کوئی خیال گزرا پھر بڑی رازداری سے وہ نافریط سے کہنے لگا۔

میری ماں میری بدقسمتی ہے کہ میں دیر سے پہنچا ورنہ قسم آمون دیوتا کی میں یرمیحا اور عدسنیہ دونوں میاں بیوی کو یہاں سے نکلنے کا پورا انتظام کر چکا تھا ہائے حیف برا ہو اس کیرتون اور سمخار کا کہ انہوں نے میری تدبیر کی تکمیل سے پہلے ہی میری بہن عدسنیہ کو موت سے دوچار کر ڈالا آپ جانتی ہیں سمخار میرے اہل خانہ کا بھی قاتل ہے اور اب اس نے جو میری بہن عدسنیہ پر ظلم روا رکھا ہے تو اس سمخار کے بھی دن گنے جا چکے ہیں میں اسے اب زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

محیدون شاید مزید کچھ کہتا پر اتنی دیر تک ملکہ نافریط نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اسکے بعد وہ ٹوٹتی بکھرتی آواز میں محیدون کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

مخیدون میرے بیٹے عدینہ میری زندگی میں فاصلوں کی شاخوں پر خوشی کا گیت۔ پیار کے راستوں پر وفا کا جذبہ تھی میرے لیے وہ طائران چمن کی چہچہاہٹ اور نگر نگر میں پھولوں کا ایک پورا گلشن تھی میرے بیٹے ان لوگوں نے عدینہ کو مجھ سے چھین کر مجھے ظلم و ستم کی وادیوں کی طرف دھکیل دیا ہے نہ جانے ظلم کی یہ راتیں کب ڈھلیں گی ستم کی یہ رتیں کب بدلیں گی عدینہ کے بعد اب کون میرے لیے چاہتوں کے گیت گاتی گونجوں کی ڈھاروں کو لٹائے گا۔ کون میرے لیے ہر سمت الفت کے ساز چھیڑے گا عدینہ پر ظلم کر کے اس کی بے گناہی کو جرم قرار دیتے ہوئے اسکا خاتمہ کر کے ان لوگوں نے ہماری ساری محبتیں چیتوں میں بدل دی ہیں ہماری زمین کے حس طلب اور نغمہ و رنگ کی رفاقتوں کو ہجر کے کڑوے سموں اور دوریاں پھیلاتے سرابوں میں تبدیل کر دیا ہے۔

عدینہ جو میری بیٹی بھی تھی میرا بیٹا بھی تھی وہ میرے لیے گلابوں کی طشتری میں سجے لفظوں کے چراغ مہکتی دہکتی سانسوں میں پھول لبوں کی زبان کی مانند تھی دھن کے اس بازار میں زر کے اس جہاں میں وحشت کی گونجوں میں ضمیر کو تھپکیاں دینے والوں نے اسے مجھ سے چھین لیا عدینہ میرے لیے پرتو حسن زینت۔ گود کی نرمی اور آسودگی تھی اب میں اپنی اس آسودگی کو کہاں تلاش کروں گی وہ میرے لیے امرت تھی اس امرت کو میں کہاں کھوجتی پھروں گی وہ میرے ذہن کے اندھیرے جنگل میں جگنو کی سی ایک مشعل تھی اب اس مشعل کو میں کہاں سے حاصل کروں گی آہ مشکیزوں میں سوراخ کرنے والوں اور من کی گہرائیوں میں سنگسار کرتی عداوتیں اتارنے والوں نے مجھ سے میری آنکھوں کی بصارت میری آنگنوں کی روشنی میرے لبوں کی سیرابی میرے چہرے کا تبسم چھین لیا۔ ہائے عدینہ وہ میرے دکھ کے نگر میں میرے لیے طاقت و قوت اور ظلمت شب کے سینے میں اپنی ماں کے لیے رد جفا رد ابتلا بیٹی تھی ہائے میری پھول سی بیٹی کا ان ظالموں نے پہلے ہاتھ کاٹا اسکے بعد اس کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ نیل کی ناگن تیرا برا ہو سمخار تو بھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے تم نے مجھے اذیتیں دی ہیں تم لوگوں نے مجھے جبر اور ظلم کا نشانہ بنایا ہے میں تمہارے لیے بددعا کرتی ہوں تم بھی عنقریب ایسے ہی ظلم ایسے ہی جبر کا نشانہ بنو۔

نافریطہ بے چاری رونے لگی تھی اس کے پہلو میں بیٹھی اس کی بیٹی زربال اس سے لپٹ گئی اور وہ بھی اس کے شانے پر اپنا سر رکھ کر دھاروں دھار رونے لگی۔ ٹو ٹمخان

اور مخیدون کی حالت بھی ان دونوں سے مختلف نہ تھی تھوڑی دیر تک ایسی ہی کیفیت رہی پھر مخیدون نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا اس نے ایک مخصوص اشارہ ٹوٹمخان کو کیا ٹوٹمخان آگے بڑھا زربال کو اس نے نافریط سے علیحدہ کیا زربال کو اس نے تسلی اور ڈھارس دے کر چپ کرایا پھر مخیدون آگے بڑھا نافریط کے شانوں پر اس نے ہاتھ رکھے پھر وہ بڑی نرمی بڑی شفقت اور اپنائیت میں کہہ رہا تھا۔

اے میری ماں اسمیں شک نہیں کہ ان لوگوں نے شام سے پہلے ہی ہم پر شام طاری کر دی ہے پر اے میری ماں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ بربریت کی آنکھ مچولی کی ہے عنقریب ان کی حالت بھی خون میں ڈوبے کتان سے مختلف نہ ہوگی انہوں نے ہمیں جدائی کی ساعتوں میں ڈھالا ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ عنقریب ان کی حالت اشکوں اور خون میں ڈھلتی امیدوں سے بھی بدتر ہو کے رہے گی۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس دوران زربال اور اس کی ماں نافریط دونوں نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھال لیا تھا۔ پھر نافریط نے اپنے اس کمرے کا ایک بھرپور ج[illegible] لیا اس موقع پر مخیدون اسکے قریب آیا اور کہنے لگا۔

آپ فکر مند نہ ہوں جو گفتگو ہم کر رہے ہیں اسے کوئی سننے والا نہیں ہے کمرے کے اطراف میں میں اور ٹوٹمخان اپنے خاص آدمی مقرر کر کے آئے ہیں جو کمرے کے ہر دروازے کھڑکی پر نگاہ رکھیں گے اور کسی کو موقع ہی نہ دیں گے کہ ہماری گفتگو وہ سن سکے اس جس انداز میں تم نے کمرے کے اطراف میں دیکھا ہے اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تم کچھ کہنا چاہتی ہو جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو بلا جھجک اور بے خوف ہو کر کہو۔

مخیدون میرے بیٹے عدسنیہ کے ساتھ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ظالموں نے اس کا ہاتھ کاٹا اور پھر اس کے ہاتھ کو مصالحہ لگا کر محفوظ کرنے کے بعد سونے کے اس صندوق میں رکھا اور میرے حوالے کر دیا مجھے یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ عدسنیہ کی لاش کو ممی کی صورت میں محفوظ کیا جا رہا ہے۔ پھر عدسنیہ کی ممی کو سکارہ کے اہرام میں رکھنے کے لیے یہاں سے لیجایا جائے گا۔ میرے لیے یہ بھی حکم آیا ہے کہ مجھے عدسنیہ کی لاش نہیں دکھائی جائے گی میرے بچے یہ ایک بہت بڑا جبر ہے پر میں اس جبر کو برداشت کر رہی ہوں عدسنیہ کے ساتھ جو ہونا تھا ہو چکا پر دیکھ مخیدون میرے بیٹے اب میں یرمیحا سے متعلق فکر مند ہوں میرے بچے قطع

نظر اس کے کہ یر میحا اسرائیلی ہے پر وہ میرا بیٹا ہے وہ میری بیٹی عدینہ کا شوہر تھا اس لحاظ سے وہ میرے بیٹے کی حیثیت رکھتا ہے اور میں اس سے متعلق فکر مند ہوں۔ مخیدون میرے بیٹے عدینہ کے مارے جانے کے بعد اب عدینہ کے حوالے سے میری توجہ کے مرکز یرمیحا اور عدینہ کا بیٹا دیسان ہیں کاش حالات ایسے ہوتے کہ میں عدینہ کے بیٹے دیسان سے جبلہ شہر میں جا کر ملاقات کر سکتی اس سے ملتی اسے پیار کرتی اسے اپنی گود میں لے کر کھلاتی پر ہائے وقت کے جبر نے مجھے کہیں کا نہ چھوڑا پر بیٹے یہ تو کہو یر میحا کس حال میں ہے مخیدون میرے بیٹے اگر آنے والی صبح کو یر میحا کو مصلوب کر دیا گیا تو یاد رکھنا نافریطہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکے گی۔

اس میں شک نہیں کہ عدینہ کی موت نے میرے جسم سے خون خشک کرنا شروع کر دیا ہے اور میں قبل از وقت ہی موت کا شکار ہو جاؤں گی پر دیکھ میرے بیٹے میرے بچے اگر عدینہ کے بعد یر میحا کی موت کی خبر بھی مجھے دی گئی تو یاد رکھنا نافریطہ کے لیے یہ یقیناً ناقابل برداشت ہو گی۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اسکے بعد مخیدون نے کہنا شروع کیا۔

جو کچھ میں کہنے لگا ہوں وہ غور سے سننا میں یر میحا کو زندان میں ڈلنے کے بعد مستقر کی طرف گیا تھا دراصل میں نے اپنے آدمیوں کا ایک خاص گروہ تیار کیا تھا جو تھوڑی دیر بعد کیرتون اور سمنخار پر حملہ آور ہوتے دونوں کا خاتمہ کر دیتے اور عدینہ کو چھڑوا کر لے جاتے پر ہائے میری بد قسمتی اس کیرتون اور سمنخار دونوں نے عدینہ کو سزا دینے میں انتہائی عجلت اور تیزی سے کام لیا اگر یہ تھوڑی سی بھی تاخیر کرتے تو میرے آدمی اب تک پہنچ چکے ہوتے اور ان دونوں کا خاتمہ کر کے عدینہ کو اس محفوظ جگہ پہنچا دیتے جس کا میں نے تعین کیا ہے۔

اب جبکہ توثمان نے راستے میں مجھے اطلاع دی کہ عدینہ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے تو توثمان کے ساتھ یہاں آنے کے بعد اس محل میں جو میرے آدمی تھے میں نے انہیں پیغام دے کر مستقر کی طرف روانہ کر دیا ہے کہ میرے آدمیوں سے جا کر کہیں کہ وہ اب عدینہ کے لیے کوشش نہ کریں بلکہ یر میحا کے لیے جو مہم میں نے ان کے ذمے لگائی ہے اس کے لیے وہ رات کے پچھلے حصے میں تیار رہیں۔

میرا لائحہ عمل یہ تھا کہ سب سے پہلے میں اپنے مسلح جوانوں کے ذریعے عدینہ کو چھڑواؤں گا اور عدینہ کو شہر سے نکال کر میں دریائے نیل کے کنارے جہاں دور دور تک دریائے نیل کے اندر ماہی گیروں کی کشتیاں کھڑی رہتی ہیں ادھر لے جاؤں گا ان ماہیگیروں کے اندر میرے لوگ ایسے جانثار ہیں کہ اپنی جانیں تک مجھ پر قربان کر سکتے ہیں اس لیے کہ میں انہیں خوب نوازتا رہا ہوں ان لوگوں کیساتھ مل کر میں نے ایک ایسی بڑی کشتی کا اہتمام کیا تھا جس کے اندر ایک تہہ خانہ تھا وہ تہہ خانہ انتہا درجہ کا محفوظ ہے اور اس کے اندر اگر عدینہ کو رکھا جاتا تو میں یقین دلا سکتا ہوں کہ کوئی عدینہ کو گرفتار نہ کر سکتا پر میری بدقسمتی میں عدینہ کو وہاں نہ لیجا سکا۔

اب یرمیحا کے متعلق میرا لائحہ عمل یہ ہے کہ آج رات کے پچھلے پہر میں خود اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ یرمیحا کو زندان سے نکالوں گا یہ کام میرے علاوہ اور کوئی کر بھی نہیں سکتا اس لیے کہ اختاتون نے چونکہ یرمیحا کا کام تمام کرنے کا کام مجھے سونپا ہے لہذا میں نے زندان کے محافظوں کو واضح طور پر بتا دیا تھا کہ یرمیحا کو زندان میں بند کر رہا ہوں رات کے پچھلے حصے میں میں آؤں گا اور اسے مصلوب کرنے کے لیے لے جاؤں گا تاہم میرے مسلح جوان میرے ہمراہ ہوں گے اس سلسلے میں اگر رات کے وقت کوئی تبدیلی کر دی جاتی ہے اور مجھے یرمیحا کو زندان سے نہیں نکلنے دیا جاتا تب میرے مسلح جوان مزاحمت کرنے والوں پر حملہ آور ہوں گے یرمیحا کو ہم نکالیں گے اور ماہی گیروں کی کشتیوں کی طرف لے جائیں گے اور اسی کشتی کے تہہ خانے میں یرمیحا کو رکھا جائے گا۔ میں خود بھی اسی تہہ خانے میں رہوں گا۔ اس لیے کہ جب میں یرمیحا کو رہا کراؤں گا اور اسے مصلوب کرنے کے بجائے میں ماہی گیروں کی طرف لے جاؤں گا تب سب پر عیاں ہو جائے گا کہ میں نے یرمیحا کو مصلوب نہیں کیا بلکہ اس کو رہا کرا لیا ہے لہذا اس لحاظ سے میں بھی نیل کی ناگن۔ اختاتون اور کیرتون کی نگاہوں میں ایک مجرم ٹھہروں گا اور اگر میں ان کے ہتھے چڑھ گیا تو یرمیحا کے ساتھ ساتھ وہ مجھے بھی مصلوب کر کے رکھ دیں گے۔

یرمیحا کو زندان سے نکال کر میں ماہی گیروں کی اس کشتی میں لیجاؤں گا خود بھی اس کے ساتھ رہوں گا چند روز تک اسی کشتی میں ہم قیام کریں گے اختاتون شہر سے بھاگیں گے نہیں اس لیے کہ اس کشتی میں قیام کرنے کے بعد ہم نے ان لوگوں سے انتقام لینا ہے

جنہوں نے عدینہ کو قتل کیا ہے اور یہ کام میں اور یریمیا دونوں مل کر کریں گے۔

سب سے پہلے میں اور یریمیا سمخار کا خاتمہ کریں گے اس کے بعد ہم نیل کی ناگن اور اسکے بھائی کیرتون کی طرف توجہ دیں گے اور ان دونوں کو بھی قتل کرنے کی کوشش کریں گے اس طرح اگر اس سمخار نیل کی ناگن اور کیرتون نے ہماری بہن عدینہ کا خاتمہ کیا ہے تو پھر یہ تینوں بھی زندہ نہ رہ سکیں گے ان کا خاتمہ کرنے کے بعد میں اور یریمیا جبلہ شہر کی طرف چلے جائیں گے اس لیے کہ اپنے کام کی تکمیل کے بعد یہاں بے کار میں رہنا ہمارے لیے خطرے کا باعث ہو گا۔ جبلہ شہر میں ہمارا قیام بڑے پجاری زرمون اور اسکی بیٹی اور یریمیا کی بیوی نیمیا کے پاس ہو گا میں اور یریمیا اس وقت تک جبلہ شہر میں قیام کریں گے جب تک اختاتون شہر میں حالات ہمارے حق میں نہیں ہو جاتے۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون تھوڑی دیر کے لیے رکا کچھ سوچا اس کے بعد اس نے پھر ملکہ نافرط کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

ماں مطمئن رہنا اس میں شک نہیں کہ میری غیر موجودگی میں سمخار اور کیرتون نے عجلت سے کام لیا اور میری بہن عدینہ کا خاتمہ کر دیا پر اگر یہی کھیل کسی نے میرے بھائی یریمیا کے ساتھ بھی کھیلنا چاہا تو اے میری ماں یاد رکھنا مخیدون اپنی جان پر کھیل جائے گا پر ایک بار یریمیا کو زندان سے ضرور نکالے گا میں اسے اختاتون شہر میں صلیب اور دار پر چڑھتے ہوئے نہ دیکھ سکوں گا وہ صرف میرا بھائی نہیں اب میری بہن عدینہ کی نشانی بھی ہے میں اسے ہر صورت میں زندان سے نکال کر زندہ اور سلامت دیکھنا چاہتا ہوں۔

مخیدون جب خاموش ہوا تو زربال نے پہلی بار اسے مخاطب کیا۔

مخیدون میرے بھائی۔ جس وقت آپ یریمیا کو زندان سے نکالیں تو ایک احتیاط ضرور برتیں۔ یریمیا کے سامنے عدینہ کے ہاتھ کاٹنے اور پھر اس کا گلا گھونٹ کر خاتمہ کرنے کا ذکر نہ کرنا۔ اگر آپ نے یریمیا کو زندان سے نکال کر اسے زندہ رکھنا ہے تو میری بات غور سے سنیئے۔ جس وقت آپ زندان میں جائیں گے۔ تو یریمیا ضرور آپ سے عدینہ کے متعلق پوچھے گا۔ مخیدون میرے بھائی آپ بھی جانتے ہیں میرا شوہر سمخار میں اور میری ماں بھی جانتی ہیں۔ کہ یریمیا کو عدینہ سے کس قدر محبت اور پیار تھا۔ یریمیا اپنی جان کی قربانی دے سکتا تھا۔ پر عدینہ کو کسی دشواری کسی مصیبت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب آپ

ے رات کے پچھلے حصے میں زندان سے نکلنے جائیں گے تو یاد رکھنا یر میحا کا پہلا سوال یہ ہو
الہ عدینہ کہاں ہے اور کیسی ہے۔

اگر آپ نے زندان میں یر میحا پر یہ انکشاف کر دیا کہ عدینہ کا گلا گھونٹ کر اس کا
اتمہ کر دیا گیا ہے۔ پہلے اس کا ہاتھ کاٹ کر اسے محفوظ کر لیا گیا۔ عدینہ کی لاش کو ممی بنا کر
بارہ کے اہرام کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے تو یر میحا کا خون کھول اٹھے گا۔ ہو سکتا ہے وہ
ندان سے نہ نکلے اور زندان کے محافظوں پر حملہ آور ہو جائے۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں
۔ اگر زندان کے اندر تم نے یر میحا سے عدینہ کی موت کا ذکر کر دیا تو وہ کھلم کھلا اور اعلانیہ
غاوت پر اتر آئے گا۔ اپنی زندگی کی پرواہ نہیں کرے گا اور سمنخار اور بڑے پجاری کیرتون اور
یل کی ناگن کو تلاش کرے گا اور ہر صورت میں ان کو قتل کرنے کا خواہاں ہو گا۔ پر وہ بے
بارہ اکیلا ایسا نہیں کر سکے گا۔ اس لیے کہ زندان کے محافظ اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ
دیں گے۔ لہذا مخیدون میرے بھائی میں تمہیں مشورہ دیتی ہوں کہ زندان میں اگر یر میحا
دینہ سے متعلق سوال کرے تو اسے یا تو غلط جواب دینا یا اسے اسطرح ٹال دینا کہ وقتی
ور پر یر میحا چپ ہو جائے اور زندان سے تمہارے ساتھ نکلنے پر آمادہ ہو جائے۔

میرے بھائی اگر زندان کے اندر ہی اسے عدینہ کے یوں ہلاک ہونے کی خبر ہو
ئی تو وہ اپنے حواس میں نہیں رہے گا۔ اگر ایسا ہوا تو صبح تک بدی کی قوتیں اسے بھی
مصلوب کر کے رکھ دیں گے۔

زربال جب خاموش ہوئی تو تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر مخیدون کچھ سوچتا رہا۔
س کے بعد زربال کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

زربال میری بہن۔ جن اندیشوں کا تو نے اظہار کیا ہے وہ واقعی غور طلب ہیں
یری بہن زندان سے نکال کر ماہی گیروں کی کشتیوں تک میں یر میحا کے سامنے عدینہ کا ذکر
ہیں کروں گا۔ اگر اس نے عدینہ سے متعلق مجھ سے پوچھا بھی تو میں زندان میں اسے ٹال
دوں گا۔ ماہی گیروں کی کشتیوں میں لے جا کر میں اس پر انکشاف کروں گا کہ عدینہ پر کیا
زری۔ مجھے امید ہے کہ میں ماہی گیروں کے اندر یر میحا کو سنبھال لوں گا۔ اور پھر اس کے
ساتھ لائحہ عمل طے کروں گا جس کے تحت ہم نے سمنخار کیرتون اور نیل کی ناگن کا خاتمہ
کرنا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون پھر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوا اس کے بعد اس

نے ملکہ نافریط کی طرف دیکھا۔

نافریط میری ماں ۔جب میں یرمیحا کیسامنے عدینہ کے حادثے کا ذکر کروں اور اگر یرمیحا سونے کے اس صندوق میں بند عدینہ کا ہاتھ مانگے تو آپ کا کیا جواب ہے۔

مخیدون میرے بیٹے ۔اس ہاتھ کا حقدار حقیقی معنوں میں یرمیحا ہی ہے۔لیکن میں یرمیحا کو مشورہ دوں گی کہ جب تک یرمیحا کسی محفوظ اور پر سکون جگہ نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک یہ ہاتھ میری ہی نگرانی میں رہنے دے۔میں یوں بھی کہہ سکتی ہوں کہ جب تک مصر کے اندر انقلاب نہیں آتا ہاتھ میرے پاس رہنے دے۔اور خود اپنی جان بچانے کی فکر کرے۔جب مصر کے اندر حالات ہمارے حق میں ہو جائیں تو پھر عدینہ کا یہ ہاتھ یرمیحا ہی کی ملکیت ہے۔جب تک حالات درست نہیں ہوتے عدینہ کا یہ ہاتھ یرمیحا کی امانت کے طور میرے پاس رہے گا۔ہاں اگر یرمیحا میری اس تجویز سے متفق نہ ہو تو جب جس وقت اور جہاں چاہے اس کی بیوی عدینہ کا ہاتھ اسے پہنچا دیا جائے گا۔ ملکہ نافریط نے بڑے غور اور بڑی شفقت سے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

ملکہ نافریط کے ان الفاظ کے ساتھ ہی تھوڑی دیر تک پھر اس کمرے میں خاموشی رہی ۔اس کے بعد مخیدون نے سوالیہ سے انداز میں نافریط کی طرف دیکھتے ہوئے ایک نئے موضوع کا ذکر شروع کیا۔

کیا کسی طریقے سے یہ خبر ہو سکتی ہے کہ جس وقت عدینہ کو اس کے ناکردہ جرم کی سزا دی جا رہی تھی تو میرے چچا اختاتون کے کیا تاثرات تھے۔

مخیدون میرے بیٹے ۔جس وقت عدینہ کو سزا سنائی گئی اور عدینہ کو کیرتون اور سمنخار پکڑ کر لے گئے تھے میں اور زربال تو اس کمرے میں آن کر بیٹھ گئے تھے۔ہم تو اس کی سزا پر عملدرآمد ہونے سے پہلے ہی دونوں ماں بیٹی رونے لگی تھیں تاہم اختاتون کیرتون اور سمنخار کے پیچھے پیچھے گیا۔جب عدینہ کو سزا دی جانے لگی تو وہ اس منظر کو برداشت نہ کر سکا اور راع دیوتا کی قربان گاہ سے ہٹ گیا تھا۔اس موقع پر اختاتون کے پاس اس وقت اسکی ماں نیل کی ناگن بیٹھی ہوئی تھی۔

میرا خیال ہے عدینہ کو یہ جو سزا سنائی گئی ہے اس میں نیل کی ناگن کیرتون اور سمنخار کی گہری سازش ہے۔ کیرتون اور سمنخار تو عدینہ کو پکڑ کر راع دیوتا کی قربانگاہ تک

لے گئے تاکہ اسکی سزا پر عملدرآمد کرایا جائے جبکہ نیل کی ناگن اپنے بیٹے اختاتون کے پاس بیٹھی رہی ۔اسے اس نے باتوں میں مصروف رکھا ہوگا تاکہ اس کا ذہن اس کا دل اپنی بیٹی عدسیہ کی سزا سے متعلق سوچ نہ سکے ۔ میرے خیال میں جس وقت کیرتون اور سمنخار میری بیٹی عدسیہ کی سزا پر عمل کر رہے ہوں گے اس وقت نیل کی ناگن نے اپنے بیٹے اختاتون کو باتوں میں لگا رکھا ہوگا تاکہ اختاتون کہیں اپنی بیٹی عدسیہ کی محبت سے مجبور ہو کر اس کی سزا معطل یا موقوف کرنے کا حکم جاری نہ کر دے ۔ مخیدون میرے بیٹے یہ سب کچھ پہلے سے سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا گیا ہے ۔اور اب مجھے اختاتون کے تاثرات سے کیا غرض میری بیٹی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اب میرے لیے نیل کی ناگن اور اختاتون دونوں ہی ختم ہو چکے ہیں ۔میرا ان سے کوئی رشتہ کوئی رابطہ کوئی تعلق نہیں رہا۔ہاں مجھے سمنخار سے بڑا شکوہ بڑا گلہ ہے ۔ میرا داماد ہو کر اس نے میری ہی بیٹی کے خلاف سازش کی میرا داماد ہو کر وہ میرے ہی خلاف نیل کی ناگن کا ساتھ دے رہا ہے ۔اسکا یہ فعل ایسا ہے جو میرے لیے ناقابل برداشت ہے ۔

مخیدون نے جواب میں نافریط کی ڈھارس کے لیے کہنا شروع کیا۔

میری ماں ۔ سمنخار کا ہر فعل ناقابل معافی ہے ۔ذرا مجھے آج رات کے پچھلے حصے میں یرمیحا کو زندان سے نکال کر ماہی گیروں کی کشتی کی طرف لے جانے دو ۔اس کے بعد دیکھنا کہ میں کیسے خونی رد عمل کا اظہار کرتا ہوں ۔ یہ سمنخار نیل کی ناگن کی حمایت میں اتراتا پھرتا ہے اسکی یہ ساری اتراہٹ اس کا یہ سارا گھمنڈ اسکی یہ اونچی اڑانیں میں ایسی کاٹوں گا کہ میں اسے موت کی پستیوں میں دھکیلتا چلا جاؤں گا۔

اس کے ساتھ ہی مخیدون اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر تک اس نے کمرے کا جائزہ لیا اس کے بعد توثمان کو اس نے مخاطب کیا۔

توثمان میں اب ماہی گیروں کی طرف جاتا ہوں ۔جب تک یرمیحا کو زندان سے نہیں نکالا جاتا میں ماہی گیروں کے پاس ہی قیام کروں گا۔ جن مسلح جوانوں کے ساتھ میں نے یرمیحا کو زندان سے نکالنا ہے وہ بھی رات کا یہ حصہ میرے ساتھ ہی ماہی گیروں کے اندر گزاریں گے ۔میرے عزیز بھائی ۔ تم میری ماں نافریط اور عزیز بہن ۔ زربال کے پاس ہی رہو ۔انہیں تسلی اور ڈھارس دو ۔اور ہاں اس سلسلے میں اگر تم میری ضرورت محسوس کرو تو

جس جگہ دریائے نیل میں ماہی گیروں کی کشتیاں کھڑی رہتی ہیں وہاں تم مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔اس کے ساتھ ہی مخیدون نے تینوں پر ایک الوداعی نگاہ ڈالی اسکے بعد وہ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

وقار عظیم پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

رات کا سمندر تاریکی کی سیاہ اوڑھنی اوڑھے اپنی حد مقدرات گم۔ اپنی حدود تعینات کو فراموش کرتا رفعت کائنات میں کھوجانے کے لیے رواں دواں تھا۔ اپنے زوال کے قریب پہنچتی رات کے بے نور رخ پر خاموش لبوں کے جذبوں۔ معدوم فردوس جیسی چپ اور خلوت ذات میں گم آفاق جیسا سکوت تھا۔ فضاؤں میں ایک عجیب سا کیف تھا جس میں نہ مستی تھی نہ ہوش۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اور لگتا تھا کہ ابھی گھٹا زمین کی طرف جھکے گی بھرپور رس کے چھینٹے برسائے گی۔ جس سے ذہن کے سارے اوہام دھل جائیں گے ساری الجھی سوچیں اور فکر کی تمام گرہیں کھل جائیں گی۔ اختاتون شہر کا زندان بھی آرزوؤں کی کھنڈر اور بستیوں میں سرد راتوں کے تنہا اندھیروں کی طرح ویران پڑا تھا۔ ایسے میں زندان کے شرقی دروازے پر کسی نے زور دار دستک دی تھی۔ زندان کے محافظوں نے دروازے کے اندر چھوٹی سی کھڑکی کھولی اور پھر اندر سے دھیمی سی آواز آئی کون ہے۔ باہر سے ایک تحکمانہ اور گرجتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

دراوزہ کھولو۔ میں مخیدون ہوں۔ یرمیحا کو مصلوب کرنے کا وقت ہو گیا ہے۔ میں اسے لینے آیا ہوں۔

مخیدون کے اس طرح جواب دینے کے فی الفور بعد زندان کا دروازہ کھل گیا تھا اپنے گھوڑے پر سوار مخیدون زندان میں داخل ہوا اس کے پیچھے پیچھے دو مسلح جوان بھی تھے زندان میں داخل ہونے کے بعد مخیدون اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے مڑا اور جو مسلح جوان

اس کے ساتھ تھے انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم یہیں زندان کے دروازے کے محافظوں کے پاس رکو میں خود یر میحا کو لے کر آتا ہوں۔ پھر اس نے زندان کے ایک محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ مجھے یر میحا کی کوٹھری کی چابیاں لا کر دو۔ اس پر وہ محافظ بھاگ کر چھوٹے سے ایک کمرے میں گیا۔ ایک آہنی اور بڑی سی چابی لا کر اس نے مخیدون کو تھما دی تھی۔

جو دو محافظ مخیدون کے پیچھے پیچھے آئے تھے ان میں سے ایک مخیدون کیطرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا

مخیدون کیا ہم دونوں کا آپ کے ساتھ جانا ضروری نہیں۔ آپ اکیلے ہی یر میحا آپ پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے۔

اس محافظ کے ان الفاظ پر مخیدون نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا رات کی تاریکی میں اس قہقہے کی بازگشت دور تک سنی گئی تھی پھر مخیدون نے مڑکر محافظ کی طرف دیکھے بغیر کہنا شروع کیا۔

تمہیں اس طرح فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں پوری طرح مسلح ہوں جبکہ میرے مقابلے میں یر میحا نہتا ہے۔ اس نے کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو میں اس کی دونوں ٹانگیں کاٹ کر رکھ دوں گا۔ مخیدون کے اس جواب سے دونوں محافظ مطمئن ہو گئے تھے۔ اس کے بعد مخیدون نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہ زندان کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

زندان کی اس کوٹھری کے سامنے مخیدون نے اپنے گھوڑے کو روک دیا جس میں یر میحا کو بند کیا گیا تھا۔ گھوڑے کو وہیں چھوڑ کر مخیدون آگے بڑھا۔ کوٹھری کا آہنی سلاخوں والا دروازہ اس نے کھولا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر یر میحا چونک کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ گہری تاریکی میں وہ ابھی تک یہ نہ جان سکا تھا کہ دروازہ کھولنے والا کون ہے۔ مخیدون بھی سمجھ گیا تھا کہ رات کی تاریکی میں یر میحا اسے پہچانے گا نہیں لہذا دھیمی سی آواز میں وہ بول اٹھا

یر میحا میرے بھائی فکر مند نہ ہو میں مخیدون ہوں۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ کوٹھری سے باہر نکل آؤ۔

تھوڑی دیر بعد یر میحا باہر نکلا جب وہ مخیدون کے قریب آیا تو مخیدون نے آگے

بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا۔ اس موقع پر یرمیحا بڑا اداس اور فکر مند تھا بغلگیر ہونے کے بعد جب مخیدون علیحدہ ہوا تو دھیمی سی آواز میں مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے یرمیحا نے پوچھا

سب سے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ عدینہ کہاں ہے اس پر کیا بیتی کیا اسکی سزا کو معاف کر دیا گیا ہے۔ یا میری طرح اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔

مخیدون تھوڑی دیر تک یرمیحا کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

یرمیحا میرے بھائی۔ یہ وقت عدینہ سے متعلق پوچھنے کا نہیں۔ تم اس سے متعلق بالکل خاموش اور مطمئن رہو۔ اسکے متعلق تفصیل میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ جو کچھ میں کہنے لگا ہوں وہ غور سے سنو۔ اسکے بعد میرے ساتھ چلو۔

مخیدون کے کہنے پر یرمیحا خاموش رہا اس کے بعد مخیدون نے پھر کہنا شروع کیا۔

میرے بھائی میرے ساتھ دو مسلح جوان آئے ہیں اور وہ مسلح جوان کیرتون اور سمنخار کے ہیں۔ کیرتون اور سمنخار دونوں اس وقت راع دیوتا کی قربانگاہ میں میرے اور تمہارے منتظر ہیں۔ تم جانتے ہو پہلے تمہیں سزا دینے کا کام میرے چچا نے مجھے سونپا تھا لیکن بعد میں اس سلسلے میں میرے خیال میں سمنخار اور کیرتون نے اخناتون سے رابطہ قائم کیا ہو گا۔ اور اسے ان اندیشوں میں ڈالا ہو گا کہ مخیدون کے ساتھ یرمیحا حتیوں کے ساتھ جنگ میں کام کرتا رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یرمیحا کو سزا دلانے کے سلسلے میں مخیدون رحم دلی کا شکار ہو جائے۔ اسی بنا پر کیرتون اور سمنخار دونوں نے اپنے دو مسلح جوان میرے ساتھ روانہ کئے ہیں۔ یرمیحا تم فکر مند نہ ہونا میں تمہاری رہائی کا مکمل بندوبست کر چکا ہوں۔

یہیں سے میں اور تم اس گھوڑے پر سوار ہوں گے تم آگے بیٹھ جانا میں تمہارے پیچھے سوار ہوں گا۔ ابھی لوگ گہری نیند سوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ ہمارے بھاگنے کا بہترین وقت ہے۔ زندان سے تھوڑی ہی دور ہم جائیں گے کہ میرے آدمی سمنخار اور کیرتون کے دونوں مسلح جوانوں پر حملہ آور ہوں گے۔ اور انہیں قتل کر دیں گے۔ ایسا ہونے کے بعد میں اور تم شہر پناہ کے شرقی دروازے کی طرف بھاگیں گے۔ شرقی دروازے پر بھی میرے آدمی ہوں گے مجھے دیکھتے ہی وہ شہر پناہ کا دروازہ کھولیں گے ہمارے وہاں پہنچنے تک وہ شہر پناہ کے محافظوں کو قتل کر چکے ہوں گے۔ جونہی میں شہر سے نکلوں گا ایک شخص بھاگا

بھاگا راع دیوتا کے مندر کی طرف جائے گا اور وہاں میرے منتظر کیرتون اور سمخار کو یہ اطلاع دیگا کہ یرمیحا کو راع دیوتا کی قربانگاہ کی طرف لانے کے بجائے مخیدون اسے رہا کرانے کے لیے شہر سے لے بھاگا ہے اور دریائے نیل کے کنارے کنارے جنوب کیطرف بھاگے ہی اس طرح میرا وہ آدمی سمخار اور کیرتون دونوں کو ہمارے بھاگنے کی غلط راہ بتا دے گا۔ حالانکہ ہم اختاتون شہر کے شمال کی طرف جو ماہی گیروں کی کشتیاں کھڑی رہتی ہیں۔ ادھر جائیں گے۔

سمخار اور کیرتون کو اطلاع دینے کے لیے جو شخص جائے گا وہ شہرپناہ کے محافظوں میں سے ایک ایسا شخص ہے جو قتل ہونے سے بچ جائے گا اور وہ میرے خاص آدمیوں میں سے ہے۔ یہ سارا معاملہ میں اپنے آدمیوں کو۔ پہلے ہی سمجھا چکا ہوں۔ اب تم مزید مجھ سے نہ کوئی سوال کرنا نہ بحث۔ جو کچھ بھی تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو تمہارا وہ سوال عدنیہ سے متعلق ہو یا دیگر حالات سے متعلق یہ سوال مجھ سے وہاں جا کر کرنا جہاں میں تمہارے اور اپنے لیے ایک محفوظ ٹھکانے کا بندوبست کر چکا ہوں۔ اب زبان سے کچھ مت بولنا میں اپنے گھوڑے پر بیٹھنے لگا ہوں تم میرے آگے بیٹھو تا کہ اپنے کام کی ابتدا کریں۔

مخیدون کے ان الفاظ کے جواب میں یرمیحا کچھ نہ بولا تھا۔ اس دوران مخیدون حرکت میں آیا فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا یرمیحا بھی مخیدون کے گھوڑے کی گردن کو پکڑتا ہوا اس کے آگے بیٹھ گیا تھا اسکے بعد مخیدون نے گھوڑے کو ہانک دیا تھا۔

مخیدون اور یرمیحا جب زندان کے شرقی دروازے کے پاس آئے تو جو دو محافظ مخیدون کے ساتھ یرمیحا کو لینے کے لیے آئے تھے۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے مخیدون کہنے لگا تم دنوں اپنے گھوڑوں کو میرے پیچھے پیچھے لاؤ۔ یرمیحا کو لے کر میں آگے آگے چلتا ہوں تا کہ پیچھے رہ کر تم نگاہ رکھ سکو۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے بائیں ہاتھ میں میرے گھوڑے کی باگیں ہیں۔ میرے دائیں ہاتھ میں میرا زہریلا خنجر ہے۔ اگر اس یرمیحا نے کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو اسی لمحہ میرا زہر میں بجھا ہوا خنجر اس کی پیٹھ میں پیوست ہو کر اس کا کام تمام کر دے گا۔ بس تم میرے پیچھے پیچھے آؤ تمہیں تلواریں بھی بے نیام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ہی مخیدون نے اپنے گھوڑے کو ہانک دیا تھا۔ دونوں محافظ بھی

مطمئن ہو گئے تھے ۔ انہوں نے اپنے گھوڑوں کو مخیدون کے پیچھے لگا دیا ۔ زندان سے جب وہ نکلے تو زندان کے محافظوں نے زندان کا دروازہ بند کر دیا تھا ۔

مخیدون اور یرمیحا ابھی زندان اور راع دیوتا کے مندر کے درمیان پہنچے ہوں گے کہ پشت کی جانب سے اچانک کچھ سوار نمودار ہوئے آندھی اور طوفان کی طرح وہ ان دونوں سواروں پر حملہ آور ہوئے جو مخیدون اور یرمیحا کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے ۔ ایسا ہوتے ہی مخیدون فوراً اپنے گھوڑے کی باگ موڑ کر اسے ایڑ لگاتے ہوئے شہر پناہ کے شرقی دروازے کی طرف بھگا رہا تھا ۔ وہ مسلح جوان جنہوں نے حملہ آور ہو کر کیرتون اور سمنخار کے دونوں مسلح جوانوں کا خاتمہ کیا تھا وہ بھی مخیدون اور یرمیحا کے پیچھے پیچھے ہو لیے تھے ۔

مخیدون اور یرمیحا دونوں جب شہر پناہ کے شرقی دروازے پر پہنچے تو شہر پناہ کے محافظوں کی لاشیں وہاں پڑی تھیں اور شہر پناہ پر مخیدون کے آدمی قبضہ کر چکے تھے ۔ شہر پناہ سے نکلنے کے بعد مخیدون نے تھوڑی دور تک دریائے نیل کی طرف اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑایا ۔ وہ مسلح جوان جنہوں نے دو محافظوں کا خاتمہ کیا تھا اور ان کے علاوہ وہ دوسرے مسلح جوان جنہوں نے شہر پناہ کے محافظوں کا کام تمام کیا تھا سب یرمیحا اور مخیدون کے پیچھے پیچھے ہو لیے تھے تاہم ایک مسلح جوان فوراً حرکت میں آیا اس نے شہر پناہ کا دروازہ بند کیا پھر وہ راع دیوتا کے مندر کی طرف بھاگ رہا تھا ۔

اپنے محافظوں کے ساتھ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا مخیدون اختاتون شہر کے شمال میں اس جگہ آن رکا جہاں ماہی گیروں کی بیشمار کشتیاں کھڑی رہتی تھیں فضاؤں میں پہلے ہی گہرے بادل چھائے ہوئے تھے ۔ اب ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو چکی تھی کشتیوں کے پاس جا کر مخیدون اور یرمیحا دونوں اپنے گھوڑے سے اتر گئے پھر مخیدون نے اپنے پیچھے آنے والے سارے محافظوں کو مخاطب کیا ۔

ان سارے گھوڑوں کو لے جاؤ ۔ اور اپنے ٹھکانے کی طرف چلے جاؤ ۔ پہلے میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ تم میں سے ایک آدمی اپنے گھوڑے کے پیچھے درخت کی کسی بڑی شاخ کو باندھے گا اور شہر پناہ کے شرقی دروازے تک اسے گھسیٹتا چلا جائے گا تاکہ ادھر آنے کے ہمارے گھوڑوں کے جو نشانات بنے ہیں وہ مٹ جائیں ۔ لیکن تم لوگوں کو اب ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ بارش شروع ہو گئی ہے ۔ اور یہ ہمارے گھوڑوں کے

پاؤں کے نشانات خود ہی مٹا دے گی۔اس پر ان محافظوں میں سے ایک بول پڑا۔

مخیدون آپ فکر نہ کریں آپ جیسا حکم دیں گے ہم ویسا ہی کریں گے۔ گھوڑوں کے یہ نشانات مٹانے کے لیے ہم نے ایک درخت کی بہت بڑی شاخ کا بندوبست کر رکھا ہے اگر آپ حکم دیں تو ہمارا ایک سوار اس شاخ کو لے کر شہر پناہ کے شرقی دروازے تک احتیاطاً جا سکتا ہے۔مخیدون جواب میں پھر بول پڑا۔

اب اس کی ضرورت نہیں تم اپنے ٹھکانے کی طرف چلے جاؤ۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور انہیں بھگاتے ہوئے وہ دریائے نیل کے کنارے کنارے شمال کی طرف چلے گئے تھے۔مخیدون کے گھوڑے کو بھی وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے ان کے جانے کے بعد یرمیحا نے مخیدون کو مخاطب کیا۔

مخیدون یہ تو میں جانتا ہوں یہ تمہارے خاص آدمی ہیں۔یہ کہاں جائیں گے۔ اگر انکا تعلق اختاتون شہر سے ہے تو کیا شہر سے باہر رہتے ہوئے ان کے پکڑے جانے کا اندیشہ نہ ہو گا۔

یرمیحا کے اس سوال پر مخیدون کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی پھر وہ کہنے لگا۔

یرمیحا تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ جتنے ساتھی تھے یہ سارے اختاتون شہر میں سبزی اور پھل بیچنے کا کام کرتے ہیں یہ شام کے وقت ہی شہر سے نکل جاتے ہیں۔اور شہر کے نواح سے سبزیاں اور پھل لے کر صبح ہی صبح اختاتون شہر میں داخل ہوتے ہیں۔اب یہ اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے جائیں گے۔اور پھر حسب معمول پھل اور سبزیاں لے کر اختاتون شہر میں صبح ہی صبح داخل ہو جائیں گے کوئی ان پر شک و شبہ بھی نہیں کرے گا۔یرمیحا میرے بھائی ہمارا زیادہ دیر یہاں کھڑے ہو کر گفتگو کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے آؤ اپنے ٹھکانے کی طرف چلیں وہاں بیٹھ کر پر سکون ماحول میں ہم گفتگو کر سکیں گے۔

اس کے ساتھ ہی وہ دریائے نیل کے کنارے آئے اسی وقت چھوٹی سی ایک کشتی کنارے پر لگی اس میں سے ایک ملاح نکل کر کنارے پر آیا مخیدون اور یرمیحا دونوں کو اس نے تعظیم دی۔پھر دونوں کو اس نے کشتی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔یرمیحا اور مخیدون دونوں کشتی میں بیٹھ گئے اس کے ساتھ ہی ملاح بھی کشتی میں سوار ہوا اور کشتی کو اس نے

دریائے نیل کے وسطی حصے کی طرف لے جانا شروع کیا تھا۔ وہاں بیشمار کشتیاں کھڑی تھیں اور ان کشتیوں کے بیچ وبیچ وہ ملاح اپنی چھوٹی سی کشتی کو آگے لے جا رہا تھا۔یہاں تک کہ ایک بڑی کشتی کے قریب جس کے ارد گرد چھوٹی چھوٹی کشتیاں تھیں ملاح نے اپنی کشتی روک دی تھی۔

اس کشتی کا وہاں رکنا تھا کہ بڑی کشتی کے اندر بھی کچھ ملاح نمودار ہوئے انہوں نے رسوں کی سیڑھیاں نیچے پھینکیں جن کی مدد سے یرمیحا اور مخیدون بڑی کشتی پر سوار ہو گئے ان ملاحوں نے بھی بڑی ارادتمندی اور عقیدت سے یرمیحا اور مخیدون کو تعظیم دی۔ پھر ایک ملاح یرمیحا اور مخیدن کی راہنمائی کرتا ہوا اس بڑی کشتی کے ایسے حصے میں لے گیا تھا جس کے اوپر چھوٹا سا چھت ڈالا ہوا تھا۔اور نیچے بڑی خوبصورت نشستیں بنائی ہوئی تھیں۔

اس موقع پر مخیدون نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

یرمیحا میرے عزیز بھائی ۔یہاں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں ۔یوں جانو اب تم اور میں محفوظ ہیں ۔اس پر تیر نگاہوں سے یرمیحا نے مخیدون کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

مخیدون میرے بھائی ۔یہاں ہم کیسے محفوظ ہیں ۔ تھوڑی دیر تک جب سورج طلوع ہو گا تو اگر اختاتون کے آدمی ہمیں تلاش کرتے ہوئے ادھر کا بھی رخ کر لیتے ہیں تو وہ ہمیں کشتی میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر ہمارے لیے مصیبت کا باعث نہ بن جائیں گے۔

مخیدون نے ایک قہقہہ لگایا پھر وہ کہہ اٹھا۔

یرمیحا میرے بھائی کوئی بات نہیں ۔اس جگہ میں اور تم بالکل محفوظ ہیں ۔ پھر سامنے کھڑے ملاح کو مخیدون نے مخصوص اشارہ کیا۔جس جگہ مخیدون اور یرمیحا بیٹھے ہوئے تھے ۔اس سے تھوڑا سا آگے اس نے کشتی کا ایک حصہ جب اٹھایا تو یرمیحا نے دیکھا کہ وہاں سیڑھیاں تھیں جو نیچے جاتی تھیں ۔ مخیدون نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔یہ اس کشتی کا تہہ خانہ ہے اگر ہمارے اطراف میں کسی موقع پر کوئی خطرات اٹھتے ہیں تو اس تختے کو اٹھا کر ہم کشتی کے تہہ خانے میں جا سکتے ہیں ۔یہ تختہ بند ہوتا ہے تو تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ کسی کو شک تک نہیں ہو سکتا کہ اس کشتی کے نیچے کوئی تہہ خانہ بھی ہے ۔یرمیحا میرے بھائی مطمئن رہو ۔اب میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں تو اختاتون تو بہت دور کی بات ۔ نیل کی ناگن اور سمنخار بھی تمہاری گرد تک کو تلاش نہ کر سکیں گے۔

میرے بھائی چند روز تک ہم یہاں قیام کریں گے ۔اس قیام کے دوران میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اور تم دونوں بھائی مل کر کبھی موقع ملا تو سمخار اور کیرتون اور نیل کی ناگن کو قتل کریں گے ۔اس کے بعد ہم دونوں بھائی یہاں سے فرار ہوں گے ۔جبلہ کا رخ کریں گے جہاں میری بہن نیمیا بڑی بے چینی سے تمہاری منتظر ہو گی ۔

یریمحا میں تم پر ایک اور انکشاف بھی کروں جو حالات پیش آ رہے تھے ان کے تحت میں نے پہلے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ مجھے تمہیں اور عدینہ کو ایک نہ ایک روز یہاں سے پھر جبلہ شہر کی طرف بھاگنا ہو گا ۔یریمحا تم جانتے ہو سمخار نے میرے سارے اہل خانہ کے علاوہ میری بیوی کا بھی خاتمہ کر دیا تھا ۔یریمحا میں بے اولاد مرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی اپنے شجرہ نسبت کا خاتمہ کرانا چاہتا ہوں لہذا میں نے آج رات کے پہلے حصے میں ماہی گیروں کی انہی کشتیوں کے اندر ایک لڑکی سے شادی کی ہے ۔سمخار ۔کیرتون اور نیل کی ناگن کا خاتمہ کرنے کے بعد میں اور تم جب جبلہ کی طرف بھاگیں گے تو میری بیوی بھی میرے ساتھ ہو گی اس کے علاوہ کسی کو خبر نہیں کہ آج رات کے پہلے حصے میں میں نے کسی لڑکی سے شادی کر لی ہے ۔میرے بھائی وہ لڑکی بڑی اچھی بڑی ایثار پیشہ اور قابل بھروسہ ہے ۔اس سے پہلے میں اپنی اس نئی بیوی کے سامنے تمہارا عدینہ نیمیا اور اس کے باپ زرمون کا تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکا ہوں ۔میرے خیال میں تم اس سے اور وہ تم سے مل کر بے حد خوش ہو گی ۔

مخیدون کے اس انکشاف پر یریمحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئے تھی ۔پھر مخیدون کے شانے کو پکڑ کر ہلاتے ہوئے یریمحا کہنے لگا ۔

مخیدون میرے بھائی ۔تم نے کمال کر دیا تم اپنی بیوی کا نام تو بتاؤ ۔وہ ہماری بہن ہے ۔وہ اس وقت کہاں ہے ۔مخیدون مسکراتے ہوئے کہنے لگا ۔یریمحا میرے بھائی میری بیوی کا نام یوریما ہے اور اس وقت وہ اسی کشتی کے تہہ خانے میں موجود ہے ۔اب اٹھو چلو تہہ خانے میں چلتے ہیں میں تمہیں اس سے ملاتا ہوں ۔

یریمحا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا ۔مخیدون بھی اٹھا ۔تہہ خانے کا تختہ انہوں نے اٹھایا نیچے لکڑی کی سیڑھیاں تھیں ان سے اتر کر جب وہ نیچے گئے تو یریمحا نے دیکھا نیچے چھوٹا سا ایک کمرہ تھا اور اسمیں بنی ہوئی نشستوں پر ایک لڑکی نیم دراز تھی ۔مخیدون اور یریمحا کو

یالھ کر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور اس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے مخیدون کہنے لگا

یوریما یہ میرا بھائی یرمیحا ہے ۔ اس کا ذکر میں تم سے پہلے ہی کر چکا ہوں ۔ ے متعلق بھی میں اسے تفصیل سے بتا چکا ہوں ۔ یوریما تھوڑا سا آگے بڑھی پھر دلکش زمیں اس نے یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا ۔

اے میرے بھائی ۔ میں اس کشتی میں خوش آمدید کہتی ہوں ۔ آمون دیوتا کا شکر اپ کو میرے شوہر مخیدون آپ کو اس کشتی میں لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں ۔ جس شادی کے بعد میرے شوہر مخیدون نے آپ اور آپ کی بیوی عدینہ کا ذکر کیا تھا ۔ تو ے زیادہ تعریف انہوں نے آپ کی ہی کی تھی ۔ میرے بھائی جو کچھ مخیدون نے آپ کے بیان کیا ہے وہ سامنے رکھتے ہوئے میں آپ کی عظمت کو سلام کرتی ہوں ۔ اور توقع ہوں کہ ہم دونوں کے ساتھ آپ اور آپ کی بیوی عدینہ دونوں بخیریت جبلہ پہنچنے میں ب ہو جائیں گے ۔

اپنی بیوی یوریما کے ان الفاظ پر مخیدون اداس ہو گیا تھا ۔ پھر ایک نشست پر وہ یا ۔ یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

یرمیحا میرے بھائی ۔ میں ایک بات کا تم پر انکشاف کرنے لگا ہوں ۔ پر انکشاف نت کروں گا ۔ جب تم میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم جذباتی نہیں ہو گے ۔ غصے میں ؤ گے ۔ جو کچھ میں کہوں گا اس کے مطابق تم کام کرو گے اور غضبناک ہو کر میرے ں سے روگردانی نہیں کرو گے ۔

مخیدون کی اس گفتگو سے یرمیحا بیچارہ اداس ۔ پیلا اور افسردہ ہو گیا تھا ۔ اس کے پر تھکن کے سے آثار نمودار ہوئے تھے ۔ پھر مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا ۔

میرے بھائی ۔ تمہاری گفتگو کا انداز مجھے بتا رہا ہے کہ تم مجھ پر میری بیوی عدینہ علق کوئی برا انکشاف کرنے والے ہو ۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو ۔ عدینہ کے متعلق میں بد تر خبر سننے کے لیے بھی تیار ہوں ۔ عدینہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے ۔ اس کے اگر کوئی خبر ہے ۔ تو میرے بھائی زیادہ دیر تک مجھے انتظار کے کرب میں مبتلا نہ کرو ۔

جواب میں تھوڑی دیر تک مخیدون کی گردن جھکی رہی ۔ کچھ سوچتا رہا ۔ اس

دوران یرمیحا ہی نہیں مخیدون کی بیوی یوریما بھی عجیب سی پریشانی اور تفکرات میں ا
طرف دیکھ رہی تھی۔ مخیدون نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ یرمیحا نے دیکھا اس کی آنکھوں میں ا
تھے۔ یرمیحا ہی نہیں مخیدون کی بیوی بھی لرز کانپ رہی تھی۔ کشتی کے اس تہہ خانے
مخیدون کی آواز گونج گئی تھی۔

یرمیحا میں واقعی عدسنیہ کے متعلق ایک بری خبر رکھتا ہوں۔ میں تمہ
زندان میں بند کرنے کے بعد مستقر کی طرف گیا تھا۔ وہاں میں نے اپنے جانثاروں کا ا
گروہ تیار کیا۔ جس کو میں نے حکم دیا تھا کہ رات کی تاریکی میں محل پر حملہ آور ہوں
اور میری بہن عدسنیہ کو وہاں سے نکال کر کشتی میں پہنچائیں گے۔ اس دستے کو تیار کرنے
بعد میں ماہی گیروں کی اس کشتی کی طرف آیا تھا پر برا ہو اس سمنخار اور کیرتون کا کہ میری ا
غیر موجودگی میں انتہائی عجلت اور تیزی سے کام لیتے ہوئے وہ دونوں عدسنیہ کو پکڑ کر ا
دیوتا کی قربانگاہ پر لے گئے اور اس کی سزا پر عمل کر دیا جس وقت میں ماہی گیروں کی بستی
طرف آیا تھا۔ یہ بات مجھے ٹوٹمنان نے بتائی تھی وہ محل سے نکل کر بیچارہ مجھے تلاش کرتا
رہا تھا۔

یرمیحا میرے بھائی کیرتون اور سمنخار نے اخناتون کے حکم کے مطابق پہلے عد
کا بازو کاٹا۔ اور اسے مصالحہ لگا کر محفوظ کرنے کے بعد اسے پہلے سے تیار شدہ سونے
صندوق میں محفوظ کر دیا۔ اور یہ عدسنیہ کے ہاتھ والا صندوق عدسنیہ کی ماں نافریط کو بھجوا
گیا۔ یہ صندوق ابھی تک اس کے پاس ہے اور وہ بے چاری ہاتھ کو دیکھ دیکھ کر رو رہی
بین کر رہی ہے۔ جبکہ عدسنیہ کا گلہ گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اسکی لاش کو ممی کر
کے بعد سکارہ کے اہرام کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے۔

مخیدون کے اس انکشاف پر یرمیحا بے چارے کی حالت انگڑائیاں لیتی قہر ماہ
قلب کی وحشت۔ پیاس بڑھاتے سرابوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں
خوفناک انتقام کی دھول۔ خوف وہراس پھیلاتے سناٹے رقص کر گئے تھے۔ اسکے چہرو
خوابوں کی بے ربطگی۔ لمحوں کو عارضے میں مبتلا کر دینے والے اسرار چھا گئے تھے۔ اس کی
حالت دیکھتے ہوئے مخیدون اور اسکی بیوی یوریما بھی بے چارے خوابوں کے نگر میں دم ا
دھواں شام۔ اور خلوت کے خرابوں میں سربریدہ روٹھی تمناؤں جیسے ہو کر رہ گئے تھے۔

نا پر مخیدون یرمیحا کو مخاطب کر کے اسے ڈھارس اور تسلی دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے یرمیحا بھی بول پڑا۔

مخیدون سمخار اور کیرتون نے میری بیوی عدسیہ کا خاتمہ کر کے میرے قلب میں ہر کی تلخیاں۔ میرے دل میں سلگتی اذیتیں بھر دی ہیں۔ عدسیہ میری رگوں کا لہو۔ ں میں میرے لیے قربت کا ابدی خواب۔ وقت کے افلاک پر وہ میری چاہتوں کی ں تھی۔ اس کا خاتمہ کر کے سمخار اور کیرتون دونوں نے اپنی موتکو آواز دی ہے۔ میں کے جذبات کی حدت میں غموں کی شدت ان کی آنکھوں میں موت کے صحرا کی اڑتی ت اور ان کے شعور سماعت میں قضا کی وحشت بھر کر رہوں گا۔

یرمیحا کی یہ حالت دیکھتے ہوئے مخیدون نے آگے بڑھ کر اس کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اسے تسلی دینے لگا تھا۔ اس موقع پر یوریما بیچاری بھی حرکت میں آئی اور وہ بھی اپنی نے یرمیحا کو تسلی اور تشفی دینے لگی تھی۔

OOO

ادھر راع دیوتا کی قربانگاہ پر کیرتون اور سمخار بڑی بے چینی سے مخیدون اور یحا کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک مسلح جوان بھاگتا ہوا راع دیوتا کے مندر میں داخل ہوا وہ قربانگاہ کے قریب آیا۔ کیرتون اور سمخار ابھی تک وہاں کھڑے تھے۔ وہ آنے والے جوان کو دیکھتے ہوئے فکر مند ہو گئے تھے۔ کیرتون اس موقع پر اس آنے والے مسلح ن کو مخاطب کر کے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ آنے والا پہلے ہی بول پڑا۔

آقا کیرتون میں آپ اور سمخار کے لیے ایک انتہائی بری خبر لے کر آیا ہوں۔ ون کو یرمیحا کے ساتھ راع دیوتا کی اس قربان گاہ کی طرف آنا تھا تاکہ یرمیحا کو مصلوب جاتا۔ لیکن مخیدون نے بددیانتی اور خیانت کی ہے۔ یرمیحا کو زندان سے نکال کر ادھر نے کے بجائے وہ بھگا لے گیا ہے۔ میں نے انہیں شہرپناہ کے شرقی دروازے سے نکل کر یائے نیل کے کنارے جنوب کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس خبر پر کیرتون غضبناک ہو گیا۔ آنے والے مسلح جوان کو مخاطب کرتے ئے کہنے لگا۔ مخیدون یرمیحا کو لے کر کیسے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا جواب میں آنے وہ جوان پھر کہہ رہا تھا۔

آقا۔آپ کے دو مسلح جوان جو مخیدون کے ساتھ گئے تھے تاکہ یرمیحا کو لا کر یہاں لائیں ان کے ساتھ مخیدون نے یرمیحا کو زندان سے نکالا۔ پھر وہ یرمیحا کو لے کر را دیوتا کے مندر کی طرف روانہ ہوئے راستے میں کچھ مسلح جوان حملہ آور ہوئے انہوں نے ا کے دونوں مسلح جوانوں کا خاتمہ کر دیا۔اس کے بعد یرمیحا کو لے کر مخیدون شہر پناہ کے دروازے کی طرف بھاگا تھا۔

میں شرقی دروازے کے محافظوں میں سے ایک ہوں ۔جس دوران یہ کار ہو رہی تھی اسی وقت مخیدون کے کچھ آدمی شرقی دروازے کے محافظوں پر حملہ آور ہو میری خوش قسمتی اس حملے کے دوران میں شہر پناہ کے دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ کسی کی نگاہ نہ پڑی ۔ لہذا میں بچ گیا ۔ مخیدون کے مسلح جوانوں نے شہر پناہ کے دروازے کے سارے محافظوں کا خاتمہ کر دیا جس کی وجہ سے مخیدون یرمیحا کو بڑی آسانی نکال کر دریائے نیل کے کنارے کنارے جنوب کی طرف بھاگ گیا۔

شہر پناہ کے محافظوں پر حملہ آور ہونے والے جب چلے گئے تو میں نے درواز سے باہر نکل کر دیکھا ۔ مخیدون اور یرمیحا اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ دریائے نیل کنارے کنارے بڑی تیزی سے جنوب کی طرف اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے ۔ یہی وہ خبر ہے جو میں آپ دونوں سے کہنے آیا ہوں ۔

عین اسی موقع پر جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی نیل کی ناگن پہنچ گئی ۔آتے اس نے اپنے بھائی کیرتون کو مخاطب کیا۔

کیرتون میرے بھائی ۔ کیا یرمیحا کا خاتمہ کر دیا گیا ہے ۔اس پر کیرتون پشیما ہو گیا پھر اس نے رونما ہونے والی ساری داستان نیل کی ناگن سے کہہ دی تھی ۔

نیل کی ناگن یہ سن کر بے حد برہم ہوئی پھر سمخار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے سمخار تم یہاں کھڑے ہوئے کیا دیکھ رہے ہو ۔ابھی اسی وقت چند مسلح جوانوں کا دستہ اور دریائے نیل کے کنارے کنارے جنوب کی سمت مخیدون اور یرمیحا کا تعاقب کرو ۔ امید ہے کہ صبح تک تم انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے ۔جب تک تم مخیدو اور یرمیحا دونوں کو پکڑ کر یہاں نہیں لاتے اس وقت تک میں راع دیوتا کے مندر میں بیٹھ کر تمہاری آمد کا انتظار کروں گی ۔ کیرتون میرے بھائی تم اس معاملے اس حادثے

طلاع جا کر میرے بیٹے اخناتون کو کرو۔
طائی کا یہ حکم ملتے ہی سمخار بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مسلح
ستے کے ساتھ شہر پناہ کے شرقی دروازے سے نکلا اور دریائے نیل کے کنارے کنارے
ب کی طرف اپنے مسلح دستے کے ساتھ وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہا تھا۔ جبکہ
یرتون اس حادثے کی اطلاع اخناتون سے کرنے کے لیے شاہی قصر کی طرف چلا گیا تھا۔

OOO

مخیدون اور اس کی بیوی یوریما دونوں یرمیحا کو ڈھارس اور تسلی دے رہے تھے
کشتی کے باہر کسی نے زور زور سے ہاتھ مارا تھا۔ اس پر مخیدون چونک کر اپنی جگہ پر اٹھ
ڑا ہوا۔ یرمیحا اور یوریما بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ لکڑی کی سیڑھیاں چڑھ کر مخیدون اوپر آیا
ں وقت چند مسلح جوان وہاں کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک مخیدون کو مخاطب کر کے کہنے

آقا ہمارا ایک ساتھی آیا ہے اور وہ آپ کو ایک انتہائی اہم خبر کہنا چاہتا ہے۔ اس
اس مسلح جوان کی طرف دیکھتے ہوئے مخیدون کہنے لگا ذرا رکو میں اوپر آتا ہوں یرمیحا کو بھی
پنے ساتھ لاتا ہوں۔ پھر مخیدون نے یرمیحا کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ اسکے پیچھے پیچھے یرمیحا
ر یوریما بھی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے تہہ خانے سے باہر آئے۔
کشتی میں کچھ جوان ماہی گیروں کے بھیس میں جمع تھے پھر ان میں سے ایک
سلح جوان مخیدون کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
محترم مخیدون شہر پناہ کے محافظوں میں جو ہمارا اپنا آدمی تھا وہ اس حادثے کی
للاع راع دیوتا کے مندر میں کیرتون اور سمخار کو دینے گیا۔ اس اطلاع کے دوران نیل کی
کن بھی وہاں پہنچ گئی۔ اس اطلاع کے بعد ردعمل یہ ہوا ہے کہ سمخار ایک محافظ دستے کے
اتھ دریائے نیل کے کنارے کنارے جنوب کی طرف بڑھ گیا ہے اس لیے کہ ہمارا آدمی جو
ں حادثے کی اطلاع دینے گیا تھا اس نے انہیں خبر کی ہے کہ مخیدون اور یرمیحا دریائے نیل
ے کنارے کنارے جنوب کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ لہذا سمخار ادھر ہی تعاقب کے لیے گیا ہے

دوسری خبر یہ ہے کہ اس حادثے کی اطلاع دینے کیرتون اخناتون کی طرف گیا

ہے ۔تیسری خبر یہ ہے کہ نیل کی ناگن طائی راع دیوتا کے مندر میں اس وقت اکیلی بیٹھی ہوئی ہے ۔اس نے سمنخار کو آپ اور یر میحا کا تعاقب کرنے کے لیے کہا ہے ۔اور اسے یہ بھی تنبیہ کی ہے کہ جب تک وہ مخیدون اور یر میحا کو پکڑ کر نہیں لاتا اس وقت تک وہ راع دیوتا کے مندر ہی میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرے گی ۔

اس اطلاع پر مخیدون خوش ہو گیا تھا ۔اس مسلح جوان کو کہنے لگا تم اب جاؤ اور پہلے کی طرح اپنے کام میں لگ جاؤ ۔اگر کوئی اہم خبر ہو تو اس کی اطلاع مجھے یا کشتیوں کے اندر میرے کسی قابل اعتبار ساتھی کو کرنا ۔

اس سلسلے میں جو لائحہ عمل میں تیار کرنے لگا ہوں جانے سے پہلے وہ بھی سنتے جاؤ ۔

ابھی تھوڑی دیر تک یہ کشتی حرکت میں آئے گی اور جنوب کی طرف ہم سفر شروع کریں گے کشتی میں میرے ساتھ مسلح جوانوں کا ایک دستہ بھی ہو گا ۔

یہ ہماری پہلی کاروائی ہے ۔دوسری کاروائی میں نیل کی ناگن کے خلاف کرنے لگا ہوں ۔تم لوگ جانتے ہو راع دیوتا کا مندر اختاتون شہر کے وسطی حصے میں ہے ۔لیکن اسکی پرواہ نہیں ابھی میرے کچھ آدمی شہر پناہ کے شمالی دروازے سے شہر میں داخل ہوں گے شمالی دروازے کے محافظوں میں کافی آدمی میرے اپنے ہیں وہ ان کے شہر میں داخل ہونے کا اہتمام کریں گے ۔یہ مسلح جوان راع دیوتا کے مندر میں داخل ہوں گے وہاں سے نیل کی ناگن کو اٹھائیں گے اس کے منہ پر کپڑا باندھ دیں گے اور اس کے دونوں ہاتھ کس کر اس کی پشت پر باندھ دیں گے ۔پھر شہر کے اندر سے ہی میرے یہ ساتھی خچروں کا اہتمام کریں گے اس سلسلے میں وہ اپنے ان ساتھیوں سے رابطہ قائم کریں گے جو اختاتون شہر کے اندر سبزی اور پھل فروشی کا کام کرتے ہیں ۔اور رات کے پہلے حصے میں شہر سے نکل کر سبزی اور پھل لینے کے لیے شہر کے مضافات کی طرف جاتے ہیں ۔انہی خچروں پر نیل کی ناگن کو لاد کر وہ شہر سے نکلیں گے شہر پناہ کے محافظوں پر یہی ظاہر کریں گے کہ وہ پھل اور سبزی فروش ہیں اور مضافات سے سبزی اور پھل لانے کے لیے جا رہے ہیں ۔ظاہر ہے شہر پناہ کے شمالی دروازے پر اکثر محافظ میرے ہیں لہذا کوئی اعتراض نہیں کھڑا کرے گا ۔وہ بحفاظت نیل کی ناگن کو لے کر شہر سے باہر نکل جائیں گے ۔

اس وقت تک میں اور یرمیحا مسلح دستے کے ساتھ جنوب کی طرف کوچ کر چکے ہوں گے ہم دریائے نیل کے کنارے کے ساتھ ساتھ رہیں گے ہمیں امید ہے کہ سمنخار کچھ دور تک ہمارے تعاقب میں جائے گا جب اسے اپنے سامنے کچھ نظر نہیں آئے گا تب وہ واپس مڑے گا کشتی میں سفر کرتے ہوئے وہ سامنے سے آتے ہوئے ہمیں دکھائی دے گا جب ایسا ہو گا تو میں اور یرمیحا اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ کشتی سے اتریں گے اور سمنخار اور اس کے ساتھیوں کی راہ روک کھڑے ہوں گے دریائے نیل کے کنارے سمنخار کی ہم وہ حالت کریں گے۔ کہ آنے والی نسلیں یاد رکھیں گی اس نے میری بہن عدینہ کو موت سے ہمکنار کیا میں ہر صورتمیں اسے موت سے بغلگیر کروں گا اس بدبخت کیرتون کی خوش قسمتی کہ یہ اخناتون کے پاس چلا گیا ورنہ میں نیل کی ناگن کے ساتھ اسے بھی اٹھا کر ماہی گیروں کی ان کشتیوں میں لاتا اور پھر اس سے ایسا بھیانک انتقام لیتا کہ وقت دیکھتا تاہم میرے ساتھی صبح ہونے سے پہلے پہلے نیل کی ناگن کو ان کشتیوں میں پہنچا دیں گے سمنخار سے نمٹنے کے بعد میں نیل کی ناگن سے بھی آکے گفتگو کروں گا اور اسے اس کے بھیانک انجام تک پہنچاؤں گا

مخیدون تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر مسلح جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اب تم جاؤ اپنے کام میں لگ جاؤ وہ جوان فوراً کشتی سے نکل کر دوسری کشتی میں سوار ہوا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔ مخیدون نے یرمیحا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ یرمیحا تھوڑی دیر رکو میں سارے انتظامات کرنے کے بعد آتا ہوں پھر اس کشتی سے اتر کر مخیدون قریب ہی دوسری چھوٹی کشتی میں سوار ہوا اور بائیں جانب کشتیوں کے بیچوں بیچ آگے چلا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد مخیدون لوٹا جس کشتی میں وہ گیا تھا اسی کشتی میں وہ آیا تھا اور اسکے ساتھ دس بارہ چھوٹی مزید کشتیاں بھی تھیں وہ ساری کشتیاں بڑی کشتی کے قریب آ کر رک گئیں یرمیحا نے دیکھا ان ساری کشتیوں میں مسلح جوان تھے۔ جو مخیدون کے پیچھے پیچھے اس بڑی کشتی میں سوار ہو گئے تھے۔ پھر مخیدون نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

یرمیحا میں اپنے کچھ آدمی طائی کو نکلوانے کے لیے بھجوا آیا ہوں یہ جو مسلح جوان میرے ساتھ ہیں یہ اس کشتی میں ہمارے ساتھ روانہ ہوں گے اب ہم اپنے سفر کا آغاز کرتے ہیں اسکے ساتھ ہی مخیدون نے کشتی کے ملاحوں کو کچھ سمجھایا جس کے جواب میں ملاح چپوؤں

کو حرکت میں لائے چھوٹی بڑی کشتیوں میں سے نکلنے کے بعد کشتی دریائے نیل کے کنارے آئی پھر ملاح اسے بڑی تیزی کے ساتھ جنوب کی طرف بڑھا رہے تھے۔

پاکستانی وقار عظیم ڈاٹ کام

نیل کی ناگن طائی راع دیوتا کے معبد میں بڑی بے چینی سے سمنخار اور اپنے بھائی کیرتون کی واپسی کی منتظر تھی اسے امید تھی کہ سمنخار جس دستے کو ساتھ لے کر دریائے نیل کے کنارے کنارے جنوب کی طرف گیا تھا اس دستے کی مدد سے وہ ضرور مخیدون اور یر میحا دونوں کو زندہ گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائے گا نیل کی ناگن اب یہ امید اور آس لگائے بیٹھی تھی کہ اب یر میحا کے ساتھ ساتھ مخیدون کو بھی راع دیوتا کی اس قربان گاہ پر مصلوب کر دیا جائے گا۔

نیل کی ناگن اسی انتظار میں تھی کہ چار مسلح سوار وہاں نمودار ہوئے وہ طائی کے قریب آئے پھر ان میں سے ایک طائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم خاتون میں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ سمنخار مخیدون اور یر میحا دونوں کو زندہ گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور وہ اب دونوں کو رسیوں میں جکڑ کر عنقریب شہر میں داخل ہو گا۔

اس خبر پر طائی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی اسکی خوشیوں اس کے اطمینان کی کوئی حد کوئی شمار نہ تھا۔ اس موقع پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

پہلے تم یہ کہو کہ تم کون ہو اور تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ سمنخار نے مخیدون اور یر میحا دونوں کو زندہ گرفتار کر لیا ہے۔ اس پر ان میں سے ایک مزید نیل کی ناگن کے

قریب گیا پھر وہ شاہین کی طرح جھپٹا اپنا ہاتھ اس نے طائی کے منہ پر رکھا اتنی دیر تک اس کا دوسرا ساتھی حرکت میں آیا اس نے طائی کے دونوں ہاتھ کس کر اس کی پشت پر باندھ دیئے تھے تیسرا ساتھی آیا اسکے پاس ایک کپڑا تھا وہ کپڑا لے کر آگے بڑھا پھر جس نے طائی کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا اس نے ہاتھ ہٹایا اور جس کے ہاتھ میں کپڑا تھا اس نے نیل کی ناگن کے منہ پر کپڑا رکھتے ہوئے اس کی گردن پر کس کر باندھ دیا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان چاروں محافظوں نے نیل کی ناگن کو کتان کی بنی ہوئی ایک بوری میں ڈالا بوری کا منہ انہوں نے بند کر دیا پھر وہ نیل کے ناگن کے سر کو ٹٹولنے لگے اور جہاں نیل کی ناگن کا ناک تھا اس جگہ ان میں سے ایک نے خنجر سے کتان کی بوری کو کاٹ دیا تاکہ اسجگہ سے نیل کی ناگن سانس لیتی رہے۔

اس کے بعد ان میں سے ایک نے نیل کی ناگن کو اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور ایک تاریک حصے کی طرف چلا گیا وہاں ایک خچر کھڑا تھا اس پر ایک بہت بڑا بورا تھا بورے کے ایک طرف سامان رکھا ہوا تھا دوسری سمت سے خالی تھا بورے کے خالی حصے میں اس نے نیل کی ناگن کو ڈال دیا تھا اس کے بعد اس نے خچر کی لگام پکڑی اور اسے ہانک دیا تھا تھوڑا سا آگے جا کر چند خچر کھڑے تھے اور کچھ ان کے مزید ساتھی بھی تھے تھے سب نے اپنے خچروں کی باگیں تھامیں پھر وہ شہر کے مختلف حصوں سے ہوتے ہوئے شہر کے شمالی دروازے سے باہر نکل گئے تھے۔ کسی نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔ کسی نے ان کو روک کر کوئی پوچھ گچھ نہ کی تھی۔ اس طرح مخیدون کے وہ آدمی نیل کی ناگن طائی کو شہر سے نکال کر دریائے نیل کے اس طرف لے گئے تھے۔ جہاں ماہی گیروں کی کشتیاں کھڑی رہتی ہیں۔

OOO

دوسری جانب مخیدون اور یریمیحا اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ کشتی میں برابر جنوب کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ مشرق کی طرف سے سورج طلوع ہوا اور اس نے اپنی سنہری کرنیں دریائے نیل کی کوکھ میں اتار دیں تھیں سورج طلوع ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد اچانک ایک جگہ مخیدون نے اپنے ساتھی ملاحوں کو کشتی روک دینے کا حکم دیا اس لیے کہ سامنے کی طرف سے تین سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آرہے تھے۔ مخیدون پہچان گیا وہ اس کے اپنے آدمی تھے جنہیں اس نے اختاتون شہر سے روانہ

ہونے سے پہلے ہی سمخار کا تعاقب کرنے پر لگا دیا تھا تاکہ وہ اسے سمخار کے محل وقوع سے آگاہ کر سکیں۔

مخالف سمت سے آنے والے تینوں سوار کشتی کے قریب آکر رک گئے۔ پھر وہ اپنے گھوڑوں سے اترے اتنی دیر تک یریحا اور مخیدون بھی کشتی سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے آ گئے تھے پھر آنے والے تین سواروں میں سے ایک نے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

محترم مخیدون ہم آپ کے لیے اچھی خبر لے کر آئے ہیں آپ اور یریحا کی تلاش میں سمخار نے اپنے مسلح دستے کے ساتھ جنوب میں کافی دور تک سفر کیا۔ وہ دریائے نیل کے کنارے کنارے گھوڑوں کے سم بھی دیکھتا جاتا تھا۔ جب اسے مایوسی ہوئی اور اس نے یہ جائزہ لے لیا کہ دریائے نیل کے کنارے گھوڑوں کے تازہ سم کہیں دکھائی نہیں دیتے تب اس نے جان لیا آپ جنوب کیطرف نہیں بلکہ کسی اور سمت بھاگے ہیں یہ جاننے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس مڑا ہے اور اب وہ اختاتون شہر کی طرف آرہا ہے وہ زیادہ سے زیادہ اس وقت یہاں سے تین میل جنوب میں ہوگا لہذا ہم نے جو کچھ کرنا ہے اس کی تیاری جلدی کر لینی چاہیے۔ سمخار اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اس سمت آرہا ہے۔

آنے والا وہ مخبر جب خاموش ہوا تب مخیدون نے اسے مخاطب کیا۔

میرے عزیزو کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ سمخار کے ساتھ کس قدر محافظ ساتھی ہیں جن کے ساتھ وہ میرے اور یریحا کے تعاقب میں نکلا تھا اس بار ایک دوسرے مخبر نے مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

جہاں تک ہم اندازہ لگا سکے ہیں اس کے مطابق سمخار کے ساتھ دس سے زیادہ مسلح جوان نہیں ہیں۔ انہی کے ساتھ وہ آپ کے تعاقب میں اختاتون شہر سے نکلا اور انہی کے ساتھ وہ واپس شہر کی طرف آرہا ہے۔

اس انکشاف پر مخیدون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ آنے والے مخبروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہ خبریں دے کر یقیناً میرے ساتھیو تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے اب سمخار

کو واپس اختناتون جانا نصیب نہ ہو گا۔ کشتی میں اس وقت میرے پاس اس سے زیادہ مسلح جوان ہیں اور مجھے امید ہے کہ میں لمحوں کے اندر ہی سمنخار اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا۔

مجھے یہ بھی امید ہے کہ میرے ساتھی اب تک راع دیوتا کے مندر سے نیل کی ناگن کو نکال کر کشتیوں میں منتقل کر چکے ہوں گے اگر انہوں نے ایسا کر دیا ہے تو سمنخار کے بعد میرے ہاتھوں نیل کی ناگن کی بھی بڑی بری طرح بدبختی آئے گی۔ مخیدن جب خاموش ہوا تب یرمیحا نے انتہائی غصے اور غضبناکی میں بولنا شروع کیا۔

مخیدون اس سمنخار کو دریائے نیل کے کنارے ہم وہ سبق دیں گے جو اس کے لیے اور اسکے ساتھیوں کے لیے یقیناً عبرت کا سامان ہو گا دیکھ میرے بھائی سمنخار سے نمٹنے کے لیے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے یہ بات ظاہر ہے کہ جس قدر ساتھی ہمارے ساتھ ہیں ان کی تعداد سمنخار کے محافظوں سے زیادہ ہے سمنخار سے نمٹنے کا یہ طریقہ کار ہونا چاہیے کہ کچھ مسلح جوانوں کو میں اور تم لے کر دریائے نیل کے کنارے کھڑے ہو جائیں گے اور سمنخار کی راہ روکیں گے کچھ جوانوں کو کشتی میں بٹھا دیا جائے گا ان کے پاس تیر رکھ دیئے جائیں گے جو اپنی کمانیں لے کر چوکس رہیں گے اور جب میں فضا میں ہاتھ کھڑا کروں گا وہ سمنخار کے ساتھیوں کے پشتی حصے کی طرف سے تیر برساتے ہوئے آگے آئیں گے تاکہ لمحوں کے اندر سمنخار اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔

یرمیحا کی اس تجویز پر مخیدون بڑا خوش ہوا تھا پھر وہ کہنے لگا

یرمیحا میرے بھائی یہ ایک عمدہ تجویز ہے اب آؤ اپنے کچھ ساتھیوں کو کشتی میں بٹھائیں باقی کو لے کر دریائے نیل کے کنارے سمنخار اور اس کے ساتھیوں کی راہ روکیں اس پر مخیدون کے ساتھ یرمیحا حرکت میں آیا اپنے کچھ ساتھیوں کو انہوں کشتی کے اوٹ میں بٹھا کر رکھا ان کے آگے تیر رکھ دیئے کمانیں بھی انہوں نے سنبھال لیں پھر ان تیر اندازوں کو مخاطب کرتے ہوئے یرمیحا کہنے لگا۔

میرے ساتھیو تمہیں کشتی میں اس احتیاط کے تحت بٹھایا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جب ہم سمنخار کی دریائے نیل کے کنارے راہ روکیں تو وہ ایک طرف سے ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگنے کی کوشش کرے ایسی صورت میں تم میرے اشارے کا انتظار

نہ کرنا فوراً ان پر تیراندازی کرنا اور سب کو ڈھیر کر کے رکھ دینا۔ اگر وہ جم کر ہم سے مقابلہ کرنے کی کوشش کرے تو جس وقت میں اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں سمنخار کے پشتی ساتھیوں کی طرف تیروں کی بارش کر دینا۔ اس طرح میرے خیال میں ہم لمحوں کے اندر سمنخار اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔

تیراندازوں کو یہ سب کچھ سمجھانے کے بعد یرمیحا اور مخیدون اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر دریائے نیل کے کنارے کھڑے ہو گئے تاکہ جب سمنخار اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں آئے تو راہ روک کر اس کا خاتمہ کیا جاسکے۔

کچھ دیر کے انتظار کے بعد سامنے کی طرف سے کچھ سوار آتے دکھائی دیئے جنہیں دیکھتے ہی یرمیحا اور مخیدون اپنے ساتھیوں کے ساتھ مستعد ہو گئے تھے اپنی تلواریں انہوں نے بے نیام کر لی تھیں اور ڈھالوں پر گرفت مضبوط کر لی تھی۔ پھر وہ بڑی بے چینی سے ان سواروں کے نزدیک آنے کا انتظار کرنے لگے جب وہ نزدیک آئے تو پہچان گئے ان کے آگے آگے سمنخار پیچھے اس کے محافظ تھے یرمیحا اور مخیدون کے قریب آکر سمنخار نے اپنے گھوڑے کو روکا۔ اس نے جب دیکھا کہ یرمیحا اور مخیدون اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی راہ روکے ہوئے ہیں۔ تو تھوڑی دیر کے لیے سمنخار کا چہرہ زرد اور پیلا ہو کے رہ گیا تھا۔ ان گنت اندیشے اس کی آنکھوں میں اور بے شمار خطرات اس کے چہرے پر اپنا اثر دکھا گئے تھے پھر سمنخار نے اپنے آپ کو سنبھالا اور مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

مخیدون تم کیا خیال کرتے ہو کہ اس طرح یرمیحا کے ساتھ میری راہ روک کر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے ہرگز نہیں تم نے اپنے چچا اختاتون کو نہیں بلکہ پوری نبطی قوم کو دھوکا اور فریب دیا ہے تو نے ایک اسرائیلی مجرم کی خاطر اپنے سارے رشتوں اپنے سارے رابطوں کو منقطع کیا ایک ایسا اسرائیلی جو گنہگار ہے جس نے بہلا پھسلا کر ہماری بہن عدسنیہ سے شادی کی اور پھر اس شادی کو خفیہ رکھا کیا تم ایک ایسے مجرم کا ساتھ دینے پر فخر محسوس کرتے ہو جو ساری نبطی قوم کا مجرم ہے۔

سمنخار کی اس ساری گفتگو کا جواب مخیدون دینا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی اسے مخاطب کرتے ہوئے یرمیحا بول پڑا۔

سمنخار جو کچھ تم نے کہا ہے یہ بکواس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا سن

عدسیہ نے اپنی مرضی اپنی خواہش سے مجھے اپنا شوہر اپنی زندگی کا ساتھی بنایا تھا۔ مخیدون ان سارے حالات کو بڑی اچھی طرح جانتا ہے سمنخار عدسیہ میرے شب کے نگار خانوں میں کرنوں کے طیور دھواں دھواں حسرت بھری شاموں میں اجلے ستاروں کی تحریر اور میری سماعت کے شعور میں تازہ گلابوں کی خوشبو اور چاہت لمحوں کی صدا تھی سمنخار تو نے ہم دونوں میاں بیوی کے وصال موسموں کے آئینوں میں فراق منظر اداس سوچوں کے زاویے بھرے تو نے ہماری خوشیوں کے بے انت سمندر میں غموں کی دستک اذیتوں کی آہٹ بانٹی سمنخار تو نے تمدن ثقافت شرافت کا خون کیا تو نے اقدار انسانیت کو سرنگوں کیا۔ سن تعیش تکبر اور غرور کے پیکر دریائے نیل کے کنارے یہاں میں تیرے مکڑی کے جالوں کے سے خیالات بھٹکتی بے درد صداؤں سی خواہشوں میں انتشار و تنزل اور حیات کی خونی اداسی کے رنگ بھر دوں گا سمنخار تو نے صرف نیل کی ناگن کیرتون اور اختاتون کو خوش کرنے کے لیے اپنی انائے حرص وہوس کے آگے جھک کر اپنے دامن میں آگ بھری ہے سن کہ تجھے تیرے اس گناہ کی بھرپور سزادی جائے گی۔

یرمیجا جب خاموش ہوا تو کھولتی ہوئی آواز میں سمنخار بول پڑا۔

سن کمینے اسرائیلی کسی وہم دھوکے اور فریب میں مت رہنا دریائے نیل کے کنارے اگر تم نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں تیری سوچوں کا سارا اجالا تیرے رشتوں کی ساری خوشبو اڑا کے رکھ دوں گا تیری نظر کی دہلیز پر اندیشوں کی ریت پیاسے سراب کھڑے کر دوں گا تمہاری اندھی سوچوں میں قبر کے کتبوں سی روایات۔ مجبوریوں کے دائرے ۔ لاچارگیوں کی قوسیں اور تمہارے کھولتے خون کی شریانوں میں بے درد موسموں کی صلیبیں کھڑی کر دوں گا۔ یرمیجا میں تمہیں شرافت سے کہتا ہوں کہ تم ہتھیار پھینک کر اپنے آپ کو میرے اور میرے ساتھیوں کے حوالے کر دو یہی حکم میں مخیدون کو بھی دیتا ہوں ۔ اس مقصد کے لیے میں تم دونوں کو تھوڑا سا وقت دیتا ہوں اور اگر تم دونوں نے اس وقت سے فائدہ نہ اٹھایا اور اسے ضائع کیا تو یاد رکھنا میں اپنے ساتھیوں سمیت تم پر حملہ آور ہوں گا اور تمہیں تمہارے سارے ساتھیوں سمیت طائی کیرتون اور اختاتون کے سامنے پیش کروں گا بس یہی میری زندگی کا مدعا اور مقصد ہے۔

سمنخار جب خاموش ہوا تب اسے مخاطب کرتے ہوئے مخیدون کہہ اٹھا تھا۔

سمنخار کسی دھوکے کسی فریب میں مت رہنا یہ بھی خیال نہ کرنا کہ تم مجھے اور یرمیحا کو اپنے سامنے زیر کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے ہرگز نہیں دریائے نیل کے کنارے یاد رکھنا ہم تو تیری زیست کے آنگن میں نفرتوں کی آگ ۔ زندگی کی بے ثباتی کے قصوں میں خونی چکیاں چلا دیں گے تیری مٹھی میں بند تیرے ارادوں کو جلی امیدوں کی راکھ تیری روح کی گہرائیوں میں مضطرب و سرگرداں مرگ کا جشن کھڑا کریں گے۔ دریائے نیل کے کنارے سمنخار میں اور یرمیحا دونوں تیری بصارتوں میں اندھا پن تیری سماعت میں زہر بھری صدائیں اتارتے ہوئے تیرے خوابوں کے سفر تیری کم ظرفیوں کے حال کو تمام کرتے چلے جائیں گے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون دوبارہ اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی یرمیحا بول پڑا اور اس نے پھر سمنخار کو مخاطب کیا تھا۔

سمنخار تم نے میری بیوی عدینہ کو سزا دلانے میں سب سے بڑا کردار ادا کیا تم ذلیل اور مکار انسان اسے کیرتون کے ساتھ راع دیوتا کی قربان گاہ پر لے گئے اور وہاں اس کی سزا پر عمل درآمد کرایا جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے اس کا ہاتھ کاٹا گیا اسکے بعد اس کے گلے میں پھندا ڈال کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔ میں جس دین پر قائم ہوں اسے اسلام کہتے ہیں اور اسکی رو سے قاتل کی سزا قتل ہے سو جس طرح تو نے میری بیوی کو مارا میں بھی ایک خاص مقام پر لے جا کر تیری حالت ویسی ہی کروں گا اب تو نے جو ہمارے خلاف قدم اٹھانا ہے اسکی ابتداء کر لے اس کے ساتھ یہی یرمیحا نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا تو کشتی میں جو یرمیحا اور مخیدون کے آدمی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے تیروں کی ایسی تیز بوچھاڑ ماری کہ سمنخار کے علاوہ اسکے سارے ساتھیوں کو یرمیحا اور مخیدون کے تیراندازوں نے ڈھیر کر کے رکھ دیا تھا۔

اس موقع پر ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مخیدون اور یرمیحا بڑی تیزی سے آگے بڑھے دونوں نے دائیں بائیں سے اپنی تلواریں سمنخار کی گردن پر رکھ دیں تھیں سمنخار ابھی تک حیران و پریشان کھڑا تھا اس لیے کہ اس نے جب بیک وقت اپنے سارے ساتھیوں کا خاتمہ ہوتے دیکھا تو وہ پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے تو سوچا تھا کہ یرمیحا اور مخیدون کو گرفتار کر کے اختاتون طائی اور کیرتون کے سامنے پیش کرے گا اس طرح ان کی نگاہوں میں اس کی عزت اور اس کی قربت میں مزید اضافہ ہو گا لیکن سارے معاملات اس کی

امیدوں کے الٹ ہو گئے تھے۔ سمنخار ابھی تک انہی سوچوں میں الجھا اور کھویا ہوا تھا کہ اس موقع پر بڑے بھیانک لہجے اور حکمیہ انداز میں یریمیحا نے اسے مخاطب کیا۔

سمنخار اپنے گھوڑے سے نیچے اتر جاؤ اگر تم نے دیر لگائی تو یاد رکھنا میری تلوار بلند ہو کے گرے گی۔ اور تجھے شانوں سے لے کر تمہاری رانوں تک کاٹتی چلی جائے گی۔ یاد رکھنا میں تمہیں زیادہ مہلت نہیں دوں گا۔ سمنخار بے بسی کی حالت میں تھا اتنی دیر میں مخیدون نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس کی ڈھال اور تلوار چھین لی تھی۔ یہ صورتحال یقیناً سمنخار کے لیے بد بختی کا ایک پیغام تھی لہذا وہ فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا۔ اس دوران مخیدون نے اپنے دو ساتھیوں کو ایک مخصوص اشارہ کیا۔ یہ اشارہ پا کر اس کے دو ساتھی آگے بڑھے ایک نے سمنخار کے دونوں ہاتھ پشت پر کس کر باندھ دیئے تھے۔ دوسرے نے اس کے منہ پر کپڑا باندھ دیا تھا۔ پھر دونوں نے اسے اٹھا کر کشتی میں پھینک دیا تھا۔ باقی ساتھیوں کے ساتھ سمنخار اور یریمیحا نے دریائے نیل کے کنارے گڑھے کھودے اور مرنے والوں کی ساری لاشوں کو ان گڑھوں میں دبانے کے بعد وہاں جو خون کے نشان تھے۔ انہیں مٹا دیا گیا اسکے بعد مرنے والوں کے سارے گھوڑوں کو مار مار کر اختاتون شہر کی طرف بھگا دیا گیا تھا۔

اس ساری کاروائی کے بعد مخیدون اور یریمیحا اپنے ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھے اور کشتی پھر واپس اختاتون شہر کی طرف جا رہی تھی۔

اب اختاتون شہر کی طرف بڑھتے ہوئے کشتی کی رفتار کچھ ایسی تھی جیسے وہ بڑی کشتی ماہی گیروں کی ہو اور وہ دریائے نیل کے اندر مچھلی کا شکار کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہوں۔

دوپہر کے تھوڑی دیر بعد یریمیحا اور مخیدون نے اپنی کشتی کو دوبارہ اسی جگہ لا کھڑا کیا جہاں سے وہ سمنخار کا مقابلہ کرنے کے لیے دریائے نیل میں جنوب کی طرف گئے تھے۔ سمنخار کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر ان دونوں نے کشتی کے تہہ خانے میں ڈال دیا تھا۔ مخیدون اپنی بیوی یوریبا کو کشتی کے تہہ خانے سے نکال کر عرشے پر لے آیا تھا پھر وہ سب عرشے پر ہی بیٹھ کر وقت گزارتے رہے یہاں تک کہ دور مغرب میں سورج غروب ہو گیا پھر شام نے اپنا رنگ دکھایا۔ اور شام جب آہستہ آہستہ رینگتی رات سے بغلگیر ہوئی تب دریائے نیل کے

اندر پھیلے گہرے اندھیرے میں چھوٹی سی ایک کشتی یرمیحا اور مخیدون کی کشتی کے ساتھ آکر لگی تھی ۔اس میں سے کچھ لوگ اترے تھے انہوں نے ایک بوری اٹھا کر بڑی کشتی میں ڈال دی تھی ۔ چھوٹی کشتی میں سوار سب لوگ بڑی کشتی میں آئے ۔ پھر ان میں سے ایک یرمیحا اور مخیدون کے پاس آیا اور بڑی رازداری میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا اس بوری میں نیل کی ناگن بند ہے ۔اگر آپ حکم دیں تو ہم اسے تہہ خانے میں لے جائیں ۔ سمنخار کو آپ لوگوں نے کہاں رکھا ہوا ہے ۔

آنے والے کے ان الفاظ سے یرمیحا اور مخیدون کے چہروں پر خوشیاں بکھر گئی تھیں ۔ پھر مخیدون کہنے لگا ۔

اسے کشتی کے تہہ خانے میں لے جاؤ ۔میں یرمیحا اور میری بیوی یوریما نیچے ہی آ رہے ہیں ۔ تم اپنے ساتھ پانچسات مسلح جوانوں کو بھی نیچے لے جاؤ ۔ تاکہ سب لوگ نیل کی ناگن اور سمنخار کی بے بسی کا تماشہ دیکھیں اس کے ساتھ ہی ایک آدمی نے بوری میں بند نیل کی ناگن کو اٹھایا اور کشتی کے تہہ خانے میں چلا گیا تھا ۔اس کے پیچھے پیچھے مخیدون ۔ یرمیحا اور یوریما بھی کشتی کے تہہ خانے میں چلے گئے تھے اور بعد میں پانچسات مسلح جوان بھی لکڑی کی سیڑھیوں کے ذریعے تہہ خانے میں گئے اور تہہ خانے کا تختہ انہوں نے بند کر دیا تھا

باہر اب گہری خاموشی تھی ۔دریائے نیل کی چھوٹی چھوٹی لہریں اب کشتیوں سے ٹکراتی ہوئی ایک موسیقیت اور غنائیت پیدا کر رہی تھیں تہہ خانے میں جانے کے بعد مخیدون نے اپنی مسلح جوانوں کو نیل کی ناگن کو بوری سے نکالنے اور سمنخار کے منہ سے کپڑا ہٹانے کا حکم دیا تھا ۔

مخیدون کا حکم پاتے ہی دو آدمیوں نے نیل کی ناگن کو بوری سے نکالا ۔اس کی حالت بری ہو رہی تھی ۔اس موقع پر اپنے مسلح جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے مخیدون نے پوچھا ۔کیا تم لوگوں نے اسے اس وقت سے بوری میں بند کر رکھا ہے جب سے تم لوگ اسے شہر سے اٹھا کر لائے تھے ۔جواب میں ایک شخص مسکراتے ہوئے کہنے لگا ۔

نہیں آقا مخیدون شہر سے اٹھانے کے بعد ہم اسی کشتی میں لائے ۔ کشتی میں لا کر ہم نے اسے بوری سے تو نکال دیا تھا تاہم اس کے منہ پر کپڑا بندھا رہنے دیا تھا اسکے ہاتھ بھی

پشت پر بندھے رہے۔ جب اسے ہم آپ کے پاس لائے تب دوبارہ ہم نے اسے بوری میں بند کیا۔

اپنے اس ساتھی کا جواب سن کر مخیدون مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر کہنے لگا اس کے منہ سے کپڑا کھول دو۔ اس پر ایک آدمی آگے بڑھا اور نیل کی ناگن کے منہ سے اس نے کپڑا کھول دیا تھا۔ ایک اور ساتھی نے اتنی دیر تک سمخار کے منہ سے بھی کپڑا کھولدیا تھا۔ سمخار اور نیل کی ناگن دونوں کھاجانے والے انداز میں اپنے سامنے مخیدون اور یریمحا کو دیکھ رہے تھے۔ اس موقع پر بڑے بھیانک انداز میں نیل کی ناگن نے مخیدن کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے کہنا شروع کیا۔

مخیدون مجھے خبر نہ تھی کہ تم اس قدر بھیانک دھوکے باز اور عیار انسان نکلو گے میں نہیں جانتی تھی کہ بظاہر تم میرا اور میرے بیٹے اختاتون کا ساتھ دے رہے ہو اور اندر ہی اندر تم ہماری جڑیں کاٹتے ہوئے یریمحا اور عدینہ کی طرف داری کر رہے ہو۔ قسم مجھے راع دیوتا کی اگر مجھے تمہارے اس کردار کے متعلق تھوڑی سی بھنک بھی پڑجاتی تو جس طرح راع دیوتا کی قربانگاہ پر عدینہ کو سزادی گئی ہے۔ میں تمہارے لیے اس سے بھی بدتر سزا اپنے بیٹے اختاتون سے تجویز کراتی۔

جواب میں مخیدون نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر نیل کی ناگن کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

نیل کی ناگن تیرا وقت ختم ہوا۔ تیری حکمرانی کے لمحے ڈوب گئے۔ اب تو ہمارا اور یریمحا کا وقت ہے جو سزا ہم تمہیں دیں گے اسی پر عمل ہو گا۔ نیل کی ناگن تو نے ہماری بہن عدینہ کا ہاتھ کٹوایا۔ پھر اس کا گلا گھونٹ کر اس کی لاش کو ممی کی صورت دے کر اسے سکارا کے اہرام کی طرف بھجوادیا نیل کی ناگن تیرا بھی انجام ایسا ہی ہو گا۔ تیرا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ہم تیری لاش کو ممی کی صورت میں تو نہیں ڈالیں گے لیکن ہم ایسا ضرور کریں گے کہ تیرا گلا گھونٹ کر تیری لاش کو شہرپناہ کے شرقی دروازے کی طرف ضرور پھینک دیں گے تاکہ تیرا بیٹا اختاتون تیری لاش کو اٹھائے ممی میں تبدیل کرے اور تیری لاش کو بھی سکارہ کے اہرام کی طرف بھجوادے تاکہ ہماری بہن عدینہ کی روح خوش ہو کہ اس کے پیچھے پیچھے تو بھی سکارہ کے اہرام میں پہنچ گئی۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون جب خاموش ہوا تو نیل کی ناگن نے کھا جانے والے انداز میں اسے دیکھا پھر کہنے لگی۔

چھٹے ہوئے اوباش اور بدمعاش کیا تو سمجھتا ہے کہ میری حالت عدینہ جیسی کر کے تو مصر کی سرزمین میں میں زندہ رہ سکے گا میرے ساتھی میرے آدمی تمہیں زمین میں زندہ گاڑ دیں گے۔اس پر غصے اور قہرمانی میں مخیدون آگے بڑھا اپنے دایاں ہاتھ الٹا کر کے ایک ایسا بھرپور اور زوردار تمانچہ اس نے نیل کی ناگن کے منہ پر مارا کہ نیل کی ناگن اچھلتی ہوئی تہہ خانے کے چوبی فرش پر گری اور کراہ اٹھی تھی۔

اس کے بعد مخیدون پر گویا جنون سوار ہو گیا تھا آگے بڑھا نیل کی ناگن کو بالوں سے پکڑ کر اس نے اٹھایا پھر مزید کئی زوردار تمانچے اسکے منہ پر مارتے ہوئے کہنے لگا۔سن نیل کی ناگن تو میری دادی ہے پر تجھے دادی کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔تو انسان نہیں جانور ہے۔تجھ میں حیوانیت کی جبلت ہے۔تیری یہ جبلت آج مخیدون اس کشتی میں نکال کر رہے گا۔یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون رکا۔تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔اس کے بعد اس نے پھر نیل کی ناگن کو مخاطب کیا تھا۔

نیل کی ناگن ذرا اپنے دائیں طرف دیکھو کون ہے۔وہی سمخار ہے جس پر تم بھروسہ کرتی تھیں۔یہ وہی سمخار ہے جسے تم نے اپنا حمایتی اور اپنا جاسوس بنا رکھا تھا۔آج تم دونوں میرے اور یریمیحا کے سامنے ایسے ہی بے بس ہو جس طرح تم نے میری بہن عدینہ کو اپنے سامنے بے بس کیا تھا۔میں مخیدون اور میرا بھائی یریمیحا تم دونوں سے کوئی زیادتی نہیں کریں گے تم دونوں کو صرف تمہارے گناہ کی سزا دیں گے۔ تم دونوں نے مل کر میری بہن عدینہ کا ہاتھ کاٹا اس کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کیا میں اور میرا بھائی یریمیحا تم دونوں کو اس سے زیادہ سزا نہیں دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون رکا پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
ان دونو کے منہ پر پھر کپڑا باندھنے کے بعد انہیں کشتی کے عرشے پر لے کر آؤ۔

اس کے ساتھ ہی یریمیحا مخیدون اور مخیدون کی بیوی یوریما سیڑھیوں کے ذریعے پھر عرشے پر چلے گئے۔مخیدون کے ساتھی بھی نیل کی ناگن اور سمخار کے منہ پر کپڑا باندھنے کے بعد انہیں کشتی کے عرشے پر لے آئے تھے۔

عرشے پر کھڑے ہو کر تھوڑی دیر تک مخیدون اور یر میحا بڑی رازداری کے ساتھ آپس میں گفتگو کرتے رہے اس دوران انہوں نے شاید کوئی فیصلہ کر لیا پھر ہاتھ کے اشارے سے مخیدون نے اپنے چند ساتھیوں کو قریب بلایا اور ان سے کہنے لگا۔

سمخار اور نیل کی ناگن کو بڑی کشتی سے اس چھوٹی کشتی میں منتقل کر دو جو پشتی حصے میں بالکل کشتی کے ساتھ کھڑی ہے۔ بڑی کشتی میں ان دونوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جانا چاہیے۔ اس لیے کہ یہاں خون گرے گا اور اس کی صفائی میں ہمیں مسئلہ درپیش ہو گا۔ چھوٹی کشتی میں انہیں جب سزا دی جائے تو وہ کشتی فوراً صاف کر دی جائے گی۔

مخیدون کے اس حکم پر اس کے کچھ ساتھی فوراً حرکت میں آئے نیل کی ناگن اور سمخار دونوں کو اٹھا کر فوراً انہوں نے چھوٹی کشتی میں منتقل کر دیا تھا۔ اس کے بعد سمخار اور نیل کی ناگن کے منہ سے کپڑا ہٹائے بغیر مخیدون نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

میں جانتا ہوں تم دونوں اوروں کو اذیت اور کرب میں مبتلا کرنے کے عادی ہو۔ اور ایسا کر کے تم دونوں خوشی اور اطمینان محسوس کرتے ہو۔ لیکن میں تم دونوں کو کربناک موت نہیں ماروں گا اس لیے کہ میں ظالم اور حیوان نہیں ہوں۔ اس کے بعد مخیدون نے ان تم دونوں کی آنکھوں پر پٹی باندھنے کے لیے کہا جب پٹی باندھ دی گئی تو مخیدون خود حرکت میں آیا سمخار کو دھکا دے کر اس نے کشتی میں گرایا پھر سمخار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سمخار تمہارے ساتھ یہ جو سلوک کیا جا رہا ہے یہ ناحق نہیں ہو رہا۔ نہ ہی تم پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ سنو اس دھوکے اور فریب میں مت رہنا کہ مجھے اپنے اہل خانہ کے قتل کا علم نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے سارے اہل خانہ کا جو قتل ہوا اس میں تم ہی نہیں نیل کی ناگن بھی شامل تھی۔ لہذا تم میری بہن عدسیہ ہی کو قتل کرنے کے گناہگار نہیں ہو بلکہ میرے سارے اہل خانہ کے قاتل ہو۔ سنو سمخار تم اس قابل ہو کہ تمہیں قتل کیا جائے اسکے ساتھ ہی مخیدون نے اپنی تلوار بلند کر کے گرائی اور سمخار کا اس نے ایک بازو کاٹ دیا تھا چونکہ سمخار کی آنکھوں اور منہ پر کس کر کپڑے بندھے ہوئے تھے لہذا کوئی آواز پیدا نہ کر سکا بس ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے انتہائی اذیت اور بے قراری کا اظہار کرتا رہا۔

سمخار کا ہاتھ کاٹنے کے بعد مخیدون نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ اس پر ان

یں سے ایک آگے بڑھا اور سمخار کا گلا گھونٹ کر اس نے سمخار کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سمخار کے منہ اور آنکھوں پر بندھے ہوئے کپڑے کھول دیئے گئے تھے۔

اب نیل کی ناگن کی باری تھی۔ اس دوران نیل کی ناگن اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے اس طرح کا اشارہ کر رہی تھی جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو۔ اس کی ان حرکات پر تھوڑی دیر تک مخیدون اسے بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر ایک ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ اس کے منہ اور آنکھوں سے کپڑے ہٹا دو۔ میں جانوں یہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

مخیدون کے اس فیصلے پر اس کا ایک ساتھی آگے بڑھا اور اس نے نیل کی ناگن کی آنکھوں اور منہ پر بندھے ہوئے کپڑے کھول دیئے تھے۔ اس موقع پر مخیدون نے نیل کی ناگن کو مخاطب کیا۔

دیکھ خاتون رشتے میں تو میری دادی ہے نام تیرا طائی ہے میں تجھے نہ دادی کہوں گا نہ طائی کہوں گا کیونکہ پورے مصر میں تو اپنے مظالم اپنے ستم کی وجہ سے نیل کی ناگن مشہور ہے۔ لہذا میں تجھے نیل کی ناگن ہی کہہ کر مخاطب کروں گا۔ کہو تم نے ہاتھ ہلا کر جو کچھ کہنے کا اشارہ دیا تھا تو بولو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔

جواب میں تھوڑی دیر تک نیل کی ناگن کچھ نہ کہہ سکی تھی اس کے چہرے پر بدحواسی فکر انگیزیاں رقص کر گئیں تھیں اس لیے کہ اسکی نگاہیں اپنے قریب ہی لاش کی صورت میں پڑے سمخار پر گر گئی تھیں۔ اس کا رنگ ہلدی ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے موت کے اندھے کنویں میں پھینک دیا گیا ہو۔ کچھ دیر تک اس کی نگاہیں سمخار کی لاش پر مرکوز رہیں پھر اس نے مخیدون کو مخاطب کیا۔

مخیدون میں جانتی ہوں تم نے سمخار کا خاتمہ کر دیا ہے۔ مجھے بھی تم نہیں بخشو گے میرا بھی خاتمہ کرو گے۔ اگر تم میرے اور اپنے درمیان کسی رشتے کسی تعلق کو جانتے پہچانتے اور سمجھتے ہو تو اس موقع پر میں گزارش کروں گی کہ اسی رشتے کو جو میرے اور تمہارے درمیان ہے سامنے رکھتے ہوئے میرا بازو نہ کاٹنا۔ بس تم میرا گلا گھونٹ کر میرا خاتمہ کرو۔ تاکہ میری لاش کو صحیح سالم طور پر محفوظ کر کے سکارہ کے اہرام میں محفوظ کر دیا جائے۔

نیل کی ناگن کے ان الفاظ پر مخیدون نے گرچہ کچھ بھی نہ کہا گردن جھکا کر کچھ

سوچتا رہا پھر اس نے اپنے پہلو میں کھڑے یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔
یرمیحا میرے بھائی ۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے ۔ نیل کی ناگن سب سے زیادہ تمہاری ہی مجرم ہے ۔ گو عدینہ میری بھی بہن تھی لیکن وہ تمہاری ہر دلعزیز بیوی تھی ۔ اس کا اس نیل کی ناگن نے پہلے بازو کٹوایا ۔ اسکے بعد اس کا گلا گھونٹا گیا ۔ اس لیے میرے ساتھ جو اس کا رشتہ ہے اس کو بھی بیچ میں لاتے ہوئے یہ کہہ رہی ہے ۔ کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے ۔ میرے عزیز بھائی اس کے متعلق تم جو کچھ بھی فیصلہ کرو گے میرے لیے وہ آخری ہے اس لیے کہ یہ تمہاری مجرم ہے ۔
مخیدون کے ان الفاظ کے جواب میں یرمیحا بھی کچھ دیر سوچتا رہا پھر دھیمی سی آواز میں اس نے مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
مخیدون میں جانتا ہوں سمنخار ایک ظالم انسان تھا ۔ یہ نیل کی ناگن احمق ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خونخوار موت بھی ہے ۔ اس نے میری بیوی جو میرے جسم کا ایک حصہ تھی ۔ مجھ سے علیحدہ کر دی ۔ گو یہ اس قابل ہے کہ جس طرح اس نے میری بیوی کا ہاتھ کٹوایا اور بعد میں گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کروایا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے لیکن یہ چونکہ موت کی دہلیز پر کھڑی ہے اور موت کی دہلیز پر کھڑے شخص کی آخری آرزو کو ٹھکرانا نہیں چاہیے ۔ لہذا میرے بھائی میں چاہوں گا کہ جس طرح نیل کی ناگن نے خواہش کی ہے کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ اس کا صرف گلا گھونٹ کر خاتمہ کر دیا جائے ۔
یرمیحا کا یہ فیصلہ سن کر شاید مخیدون خوش اور مطمئن ہو گیا تھا ۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے ایک ساتھی کو نیل کی ناگن کی طرف بڑھنے کا حکم دیا یہ اشارہ ملنا تھا کہ مخیدون کا ایک ساتھی آگے بڑھا اور نیل کی ناگن کا کھڑے کھڑے اس نے گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا ۔
اس موقع پر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے مخیدون کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک کشتی بڑی تیزی سے وہاں آ کر لگی ۔ دو مسلح جوان اترے مخیدون کے پاس آئے پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگے ۔
محترم مخیدون ۔ ہم آپ کے پاس دو اہم خبریں لے کر آئے ہیں ۔ ایک خبر انتہائی بری اور المناک ہے ۔ دوسری خبر بھی ہمارے لیے اچھی نہیں ہے ۔

ان مخبروں کے ان الفاظ پر یر میحا اور مخیدون دونوں چونک سے پڑے تھے۔ اور دونوں سوالیہ انداز میں آنے والے ان مخبروں کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں ان میں سے ایک پھر بول پڑا۔

پہلی خبر جو انتہا درجہ کی بری ہے وہ یہ کہ مصر کی ملکہ نافریط دم توڑ گئی ہے۔ وہ ہر وقت عدسیہ کے کٹے ہوئے بازو کو ہی دیکھتی رہتی تھی۔ اور آج جب وہ عدسیہ کا بازو دیکھ دیکھ کر رو رہی تھی اپنی بیٹی زربال کے سامنے بیٹھے ہی بیٹھے وہ ختم ہو گئی۔ ٹو ٹخمان نے بڑی رازداری سے کام لیتے ہوئے سونے کا وہ صندوق ہمارے حوالے کر دیا جس کے اندر شہزادی عدسیہ کا مصالحہ لگا ہوا ہاتھ بند ہے۔ ٹو ٹخمان نے زور دیکر ہمیں یہ وصیت بھی کی ہے کہ یہ ہاتھ یر میحا کو پہنچا دیا جائے۔

ان الفاظ پر یر میحا تڑپ سا پڑا تھا پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا سونے کا وہ صندوق لاؤ جس میں میری بیوی عدسیہ کا ہاتھ رکھا گیا ہے۔ اس پر ان میں سے ایک اس کشتی کی طرف گیا جس میں وہ آیا تھا پھر سونے کا وہ صندوق لا کر اس نے یر میحا کو تھما دیا جس میں عدسیہ کا مصالحہ لگا ہاتھ محفوظ کیا گیا تھا۔

ایک ساتھی کو یر میحا نے مشعل قریب لانے کو کہا جب وہ مشعل قریب لایا تو چھوٹے سے اس صندوق کو یر میحا نے کھول کر دیکھا اس کے اندر عدسیہ کا کٹا ہوا بازو تھا۔ جو مصالحہ لگا کر محفوظ کر دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک یر میحا بیچارہ عجیب سے انداز میں ہاتھ کو دیکھتا رہا اس پر عجیب سی کیفیت طاری ہونے لگی۔ اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔ پھر لگاتار آنسوؤں کی جھڑی اسکی آنکھوں سے لگ گئی تھی اور اس کے دامن کو بھگونے لگی تھی۔

اس کی یہ حالت مخیدون کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ لہذا اس نے سونے کے صندوق کا ڈھکنا بند کر دیا جس کے اوپر شیشہ لگا ہوا تھا۔ یر میحا سے اس نے وہ صندوق لے کر قریب ہی کھڑی اپنی بیوی یوریما کو تھما دیا تھا پھر آنے والے دونوں مخبروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم ایک خبر کہہ چکے ہو جو یقیناً ہمارے لیے ناقابل برداشت اور اذیت کا باعث ہے اب دوسری خبر کہو۔

اس پر آنے والے دو میں سے ایک پھر بول پڑا۔

عظیم مخیدون ۔ دوسری خبر بھی اچھی نہیں ۔ آپ نے ہمیں اور ہمارے چند ساتھیوں کو بڑے پجاری کیرتون کا خاتمہ کرنے پر مقرر کیا تھا لیکن اس میں ہم ناکام ہو گئے ہیں ۔ اس لیے کہ نیل کی ناگن کے راع دیوتا کے مندر سے اچانک غائب ہو جانے کے بعد کیرتون انتہاء درجہ کا محتاط ہو چکا ہے ۔ اس کے آگے پیچھے ہر وقت دس بارہ مسلح جوان رہتے ہیں جو اسکی حفاظت کر رہے ہیں لہذا میرے خیال میں اس کا خاتمہ اتنا آسان نہیں ہے ۔ بس یہی دوسری خبر ہے ۔

اس نئی خبر کے بعد مخیدون اور یرمیحا تھوڑی دیر تک باہم صلاح و مشورہ کرتے رہے پھر مخیدون نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا ۔

سمنخار کا کٹا ہوا ہاتھ دریائے نیل میں پھینک دو ۔ اسکی اور نیل کی ناگن دونوں کی لاشوں کو کنارے پر لے جاؤ ۔ وہاں لے جا کر ان دونوں کی لاشوں کو بوریوں میں بند کرنے کے بعد شہر سے تھوڑا سا قریب لے جا کر پھینک دو تاکہ کل صبح سویرے جب لوگوں کی ان پر نظر پڑے تو ان لاشوں کو اٹھا کر شہر میں لے جائیں اور اخناتون کو خبر ہو کہ اس کی ماں اور سمنخار دونوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے ۔

مخیدون کے حکم پر اسکے ساتھی فوراً حرکت میں آئے ۔ ایک جوان نے سمنخار کا کٹا ہوا ہاتھ اٹھا کر دریا میں پھینک دیا ۔ پھر کچھ جوان نیل کی ناگن اور سمنخار کی لاش کو ایک کشتی میں دریا کے کنارے کی طرف لے گئے ۔ وہاں دونوں لاشوں کو بوریوں میں بند کر کے مخیدون کے کچھ آدمی دو علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر اخناتون شہر کی طرف لے گئے ۔ شہر کے قریب دونوں لاشوں کو انہوں نے پھینک دیا ۔ اس کے بعد وہ واپس آئے کشتیوں کے قریب ہی کچھ اور گھوڑے بھی کھڑے تھے جنہیں کچھ ساتھی ہانکتے ہوئے اخناتون شہر کے مضافات کی طرف لے گئے تھے ۔ جس کشتی میں نیل کی ناگن اور سمنخار کی لاشوں کو کنارے پر لایا گیا تھا ۔ پہلے کچھ ساتھیوں نے اس کشتی کو دھو کر صاف کر دیا ۔ اس کے بعد انہوں نے کشتی کو پھر اس بڑی کشتی کے قریب لا کر کھڑا کر دیا تھا ۔ جس میں مخیدون اور یرمیحا ان کا انتظار کر رہے تھے

اس کے بعد وہ مخیدون کے پاس آئے اور بحفاظت نیل کی ناگن اور سمنخار کی لاشوں کو شہر کے قریب پھینک دینے کی کاروائی مکمل کر دینے کی اطلاع دی ۔ اپنے ساتھیوں

کی اس کاروائی سے مخیدون خوش ہو گیا تھا جس پر اس نے انہیں جا کر آرام کرنے کا حکم دیا پھر وہ سب ساتھی وہاں سے چلے گئے تھے۔اب کشتی میں صرف مخیدون۔ مخیدون کی بیوی یوریما اور یر میحا رہ گئے تھے۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر مخیدون نے اپنی بیوی اور یر میحا دونوں کو عرشے پر لگی نشستوں پر بیٹھنے کے لیے کہا خود بھی وہ ایک نشست پر بیٹھ گیا اسکے بعد اس نے یر میحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یر میحا میرے عزیز بھائی۔ نیل کی ناگن اور سمخار کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا ہے۔پر آج مجھے اپنی ماں نافریط کے مرنے کا اس قدر صدمہ اور غم ہوا ہے کہ جسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔وہ ایک مہربان ماں تھی اور ہر موقع پر اس نے میرا ماں جیسا ہی خیال رکھا۔ اب جس وقت میں اس کی موت کا خیال اپنے ذہن میں لاتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے میری زندگی کا خاتمہ ہونے کے قریب ہو۔یوریما فوراً آگے بڑھی اور اپنا ہاتھ اس نے فوراً مخیدون کے منہ پر رکھ دیا۔ پھر مٹھاس برساتی آواز میں وہ کہنے لگی۔

ایسی مایوسی کی گفتگو نہ کیجیے۔اس میں شک نہیں طائی اور سمخار نے مصر کی ملکہ نافریط سے زیادتی کی ہے۔کاش یہ لوگ عدینہ کا یوں خاتمہ نہ کرتے۔اور عدینہ ہی کی وجہ سے ملکہ نافریط بیچاری اپنی بیٹی کے غم کو برداشت نہ کرتی ہوئی اس دنیا سے کوچ کر گئی بہر حال ہمیں اس صدمے کو برداشت کرنا ہو گا۔اور زندہ رہنے کے لیے جتن کرنا ہو گا۔

یوریما کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک کشتی میں خاموشی رہی۔ مخیدون اور یر میحا سے کسی نے بھی کچھ نہ کہا۔ پھر آہستہ آہستہ یر میحا نے اپنی گردن سیدھی کی اور مخیدون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مخیدون۔ ہم اپنے دو دشمنوں نیل کی ناگن اور سمخار کا خاتمہ کر چکے ہیں۔ کیرتون ان سے بھی زیادہ بدترین دشمن ہے۔لیکن چونکہ اس نے اپنی حفاظت کا سامان کر لیا ہے لہذا اس کو ختم کرنے کے انتظار میں ہمارا یہاں قیام کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

میرے بھائی اس موقع پر میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے۔جبلہ شہر کا رخ کرنا چاہیے۔اور جب تک حالات درست نہیں ہوتے ہمیں جبلہ شہر ہی میں قیام کرنا چاہیے ہاں جب یہاں حالات ہمارے حق میں ہو جائیں تو پھر ہم لوٹ

آئیں گے اور پہلے کی طرح پر سکون اور خوش و خرم زندگی بسر کریں گے۔ میرے خیال میں آج رات ہی ہمیں یہاں سے جبلہ کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔ ایسے ہی جیسے اس سے پہلے رات کی تاریکی میں ایک بار میں اور عدینہ نے کوچ کیا تھا۔

یرمیحا جب خاموش ہوا تو مخیدون فوراً بول پڑا۔

یرمیحا میرے بھائی۔ میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ اب یہاں ہمارا قیام خطرے سے خالی نہیں ہے۔ میں تم پر انکشاف کروں کہ میں پہلے ہی اپنے ساتھیوں پر یہ انکشاف کر چکا تھا کہ نیل کی ناگن کیرتون اور سمنخار کا خاتمہ کرنے کے بعد میں میری بیوی اور یرمیحا جبلہ شہر کی طرف چلے جائیں گے۔ اب جبکہ سمنخار اور نیل کی ناگن مارے جا چکے ہیں۔ کیرتون کو ختم کرنا مشکل ہے تو میں تمہاری تائید کر دوں گا۔ ہمیں ابھی اور اسی وقت اسی کشتی میں شمال کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔ ہمارے کچھ ساتھی ہمارے ساتھ جائیں گے جو ہمیں عوارث شہر کے قریب کنارے پر اتار دیں گے۔ کشتی کو وہ واپس لے آئیں گے عوارث کی کسی سرائے سے گھوڑوں کے کسی تاجر سے ہم اپنے لیے گھوڑے خرید لیں گے اور ان پر بیٹھ کر بڑی تیزی سے جبلہ شہر کا رخ کریں گے۔

یرمیحا اس وقت کشتی میں اس قدر نقدی ہے جس کو ہم جب تک چاہیں استعمال کرتے رہیں۔ اور وہ ختم نہ ہو۔ ہتھیار بھی ہیں خوراک بھی ہے۔ لہذا میں ابھی اور اسی وقت کوچ کروں گا۔ تم تھوڑی دیر یہاں بیٹھو میں اپنے کچھ ساتھیوں کو بلا کر لاتا ہوں۔ پھر یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی مخیدون اپنی جگہ سے اٹھا۔ بڑی کشتی کے ساتھ کھڑی چھوٹی کشتی میں وہ بیٹھا۔ چپو کے ذریعے وہ کشتی کو تھوڑا دور دائیں جانب لے گیا تھا وہاں اپنے ساتھیوں سے وہ صلاح و مشورہ کرتا رہا پھر وہ لوٹا اسکے ساتھ کچھ مسلح جوان تھے۔ چھوٹی کشتی سے نکل کر وہ سب بڑی کشتی میں بیٹھ گئے پھر آنے والے ان جوانوں نے چپو سنبھالے کشتی کو وہ حرکت میں لائے چھوٹی چھوٹی کشتیوں سے نکال کر اس بڑی کشتی کو وہ دریائے نیل کے دائیں کنارے لائے پھر کنارے کے ساتھ ساتھ وہ کشتی یرمیحا۔ مخیدون اور یوریما کو لے کر شمال کی طرف بڑھ رہی تھی۔

رات اپنے انجام کو پہنچ گئی تھی ۔ وقت کے گہرے سمندر اور لمحوں کی سکڑتی چادر میں سورج مشرق سے طلوع ہوا تھا اور اس کی شعاعیں کوہستانوں کی گپھاؤں ۔ گھنے پیڑوں کی چھاؤں ۔ تہذیب کے بوسیدہ خیموں ۔ سایوں کے رواں بادلوں اور شکستہ و منہدم ماضی کے بھولے بسرے کھنڈرات تک کو روشن کر گئی تھیں ۔ زرد روخزاں کے کٹھن کٹھور لمحات دھوپ کی تمازت کا لبادہ اوڑھے سرمئی کوہساروں پر جمی برف پر رقص کرنے لگے تھے ۔ ایسے میں جبلہ شہر میں زرمون اور نیمیا دونوں باپ بیٹی چونک سے پڑے تھے ۔ اس لیے کہ حویلی کے صدر دروازے پر کسی نے دستک دی تھی ۔ دونوں باپ بیٹی کمرے سے نکل کر صحن میں آن کھڑے ہوئے تھے ۔ عدینہ کا بچہ ایک کمرے میں پلنگ پر گہری نیند سویا ہوا تھا پھر حویلی کے اندر جو محافظ تھے ان میں سے ایک بھاگتا ہوا صحن میں اس جگہ نمودار ہوا جہاں زرمون اور نیمیا دونوں کھڑے تھے ۔ ہاتھ کے اشارے سے اس نے ان دونوں کو مطمئن رہنے کے لیے کہا ۔ پھر وہ صدر دروازے کی طرف گیا ۔ دروازے کے اندر ایک روزن تھا اس سے جھانک کر اس نے دیکھا صدر دروازے پر دو سوار کھڑے تھے ۔ ان سواروں کو دیکھتے ہی حویلی کے اس محافظ کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی ۔ پھر اس نے دروازہ کھول دیا تھا ۔

جونہی دونوں سوار اندر آئے حویلی کے محافظ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ۔

میرے عزیزو۔ میرے بھائیو خیریت تو ہے۔ساتھ ہی اس محافظ نے حویلی کا صدر دروازہ بند کر دیا تھا۔

وہ دونوں محافظ اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے پھر کہنے لگے میرے بھائی پہلے ہم دونوں اپنے گھوڑوں کو اصطبل میں باندھ لیں ان کے دانے چارے کا بندوبست کریں پھر تمہیں ہم بتاتے ہیں کہ ہم کیوں آئے ہیں۔ویسے ہم تمہیں یہ بتادیں کہ خیریت ہے بھی اور نہیں بھی۔

محافظ کہنے لگا میں تم دونوں کے گھوڑوں کو خود اصطبل میں باندھتا ہوں تم دیوان خانے میں چل کر بیٹھو۔اسی لمحہ حویلی کے دو اور محافظ بھی آئے وہ آنے والے ان دو مخبروں کو دیوان خانے میں لے گئے تھے۔پہلا محافظ دونوں گھوڑوں کو اصطبل میں لے گیا وہاں اس نے گھوڑوں کو باندھا پہلے اس نے انہیں پانی پلایا ان کے منہ سے دہانے نکال کر ان کے آگے چارہ ڈال دیا تھا۔ پھر وہ بھی دیوان خانے میں آکر بیٹھ گیا تھا۔

جب گھوڑوں کو اصطبل میں باندھنے والا محافظ بھی وہاں پہنچ گیا تو زرمون نے ان محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے عزیزو۔ تم دونوں میں سے ایک نے آتے ہی کہا تھا کہ خیریت ہے بھی اور نہیں بھی۔ تمہارے اس جملے نے مجھے اور میری بیٹی کو ایک طرح کی الجھن اور تجسس میں مبتلا کر دیا ہے۔میرے بچو تفصیل سے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔اس پر آنے والے ان دو مخبروں میں سے ایک بول پڑا۔

آقا یہاں آتے ہی ہم آپ پر انکشاف کر چکے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ ایسی خبریں ہیں جو انتہا درجہ کی بری ہیں اور کچھ قدرے اچھی بھی ہیں۔سب سے بری خبر یہ کہ عدینہ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔وہ پکڑی گئی تھی اور یہ راز کھل گیا تھا کہ وہ یرمیحا کی بیوی ہے۔اسے ایک جرم سمجھا گیا اور راع دیوتا کے مندر کی قربان گاہ پر پہلے اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر گلا گھونٹ کر اسکا خاتمہ کیا گیا اس کے ہاتھ کو ممی بنا کر سونے کے صندوق میں محفوظ کر دیا گیا۔جبکہ عدینہ کی لاش کو بھی ممی کی صورت دی گئی اور اسے سکارہ کے اہرام کی طرف بھیج دیا گیا۔

آنے والے مخبر کے اس انکشاف پر نیمیا بیچاری کوہ و دشت کی تنہائیوں میں حقائق جہاں کی بے اماں بستیوں۔طاق شکستہ میں ہواؤں کی زد میں لرزتی گزری ساعتوں

ی کوتاہیوں اور دھیان کے اوطاقوں میں ٹوٹتے پھوٹتے آبگینوں کی طرح ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہو گئی تھی۔ آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی تھی۔ اس کی گردن جھک گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک دیوان خانے میں معزول و مسترد الفاظ۔ زندگی کے موسموں میں دھوپ چھاؤں کے کھیل اور شب کے سناٹوں میں رینگتے ذرہ ذرہ لمحوں جیسی خاموشی اور سکوت طاری ہو گیا تھا۔ نیمیا کی طرح اس کے باپ زرمون بے چارے کو بھی چکر آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک کاٹ کھانے والی خاموشی دیوان خانے میں طاری رہی اسکے بعد زرمون نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا۔ اور آنے والے ان دونوں جوانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہ خبر سنا کر تم دونوں نے ہمارا دل تک ہلا دیا ہے۔ لگتا ہے مصر کے اندر کوئی خونی انقلاب برپا ہو گیا ہو۔ میرے عزیزو تم دونوں نے عدینہ کے ختم ہونے کی خونی داستان تو کہہ دی۔ پر تفصیل سے کہو کہ وہ کیسے پکڑی گئی یرمیحا میرا بیٹا اس وقت کہاں ہے۔ مخیدون کیا کر رہا ہے تفصیل کے ساتھ کہو۔

زرمون کے استفسار کے جواب میں وہی نوجوان پھر بول پڑا۔ اس کے بعد اس نے یرمیحا اور عدینہ کے اختاتون شہر سے جبلہ کی طرف آنے راستے میں ان کے گرفتار ہونے پکڑے جانے اور پھر اختاتون کے سامنے پیش ہونے یرمیحا اور عدینہ دونوں کو سزا کا حکم ملنے عدینہ کو سزا ملنے کے عمل۔ یرمیحا کے مخیدون کی مدد سے زندان سے بھاگنے پھر سمنخار اور نیل کی ناگن کے قتل کے علاوہ عدینہ کی ماں اور مصر کی ملکہ نافریط کے مرنے کے ساتھ ساتھ اس نے مخیدون اور یرمیحا کے زندہ سلامت اختاتون شہر سے جبلہ شہر کی طرف روانگی تک کے سارے حالات تفصیل سے کہہ دیئے تھے۔

یہ حالات سننے کے بعد نیمیا بچاری کی حالت پہلے سے زیادہ ابتر ہو کر رہ گئی تھی۔ لگتا تھا وہ بے چاری خوابوں کے پرندوں کی طرح اڑتی خوشبو کی مانند معدوم ہو کر رہ گئی ہو۔ اس کی نینوں کی ٹھوڑ میں مصائب کا ایک ہجوم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے بے کل بے بہار لمحوں جیسے چہرے پر ایک ایک پل دکھ کا حبّ بن گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بوندھ بوندھ ساعتوں میں برپا ہوتا ایک عالم تغیر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ چپ تھی خاموش تھی جیسے کسی بے رحم کسی ظالم نے اس سے اس کا سخن تاثیر تک چھین لیا ہو۔ پھر نہ جانے اسے کیا ہوا وہ بارود کی طرح پھٹ پڑی اور ہچکیاں سسکیاں لیتے ہوئے بلند آواز میں رو پڑی تھی۔

اس موقع پر زرمون بول پڑا۔اورآنے والوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
میرے عزیزو۔ تم جاؤ آرام کرو اس کے بعد میں تمہارے ساتھ بیٹھوں گا. تفصیل سے گفتگو کروں گا۔اس پر حویلی کے محافظ آنے والے ان دونوں مخبروں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔جبکہ زرمنوں بیچارہ اپنی بیٹی نیمیا کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسے ڈھارس اور تسلی دے رہا تھا۔

○○○

ادھر مخیدون یرمیحا اور یوریا تینوں عمالقیوں کے قدیم شہر عوارث کے تھوڑا سا شمال میں کشتی سے اتر گئے۔ان کے جو محافظ ان کے ساتھ کشتی میں تھے وہ کشتی کو واپس لے گئے تھے۔کشتی کے اندر سے ضروری سامان نکال کر انہیں گٹھری کی صورت میں باندھتے ہوئے یرمیحا اور مخیدون دونوں نے اٹھالیا تھا۔سونے کا وہ صندوق جس کے اندر مدینہ کا کتا ہوا ہاتھ محفوظ تھا وہ یرمیحا نے ایک علیحدہ گٹھری میں باندھ کر اپنے دائیں کندھے سے لٹکا لیا تھا۔اس طرح وہ دریائے نیل کے کنارے کنارے مسافروں کی طرح تینوں عوارث شہر کی طرف بڑھے تھے۔
عوارث شہر کے قریب جا کر جہاں سامنے ایک سرائے دکھائی دے رہی تھی۔یرمیحا رک گیا۔یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے مخیدون اور اسکی بیوی یوریا بھی رک گئے پھر یرمیحا نے مخیدون اور یوریا دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
مخیدون میرے بھائی یوریا میری بہن۔جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سنو۔ ہماری حالت سے ہمیں کوئی پہچانے گا نہیں۔یہی سمجھے گا کہ ہم مسافر ہیں۔ہمیں دو طرح کی احتیاط کرنا ہو گی۔اول یہ کہ ہمیں عوارث شہر میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔میں عوارث میں کبھی زیادہ نہیں آیا۔یہاں کے لوگ تجارت کی غرض سے تھبیس۔اخناتون شہر کی طرف جاتے آتے ہوں گے۔لہذا وہ مجھے ہی نہیں مخیدون تمہیں ضرور پہچانتے ہوں گے۔اس لیے پہلی احتیاط ہمیں یہ کرنی چاہیے کہ عوارث شہر میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔
دوسری احتیاط ہمیں یہ کرنی چاہیے کہ یہاں ہمیں کہیں بھی قیام نہیں کرنا چاہیے۔یہاں سے ہمیں اپنے لیے گھوڑوں کا اہتمام کر کے فی الفور یہاں سے صحرائے سینا سے ہوتے ہوئے جبلہ کی طرف کوچ کر جانا چاہیے۔

مخیدون میرے بھائی ۔یوریما میری بہن ذرا سامنے کی طرف دیکھو ۔وہ سرائے
ہے اسے میں جانتا ہوں ۔میرے خیال میں تم دونوں میاں بیوی جہاں کھڑے ہو یہیں اپنا
سامان رکھ کر بیٹھ جاؤ ۔میں سرائے کی طرف جاتا ہوں ۔مخیدون تم جانتے ہو میرے پاس
کافی نقدی ہے ۔وہاں سے میں تین گھوڑے حاصل کرتا ہوں اور انہیں لے کر تمہاری طرف
آتا ہوں ۔یہ جو سامنے سرائے دکھائی دے رہی ہے اسے میں خوب جانتا ہوں ۔اس میں ہر
وقت فروخت کے لیے گھوڑے تیار ملتے ہیں ۔مجھے یہاں سے گھوڑے حاصل کرنے میں کسی
قسم کی کوئی دقت پیش نہیں آئے گی ۔ان گھوڑوں کو لے کر میں تمہاری طرف آتا ہوں ۔
پھر ان پر سوار ہو کر یہاں سے کوچ کرتے ہیں ۔میری اس تجویز سے تم دونوں میاں بیوی کو
کوئی اختلاف ہو تو کہو۔

یرمیحا کے خاموش ہونے پر مخیدون بول پڑا۔

یرمیحا میرے بھائی میں تمہاری اس تجویز کو پسند نہیں کرتا ۔ میں اس سے
اختلاف رکھتا ہوں ۔ہم تینوں کو علیحدہ علیحدہ نہیں ہونا چاہیے ۔وہاں تیرے ساتھ کچھ بیت
گئی تو میرے بھائی میں تجھے کہاں تلاش کرتا پھروں گا۔ نیمیا کو زرمون کو کیا جواب دوں گا۔
میرے بھائی اگر مصیبت آتی ہے تو تینوں پر اکٹھی آئے ۔میں تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔
اور پھر دوسری بات یہ کہ تینوں سرائے میں جاتے ہیں وہاں آرام سے بیٹھ کر پہلے کھانا
کھاتے ہیں ۔اس کے بعد گھوڑے حاصل کرنے کے بعد وہاں سے ہم کوچ کر جائیں گے ۔
زیادہ دیر سرائے میں قیام نہیں کریں گے ۔کم از کم سرائے سے کھانے کو تازہ خوراک تو مل
جائے گی ۔میرے خیال میں تم میری اس تجویز سے اتفاق کرو گے ۔

سرائے میں بیٹھ کر آرام سے کھانا کھانا ہمارے لیے زیادہ محفوظ ہے ۔اگر تم ہم
دونوں میاں بیوی کو یہاں چھوڑ کر خود سرائے میں جاتے ہو تو ہو سکتا ہے سرائے میں
ہمارے تعاقب کرنے والے ہوں ۔یا تمہارے جانے کے بعد اس سمت کوئی تعاقب کرنے
والوں کا گروہ اٹھ کھڑا ہو اور وہ ہم دونوں میاں بیوی سے نپٹ لے ۔اس لیے میں مشورہ
دوں گا کہ جہاں بھی جائیں تینوں اکٹھے جائیں ۔اس طرح ہم آسانی سے اپنا دفاع بھی کر سکتے
ہیں ۔

مخیدون کی اس گفتگو سے یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی لگتا تھا

اس نے مخیدون کی اس تجویز کو پسند کیا تھا۔ پھر وہ مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

تمہاری اس تجویز سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ میرے خیال میں بہتری اسی میں ہے کہ ہم تینوں اکٹھے رہیں۔ آؤ پھر سرائے کی طرف چلیں وہاں کھانا کھائیں گھوڑوں کا اہتمام کریں اور وہاں سے کوچ کر جائیں۔ یرمیحا کے ان الفاظ سے مخیدون بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر تینوں مسکراتے ہوئے سامنے دکھائی دینے والی سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد تینوں آگے پیچھے سرائے میں داخل ہوئے آگے یرمیحا۔ درمیان میں مخیدون اور پیچھے مخیدون کی بیوی یوریما تھی۔ سرائے کے آگے کھلے صحن میں سایہ دار درختوں کے نیچے بنی ہوئی نشستوں پر یرمیحا نے مخیدون اور یوریما کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ مخیدون سے کہنے لگا۔

مخیدون تم دونوں میاں بیوی یہیں بیٹھو۔ میں سرائے کے مالک سے گفتگو کرتا ہوں۔ اس کے بعد تمہارے پاس آتا ہوں۔ مخیدون نے یرمیحا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ یوریما کو لے کر ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ یرمیحا نے جو سامان اٹھا رکھا تھا وہ بھی اس نے مخیدون کے پاس رکھ دیا۔ پھر وہ سرائے کے مالک کی طرف بڑھا۔

جب وہ سرائے کے مالک کے پاس آیا تو اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر یرمیحا کا استقبال کیا۔ یرمیحا اسکے پاس ہی ایک خالی نشست پر بیٹھ گیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا

میرے عزیز میں مسافر ہوں۔ میرے ساتھ میرے دو عزیز بھی ہیں پہلے تو ہم تمہارے سرائے سے کھانا کھائیں گے۔ تین گھوڑے اگر تمہاری سرائے میں ہوں تو خریدنا پسند کروں گا۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے سرائے کا مالک خوش ہو گیا تھا کہنے لگا۔

گھوڑے تم جتنے چاہو میری سرائے سے خرید سکتے ہو۔ اس وقت میرے اصطبل کے بیرونی حصے میں پندرہ بیس گھوڑے بندھے ہوئے ہیں۔ تم ان میں سے پسند کر لو۔ میں تمہارا سودا کرا دیتا ہوں۔ ان گھوڑوں کے مالک بھی تم وہیں موجود پاؤں گے۔ یہ جو میری نشستگاہ کے دائیں جانب کمرہ ہے اپنے عزیزوں کے ساتھ اس میں بیٹھو۔ پہلے کھانا کھاؤ۔ میں تمہارے کھانے کا اہتمام کرتا ہوں۔ تم اپنے ساتھیوں کو یہاں لاؤ پھر میں تمہیں

ے دکھاتا ہوں۔
سرائے کے مالک کی اس گفتگو سے یرمیحا خوش اور مطمئن ہو گیا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ مخیدون اور یوریما کے پاس آیا۔ پھر وہ مخیدون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
مخیدون دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ۔ میں نے سرائے کے مالک سے بات کر لی ہے۔ اس کی سرائے میں اس وقت پندرہ بیس گھوڑے قابل فروخت ہیں آؤ پہلے کھانا کھاتے ہیں اس نے مجھے کمرے کی نشاندھی بھی کر دی ہے جہاں ہم لوگ بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ کھانے کے بعد پھر گھوڑے دیکھتے ہیں۔ ان کی قیمت ادا کرتے ہیں اور یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔
اس کے ساتھ ہی جو سامان یرمیحا نے رکھا تھا وہ اٹھا لیا۔ مخیدون اور یوریما بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ یرمیحا ان دونوں کو لے کر اس چھوٹے سے کمرے میں آیا جس کی نشاندہی سرائے کے مالک نے کی تھی۔ تھوڑی ہی دیر انہیں وہاں بیٹھنا پڑا ہو گا کہ سرائے کے دو ملازم ان کے لیے کھانا لے آئے۔ تینوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اس کے بعد تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ جس وقت وہ اس کمرے سے باہر آئے تو انہیں باہر آتا دیکھ کر سرائے کا مالک بھی اپنی نشستگاہ سے نکلا ان تینوں کے قریب آیا۔ پھر یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں گھوڑے دکھاتا ہوں۔ پھر اپنی مرضی سے تم جو چاہو خرید سکتے ہو۔ یرمیحا۔ مخیدون اور یوریما چپ چاپ سرائے کے مالک کے ساتھ ہو لئے تھے۔
اصطبل کے سامنے دو قطاروں میں کئی گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ سرائے کا مالک ان تینوں کو وہاں لے گیا۔ یرمیحا اور مخیدون نے ایک کونے میں یوریما کو بٹھا دیا اپنا سامان اسکے قریب رکھ دیا۔ پھر دونوں گھوڑوں کا جائزہ لینے لگے تھے۔ کچھ دیر تک دونوں صلاح و مشورہ کرتے رہے۔ پھر تین گھوڑے انہوں نے پسند کر لیے اور ان کی نشاندہی انہوں نے سرائے کے مالک سے کی۔ سرائے کے مالک نے ان گھوڑوں کے مالکوں کو بلایا تینوں گھوڑے کھول کر اس نے علیحدہ کروا دیئے۔ پھر بھاؤ بننے لگا۔ آخر قیمت چکانے کے بعد یرمیحا مخیدون نے وہاں کھڑے کھڑے ادائیگی کر دی۔ تینوں گھوڑوں کو وہ اس طرف لائے

جہاں یوریما کو بٹھا کر گئے تھے پہلے دونوں نے مل کر جلدی جلدی اپنا سارا سامان اپنے اپنے گھوڑوں کی زینوں سے باندھا مخیدون نے سب سے پہلے سہارا دے کر ایک گھوڑے پر یوریما کو بٹھایا۔ پھر یرمیحا اور مخیدون بھی ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اسکے بعد یرمیحا نے پلٹ کر سرائے کے مالک کی طرف دیکھا ہاتھ ہلاتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور ایڑ لگا کر اس نے اپنے گھوڑے کو ہانک دیا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے مخیدون اور یوریما بھی اپنے گھوڑوں کو ہانک چکے تھے۔ یوں وہ سرائے سے نکل کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

جس وقت یرمیحا۔ مخیدون اور یوریما صحرائے سینا میں داخل ہو رہے تھے۔ اس وقت انہیں دور اپنے پیچھے دھول اڑتی دکھائی دی۔ یہ دھول سب سے پہلے یرمیحا نے دیکھی تھی پشت کی طرف جس وقت یرمیحا دیکھ رہا تھا مخیدون بھی کچھ مشکوک ہوا۔ اس نے بھی جب پشت کی طرف دیکھا تو متفکر ہو گیا۔ اس کی دیکھا دیکھی یوریما بھی پیچھے دیکھنے لگی تھی۔ اس موقع پر یرمیحا نے مخیدون کو مخاطب کیا۔

مخیدون میرے بھائی۔ محتاط ہو جاؤ۔ ہمیں ڈھونڈنے والے ہمارے تعاقب میں لگ گئے ہیں۔ میرے خیال میں انہیں سرائے سے ہمارا پتہ چل گیا ہو گا۔ ہماری پشت پر دھول کے بادل اڑ رہے ہیں۔ یہ یقیناً تعاقب کرنے والے ہیں۔

مخیدون اس موقع پر اگر میری بہن یوریما ہمارے ساتھ نہ ہوتی تو میں تمہیں ایک کڑے فیصلے سے نہ گزارتا۔ سن اس سے پہلے میں اور عدینہ بھی ایسے ہی تجربے سے گزر چکے ہیں۔ کچھ تعاقب کرنے والوں نے ہمیں بھی صحرائے سینا میں آلیا تھا۔ اب جبکہ ہم تینوں بھی صحرائے سینا میں داخل ہو رہے ہیں تو تعاقب کرنے والے ہمارے پیچھے لگ گئے ہیں۔ میرے بھائی تعاقب کرنے والے چاہے کتنے بھی کیوں نہ ہوں۔ صحرائے سینا کے اندر ٹیلوں کی اوٹ میں رہتے ہوئے میں ان کے ساتھ زندگی اور موت کا کھیل کھیلوں گا۔ انہیں روک دوں گا۔ تم یہ کام کرو کہ یوریما کو ساتھ لو اور اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جبلہ کی طرف نکل جاؤ۔ میں معتدل رفتار سے صحرائے سینا میں آگے بڑھتا رہوں گا۔ اتنی دیر تک تم دونوں کو بہت دور نکل جانے کا موقعہ مل جائے گا۔ میں اس وقت صحرائے سینا میں اپنے گھوڑے کی رفتار تیز کروں گا جس وقت تعاقب کرنے والے مجھے دیکھ لیں گے اور میں

اہیں اپنے پیچھے اس راستے پر نہیں لگاؤں گا جس راستے پر تم جبلہ کی طرف جا رہے ہو گے ں انہیں ایک دوسرے ہی راستے کی طرف لگاؤں گا اور پھر صحرائے سینا کے بلند ٹیلوں کے لے جا کر ان کے ساتھ موت کا وہ کھیل کھیلوں گا کہ یہ یاد رکھیں گے ۔ اتنی دیر تک تم ں میاں بیوی کو ان کی گرفت سے نکل جانے کا موقع مل جائے گا ۔

یرمیحا جب خاموش ہوا تو مخیدون کہنے لگا

یرمیحا اس دھوکے فریب اور گمان میں مت رہنا کہ میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر اپنی دی یوریما کو لے کر نکل جاؤں گا اور تمہیں دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ جاؤں گا ۔ ہم ں میاں بیوی تمہارے ساتھ رہیں گے ۔ ہم سب کا جینا مرنا ایک ساتھ ہے ۔

مخیدون یہیں تک کہنے پایا تھا کہ یرمیحا نے پھر اس کی بات کاٹ دی ۔

میرے بھائی ۔ اس قسم کی گفتگو نہ کرو ۔ اگر یوریما تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو ں کبھی بھی تم کو ایسا فیصلہ کرنے پر نہ مجبور کرتا ۔ میرے بھائی یوریما نہ ہوتی تو میں اہیں اپنے ساتھ رکھتا ۔ دونوں بھائی مل کر تعاقب کرنے والوں کا مقابلہ کرتے اور انہیں ت و نابود کرتے ۔ پر میرے بھائی اس وقت یوریما ہمارے ساتھ ہے ۔ اس کی جان اس ی عصمت ہماری جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے ۔ دیکھ مخیدون ہٹ دھرمی مت کرنا ۔ تمہیں ہارے آمون دیوتا کی قسم جو میں کہتا ہوں وہ مان جاؤ ۔ یوریما کو لے کر یہاں سے بھاگ اؤ ۔ سیدھا جبلہ کا رخ کرو ۔ میں تعاقب کرنے والوں کو بھٹکا کر دوسرے راستوں کی طرف لے جاؤں گا ۔ اور اگر ریت کے ٹیلوں میں میں انہیں موت کی نیند نہ سلا دوں تو میرا نام میحا مت رہنے دینا ۔ اب تم مزید کچھ نہ کہنا دونوں میاں بیوی اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اہیں پوری رفتار سے صحرائے سینا میں بھگا دو ۔ وقت مت ضائع کرنا ۔ مخیدون دیر مت انا تعاقب کرنے والے نزدیک آ جائیں گے ۔ ہم تینوں کو دیکھ لیں گے پھر وہ ہم تینوں ہی ا تعاقب شروع کر دیں گے ۔ ایسا ہونے کے بعد ہمارے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ نہ رہے ا ۔

جب ان کی آمد سے پہلے ہی تم ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤ گے تو وہ نہ اہیں دیکھ سکیں گے نہ تم دونوں کے تعاقب میں لگیں گے ۔ جب ان کی نگاہ صرف مجھ پر ہی ے گی تو وہ صرف مجھے ہی اپنا ہدف بناتے ہوئے میرے تعاقب میں لگیں گے لیکن میں ان

کے اس تعاقب کو انہی کے خوف میں نہلا کر رکھ دوں گا۔ مخیدون بھاگ جاؤ۔ میں یرمیا تمہارا بھائی یہ سب کچھ تمہاری اور یوریما کی سلامتی کی خاطر کر رہا ہوں۔ میرے خداوند نے چاہا تو میں تمہیں جبلہ سے پہلے ہی پہلے آن ملوں گا۔ مخیدون جاؤ میرے بھائی۔ اب میری اس ساری گفتگو کے جواب میں کچھ مت کہنا۔ نہ میں تمہارے منہ سے کچھ سننا پسند کروں گا اس کے ساتھ ہی یرمیحا نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی تھیں۔

مخیدون بیچارہ سوچ و بچار میں پڑ گیا تھا۔ پھر کہنے لگا یرمیحا میرے بھائی اگر تمہاری یہی خواہش یہی ارادہ ہے تو میں یوریما کو لے کر چلا جاتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مخیدون نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے یرمیحا سے مصافحہ کیا تھا یوریما نے بھی ہاتھ ہلاتے ہوئے یرمیحا کو الوداع کہا۔ مخیدون اور یوریما دونوں نے اپنے گھوڑوں کو انگیخت کر دینے والی ایڑ لگائیں اس کے بعد صحرائے سینا کے اندر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

یرمیحا اپنے گھوڑے پر سوار کچھ دیر تک وہیں کھڑا رہا گاہے گاہے وہ پیچھے مڑ کر بھی دیکھ لیتا تھا۔ ابھی تک سوار نمودار نہ ہوئے تھے تاہم پشت کی طرف سے اٹھتا ہوا غبار کا بادل لمحہ بہ لمحہ قریب اور گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ پھر بڑی بے چینی سے کبھی کبھی یرمیحا اپنے سامنے بھی دیکھ لیتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کے سامنے مخیدون اور یوریما دونوں میاں بیوی اس کی نگاہوں سے صحرائے سینا کے ریت کے ٹیلوں کے اندر روپوش ہو گئے تھے۔

جب ایسا ہوا تب یرمیحا کے چہرے پر اس خیال سے مسکراہٹ بکھر گئی تھی کہ کم از کم مخیدون اور اس کی بیوی یوریما تعاقب کرنے والوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور وہ کسی محفوظ مقام پر پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد وہ کچھ دیر مزید وہاں کھڑا رہا یہاں تک کہ پشت کی جانب سے جو گرد کی صورت میں بادل اٹھ رہے تھے وہ مزید جب قریب آئے تو یرمیحا نے درمیانہ روی سے اپنے گھوڑے کو ہانک دیا تھا۔ تاہم پشت کی جانب سے ابھی گھڑ سوار نمودار نہ ہوئے تھے۔ تھوڑی دور تک گھوڑے کو لے جانے کے بعد یرمیحا نے جب مڑ کر دیکھا تو گرد کے بادل چھٹ چکے تھے اور اس کے پیچھے آٹھ۔ دس سوار اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے مارتے بھگاتے چلے آ رہے تھے۔

یرمیحا نے جب اندازہ لگایا کہ تعاقب کرنے والوں نے اسے دیکھ لیا ہوگا اور وہ اسکے پیچھے لگ جائیں گے تب اس نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جس راستے پر مخیدون

اور یوریما دونوں میاں بیوی گئے تھے اس سے ہٹ کر اس نے کافی دائیں جانب ریت کے ٹیلوں کے پیچ وپیچ دائیں بائیں چکر دیتے ہوئے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑانا شروع کر دیا تھا

تعاقب کرنے والوں نے بھی صحرائے سینا میں گھوڑا بھگاتے ہوئے یرمیحا کو دیکھ لیا تھا۔ لہذا انہوں نے بھی اس شاہراہ کو چھوڑ دیا۔ جس پر مخیدون اور یوریما بھاگے تھے وہ بھی صحرائے سینا کے اندر یرمیحا کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔ یرمیحا کا اصل مقصد انہیں اس شاہراہ سے دور لے جانا تھا جس پر مخیدون اور یوریما دونوں میاں بیوی گئے تھے۔ اس طرح صحرائے سینا کے ٹیلوں کے اندر لگ بھگ دس میل تک یرمیحا انہیں اپنے پیچھے پیچھے بھگاتا رہا اپنے اور تعاقب کرنے والوں کے درمیان جو شروع میں اس نے فاصلہ رکھا تھا۔ اس سے اس نے نہ فاصلہ کم ہونے دیا نہ زیادہ بس اپنے پیچھے انہیں لگا کر رکھا تھا۔

صحرائے سینا میں مزید کچھ دور تک اپنے گھوڑے کو بھگانے کے بعد شاید یرمیحا نے اب اپنی کاروائی کرنے کے عمل کی ابتداء کرنا چاہی تھی۔ اس لیے کہ اب وہ صحرائے سینا کے اندر لگ بھگ تعاقب کرنے والوں کے آگے آگے دس پندرہ میل کے قریب بھاگ چکا تھا۔ پھر گھورے پر بیٹھے ہی بیٹھے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھی ہوئی ڈھال اس نے اتاری۔ خرجین میں ہاتھ ڈالا ایک رسی نکالی۔ پھر رسی سے ڈھال کو باندھنے کے بعد ڈھال کو اس نے اپنے گلے سے لٹکا لیا۔

ڈھال کو پہلے اس نے اپنے آگے رکھا۔ ساتھ ہی گھوڑے کی رفتار کچھ دھیمی کر دی تھی۔ تاکہ تعاقب کرنے والے کچھ مزید قریب آئیں۔ اسکے ساتھ ساتھ ہی اس نے گھوڑے کی زین کے ساتھ لٹکتی ہوئی کمان اور تیروں کا ترکش بھی سنبھال لیا تھا تاہم اپنے گھوڑے کو تعاقب کرنے والوں کی رفتار سے کسی قدر کم رفتار پر بھگاتا رہا۔ اس طرح اس کے اور تعاقب کرنے والوں کے درمیان جو فاصلہ تھا وہ کسی قدر کم ہو گیا اور اس فاصلے کا یرمیحا چور نگاہوں سے جائزہ لیتا جا رہا تھا۔ پھر ایک دم یرمیحا نے اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اپنے گھوڑے پر وہ الٹا ہو کر بیٹھ گیا۔ سر پر خود درست کیا چھاتی پر لٹکتی ہوئی ڈھال کو بالکل سیدھا کیا لگاتار کمان پر تیر چڑھاتے ہوئے اس نے تیر چلائے اور تعاقب کرنے والوں میں سے چار کو اس نے ڈھیر کر کے رکھ دیا تھا۔ صحرائے سینا میں تھوڑی دیر کے لیے تیر لگنے

والوں کی چیخیں بلند ہوئیں پھر وہ اپنے گھوڑوں سے گرنے کے بعد تڑپ تڑپ کر دم توڑ گئے تھے ۔ یرمیحا پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا تاہم وہ ڈھال جو اس نے اپنے گلے میں لٹکائی تھی ۔ وہ اب اس نے اپنی پیٹھ پر ڈال لی تھی ۔ گھوڑے کو اس نے پھر بھگا دیا تھا ۔

یرمیحا نے دیکھا اب تعاقب کرنے والے پانچ رہ گئے تھے ۔ چار کو اس نے ڈھیر کر دیا تھا ۔ باقی جو پانچ زندہ بچے تھے انہوں نے تھوڑی دیر تک گھوڑوں سے گرنے والے اپنے ساتھیوں کا جائزہ لیا پھر جب ان کی نگاہ یرمیحا پر پڑی اور انہوں نے اسے اپنا گھوڑا تیزی سے بھگاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اپنے مرنے والے ساتھیوں کو وہیں چھوڑا اور اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر وہ یرمیحا کے تعاقب میں لگ گئے تھے ۔

تعاقب کرنے والوں نے پہچان لیا تھا کہ ان کے آگے آگے یرمیحا بھاگا جا رہا ہے وہ ہر صورت میں یرمیحا کو پکڑنے اور گرفتار کرنے کا تہیہ کیے ہوئے تھے ۔ لہذا وہ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے مارتے اور بھگاتے یرمیحا کے پیچھے لگ گئے تھے ۔

یرمیحا نے چونکہ اپنے گھوڑے کی رفتار تیز کر دی تھی اس لیے تعاقب کرنے والوں نے جب چار پانچ بار اس پر تیروں کی بوچھاڑ ماری تو یرمیحا کی خوش قسمتی کہ تعاقب کرنے والوں کے تیر اس تک نہ پہنچ سکے تھے ۔ یرمیحا نے پھر صحرائے سینا کے اندر انہیں اپنے پیچھے پیچھے لگا لیا تھا ۔

سورج اب غروب ہونے کے لیے جھک رہا تھا ۔ اور یرمیحا رات کے وقت تک تعاقب کرنے والوں کو اپنے پیچھے لگا کر نہیں رکھنا چاہتا تھا ۔ وہ سورج غروب ہونے تک ان سے نپٹ لینا چاہتا تھا ۔ لہذا اچانک اسکی نگاہ صحرائے سینا میں بلند ریت کے ٹیلوں کی طرف پڑی جو چھوٹے چھوٹے کوہستانی سلسلے لگتے تھے ۔ یرمیحا نے اپنے گھوڑے کا رخ اس طرف موڑا ۔

تعاقب کرنے والے یرمیحا کی اس چال کو نہ سمجھے ۔ وہ یہی گمان کر رہے تھے کہ جس راستے پر یرمیحا بھاگا جا رہا ہے وہ ان بلند ٹیلوں کے پاس سے ہو کر گزرتا ہو گا ۔ جبکہ ان بلند ٹیلوں کی اوٹ میں رہتے ہوئے یرمیحا نے ان سے نپٹنے کا تہیہ کر لیا تھا ۔

پھر ان ٹیلوں کے بیچ وبیچ ایک موڑ کاٹتے ہوئے یرمیحا ایک بلند ٹیلے کی اوٹ میں ہو گیا ۔ تعاقب کرنے والے یہی خیال کر رہے تھے کہ وہ ایک طرف مڑے گا جبکہ یرمیحا ان

کی تاک میں تھا۔جونہی ان ٹیلوں میں وہ اس کی مار میں داخل ہوئے۔یرمیحا نے سامنے کی طرف سے کئی تیر چلائے اوران تیروں سے اگلے تین چھد کر رہ گئے تھے۔وہ زمین پر گرنے اور دم توڑ لیے تھے۔تعاقب کرنے والوں میں اب باقی دو رہتے تھے۔وہ فوراً اپنے گھوڑوں سے چھلانگیں لگاتے ہوئے ریت پر لیٹ گئے۔اب وہ یرمیحا سے خوف محسوس کر رہے تھے۔اس لیے کہ ان کے نو ساتھیوں میں سے یرمیحا نے سات کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔لہذا باقی بچنے والے دو یقیناً اس سے خوفزدہ تھے۔یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یرمیحا اپنے گھوڑے کو واپس لایا پھر جس جگہ اس نے تیر مار کر تعاقب کرنے والے تین مسلح جوانوں کو مار گرایا تھا اس سے ذرا فاصلے پر اس نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔اور بلند آواز میں چلاتے ہوئے کہنے لگا۔

تعاقب کرنے والو میرے سامنے آؤ۔ تم نو تھے میں نے تم میں سے سات کا خاتمہ کر دیا ہے۔اب تم دو بچتے ہو۔اگر تم نے زمین پر لیٹے رہنے ہی میں اپنی عافیت سمجھی تو میں اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے تم پر وارد ہوں گا اور لیٹے ہی لیٹے تم دونوں کو کاٹتا چلا جاؤں گا۔

یرمیحا کی آواز اپنے اس قدر نزدیک سے سننے کی وجہ سے وہ دونوں جو گھوڑے سے کود کر ایک بلند ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئے تھے انہوں نے ٹیلے کی اوٹ سے جھانک کر دیکھا ان کے سامنے یرمیحا اپنے گھوڑے پر سوار کھڑا تھا۔لہذا وہ دونوں اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے بھاگ کر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے گھوڑوں کو تھوڑا سا آگے لائے پھر ان میں سے ایک یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی حیوانیت اور درندگی میں کہنے لگا۔

سن بنی اسرائیل کے غلام گماشتے۔تو نے صحرائے سینا میں ہمارے ساتھیوں کا دھوکہ دہی سے کام لے کر خاتمہ کرتے ہوئے ایک بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔یاد رکھنا تم کہیں بھی بھاگ کر چلے جاؤ جو جرائم تم نے کیئے ہیں ان کی سزا سے تم بچ نہیں سکتے ہو۔اگر تم اس دھوکے اور فریب میں ہو کہ ہمارے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد تم ہم دونوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو ہم تمیں ہر گز ایسا کرنے کی اجازت نہ دیں گے اس سے پہلے یقیناً تم نے فریب دہی سے کام لیتے ہوئے ہمارے ساتھیوں پر تیر برسائے اور انکا خاتمہ کر دیا۔لیکن اب ہم تیرے تیروں کا شکار نہیں ہوں گے۔تیرا ہمارا ٹکراؤ اب اس صحرا میں ہو گا اور ہم ہر صورت تجھے گرفتار کر کے اخنتاتون شہر لے کر جائیں گے۔

یر میحا کسی دھوکے فریب میں مت رہنا۔ تمہارے لیے بہتری اسی میں ہے کہ اپنے ہتھیار پھینک دو۔ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ اگر تم نے مزاحمت کی یا بھاگنے کی کوشش کی تو ہم تمہارا تعاقب کریں گے تمہارا سر کاٹ کر بھی واپس اخناتون لے کر جائیں گے۔

یر میحا اب اگر تم نے کوئی غلط قدم اٹھانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ہم دونوں ایک ساتھ تم پر حملہ آور ہوں گے۔ اور تمہارے ذوق جاہ و حشم۔ تمہاری جراتوں کے قلعہ محکم۔ تمہاری دلیری کا طبل و علم تمہارے غرور و فخر۔ تمہارے تمرد گھمنڈ اور تمہاری قوت کے عجب و استکبار سب کو کاٹ کر رکھ دیں گے۔ کسی غلط فہمی میں مت رہنا جب تم ہم دونوں سے ٹکراؤ گے تو یاد رکھنا اس صحرائے سینا میں تمہاری حالت نوائے پریشان صدائے بے ہنگم سے مختلف نہ ہو گی اگر تم نے اپنے آپ کو ہمارے حوالے نہ کیا تو ہم خود تم پر حملہ آور ہوں گے۔ تمہارے شجر اقبال۔ تمہارے اتحاد عمل کو پارہ پارہ کریں گے تمہاری ساری سپہ گرانہ قابلیت تمہارے قوی بازوؤں کی شجاعت اور تمہاری ساری بلند ہمتی کو خاک اور راکھ میں ملاتے چلے جائیں گے۔

جب کہنے والا خاموش ہوا تب کھولتی ہوئی آواز میں یر میحا بول پڑا۔

تم بکواس کرتے ہو تم دیکھتے ہو کہ تم تعاقب کرنے والے نو تھے میں نے سات کا خاتمہ کر دیا ہے اب تم باقی صرف دو ہو تمہارا خاتمہ تو اب میرے لیے انتہائی آسان اور سہل ہو گیا ہے تم نے جو ساری گفتگو کی ہے اس ساری گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ باطنی طور پر تم دونوں مجھ سے خوفزدہ ہو اگر تم مجھ سے ٹکرانا ہی چاہتے ہو تو پھر آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو اور پھر دیکھو میں کیسے تمہارے خوابوں کے اوطاق خوابوں میں واہموں کے ہجوم بھرتا ہوں تمہاری ساری بلیغ گفتگو تمہارے بسیط کلام کو دل کی کبیدہ مزاجی اور زرد ہزیمتوں کے طوفانوں کا شکار کرتا ہوں آگے بڑھو پھر دیکھو تمہارا کیا انجام ہوتا ہے۔ قسم مجھے اپنے خدائے خشک و برتر کی جو بحر بر شہر و نگر کا مالک ہے تمہارا انجام اپنے مرنے والے ساتھیوں سے بھی بدتر ہو گا دیکھو سورج غروب ہو رہا ہے۔ دیر مت کرو مجھ پر حملہ آور ہو تاکہ میں تم دونوں کو تمہارے انجام تک پہنچانے کے بعد اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے ان دونوں نے بڑے غور سے اور بڑے عجیب سے انداز میں تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر انہوں نے کوئی فیصلہ کیا اس کے بعد جب انہوں نے یرمیحا پر حملہ آور ہونے کے لیے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی عین اسیوقت یرمیحا نے اپنے لباس کے اندر سے ایک بڑا خنجر نکالا تاک کر مارا اور اس کا خنجر ان دونوں میں سے ایک کا دل چیرتا ہوا نکل گیا تھا اس نے آگے بڑھتے ہوئے ایک چیخ بلند کی پھر وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔

اپنے ساتھی کے یوں اچانک مارے جانے پر دوسرا خوفزدہ ہو گیا تھا جو نہی اسکی توجہ اپنے ساتھیوں کی طرف ہوئی یرمیحا نے اپنے گھوڑے کو ایک سخت ایڑ لگاتے ہوئے دوڑایا پھر وہ اس پر حملہ آور ہوا پہلے ہی وار میں اسے بھی اس نے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

سارے مرنے والوں کے لباسوں کا اس نے جائزہ لیا ان میں سے اسے کچھ نقدی ملی یہ نقدی یرمیحا نے سنبھال لی پھر صحرائے سینا میں گھوڑوں کو مارتے ہوئے اس نے واپس بھگا دیا تھا۔ خود اس نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور اسے ایڑ لگاتے ہوئے صحرائے سینا میں سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

سورج اب غروب ہو گیا تھا۔ فضاؤں میں اندھیرا لمحہ بہ لمحہ گہرا ہونے لگا تھا پھر شام رات میں ڈھلنے لگی صحرائے سینا میں یرمیحا اپنے گھوڑے کو دوڑاتا رہا اب اسکا اصل مدعا یہ تھا کہ جبکہ کی طرف جانے والی شاہراہ کو تلاش کرے وہ بھوک بھی محسوس کر رہا تھا۔ لیکن وہ کسی مناسب اور محفوظ جگہ بیٹھ کر کھانا کھانا چاہتا تھا اسی لیے صحرائے سینا میں ابھی تک وہ سرگرداں تھا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے مشرق سے چاند طلوع ہوا اور اس نے صحرائے سینا کے ایک ایک ٹیلے ایک ایک ذرے تک کو روشن کر کے رکھ دیا تھا۔

اپنے گھوڑے کو بھگاتے ہوئے اچانک اور ایک دم یرمیحا نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں اس لیے کہ صحرائے سینا میں ایک نشیبی جگہ اس نے صاف ستھرا پانی دیکھا تھا شاید کچھ دن پہلے صحرائے سینا میں بارش ہوئی ہو گی جسکی بناء پر وہاں نشیبی جگہ میں بارش کا صاف ستھرا پانی جمع ہو گیا ہو گا پانی دیکھتے ہوئے یرمیحا خوش ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک چاندنی رات میں چمکتے پانی کو یرمیحا بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر اپنے گھوڑے سے اترا۔

گھوڑے کی باگ پکڑ کر وہ پانی کے پاس لے گیا پانی دیکھتے ہی گھوڑا بڑی تیزی

سے پانی پینے لگا تھا جب گھوڑا پانی پی چکا تو پانی سے تھوڑا پیچھے ہٹ کر یر میحا نے گھوڑے کو کھڑا کر دیا گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھی ہوئی چرمی خرجین سے اس نے اپنے زادراہ سے کچھ نکالا پھر صحرائے سینا کی چاندنی میں ڈوبی ریت پر وہ بیٹھ گیا تا کہ کھانا کھائے۔

شاید صحرائے سینا میں بارش ہونے کی وجہ سے پانی کے اس جوہڑ کے کنارے چھوٹی چھوٹی موسمی گھاس سی اگ آئی تھی گھوڑا وہ گھاس چرنے لگا تھا جبکہ یر میحا ریت پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگا تھا۔ گھوڑا گھاس چرتے چرتے آگے بڑھتا رہا اس موقع پر یر میحا نے بدااحتیاطی سے کام لیا وہ جانتا تھا صحرائے سینا کے ویرانوں میں وہ اس وقت بیٹھا ہوا ہے لہذا اسے اپنے گھوڑے کو اپنے پاس رکھنا چاہیے تھا جس وقت اسکا گھوڑا پانی کے جوہڑ کے کنارے کنارے اگ آنے والی گھاس چرتا ہوا تھوڑی دور گیا تو عین اسی لمحہ صحرائے سینا میں بھیڑیوں کا ایک جوڑا نمودار ہوا اس جوڑے نے جب گھوڑے کو پانی کے کنارے کنارے گھاس چرتے دیکھا تو دونوں نرمادہ بھیڑیے گھوڑے کی طرف لپکے گھوڑے نے جب بھیڑیوں کو دیکھا تو پہلے ہنہنایا پھر وہ ایسا بدکا کہ صحرائے سینا میں یر میحا کی طرف جانے کے بجائے وہ مخالف سمت سرپٹ بھاگ کھڑا ہوا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یر میحا فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اپنی ڈھال تلوار اس نے سنبھال لی زادراہ باندھ کر اس نے بازو سے کس کر باندھ لیا تھا اس کے بعد وہ اس سمت لپکا جہاں سے گھوڑا بھاگا تھا۔

گھوڑے کا تعاقب کرنے والے نرمادہ بھیڑیے کی نگاہ جب یر میحا کی طرف پڑی تو دونوں نے گھوڑے کا تعاقب ترک کر دیا اور یر میحا کی طرف لپکے۔

اس موقع پر یر میحا صحرائے سینا میں مخالف سمت سرپٹ بھاگتے ہوئے اپنے گھوڑے کو بھول گیا تھا اب اس کے سامنے نرمادہ دو بھوکے بھیڑیے تھے اسکے سامنے اصل مقصد اب ان دونوں سے نمٹنا تھا اپنے جسم پر اس نے زرہ درست کی سر پر خود کو بھی ٹھیک طرح سے بٹھایا اپنی ڈھال آگے کی تلوار سنبھالی پھر وہ اپنی طرف منہ آگے کو پھیلائے دونوں نرمادہ بھیڑیوں کو بڑے غور سے دیکھنے لگا تھا۔

پھر اچانک ان دونوں بھیڑیوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے یر میحا ان دونوں کی طرف بھاگا یر میحا کی یہ حرکت شاید دونوں بھیڑیوں کے لیے نئی اور انوکھی تھی لہذا وہ ایک جگہ کھڑے ہو کر غرانے لگے یر میحا اچانک آگے بڑھا پھر اس نے تلوار بلند کر کے گرائی اور ان

ین سے ایک کو کاٹ کے رکھ دیا دوسرا اس وقت تک یرمیحا پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ اسکے پنجوں اور منہ کو یرمیحا نے اپنی ڈھال پر لیا اور پھر دوبارہ جب اس نے تلوار بلند کر کے گرائی تو دوسرے کو بھی اس نے کمر کے پاس سے کاٹ کر رکھ دیا تھا اس طرح دونوں بھیڑیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد یرمیحا وہاں بیٹھ گیا اپنی تلوار کو ریت سے صاف کرنے کے بعد وہ تلوار کو نیام میں ڈالے بغیر ننگی تلوار ہاتھ میں ہی لیے صحرائے سینا میں اس سمت بھاگنے لگا تھا جس سمت اس کے گھوڑا گیا تھا۔

یرمیحا نے صحرائے سینا میں پھیلی چاندنی کے اندر گھوڑے کو تلاش کرتے ہوئے اسے پکڑنا چاہا لیکن ناکام رہا صحرا میں کچھ دور تک گھوڑا اسے دکھائی دیتا رہا پھر وہ حملہ اور بھیڑیوں سے ایسا وحشت زدہ ہوا تھا کہ بائیں جانب بڑے بڑے ٹیلوں کی جانب سرپٹ دوڑ گیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آن کی آن میں وہ صحرا کے اندر یرمیحا کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

رات کے وقت صحرائے سینا کے بیابانوں میں یرمیحا کے لیے مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں اس پر یہ تو واضح ہو گیا تھا کہ صحرا کا وہ حصہ خطرناک ہے اور اس حصے میں بھیڑیے بھی پائے جاتے ہیں اس لیے کہ تھوڑی دیر پہلے پانی کے جوہڑ کے کنارے وہ دو بھیڑیوں سے نمٹ چکا تھا لہذا وہ بڑی تیزی سے بائیں جانب بڑھنے لگا تھا تاکہ جس قدر ممکن ہو پانی کے اس ذخیرے سے دور ہوتا چلا جائے۔

کچھ دیر تک وہ صحرا کے اندر سرپٹ بھاگتا رہا بالکل اسی سمت جس سمت اسکا گھوڑا بھاگا تھا اسے اب بھی امید تھی کہ شاید کہیں دور جا کر گھوڑا اکیلے ہونے کی وجہ سے سہم کر کھڑا ہو جائے اور اس کا انتظار کرے لیکن کافی آگے جانے کے بعد بھی جب اسے گھوڑا کہیں دکھائی نہ دیا تو وہ مایوس ہو گیا بھاگنا اس نے بند کر دیا اب وہ آہستہ آہستہ صحرا میں بائیں جانب بڑھنے لگا تھا۔ اچانک ایک جگہ یرمیحا ٹھٹھکنے کے انداز میں رک گیا کچھ دیر تک وہ صحرا کے بڑے بڑے ٹیلوں میں اپنے دائیں جانب دیکھتا رہا اس موقع پر رات کی چاندنی میں اس کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جس سمت وہ دیکھ رہا تھا اس سمت بڑی بڑی کانٹے دار جھاڑیاں تھیں تھوڑی دیر تک یرمیحا ان کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ بڑی جھاڑیوں کی طرف بڑھا اپنے خنجر سے کام لیتے ہوئے اس نے کچھ جھاڑیاں کاٹیں انہیں اکٹھا

کیا پھر ان ساری جھاڑیوں کو وہ گھسیٹتا ہوا ایک بلند ٹیلے کے اوپر لے گیا تھا۔

ٹیلے کی چوٹی پر جانے کے بعد اس نے وہاں تھوڑی سی جگہ پہلے ہموار کی پھر اسے گہرا کیا یوں اس جگہ کو اس نے چھوٹے سے ایک گڑھے کی صورت دی اس کے بعد جن جھاڑیوں کو اس نے کاٹا تھا وہ جھاڑیاں اس نے اس گڑھے کے چاروں طرف پھیلا دی تھیں اس طرح اس گڑھے کے ارد گرد لگ بھگ چار چار فٹ اونچی جھاڑیوں کی اس نے باڑھ بنا دی تھی اور اس گڑھے میں وہ بیٹھ گیا تھا۔ پانی کے کنارے بیٹھ کر چونکہ وہ کھانا نہ کھا سکا تھا گھوڑے کے بھاگنے کی وجہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا لہذا اس گڑھے میں بیٹھ کر پہلے اس نے کھانا کھایا اس کے بعد گھڑے میں بیٹھے ہی بیٹھے وہ انتظار کرنے لگا تھا۔

گڑھا کھودنے کے بعد اس کے ارد گرد کانٹے دار جھاڑیوں کی باڑ اس نے اس لیے بنائی تھی تاکہ صحرائے سینا کے بیابانوں میں اگر بھیڑیا یا کوئی اور جنگلی جانور اس پر حملہ آور ہو تو ایک دم اس پر جھپٹ نہ پڑے بلکہ پہلے وہ باڑھ سے ٹکرائے اتنی دیر تک اسے سنبھلنے کا موقع مل جائے۔ لہذا وہ اپنے دفاع کو مکمل کر سکے۔

کانٹے دار جھاڑیوں کی باڑھ کے بیچ میں بیٹھے ہی بیٹھے یرمیحا کی آنکھیں نیند سے بھر گئیں۔ پھر نیند کا ایک ایسا جھونکا اس پر وارد ہوا کہ گڑھے کے اندر وہ لیٹ سا گیا تھا۔

اس گڑھے میں لیٹے یرمیحا کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ وہ ٹھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا اس لیے کہ صحرا میں اسے کسی کے رونے سسکیاں بھرنے کی آواز سنائی دی تھی وہ آواز وہ سسکیاں کسی جوان لڑکی کی تھیں سسکیاں بتاتی تھیں کہ وہ جوان لڑکی جس کی یہ سسکیاں تھیں اس کی آواز بھی بڑی خوبصورت اور پر کشش ہو گی۔

یرمیحا ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا جب وہ اٹھا تو مزید دنگ رہ گیا اس لیے کہ اس کے قریب ہی ٹیلے کے نیچے ایک جھاڑی کے ساتھ اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ باڑھ سے نکلنے سے قبل اپنی حفاظت کی خاطر یرمیحا نے پہلے اپنے چاروں طرف احتیاطاً نگاہ دوڑائی صحرائے سینا کی فضاؤں میں اس وقت نہ جان نفس اور ماورائے بیان سرشاری اور خمار پھیلا ہوا تھا لگتا تھا افق تا افق صحرائے سینا میں سحاب رحمت۔ شمیم بہار اور شیرینی کوثر و زمزم کی طرح جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی شفق شمائل جنوں خیز چاندنی پھیلی بکھری پڑی تھی۔

اپنے ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد اس کی نگاہیں ایک بار پھر اپنے گھوڑے کی

طرف جم گئیں اس بار وہ مزید دنگ رہ گیا اس کے گھوڑے کے پاس چاندنی رات میں ایک ہیولہ تھا جیسے چاندنی کے اندر اس سے بھی زیادہ چمکتی ہوئی شے دھند کی صورت میں کھڑی ہو یا کسی حسینہ کا سفید آنچل چاندنی رات میں لہرا گیا ہو چاندنی رات کے اندر دودھ جیسا ہیولہ فہم وادراک حکمت واستبصار سے ماوراموجوں کے زمزمہ جیسا تھا وہ ہیولہ تھوڑی دیر کے لیے یرمیحا کو ایسے محسوس ہوا جیسے عبودیت ورموز ضیاء وزمزمہ اور جمال خیر اور مہر کے منبع کا کوئی اتصال وہاں آن کھڑا ہوا ہو۔

اس عجیب وغریب ہیولے کو دیکھتے ہوئے وقتی طور پر یرمیحا سہم سا گیا تھا۔ باہمت تھا اور خدائے واحد اور لاشریک پر ایمان بھی رکھتا تھا لہذا اپنی تلوار سے اس نے باڑھ کا ایک حصہ ہٹایا اور اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا۔

یرمیحا ٹیلے سے اتر کر آہستہ آہستہ جب اپنے گھوڑے کے قریب ہی سفید آنچل کی صورت دکھائی دینے والے ہیولے کی طرف بڑھا تو ہیولہ بھی آگے چل پڑا اگر یرمیحا اپنی رفتار سست کرتا تو ہیولہ بھی سست ہو جاتا اگر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھتا تو وہ بھی تیزی سے آگے بڑھنے لگتا تھا۔ یوں یرمیحا کا خوف کسی قدر کم ہوا لہذا اب وہ پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے اس ہیولے کی طرف بڑھا تھا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیولہ ریت کے ایک بڑے ٹیلے کی اوٹ میں ہو گیا اور اس کے بعد یرمیحا کو اس ٹیلے کی اوٹ سے نسوانی سسکیاں ہچکیاں اور رونے کی آواز سنائی دی تھی۔ اپنی تلوار اپنے سامنے رکھتے ہوئے یرمیحا جب ٹیلے کی اوٹ کی طرف گیا تو وہاں کچھ نہ تھا۔ لگتا تھا وہ ہیولہ غیب وشہود کا سنگم مخفی اسرار اور فضا میں رقصاں آیات کا کوئی خوشکن اختلاط تھا جو لمحوں کے اندر غائب ہو گیا تھا یرمیحا تھوڑی دیر اس ٹیلے کے اطراف میں گھومتا رہا لیکن وہاں کچھ بھی نہیں تھا اب نہ وہاں کسی کے رونے کی آواز تھی نہ ہچکیاں تھیں نہ سسکیاں تھیں نہ وہ کسی نوخیز لڑکی کے آنچل جیسا ہیولہ تھا چاروں طرف خاموشی اور سکون تھا۔

یرمیحا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے پریشان اور فکر مند سا ہو گیا تھا اپنی ننگی تلوار اپنے ہاتھ میں لیے اور اپنے سامنے رکھتے ہوئے وہ کئی بار ریت کے اس ٹیلے کے ارد گرد گھوما دراصل اس ہیولے نے اسے ایک تجسس اور ایک کرب میں مبتلا کر کے رکھ دیا تھا جس ٹیلے کی اوٹ میں وہ نسوانی ہیولہ روپوش ہوا تھا تھوڑی دیر یرمیحا اس کے اطراف میں چکر لگاتا

رہا اسے اب بھی امید تھی کہ شاید وہ ہیولہ جو اس کے گھوڑے کی واپسی کا باعث بنا تھا اس ٹیلے کی اوٹ میں پھر کہیں دکھائی دے یا کسی لڑکی کے سسکنے رونے اور ہچکیاں لینے کی آواز آئے تو وہ اس آواز کی سمت جائے اور ہیولے کو دیکھ سکے لیکن اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اس لیے کہ ٹیلے کے ارد گرد کئی چکر لگانے کے باوجود وہاں کچھ بھی نمودار نہ ہوا تھا۔

تنگ آ کر یرمیحا اس ٹیلے پر چڑھ گیا تھوڑی دیر تک وہ اس ٹیلے پر بیٹھا رہا شاید اسے اب بھی ہیولے کا انتظار تھا جب کافی دیر تک اس ٹیلے اور اس کے اطراف میں اسے کوئی آواز سنائی نہ دی تب وہ ٹیلے سے نیچے اترا اس جگہ آیا جہاں اسکا گھوڑا تھا اس نے دیکھا گھوڑے کو کسی نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ایک موٹی جھاڑی کے ساتھ باندھا تھا۔

نیچے جھک کر یرمیحا نے موٹی جھاڑی کے ساتھ لگی اپنے گھوڑے کی لگام کی گانٹھ کھولی اور کبھی کبھی احتیاط کے طور پر وہ اپنی پشت کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا شاید ہیولہ پھر کہیں نمودار نہ ہو جائے گھوڑے کی لگام کھولنے کے بعد تھوڑی دیر تک وہ اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپاتا رہا بڑے پیارے انداز میں اس کے سر پر ہاتھ پھیرا پیٹھ تھپتھپائی رانوں پر دو تین بار ہاتھ مارا اس کے بعد وہ ان جھاڑیوں سے ذرا پیچھے ہٹا کچھ دیر تک اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے وہ وہیں کھڑا رہا کہ شاید پھر کوچ سے پہلے وہاں کچھ نظر آئے لیکن کچھ دکھائی نہ دیا نا چارہ وہ اپنے چاروں طرف پر سوار ہوا ایک بار پھر اس نے چاندنی رات کے اندر صحرائے سینا میں اپنے چاروں طرف بغور دیکھا پھر اس نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی اب گھوڑے کو وہ صحرائے سینا کے بائیں حصے کی طرف سرپٹ دوڑا رہا تھا۔

رات پہلے ہی آدھی کے قریب جا چکی تھی گھوڑا بھی تازہ دم تھا وہ خود بھی سستا چکا تھا لہٰذا صبح تک اپنے گھوڑے کو وہ سرپٹ دوڑاتا رہا۔

صبح کے قریب جب صحرائے سینا ختم ہو گیا اس سے تھوڑا آگے کوہستانی سلسلے کی چٹانیں شروع ہو گئی تھیں اور یرمیحا ان چٹانوں کے اندر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا تب ایک دم یرمیحا نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک لیا تھا اس لیے کہ ان کوہستانی چٹانوں کے اندر کسی نے یرمیحا کو پکارا تھا آواز دے کر اسے رکنے کے لیے کہا تھا گھوڑے کو روکنے کے بعد جس طرف چٹانوں کے اندر سے آواز آئی تھی یرمیحا مسکراتے ہوئے اس سمت دیکھنے لگا اس لیے کہ پکارنے والے کی آواز کو وہ پہچان چکا تھا وہ آواز مخیدون

کی تھی۔

گھوڑے کو جبلہ کی طرف جانے والی شاہراہ پر روکنے کے بعد ایک جگہ کھڑے ہو کر یرمیحا انتظار کرنے لگا پھر دیکھتے ہی دیکھتے چٹانوں کے اندر سے اپنے گھوڑوں پر سوار مخیدون اور یوریما دونوں میاں بیوی نمودار ہوئے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہ اس سمت آئے جہاں یرمیحا تھا انہیں اپنی طرف آتا دیکھ کر یرمیحا اپنے گھوڑے سے اتر گیا قریب آکر چھلانگ لگاتے ہوئے مخیدون بھی اتر گیا پھر مخیدون بھاگ کر یرمیحا سے لپٹ گیا تھا اتنی دیر تک یوریما بھی اپنے گھوڑے سے اتر چکی تھی۔

یرمیحا سے علیحدہ ہوتے ہوئے مخیدون نے کہنا شروع کیا۔

یرمیحا ہم دونوں میاں بیوی تو تمہارے متعلق بڑے فکر مند اور پریشان تھے صحرائے سینا کو عبور کرنے کے بعد ہم نے ان چٹانوں کی اوٹ میں پناہ لے لی تھی اور تہیہ کر رکھا تھا کہ جب تک تم نہیں آؤ گے ہم جبلہ شہر کی طرف نہیں جائیں گے میرے بھائی ہم دونوں میاں بیوی تمہارے متعلق بڑے فکر مند اور پریشان تھے۔

میں نے یہ بھی ٹھان کر رکھا تھا کہ اگر تم نہ آئے تو میں اور یوریما تمہیں تلاش کرنے ایک بار پھر صحرائے سینا میں واپسی کا سفر کریں گے اور ہر صورت میں صحرا کے اندر تمہیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے پر شکر ہے میرے عزیز بھائی تم بخیریت اور بحفاظت صحرائے سینا سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے یہ تو کہو تم نے تعاقب کرنے والوں سے کس طرح نمٹا۔

جواب میں یرمیحا نے تعاقب کرنے والوں کا خاتمہ کرنے سے متعلق تفصیل بتا دی تھی۔ پھر اس نے ان دونوں میاں بیوی کو ان حالات سے بھی آگاہ کیا کہ کس طرح صحرائے سینا میں پانی کے ایک ذخیرے کے پاس اس کا گھوڑا بھیڑیوں کو دیکھتے ہوئے بھاگ گیا اس نے بھیڑیوں کا خاتمہ کیا اپنے گھوڑے کے پیچھے بھاگا پر وہ گھوڑا اسے کہیں دکھائی نہ دیا ناچار ایک ٹیلے پر کانٹے دار جھاڑیوں کی باڑھ بناتے ہوئے وہ جب اونگھ گیا تو اسے کسی لڑکی کے رونے سسکنے کی آواز سنائی دی وہ جاگا تو ایک ہیولہ تھا جسکے تعاقب میں جب وہ گیا تو وہ روپوش ہو گیا۔ اسی ہیولے نے اسکے گھوڑے کو ایک جھاڑی سے باندھ دیا تھا۔ اور پھر وہ اپنے گھوڑے کو کھول کر اس طرف آنے میں کامیاب ہو گیا۔

مخیدون جانتا تھا کہ یرمیحا اس قسم کے واقعات اپنی طرف سے پیش کرنے والا نہیں لہذا یرمیحا کی زبان سے یہ حادثہ یہ واقعہ سن کر وہ بھی کسی قدر پریشان اور حیران رہ گیا تھا دوسری جانب مخیدون کی بیوی یوریما بھی بڑے ششدر اور پریشان سے انداز میں یرمیحا کی طرف دیکھ رہی تھی اس موقع پر مخیدون نے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

یرمیحا چاندنی رات میں وہ جو تم نے کسی لڑکی کے آنچل جیسا ہیولہ دیکھا ہو سکتا ہے وہ غول بیابانی کا کوئی فرد ہو جسے تم پر رحم آگیا ہو صحرائے سینا میں تمہارے بھٹکنے کو اس نے ناپسند کیا ہو اور تمہارا گھوڑا پکڑ کر وہ اس جگہ لایا ہو جہاں تم نے اپنے لیے جھاڑیوں کی باڑھ میں محفوظ گڑھا بنایا تھا اور ایک جھاڑی کے پاس گھوڑے کو باندھ کر خود روپوش ہو گیا۔

جواب میں یرمیحا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

مخیدون میرے بھائی میں نہیں جانتا وہ ہیولہ کیا تھا۔ کوئی غول بیابانی تھا جنات میں سے کوئی تھا یا وہ کوئی نیک روح تھی بہر حال صحرائے سینا میں جس وقت میں بے یار و مددگار تھا اس ہیولے نے میری مدد کی میرے گھوڑے کو پکڑ کر جھاڑی کے ساتھ باندھا یوں میں اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد تم تک پہنچنے میں کامیاب ہوا میرے خیال میں اب ہمیں زیادہ دیر یہاں کھڑے نہیں رہنا چاہیے اپنے گھوڑوں پر سوار ہونا چاہیے اور جبلہ کی طرف کوچ کرنا چاہیے۔

مخیدون اور یوریما دونوں میاں بیوی نے یرمیحا سے اتفاق کیا تینوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے پھر جبلہ کی طرف جانے والی شاہراہ پر وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

OOO

سورج غروب ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد یرمیحا۔ مخیدون اور یوریما تینوں جبلہ شہر میں داخل ہوئے فضاؤں میں تاریکیاں پھیل چکی تھیں۔ اپنی حویلی کی طرف جاتے ہوئے اچانک مخیدون کو کوئی خیال آیا اسکے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر دھیمی سی آواز میں وہ یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یرمیحا میرے بھائی اگر تم برا نہ مانو تو نیمیا کے ساتھ میں اور میری بیوی ایک

کھیل کھیلتے ہیں ۔ نیمیا میری بیوی سے ناواقف ہے پہلے تو میں اس کا تعارف کرواؤں گا۔ تم حویلی کے صدر دروازے سے ہٹ کر کھڑے رہنا ۔ ظاہر بات ہے کہ جب میں اور یوریما گھر میں داخل ہوں گے ۔ تو ہم دونوں کو دیکھتے ہوئے نیمیا کی نگاہیں یقیناً تمہیں تلاش کریں گی جب وہ تمہارے متعلق ہم سے پوچھے گی تو ہم کہیں گے کہ وہ کچھ دن ٹھہر کر آئے گا اسے ایک ضروری کام کے سلسلے میں رک جانا پڑا ہے ۔ میرے بھائی دیکھتے ہیں کہ میرے اس انکشاف پر نیمیا کے کیا تاثرات ہوتے ہیں ۔ اس کے بعد تم حویلی میں داخل ہونا ۔ میرے خیال میں اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو نیمیا کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ ہوگی ۔

مخیدون کے ان الفاظ پر اس کی بیوی یوریما بھی مسکرا دی تھی ۔ یریمیحا کے چہرے پر بھی خوشگوار تاثرات نمودار ہوئے تھے ۔ کہنے لگا مخیدون جیسا تم چاہتے ہو ایسا ہی کرو میں تمہاری اس شرارت سے بھی اتفاق کرتا ہوں ۔ اس کے بعد تینوں مسکراتے ہوئے اپنی حویلی کی طرف بڑھ رہے تھے ۔

تھوڑی دیر بعد وہ حویلی کے صدر دروازے پر پہنچے ۔ یریمیحا ذرا پیچھے ہی رک گیا تھا گھوڑے سے اتر کر مخیدون نے حویلی کے صدر دروازے پر دستک دی تھی ۔ اتنی دیر تک اسکی بیوی یوریما بھی اپنے گھوڑے سے اتر کر دروازے کے سامنے کھڑی ہو گئی تھی ۔

دوسری دستک دینے کے بعد دروازے کے روزن میں سے مخیدون نے دیکھا صحن میں دو مشعلیں روشن تھیں جنہوں نے صحن کو خوب روشن کر رکھا تھا ۔ ایک کمرے سے زرمون اور نیمیا دونوں صحن کے وسطی حصے میں آکر کھڑے ہو گئے تھے ۔ پچھواڑے سے ایک محافظ بھاگتا ہوا آیا ۔ دروازے کے قریب رکا اور دروازے سے کان لگاتے ہوئے کہنے لگا کون ہے ۔

جواب میں مخیدون نے بڑی رازداری سے کہا دروازہ کھولو میں مخیدون ہوں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس پر محافظ نے دروازہ کھول دیا ۔ مخیدون اور اس کی بیوی یوریما دونوں اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے حویلی میں داخل ہوئے ۔

اس محافظ نے مخیدون کو خوش آمدید کہا پھر حویلی کا دروازہ بند کرنے کے بعد حویلی کے پچھواڑے کی طرف چلا گیا تھا ۔ نیمیا اور زرمون دونوں نے جب مخیدون کو دیکھا تو وہ دونوں باپ بیٹی ان کی طرف بڑھے ۔ زرمون نے آگے بڑھ کر مخیدون کو اپنے ساتھ لپٹا کر

پیار کیا۔ پھر مخیدون نے نیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

نیمیا میری بہن ۔ پہلے اس لڑکی سے ملو ۔ اسکا نام یوریما ہے یہ میری بیوی ہے ۔ نیمیا آگے بڑھی ۔ یوریما کو اس نے گلے لگا کر اس کی پیشانی چومی مخیدون نے دیکھا نیمیا پریشان فکر مند اور الجھی الجھی سی تھی ۔ یوریما سے ملنے کے بعد نیمیا مخیدون کے سامنے آئی اور بڑی فکر گیر سی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

میرے بھائی ۔ یرمیحا کہاں ہیں وہ آپ کے ساتھ کیوں نہیں آئے ۔ آپ انہیں کہاں چھوڑ کر آئے ہیں ۔ ہمارے لیے پہلے ہی عدینہ کا غم ناقابل برداشت ہے ۔ اب آپ انہیں جو کہیں چھوڑ آئے ہیں تو میں سمجھتی ہوں یہ غم ہمارے لیے جان لیوا ثابت ہو گا۔

نیمیا کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد مخیدون بول پڑا۔

نیمیا تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ۔ اختاتون شہر سے یرمیحا میرے ساتھ ہی نکلا تھا ۔ راستے میں اس کے کچھ جاننے والے ملے تھے وہ ان کے ساتھ ہی رک گیا۔ ایک دو روز تک وہ ضرور یہاں پہنچ جائے گا۔ میری بہن تمہیں فکر مند اور پر ملال ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یرمیحا کو ایک انتہائی ضروری کام تھا ورنہ وہ کبھی بھی نہ رکتا بلکہ ہم سے پہلے تمہارے پاس پہنچ جاتا۔

مخیدون کے ان الفاظ پر نیمیا بیچاری کی حالت شکایت حرف جان ۔ متاع غم جاودان ۔ اندھی شب کے تنہا مسافر ۔ اور اپنے آپ کی نفی کرتے جذبوں اور کٹھن ، استوں کی بیکراں ظلمت جیسی ہو کر رہ گئی تھی ۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد نیمیا کی روتی اور بکھری بکھری سی آواز حویلی کے صحن میں سنائی دی ۔

کاش یرمیحا جانتے کہ میں پہلے ہی برفانی علاقے کی مرغابیوں ۔ لہو لہو چشم انسانیت میں وحشت کی ماری کونجوں کی طرح ان کا انتظار کرتی رہی ہوں ۔ عدینہ کے بعد ان کے انتظار میں میری حالت ایسے ہی تھی جیسے ہر شئے کے چیتھڑے اڑاتی اندھیوں میں رشتوں کی ڈوریاں لرزتی رہتی ہیں ۔ کاش یرمیحا آپ کے ساتھ آئے ہوتے راستے میں انہیں جو کام تھا اسے وہ بعد میں نپٹا لیتے ۔ حویلی میں آنے کے بعد وہ ایک روز کے لیے پھر کام نمٹانے کے لیے چلے جاتے ۔ لیکن اختاتون شہر سے آپ کے ساتھ روانہ ہونے کے بعد انہیں سیدھا

یہاں میرے پاس آنا چاہیے تھا۔ کاش انہیں احساس ہوتا کہ میں کس بے چینی کس بیتابی سے ان کی آمد کی منتظر تھی۔

نیمیا یہیں تک کہنے پائی تھی کہ حویلی کے دروازے پر پھر دستک ہوئی۔ یہ دستک سننے کے بعد مخیدون اور یوریما مطمئن انداز میں اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ نیمیا اور اس کا باپ زرمون دونوں چونکے تھے۔ اسی دوران حویلی کے پچھواڑے سے ایک محافظ پھر بھاگتا ہوا آیا۔ ہاتھ کے اشارے سے مخیدون نے اسے واپس جانے کا اشارہ کیا۔ لہذا وہ چپ چاپ واپس چلا گیا۔ پھر مخیدون آگے بڑھا۔ دروازے کے قریب جا کر مڑتے ہوئے ایک نگاہ اس نے نیمیا پر ڈالی۔ پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ نیمیا نے دیکھا دروازہ کھلتے ہی یرمیحا اپنے گھوڑے کی باگ تھامے حویلی میں داخل ہوا تھا۔

یرمیحا کو یوں حویلی میں داخل ہوتے دیکھ کر نیمیا بے چاری کہکشان کے جال جیسی خوشکن ہو گئی تھی۔ اس کے سرخ ہونٹوں کی لرزشوں میں انگنت خوشیاں لیے تبسم بکھر گیا تھا۔ اسکی آنکھوں میں نئے اندازوں کی فسوکاری تھی۔ اس کے چہرے پر گل و شبنم کے وصل کے قصوں میں گیت گاتی خوش گلو عنادل رقص کر گئی تھیں پھر نیمیا صدر دروازے کی طرف بھاگی۔ آگے بڑھ کر اس نے یرمیحا سے اسکے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ پھر دل و جان کی سی سپردگی میں وہ یرمیحا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

آپ کہاں رہ گئے تھے۔ لگتا ہے آپ تینوں نے راستے میں کوئی شرارت طے کی تھی۔ آپ حویلی سے ذرا فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔ اور مجھے تنگ کرنے کے لیے میرے بھائی مخیدون نے یہ کہہ دیا کہ آپ راستے میں کہیں رک گئے ہیں۔ کیا میں درست ہوں۔

اس پر مخیدون اور یوریما ہی نہیں یرمیحا نے بھی قہقہہ لگایا پھر یرمیحا کہنے لگا۔

نیمیا تمہارا اندازہ درست ہے دراصل یہ ساری شرارت تمہارے بھائی مخیدون کی تیار کردہ تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ میں حویلی سے ذرا دور رک جاؤں۔ وہ تم سے میرے نہ آنے کا کہہ کر تمہارے جذبات تاثرات دیکھنا چاہتا تھا۔ اس انکشاف پر نیمیا بھی خوش ہو گئی تھی۔ پھر نیمیا نے آگے بڑھ کر خود حویلی کا دروازہ بند کیا اسکے بعد سب حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔ یوں مخیدون اور یوریما پرسکون انداز میں جبکہ شہر کی اس حویلی میں یرمیحا اور نیمیا کے ساتھ دن گزارنے لگے تھے۔

ادھر مصر کے مرکزی شہر اختاتون میں بھی انقلاب برپا ہو چکا تھا۔ عدینہ کا پہلے ہی خاتمہ کر کے اس کے جسم کی ممی بنا کر اسے سقارہ کے احرام کی طرف روانہ کر دیا گیا تھا۔ اس کی ماں اور مصر کی ملکہ نافریطہ کی ممی بھی سقارہ کے احرام میں منتقل کی جا چکی تھی۔ ان حالات نے فرعون اختاتون کو بیمار کر دیا۔ وہ لگاتار صاحب فراش رہنے لگا۔ شاید یہ بیٹی اور اس کے بعد بیوی کے مرنے کا غم تھا۔ اس کی بیوی کا باپ اور عدینہ کا نانا آئی اختاتون کو ڈھارس دیتا پر اختاتون کی بیماری بڑھتی چلی گئی دن بہ دن وہ لاغر ہوتا چلا گیا اور اسکے اچھا ہونے کے کوئی آثار نہ رہے۔ مصر کے بہترین طبیب اس کا علاج کر رہے تھے۔ لیکن کوئی افاقہ نہ تھا۔

ایک روز راع دیوتا کا بڑا پجاری کیرتون اختاتون شہر کے راع دیوتا کے مندر میں چند دوسرے پجاریوں کے ساتھ بیٹھا محو گفتگو تھا کہ ایک مسلح جوان بھاگا بھاگا آیا شاید وہ کیرتون کا کوئی مخبر تھا۔ اس کی آمد پر کیرتون چونکا تھا۔ اس کے قریب آنے پر وہ اس سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ آنے والا وہ جوان فوراً بول پڑا۔

محترم کیرتون۔ میں آپ کے لیے ایک انتہائی بری خبر لے کر آیا ہوں۔ مصر کا بادشاہ آپ کا بھانجہ اختاتون مر چکا ہے۔ اپنی موت سے پہلے اس نے اپنی جگہ اپنے داماد توتخمان کو مصر کا فرعون مقرر کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی وصیت لکھ دی ہے کہ توتخمان اور اس کی بیوی زربال دونوں مل کر ملک پر حکومت کریں گے اور اس سلسلے میں زربال کا نانا

ائی ان دونوں کا مشیر اور اتالیق ہو گا۔

یہ خبر سن کر بڑا پجاری کیرتون فکر مند سا ہو گیا تھا۔ فوراً بدحواسی کے عالم میں وہ اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آنے والے جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں کچھ دیر پہلے ہی اپنے بھانجے اخناتون کے پاس سے اٹھ کر یہاں آیا ہوں۔ اس وقت توتخمان بھی اس کے پاس تھا۔ زربال اور آئی بھی اور دھیمے لہجے میں سب سے گفتگو بھی کر رہا تھا۔ بلکہ میں نے اس کی حالت سے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اس کی بیماری میں کچھ افاقہ ہو رہا ہے۔ اس لیے میں مطمئن ہو کر یہاں تم لوگوں کے پاس آ گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میری غیر موجودگی میں میرا بھانجہ مجھے ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے جائے گا۔ میں جاتا ہوں۔ اب میرا وہاں رہنا انتہا درجہ کا ضروری ہے۔ پر جانے سے پہلے تم سب لوگ میری ایک بات غور سے سنو۔ پہلے سب میرے ساتھ آؤ۔

اس پر کیرتون ایک کمرے کی طرف چل دیا۔ کمرے میں وہ داخل ہوا۔ راع دیوتا کے جس قدر بڑے بڑے پجاری تھے وہ بھی کیرتون کے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوئے۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے کیرتون نے اس کمرے کا دروازہ بند کرنے کے لیے کہا۔ جب کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا تب کیرتون بولا اور اپنے سامنے بیٹھے ہوئے سارے پجاریوں کو اور آنے والے مخبر کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

اب ہمیں بڑا محتاط رہنا ہو گا۔ پہلے میں نے بڑی مشکل سے اپنی بہن طائی اور اپنے بھانجے اخناتون کے ساتھ مل کر راع دیوتا کی عظمت کو مصر میں بحال کیا تھا۔ تم جانتے ہو اس سے پہلے راع دیوتا کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا اور آمون دیوتا کو سب سے بڑا دیوتا سمجھا جانے لگا تھا۔ لیکن لگتا ہے حالات اب پھر خراب ہونے کے درپئے ہیں۔ میں حالات خراب نہیں ہونے دوں گا۔

میں بھی جانتا ہوں تم بھی اچھی طرح واقف ہو کہ توتخمان راع کا نہیں آمون دیوتا کا پیروکار ہے۔ اس کی بیوی زربال بھی آمون کی پیروکار ہے۔ زربال کا نانا بھی راع کا مخالف ہے۔ لہٰذا ان حالات میں ہمیں انتہاء درجہ کا محتاط رہنا ہو گا۔ میری خوش قسمتی ہے کہ جس وقت مجھے میرے بھانجے اخناتون کی موت کی خبر دی جا رہی ہے۔ تو تم سب میرے پاس جمع ہو۔ میں ابھی سے تمہیں اپنے لائحہ عمل سے آگاہ کرتا ہوں تاکہ تم اس میں پوری

طرح میرا ساتھ دو۔

سب سے پہلا کام اب جو ہمارے ذمہ ہوگا وہ یہ کہ ٹوتخمان کو کسی نہ کسی طرح ٹھکانے لگانا ہوگا۔ یاد رکھنا اگر ٹوتخمان زیادہ دیر تک مصر کا حکمران رہا تو راع دیوتا کی ساری عظمت کو وہ ختم کر کے پھر آمون دیوتا کو مصر میں بحال کر دے گا۔ اور جس روز ایسا ہوا ہم سب کی موت ہمارے سروں پر منڈلانے لگے گی۔ لہذا اب جو ہمارے ذمے سب سے پہلا کام ہے وہ ٹوتخمان کو قتل کرنا ہے۔ اور اسکے لیے ہمیں زیادہ دن نہیں لینے۔ بہت جلد اس کا خاتمہ کرنا ہے۔

دوسرا کام زربال کو اپنی گرفت میں لینا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ٹوتخمان کا خاتمہ ہوگا تو مصر کی حکمران زربال ہی ملکہ کی حیثیت سے ہوگی۔ تم لوگ جانتے ہو زربال بھی راع دیوتا کی مخالف آمون دیوتا کی پیروکار ہے۔ لہذا زربال مملکت کے امور کو اپنے نانا آئی کے مشورے سے چلانے کی کوشش کرے گی۔

اس موقع پر زربال سے ہمدردی اور تعلق جتاتے ہوئے میں اسے مشورہ دوں گا کہ وہ ایک حتی شہزادے سے شادی کرلے تاکہ اسکے دور میں یا آنے والے دنوں میں حتیوں اور مصریوں دونوں کے تعلقات بہتر رہیں اور ان علاقوں میں دو سب سے بڑی قوتوں کے آپس میں ٹکراؤ کا کوئی خدشہ نہ رہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں زربال کو اس بات پر آمادہ کر لوں گا کہ وہ حتی شہزادے سے شادی کرلے۔

جب زربال اس کی حامی بھرے گی تو میں فی الفور ایک وفد حتیوں کی طرف روانہ کروں گا اور حتیوں کے بادشاہ کی طرف پیغام بھجواؤں گا کہ وہ اپنے ایک بیٹے کو اختاتون شہر کی طرف روانہ کر دے تاکہ اسکی شادی زربال سے کر دی جائے اور اس کا بیٹا مصر پر بھی حکومت کرے۔

میں یہاں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ حتیوں کا پہلا بادشاہ شبیلیولیوما اب مر چکا ہے اسکی جگہ اب اس کا بیٹا شبل لیوماش حتیوں کا بادشاہ ہے اور شبل لیوماش نے اب اپنے باپ شبلیولیوما کے مرنے کے بعد مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا۔ اس نے اپنے دو قاصد میری طرف روانہ کئے تھے۔ شبل لیوماش کو یہ خدشہ تھا کہ میرا بھانجہ اختاتون حتیوں پر حملہ آور ہو کر ان کے علاقے چھیننے کی کوشش کرے گا۔ تم جانتے ہو اس سے پہلے یرمیحا اور محیدون نے

دوبار حتیوں کو شکست دی تھی جس کی بنا پر حتی محتاط اور خوفزدہ ہو گئے تھے۔اپنے باپ کی موت کے بعد شبل لیوماش نے دو قاصد میری طرف بھجوائے۔

ان قاصدوں کے ذریعے شبل لیوماش نے نہ صرف یہ کہ مجھ سے التماس کی کہ میں اپنے بھانجے اخناتون کو مطمئن رکھوں اور اسے مشورہ دیتا رہا کروں کہ وہ حتیوں پر حملہ آور نہ ہو۔ایسا کرنے کے لیے حتیوں نے مجھے ایک بہت بڑی رقم بھی دی تھی۔اور وہ رقم میں نے راع دیوتا کے خزانے میں محفوظ کر رکھی ہے۔وہ رقم اتنی بڑی ہے کہ اس کے لیے مصر میں راع دیوتا کے لیے کئی مندر تعمیر کیۓ جا سکتے ہیں۔ان قاصدوں کو میں نے یہ پیغام دے کر شبل لیوماش کی طرف بھجوایا تھا کہ وہ مطمئن رہے۔جب تک میں زندہ ہوں میرا بھانجہ اخناتون حتیوں پر حملہ آور نہیں ہو گا۔اور تم نے دیکھا مصری اس کے بعد حتیوں پر حملہ آور نہیں ہوئے۔اس لیے کہ میں برابر اپنے بھانجے اخناتون کو اس بات پر آمادہ کرتا رہتا تھا کہ حتیوں کے خلاف جنگ کر کے اپنے لیے مسائل نہیں کھڑے کرنے چاہیے۔بس میرا بھانجہ میری بات مانتا رہا۔

زربال کی شادی حتی شہزادے سے کرانا ہمارا دوسرا کام ہو گا۔اب تیسرا کام بھی سنو۔

اس شادی کے بعد ہم زربال کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کریں گے۔زربال اور اس کے نانا دونوں کو ہم موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔اور مصر میں حتی شہزادے کی شادی کسی ایسی لڑکی سے کریں گے جسکا تعلق بھی شاہی خاندان سے ہو اور آمون کے بجائے وہ راع دیوتا کی پیروکار ہو۔اسی طرح ہم مصر میں راع دیوتا کا بول بالا قائم رکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔اور اپنی زندگیوں کو بھی محفوظ بنا سکتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد بڑا پجاری کیرتون تھوڑی دیر کے لیے رکا۔کچھ سوچا پھر اپنے سامنے بیٹھے ہوئے پجاریوں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

میرے عزیزو۔اس سلسلے میں تم میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہو تو اپنا اعتراض پیش کرے۔

جواب میں جب کوئی بھی نہ بولا تو کیرتون خوش ہو گیا تھا پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں اب ذرا شاہی قصر کی طرف جاتا ہوں۔اور واپس آ کر میں ان لوگوں

کو مقرر کرتا ہوں جو توتخمان پر نگاہ رکھیں گے اور موقع ملتے ہی اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی کیرتون راع دیوتا کے مندر کے اس کمرے سے نکل کر شاہی قصر کی طرف جا رہا تھا۔

بڑا پجاری کیرتون جس وقت قصر کے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں فرعون اختاتون کی لاش رکھی ہوئی تھی اس نے دیکھا لاش کے قریب زربال کے علاوہ اس کی دیگر بہنیں بیٹھی رو رہی تھیں۔ شاہی خاندان کی کچھ عورتیں بھی ان کے گرد جمع تھیں۔ ایک طرف اراکین سلطنت بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں توتخمان کے علاوہ عدینہ اور زربال کا نانا آئی اور کچھ دیگر قریبی رشتہ دار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

کیرتون جب اس کمرے میں داخل ہوا تو سب نے احتراماً اٹھ کر اسکا استقبال کیا۔ کیرتون آگے بڑھا۔ فرعون اختاتون یعنی اپنے بھانجے کی لاش کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر اس نے چہرہ دیکھا اس موقع پر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ ضبط کرتا رہا پھر جھکا اختاتون کی لاش کی پیشانی پر اس نے ایک طویل بوسہ دیا۔ کچھ دیر تک غمگین اور فکر مند کھڑا رہا پھر اراکین سلطنت کے درمیان ایک نمایاں جگہ آکر بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی دیر کی شاہی رسومات کے بعد اختاتون کی لاش کو ممی کی صورت میں محفوظ کر دیا گیا پھر پورے شاہی رسم ورواج کے مطابق جنگی رتھوں کے قافلے کی صورت میں اختاتون کی لاش کو سقارہ کے احرام کی طرف روانہ کر دیا گیا تھا۔

OOO

اختاتون کی موت کے بعد توتخمان اور زربال دونوں مصر پر حکومت کرنے لگے تھے۔ زربال کا نانا آئی حکومت کے سلسلے میں پوریطرح ان کو مشورہ دینے لگا تھا۔ ایک طرح سے آئی ان دونوں کا سرپرست اعلیٰ بن کر بیٹھا تھا۔ اختاتون کی موت کے چند ہی روز بعد ایک بار پھر اپنے قابل اعتماد پجاریوں کو کیرتون نے راع دیوتا کے مندر کے ایک خاص کمرے میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب سارے سرکردہ پجاری اس کمرے میں جمع ہو گئے تب کیرتون نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تم جانتے ہو توتخمان جو ان دنوں ہمارا حکمران بادشاہ ہے آمون دیوتا کا کٹر قسم کا پیروکار ہے۔ اپنے بھانجے اختاتون کی موت کے بعد میں اسے ٹھکانے لگانے کے مواقع

تلاش کرتا رہا ہوں ۔ لیکن مجھے اب تک کوئی مناسب موقع نہیں مل رہا تھا گو اس کو قتل کرنے کے لیے میں نے اپنے کچھ مسلح جوانوں کو اس کے پیچھے لگایا ہوا تھا لیکن وہ بھی کسی مناسب موقع کی تلاش میں ناکام رہے ہیں ۔

اس موقع پر میرے عزیزو میں تم سے ایک اور بات کہنا چاہوں گا ۔ اگر میں نہ ہوتا یا اپنے بھانجے کے دور میں میں نے راع دیوتا کے پجاریوں کو پر قوت نہ بنا دیا ہوتا تو یاد رکھنا ٹوٹخمان اور زربال دونوں حکمران بننے کے بعد پہلے ہی حکم میں راع دیوتا کو مفلوج کرتے ہوئے آمون دیوتا کی عزت و عظمت اور وقار کو بحال کر چکے ہوتے ۔ یاد رکھنا یہ ہماری طاقت ہی ہے جس سے خوفزدہ ہو کر ٹوٹخمان راع دیوتا کو موقوف نہیں کر رہا ۔ آمون دیوتا کی عظمت کو بحال کرنے میں توقف اور پس و پیش سے کام لے رہا ہے ۔ لیکن یہ معاملہ زیادہ عرصہ تک نہیں چلے گا ۔

اس لیے کہ ٹوٹخمان دلیر بہادر ہے اندر ہی اندر وہ سازشیں کرتا رہے گا ۔ پھر مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ اسکے تعلقات خفیہ انداز میں یریمیحا اور مخیدون سے بھی ہیں ۔ تم جانتے ہو کہ ایک ہی دن میں سمخار اور میری بہن طائی کا خاتمہ کیا گیا تھا ۔ اور یہ وہی دن تھا جب عدسیہ کو سزا دی گئی ۔ جب یریمیحا قید سے بھاگا یاد رکھنا مجھے شک نہیں بلکہ یقین ہے کہ میری بہن طائی کو قتل یریمیحا اور مخیدون نے کیا ۔ سمخار کا خاتمہ بھی ان دونوں نے ہی کیا ۔ اور اب وہ یہاں سے بھاگ چکے ہیں ۔ یریمیحا کو قید خانے سے مخیدون لے بھاگا ۔ مخیدون سب سے بڑا سازشی ہے ۔ یریمیحا کے علاوہ ہمیں اس وقت سب سے زیادہ خطرہ مخیدون سے ہی ہے مخیدون میرے بھانجے کا بھتیجہ ہے ۔ لہذا وہ ٹوٹخمان اور زربال سے بھی زیادہ تخت شاہی کا حقدار ہے اگر ٹوٹخمان نے قوت حاصل کر لی آمون دیوتا کے پجاریوں کو ساتھ ملانے کے بعد اس نے ہمارے خلاف عملی کاروائی کرنے کا تہیہ کر لیا تو سب سے پہلے وہ مخیدون اور یریمیحا کو بلائیں گے ۔ مخیدون کو تاج و تخت کا وارث بنانے کے بعد پھر ہمارے خلاف کاروائی کریں گے اگر مخیدون اور یریمیحا مصر کی سلطنت پر غالب آگئے تو پھر ۔

کیر تون دم لینے کے لیے رکا پھر دوبارہ کہتا چلا گیا ۔

ہمیں کہیں بھی اپنا آپ چھپانے کو ٹھکانا نہیں ملے گا ۔ عدسیہ کو میرے اور سمخار کے کہنے پر سزا دی گئی تھی ۔ اور اس سزا کا مجرم یریمیحا اور مخیدون یقیناً مجھے ۔ میری بہن

طائی اور سمخار کو خیال کرتے ہوں گے ۔ سمخار اور طائی کا پہلے ہی وہ خاتمہ کر چکے ہیں ۔ لہذا اگر محیدن تاج و تخت کا وارث بنتا ہے تو صرف میری ہی بدبختی نہیں آئے گی تم سب کے وہ حلقوم کاٹ کر تمہارا خاتمہ کروں گا۔

اس اذیت سے بچنے کے لیے میں نے ایک پیش بندی کی ہے میرا دل کہتا ہے کہ آج کی رات ہم ٹوٹخمان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ ٹوٹخمان اپنے چند محافظوں کے ساتھ آج شہر سے باہر گیا ہوا ہے ۔ بظاہر ٹوٹخمان کے باہر جانے کی یہی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شہر کے نواح میں آباد کسانوں نے ٹوٹخمان کی دعوت کی ہے تاکہ ٹوٹخمان ان کے لیے مراعات کا اعلان کرے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ٹوٹخمان آمون دیوتا کے مندر میں آمون دیوتا کے بچے کھچے پجاریوں کے ساتھ صلاح و مشورہ کرنے کے لیے گیا ہوا ہے۔

ہمارے لیے یہ بھی بہتری ہے کہ زربال اس کے ساتھ نہیں ہے ۔ ٹوٹخمان رات گئے آمون دیوتا کے مندر سے لوٹے گا اس لیے کہ جو مجلس اس نے کسانوں کی منعقد کی ہے وہ آمون دیوتا کے مندر کے احاطے میں ہی طلب کی گئی ہے ۔ کافی رات گئے جب ٹوٹخمان وہاں سے لوٹے گا تو میرے خاص آدمی اس پر اور اس کے محافظوں پر حملہ آور ہوں گے اور اسکا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے ۔ اس طرح ٹوٹخمان سے ہماری جان چھوٹ جائے گی اور زربال کو میں اپنے مزاج اور اپنی طبیعت کے مطابق استعمال کرتا رہوں گا۔

راع دیوتا کے سارے پجاریوں نے کیرتون کو بخوشی اس کام کی منظوری دے دی تھی ۔ اس منظوری پر کیرتون بے حد خوش تھا ۔ اسے مستقبل بعید تک مصر پر اپنی حکومت دکھائی دے رہی تھی اسی رات جب شام گہری ہو گئی اور ٹوٹخمان آمون دیوتا کے مندر سے لوٹ رہا تھا راستے میں کیرتون کے مسلح آدمی اس پر حملہ آور ہوئے اس کا اور اس کے محافظوں کا انہوں نے خاتمہ کر دیا ۔ یوں کیرتون ٹوٹخمان جیسے پتھر کو اپنے راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔ ٹوٹخمان کی موت کے بعد اس کی بیوی زربال اپنے نانا آئی کے ساتھ حکومت کرنے لگی تھی۔

ٹوٹخمان کی موت کے چند ہی روز بعد جبکہ زربال اپنے نانا آئی کے ساتھ قصر کے ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ محافظ نے بڑے پجاری کیرتون کے آنے کی اطلاع دی ۔

اس اطلاع پر آئی اور زربال دونوں احتراماً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ عین اسیوقت کیرتون اس کمرے میں داخل ہوا۔ آگے بڑھ کر اس نے آئی سے پرجوش مصافحہ کیا ہاتھ کے اشارے سے اس نے دونوں کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب دونوں بیٹھ گئے تب کیرتون بول پڑا۔

آئی میرے عزیز۔ زربال میری بیٹی۔ میں تم دونوں کے پاس ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنے آیا ہوں۔ زربال میری بیٹی یہ گفتگو میں نے تمہارے ساتھ کرنا تھی لیکن میری خوش قسمتی ہے کہ اس وقت آئی بھی تمہارے پاس موجود ہے۔ لہٰذا جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں دونوں کی موجودگی میں ہی کہوں گا۔

زربال جس وقت میرا بھانجہ تمہارا باپ اخناتون مصر کا حکمران تھا تو حتیوں کو دوبار شکست ہوئی ان جنگوں میں تم نے خود بھی اپنے شوہر توتخمان کے ساتھ حصہ لیا تھا۔ میری بیٹی یاد رکھنا حتی حکمرانوں کا یہ مطمع نظر ہے کہ مصری سلطنت کے شمالی حصے جو ارض شام تک بڑھتے چلے گئے ہیں۔ ان پر قبضہ کر کے حتی سلطنت کو وسعت دے۔ اور مصریوں کو صحرائے سینا کے اس پار دھکیل دیا جائے۔ لیکن جب تک میرا بھانجہ حکمران تھا حتیوں کو مصریوں سے ٹکرانے کی ہمت اور جرات نہ ہوئی۔

میرے پجاریوں میں سے کچھ شمالی علاقوں کی طرف گئے ہوئے تھے۔ وہ یہ خبریں لے کر آئے ہیں کہ اخناتون کی موت کے بعد ہی حتیوں نے مصر پر حملہ کر کے اس کے شمالی علاقوں پر قبضہ کرنے کا لائحہ عمل تیار کر لیا ہے۔ اس بات کو میں یوں بھی کہہ سکتا ہوں کہ توتخمان کے تخت نشین ہوتے ہی حتی مصر پر حملہ آور ہونے کے لیے اپنی تیاریوں میں لگ گئے تھے۔

میری بیٹی۔ میری بچی۔ حتیوں نے یہ ہمت اور جرات اخناتون کے بعد توتخمان کی زندگی ہی میں کر لی تھی۔ اب جب حتیوں کو یہ خبر ہو گئی کہ توتخمان بھی اس دنیا میں نہیں رہا اور اس کی بیوی زربال مصر پر حکمرانی کر رہی ہے۔ تو یاد رکھنا زربال میری بیٹی کوئی بھی شئے کوئی بھی وجہ کوئی بھی حادثہ کوئی بھی واقعہ حتیوں کو مصر پر حملہ آور ہونے سے روک نہیں سکے گا۔ مصر کو حتیوں سے بچانے کے لیے اور ان کے ساتھ اپنے تعلقات مستحکم بنانے کے لیے میرے پاس ایک تجویز ہے اگر تم اس تجویز کو مانو تو اس پر عمل کرتے ہوئے

ہم حتیوں کے حملے سے بھی بچ سکتے ہیں اور آنے والے دنوں میں ان کے ساتھ ہمارے تعلقات بھی انتہائی خوشگوار رہ سکتے ہیں۔

کیرتون چونکہ لگاتار بولتا رہا تھا اس لیے بیچ میں زربال کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا تھا جس وقت کیرتون خاموش ہوا زربال نے کیرتون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

بزرگ کیرتون۔میں جانتی ہوں آپ جو کچھ کریں گے اس میں میری اور مصر کی بہتری ہی ہوگی۔آپ اپنی تجویز کہیں تا کہ میں جانوں وہ کیا ہے اگر وہ قابل عمل ہوئی تو میں ضرور حامی بھر لوں گی اور آپ کی اس تجویز کے جواب میں میرا جواب ضرور ہاں میں ہوگا۔

زربال کی اس گفتگو سے کیرتون کو کسی قدر حوصلہ ہوا تھا تھوڑی دیر تک وہ گردن جھکا کر سوچتا رہا۔اس کے بعد ایک گہری نگاہ زربال پر ڈالنے کے بعد اس نے کہنا شروع کیا تھا۔

زربال میری بیٹی۔میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی کسی حتی شہزادے سے کر دی جائے۔میری بیٹی میری بچی۔میری اس بات کا برا نہ ماننا۔تمہارا شوہر مر چکا ہے ابھی تم جوان ہو۔تمہیں شوہر کی ضرورت ہے۔اور عورت کا سہارا اور مددگار شوہر ہوتا ہے۔لہذا میرے خیال میں تمہیں شادی کرنی چاہیے۔اور اگر تم کسی حتی شہزادے کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہو جاؤ تو اس طرح حتیوں کے ساتھ مصریوں کے تعلقات اس رشتے کی وجہ سے خوشگوار ہو جائیں گے۔اور آئیندہ کبھی بھی حتی مصریوں سے ٹکرانے کی کوشش نہیں کریں گے۔اس لیے کہ ان کا ایک شہزادہ یہاں ہوگا انہوں نے مصریوں سے ٹکرانے کی کوشش کی تو ہم شہزادے کو موت کے گھاٹ اتار کر اس کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔حتیوں کو یہ دھمکی دے سکتے ہیں کہ اگر انہوں نے مصریوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو حتی شہزادے کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔میرے خیال میں ہماری یہ دھمکی کارگر ہو سکتی ہے۔اور آنے والے دنوں میں حتیوں کے ساتھ ہمارے تعلقات مستحکم رہیں گے۔

کیرتون کی اس تجویز کا جواب دینے سے پہلے زربال نے اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے نانا کی طرف دیکھا۔زربال کی اس حرکت پر ایک تیز اور دزدیدہ سی نگاہ آئی نے کیرتون پر ڈالی جب اسے اندازہ ہوا کہ کیرتون اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تب ہلکا سا سر کا اشارہ دیتے ہوئے آئی نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔یہ زربال کے لیے ایک مکمل اشارہ تھا۔پھر

کیرتون کی طرف دیکھتے وہ کہنے لگی۔

بزرگ کیرتون جو تجویز آپ نے پیش کی ہے میرے خیال میں وہ میری ہی ذات کے لیے ہی بہتر نہیں بلکہ پوری مصری سلطنت کے لیے بھی بہتر اور سود مند ہو سکتی ہے۔ لہذا میں آپ کی اس تجویز کو منظور اور قبول کرتی ہوں۔

زربال کے اس جواب سے کیرتون ایسا خوش ہوا کہ فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

بیٹی۔ تیرے جواب نے میرا دل خوش کر دیا ہے اب میں محسوس کرتا ہوں کہ مصر میں ہی نہیں مصر کے اطراف میں بھی حتیوں سے اس رشتے کے باعث امن و امان اور سکون ہو جائے گا۔ میں آج ہی کچھ قاصدوں کو حتیوں کی طرف روانہ کرتا ہوں۔ اور حتیوں کے بادشاہ شبل لیوماش سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے کسی بیٹے کو اختاتون شہر کی طرف روانہ کرے تاکہ اس سے ہم اپنی بیٹی زربال کی شادی کریں جس کے نتیجے میں آئیندہ حتیوں اور مصریوں کے تعلقات خوشگوار رہ سکیں۔ اسکے ساتھ ہی کیرتون مڑا اور قصر کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

کیرتون کے جانے کے بعد اس کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر آئی اپنی جگہ سے اٹھا پہلے قصر کے اس کمرے کے دروازے کی طرف گیا۔ باہر جھانک کر دیکھا پہریداروں کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا دروازہ اس نے بند کیا پھر اپنی نشست پر آکر بیٹھا۔ اور زربال کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

زربال میری بیٹی۔ میں بھی جانتا ہوں تم بھی اس حقیقت سے آگاہ ہو کہ یہ کیرتون ایک انتہا درجہ کا خطرناک انسان ہے۔ شیطان صفت دشمن ہے اور کسی بھی موقع پر سانپ کی طرح ڈس لینے سے باز نہیں آنے والا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمہارے باپ کا ماموں ہے پر یہ رشتوں کا لحاظ نہیں کرتا۔ نہ اس میں کنبہ پروری کی کوئی شئے ہے۔ یہ ہر اس شخص کو ہلاک کرنے کے درپے ہے جو راع دیوتا کا عقیدت مند نہ ہو اور آمون دیوتا کا ماننے والا ہو۔

یہ جو تمہیں حتی شہزادے سے شادی کر لینے کی ترغیب دے گیا ہے اسکے پیچھے بھی اس کی کوئی چال ہے۔ یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ توتمان کا خاتمہ اسی نے کروایا ہے

اس کیرتون کے علاوہ کوئی بھی ٹوٹخمان پر حملہ آور ہونے یا اسے قتل کرنے کی جرات اور جسارت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ اسی کیرتون کی کاروائی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد زربال کا نانا آئی لمحہ بھر کے لیے رکا دم لیا کچھ سوچا پھر دوبارہ اسنے کہنا شروع کیا۔

زربال کیرتون اچھی طرح جانتا ہے کہ ٹوٹخمان آمون دیوتا کا پیروکار ہے وہ اس حقیقت سے بھی آگاہ ہے کہ تم بھی آمون دیوتا کی ماننے والی ہو۔ اسی لیے تمہیں حتی شہزادے سے بیاہنے کا لائحہ عمل تیار کر رہا ہے لیکن یہ حتی شہزادے کی مدد سے تمہیں اپنی گرفت میں کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ شادی کے چند دن بعد ٹوٹخمان کی طرح یہ تمہارا بھی خاتمہ کر دے پھر حتی شہزادے کے ساتھ مل کر حکومت کرے یا ایسا بھی ممکن ہے کہ حتی شہزادے کو بھی اپنے راستے سے ہٹا کر مصر کے تاج و تخت کا خود حقدار بن بیٹھے اس لیے کہ یہ اخناتون کا ماموں ہے۔ اسی بناء پر میری بیٹی میری بچی میں تمہیں تنبیہ کر رہا ہوں کہ اس کیرتون کے جال میں نہ آنا۔ اس سے ہوشیار اس سے محتاط رہنا۔

کاش اس وقت مخیدون یہاں ہوتا۔ اس لیے کہ تخت کا صحیح وارث مخیدون ہی ہے۔ کاش وہ اس وقت یہاں ہوتا تو اپنا حق حاصل کرتا اور اسکے ساتھ مل کر میں اس کیرتون کا بھی خاتمہ کرا دیتا۔ اگر اس کیرتون کا خاتمہ کر دیا جائے تو راع دیوتا کے پجاریوں کا زور ٹوٹ جائے گا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آمون دیوتا کے پجاری زیر زمین چلے گئے ہیں اور ان میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا وہ سب زندہ ہیں اور آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون بھی اپنی بیٹی نیمیا کے ساتھ کہیں روپوش ہے۔ اگر مخیدون اس وقت یہاں ہوتا تو وہ تخت کا مالک بنتا اور راع دیوتا کے بجائے آمون دیوتا کو مصر کا سب سے بڑا دیوتا قرار دے دیتا تو آمون دیوتا کے پجاری اور پیروکار حشرات الارض کی طرح زمین سے نکل کھڑے ہوتے اور پھر کیرتون اور اس کے ساتھیوں کا حلقوم کاٹ کر رکھ دیتے۔

آئی کی اس ساری گفتگو کے جواب میں زربال کے چہرے پر پر امید سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔ پھر اس نے اپنے نانا آئی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یہ کیرتون جو کچھ کر رہا ہے اسے کرنے دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں میں

اسے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ میں اس حقیقت سے بھی آگاہ ہوں کہ نہ صرف یہ میری بہن عدینہ کا قاتل ہے میرے شوہر کو بھی یقیناً اسی نے قتل کرایا ہے۔ اگر یہ میری بہن عدینہ کو سزا نہ دلواتا تو میری ماں بھی عدینہ کے دکھ اور غم میں اس دنیا سے کوچ نہ کر جاتی۔ ہمارے سارے دکھوں ہمارے سارے غموں کی وجہ یہی کیرتون ہے۔ میرا باپ بھی عدینہ کے دکھ اور غم میں مر گیا۔ اسے میری ماں کے بھی بے وقت مرنے کا انتہائی دکھ اور افسوس تھا۔ اور اکثر میں نے تنہائی میں اپنے باپ کو آہیں بھرتے دیکھا تھا۔ یہ سب کچھ اسی بڑے پجاری کیرتون ہی کی وجہ سے ہے۔ پر میں اس کیرتون کو یوں ہی بے نتھے بیل کی طرح صحرا کے اندر کھلا بھاگنے اور اپنی مرضی کی کاروائیاں کرنے کی اجازت نہیں دوں گی میں عنقریب اس کے سامنے ایسے لوگوں کو لا کھڑا کروں گی جو نہ صرف مار مار کر اسکے سارے بل سیدھے کر دیں گے بلکہ اسکے ساتھی جو پجاری ہیں ان کو بھی اپنے راستے سے ہٹاتے چلے جائیں گے۔ بس آپ مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت دیں۔ پھر دیکھئے گا مصر کے اندر میں کیسے انقلاب برپا کرتی ہوں۔

بظاہر میں ایک ناتواں اور کمزور سی عورت ہوں۔ میں دراز دست بھی نہیں ہوں جنگ کا بھی کوئی زیادہ تجربہ نہیں رکھتی اگر میری بہن عدینہ اس وقت زندہ ہوتی تو امور مملکت کو وہ خوب چلاتی۔ اس لیے کہ وہ سپہ گری میں بھی خوب مہارت رکھتی تھی۔ لیکن آپ مطمئن رہیں چند دن صبر کریں اس کے بعد دیکھیں میں کیا انقلاب برپا کرتی ہوں

زربال کی اس ساری گفتگو کے جواب میں آئی چند لمحے اسے حیرت اور اچنبھے پن میں دیکھتا رہا پھر سوالیہ سے انداز میں وہ بول پڑا۔

تم مصر کے اندر کیا انقلاب برپا کر دو گی تمہارا شوہر تو تُحمان اس کیرتون کے خلاف کوئی کاروائی نہ کر سکا تم تو اسکے مقابلے میں بالکل کمزور اور ناتواں ہو تم کیرتون کا کیا بگاڑ لو گی۔

آئی کے ان الفاظ کے جواب میں زربال کے چہرے پر انتہائی مستحکم سے عزائم نمودار ہوئے تھے۔ کچھ دیر تک وہ زیر لب مسکراتی رہی پھر آئی کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھی۔

اس میں شک نہیں میں ایک کمزور اور ناتواں عورت ہوں بذات خود کیرتون کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی نہ اس کے خلاف خود میں کوئی کاروائی کر سکتی ہوں لیکن جن لوگوں کو میں اپنی مدد کے لیے پکاروں گی جن لوگوں کو میں آواز دوں گی جن لوگوں کو میں اپنا دست بازو بناؤں گی وہ ایسے طاقتور ایسے دراز دست ہیں ۔کہ کئی کیرتون بھی ان کے سامنے آن کھڑے ہوں تو ان کا حلقوم کاٹتے ہوئے نکل جائیں گے ۔ میں مخیدون اور یرمیحا کو تلاش کر کے انہیں رازدارانہ سے انداز میں اختاتون شہر کی طرف بلاؤں گی ۔ان کے آنے کے بعد پھر دیکھنا ان سرزمینوں میں راع دیوتا کے خلاف اور آمون دیوتا کے حق میں کیسا بھیانک انقلاب نمودار ہوتا ہے ۔

اگر میں یرمیحا کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی اور جیسا کہ مجھے امید ہے کہ میں اپنے آدمیوں اپنے رازداروں کے ذریعے کسی نہ کسی طرح ان دونوں کو ضرور ڈھونڈ نکالوں گی تو پھر آپ دیکھیں گے کیرتون اور اس کے دوسرے خونخوار حواری پجاری ان سرزمینوں میں چھپتے پھریں گے ۔اور لوگ ان کا قتل کرنے کے لیے ان کی تلاش میں سرگرداں پھریں گے ۔اگر مخیدون مجھے مل گیا تو میں اس کے حق میں تخت سے دستبردار ہو جاؤں گی اس لیے کہ وہ حکومت کرنے کا صحیح حق رکھتا ہے میرے باپ کا بھتیجا ہے میں ان حالات میں جو اس وقت مصر میں پھیلے ہوئے ہیں حکومت کرنے کے قابل نہیں ۔مخیدون اگر آیا تو ملک کے اندر نہ صرف استحکام پیدا ہو گا بلکہ کیرتون جیسے دیگر جو سازشی لوگ اور راع دیوتا کے پرستار ہیں ان سب کا یا تو خاتمہ کر دیا جائے گا ۔یا مصر چھوڑ کر کہیں دوسری سرزمینوں کی طرف بھاگ نکلنے کو ترجیح دیں گے ۔

زربال کے ان الفاظ کے جواب میں آئی کچھ دیر تک گردن جھکاتے سوچتا رہا اس کے بعد زربال کی طرف اس نے دیکھا ۔

زربال جو تمہارے عزائم ہیں اگر یہ پورے ہو جائیں تو واقعی تمہاری خواہش تمہاری تمنا کے مطابق مصر میں کیرتون اور اس کے حواریوں کے خلاف ایک خونی انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے لیکن ۔سب سے بڑا مسئلہ تو یہ ہے کہ مخیدون اور یرمیحا کو تلاش کہاں کیا جائے گا ۔

جب میں اس کام کے پیچھے اپنے آدمی لگاؤں گی تو مجھے امید ہے کہ وہ کہیں نہ

ِیں یر میحا اور مخیدون کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ زرباں نے بڑے غور سے
ل لی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر تک وہ رکی اس کے بعد پھر بول پڑی ۔
یہ بات طے شدہ ہے ایک حقیقت ہے کہ مخیدون اور یر میحا دونوں زندہ ہیں
اں ہیں اسکا کسی کو علم نہیں اسکے باوجود مجھے امید ہے کہ جو آدمی میں اس کام پر مقرر
ں گی وہ یر میحا اور مخیدون دونوں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ جس روز
ا ہوا اس روز میں اپنے آپ کو ایک خوش قسمت وخوش نصیب عورت خیال کروں گی ۔
ی دو روز تک میں اپنے رازدار ساتھیوں سے مشورہ کروں گی اس کے بعد میں اس کام کی
دا کر دوں گی مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد کامیاب ہوں گی ۔
آئی زرباں کی اس گفتگو سے مطمئن ہو گیا تھا پھر وہ قصر کے اس کمرے سے نکل
اپنی رہائشگاہ کی طرف چلا گیا تھا ۔ زرباں گو جانتی تھی کہ مخیدون اور یر میحا نے کہاں قیام
ر کھا ہے جبلہ کی حویلی میں وہ خود بھی رہ کے گئی تھی لیکن اپنے نانا آئی کے سامنے اسنے اس
کو راز ہی رکھا تھا اس لیے کہ مصر کے اندر زرباں کے علاوہ شاہی خاندان کے کسی فرد
علم نہ تھا کہ مخیدون اور یر میحا نے کہاں قیام کر رکھا ہے ۔ اسکے علاوہ مخیدون کے راز دار
ں کے جاسوس اور مخبر بھی برابر زرباں کے ساتھ رابطہ رکھے ہوئے تھے ۔

ایک روز یر میحا مخیدون نیمیا یوریما اور زرمون جبکہ شہر کی اپنی حویلی میں رات کا کھانا کھانے کے بعد فارغ ہوئے ہی تھے کہ حویلی کے صدر دروازے پر زوردار دستک ہوئی تھی دستک کی آواز سن کر وہ سب چونکے تھے اسی دوران حویلی کے پشتی حصے میں جن محافظوں نے قیام کر رکھا تھا ان میں سے ایک بھاگتا ہوا ان سب کے دیکھتے ہی دیکھتے ہی صدر دروازے کی طرف گیا تھا دیر تک دروازہ کھولے بغیر وہ دستک دینے والے سے گفتگو کرتا رہا پھر مطمئن ہو کر اس نے حویلی کا صدر دروازہ کھول دیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی چار سوار اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے حویلی میں داخل ہوئے تھے۔

رات چاندنی تھی صحن میں ویسے بھی دو شعلیں روشن تھیں مخیدون یر میحا زرمون نیمیا اور یوریما اندرونی حصے سے نکل کر صحن میں آگئے۔ مخیدون اور یر میحا پہچان گئے تھے آنے والے چاروں ان کے خاص آدمی تھے اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر وہ چاروں مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

ہم آپ لوگوں کے لیے ایک انتہائی اہم پیغام لے کر آئے ہیں۔

مخیدون نے دروازہ کھولنے والے محافظ کی طرف دیکھا اور اسے کہنے لگا ان کے گھوڑوں کو اصطبل میں باندھ کر ان کے دانے چارے کا انتظام کرو پھر اس نے آنے والے چاروں کی طرف دیکھا تم چاروں میرے ساتھ آؤ۔ دیوان خانے میں بیٹھتے ہیں۔ پھر تفصیل سے گفتگو کرو۔ اسکے ساتھ ہی آنے والے چاروں کو لے کر وہ سب دیوان میں آبیٹھے تھے پھر

انے والے جس شخص نے گفتگو کا آغاز کیا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے یر میحا بول پڑا۔

میرے عزیز اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو جواب میں آنے والے ان چاروں یں سے پھر ایک بول پڑا۔

ہم آپ لوگوں کے لیے چند ملی جلی خبریں لے کر آئے ہیں لیکن ان خبروں میں زیادہ خبریں خوشی کی ہیں پہلی خبر یہ ہے کہ اخناتون فوت ہو چکا اپنی موت سے چند ساعتیں ہلے اس نے توتخمان اور زربال دونوں کو اپنے بعد حکمرانی کا حق بخشا لیکن اس کی موت کے چند روز ہی بعد توتخمان کو کسی نے قتل کر دیا سب جانتے ہیں یہ قتل کیرتون نے کروایا اس وقت زربال بے چاری اکیلی اپنے نانا آئی کے ساتھ مل کر حکومت کر رہی ہے لیکن اس کے سر پر خطرات منڈلا رہے ہیں اس لیے کہ کیرتون کسی وقت بھی اس کا خاتمہ کر سکتا ہے۔

توتخمان کی موت کے بعد کیرتون نے زربال کو مشورہ دیا تھا کہ اس کے بھانجے اخناتون کے دور میں توحتیوں کو شکست ہوئی تھی لہذا انہوں نے مصر پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کی اب جب حتیوں کو خبر ہو گی کہ مصر پر ایک عورت کی حکمرانی ہے تو وہ ضرور مصر پر چڑھ دوڑیں گے لہذا اس نے تجویز پیش کی ہے کہ وہ ایک حتی شہزادے کو مصر بلاتا ہے اور اس سے زربال کو بیاہ دے گا اس طرح حتیوں اور مصریوں کے تعلقات بہتر ہو جائیں گے اور حتیوں کی طرف سے کسی حملے کا خطرہ نہیں رہے گا۔

زربال بے چاری چونکہ انکار نہیں کر سکتی تھی۔اس نے کیرتون کی اس تجویز کی حامی بھر لی لہذا کیرتون نے اپنے کچھ آدمی حتیوں کی طرف روانہ کئے ہیں تاکہ وہ اپنا ایک شہزادہ مصر کی طرف روانہ کریں جس سے زربال کی شادی کی جاسکے اور دونوں مل کر حکمرانی کر سکیں۔

ہمیں آپ لوگوں کی طرف زربال نے روانہ کیا ہے زربال کا کہنا ہے کہ حتی شہزادے کو اس کے ساتھ بیاہ کر اسے خدشہ ہے کہ توتخمان کی طرح کیرتون زربال کا بھی خاتمہ کرے گا یا تو پھر حتی شہزادے کے ساتھ مل کر خود حکومت کرے گا ورنہ حتی شہزادے کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد خود مصر کے تاج و تخت کا مالک بن بیٹھے گا۔

آپ لوگوں کی طرف زربال کا یہ پیغام ہے کہ آپ دونوں جب تک اخناتون شہر میں داخل نہیں ہوں گے۔اس وقت تک نہ کیرتون کی سازشوں سے نجات مل سکتی

ہے ۔ نہ ہی مصر کے اندر امن بحال ہو سکتا ہے اور اگر حالات ایسے ہی رہے تو ٹو تخمان کی طرح کیر تون زربال کو بھی موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

کیر تون نے چونکہ اپنے قاصد حتیوں کی طرف روانہ کر رکھے ہیں لہذا وہ امید لگائے ہوئے ہے کہ عنقریب ایک حتی شہزادہ مصر میں داخل ہو گا تاکہ زربال سے شادی کرے زربال نے کیر تون سے مشورہ کرنے کے بعد ایک خاصا بڑا لشکر سکارہ کے اہرام تک روانہ کیا ہے یہ لشکر اہرام سے باہر پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ زربال نے بظاہر کیر تون سے یہ کہا ہے کہ اس لشکر کو سکارہ کے میدانوں میں خیمہ زن کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس وقت حتیوں کا شہزادہ مصری سرزمین میں داخل ہوتے ہوئے آگے بڑھے تو یہ لشکر نہ صرف اس کا بہترین استقبال کرے بلکہ اسے اپنی حفاظت میں لے کر اختاتون شہر لائے۔

کیر تون نے زربال کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا لہذا ایک لشکر اس وقت سکارہ کے نواح میں خیمہ زن ہو چکا ہے لیکن اس لشکر کو سکارہ کے صحرا میں خیمہ زن کرنے سے زربال کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس لشکر کو لے کر آپ دونوں بھائی پہلے حتیوں کی طرف سے آنے والے شہزادے کے خلاف حرکت میں آئیں ظاہر ہے شہزادے کے ساتھ اس کے حفاظتی دستے بھی ہوں گے ان کا اور شہزادے کا خاتمہ کرنے کے بعد اس لشکر کے ساتھ آپ دونوں بھائی اختاتون شہر کا رخ کریں شہر میں آپ رات کے وقت داخل ہوں اس لشکر کی مدد سے کیر تون اور اس کے حواری پجاریوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے زربال نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ خاتمہ کس طرح کیا جانا ہے یہ مخیدون اور یر میحا خود ہی سوچ لیں گے ۔ زربال نے یہ بھی کہا تھا کہ میرا مقصد اور میرا کام مخیدون اور یر میحا دونوں کو لشکر مہیا کرنا تھا سو میں نے کر دیا ہے اب کیر تون اور اس کی قوت سے نمٹنا ان دونوں بھائیوں کا کام ہے۔

اختاتون اور ٹو تخمان کی موت کا سن کر سب نے تھوڑی دیر تک خاموشی اختیار کئے رکھی پھر یر میحا بول پڑا۔

حتیوں کے شہزادے اور اسکے ساتھ آنے والے دستوں سے تو ہم ایسا نمٹیں گے کہ وہ یاد ہی رکھیں گے سکارہ کے نواح میں ان سب کا ہم خاتمہ کر دیں گے اور جو لشکر زربال نے مہیا کیا ہے اس کے ساتھ ہم اختاتون شہر میں داخل ہوں گے کس طرح کیر تون سے نمٹیاں گے یہ میں اور مخیدون خود ہی طے کر لیں گے بہر حال زربال کی بڑی مہربانی کہ

اس نے کسی طریقے سے ایک لشکر اختاتون شہر سے باھر نکالا ہے لگتا ہے قدرت اب ہمارے حق میں اور کیرتون کے خلاف فیصلے کر چکی ہے۔

پھر یرمیحا نے آنے والے ان چاروں جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم حویلی کی پشت پر حویلی کے محافظوں کے ساتھ قیام کرو وہ تمہارے کھانے تمہارے آرام کا بہترین بندوبست کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی یرمیحا نے آواز دے کر محافظوں کو بلایا جواب میں دو محافظ جب بھاگتے ہوئے آئے تو یرمیحا نے انہیں مخاطب کیا۔

ان چاروں کو اپنے ساتھ لے جاؤ ان کے کھانے قیام کا بہترین بندوبست کرو آج کی شب اور کل کا دن یہ آرام کریں گے اور کل رات کے پہلے پہر ہم سب یہاں سے سکارہ کے دشت کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی وہ چاروں دیوان خانے سے اٹھ کر حویلی کے پشتی حصے کی طرف چلے گئے تھے ان کے جانے کے بعد مخیدون نے یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یرمیحا میں سمجھتا ہوں مصر میں داخل ہونے کے لیے۔ نہیں میں غلطی پر ہوں۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ مصر میں باعزت اور پروقار طریقے سے داخل ہونے کے لیے میں سمجھتا ہوں اس سے بہتر اور اچھا موقع ہم دونوں بھائیوں کو نہیں ملے گا یرمیحا میرے بھائی اس سے پہلے سمخار اور نیل کی ناگن سے انتقام تو ہم لے چکے ہیں لیکن ہماری ساری مصیبتوں ہماری ساری ابتلاؤں اور اذیتوں کی وجہ کیرتون ہے جب تک اس سے انتقام نہیں لیا جاتا مصر میں امن قائم نہیں رہ سکتا یہ وہی شخص ہے جس نے آمون دیوتا کے پجاریوں کو مصیبتوں میں مبتلا کیا اب یہ آہستہ آہستہ شاہی خاندان کے افراد کا خاتمہ کرنے کے درپے ہے لیکن لگتا ہے اب اسکے آخری دن قریب آگئے ہیں۔

مخیدون کے ان الفاظ کے جواب میں یرمیحا تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر بیٹھا مسکراتا رہا کبھی کبھی وہ خوشکن انداز میں اپنے پہلو میں بیٹھی اپنی بیوی نیمیا کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا۔ پھر مخیدون کو اس نے مخاطب کیا۔

میرے بھائی تیرا کہنا درست ہے میں سمجھتا ہوں میرا اللہ میرا خداوند مہربان قدرت ہم پر رحم کر رہی ہے اور ہمیں مصر میں داخل ہونے کے لیے ایک بہترین موقع فراہم کر رہی ہے۔ میرے بھائی میرا اور تمہارا لائحہ عمل یہ ہوگا کہ جو لشکر سکارہ کے صحرا کے اندر

زربال نے خیمہ زن کیا ہے کل رات کے پہلے حصے میں ہم کوچ کر کے اس لشکر سے جا ملیں گے اور وہاں قیام کر کے عتیوں کے شہزادے کی آمد کا انتظار کریں گے۔ اس کے ساتھ اس کے محافظ دستے بھی ہوں گے ان پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیں گے اسکے بعد اپنے لشکر کو لے کر ہم رات کے وقت اختاتون شہر کا رخ کریں گے اور سکارہ سے روانہ ہوتے وقت زربال کی طرف اپنے جاسوسوں کے ذریعے پیغام بھجوادیں گے کہ وہ شہر کے شمالی دروازے پر اپنے خاص آدمی مقرر کرے تاکہ جب ہم اختاتون پہنچیں تو شمالی دروازے کے محافظ دروازہ کھول دیں اور ہم بڑی رازداری کے ساتھ شہر میں داخل ہو جائیں ایک بار ہم شہر میں داخل ہو گئے پھر مخیدون میرے بھائی دیکھنا ہم کیرتون ہی نہیں اس کے حواری پجاریوں کا کیا حشر نشر کرتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحا جب خاموش ہوا تو مخیدون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا

اب میرے خیال میں ہمیں آرام کرنا چاہیے کل دن کے وقت ہم نے کوچ کی تیاری بھی کرنی ہے اسکے ساتھ ہی یرمیحا اور نیمیا دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ زرمون اپنے کمرے کا رخ کر رہا تھا۔ جبکہ مخیدون اور یوریما اپنی خوابگاہ کی طرف چلے گئے اگلے روز سب نے حویلی کو قفل لگایا حویلی میں پہلے سے رہنے والے محافظوں کو بھی ساتھ لیا اور زربال کے جو جاسوس ان کی طرف آئے تھے ان کی راہنمائی میں وہ رات کے پہلے حصے میں سکارہ کے اہرام کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

زربال کے مخبروں کی راہنمائی میں جب وہ سکارہ کے اہرام کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا اہرام کے مغرب میں بڑے بڑے ریت کے ٹیلوں کے اندر دور تک ایک لشکر کے خیمے نصب تھے یہ خیمے اہرام سے لگ بھگ ایک میل کے فاصلے پر صحرا کے بڑے بڑے ٹیلوں کی اوٹ میں نصب کیئے گئے تھے اور جو شاہراہ مصر سے شام کی طرف جاتی تھی اس سے کافی ہٹ کر یہ پڑاؤ کیا گیا تھا۔

سکارہ کے اہرام کے پاس سے گزر کر ان خیموں کی طرف جانے کے لیے ایک ٹیلے کے قریب یرمیحا رک گیا۔ اسکے بالکل قریب اب سکارہ کے اہرام تھے پھر اس نے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

مخیدون تم اپنے ساتھیوں کو لے کے خیمہ گاہ کی طرف جاؤ میں سکارہ کے ان اہرام میں داخل ہوں گا۔ اور عدینہ کی ممی کو دیکھنے کے بعد پھر خیمہ گاہ میں آتا ہوں۔ جبلہ شہر سے کوچ کرتے وقت میں نے اپنے دل میں نیت کی تھی کہ میں لشکر میں داخل ہونے سے پہلے سکارہ کے اہرام میں عدینہ کی ممی کو ضرور دیکھوں گا۔ لہذا میرے بھائی تم سب کو لے کے چلو۔ میں سکارہ کے اہرام میں داخل ہوتا ہوں۔ اور عدینہ کی ممی کو دیکھنے کے بعد میں خیمہ گاہ میں آتا ہوں۔

یرمیحا کے خاموش ہونے پر مخیدون بول پڑا۔

تم اکیلے کیسے جاؤ گے عدینہ میری بہن تھی میں بھی تمہارے ساتھ سکارہ کے اہرام میں داخل ہوتا ہوں اس دوران نیمیا اور یوریا آپس میں بات چیت کرتی رہیں پھر نیمیا بول پڑی۔

میں اور یوریا دونوں بہنیں آپ کے ساتھ جائیں گی کیا ہمیں ممانعت ہے کہ ہم عدینہ کی ممی نہیں دیکھ سکتے۔ یرمیحا ان کی ضد کو تسلیم کر گیا لہذا اپنے گھوڑے سے وہ ریت کے ٹیلے پر اتر گیا۔ اتنی دیر تک دوسرے بھی اپنے گھوڑوں سے اترنے لگے تھے۔ ریت کے ٹیلے پر کھڑے ہو کر یرمیحا نے دیکھا رات کے وقت دور تک پھیلی چاندنی میں صحرا ایسے دکھائی دے رہا تھا۔ اور وقت کے گہرے سمندر میں سرمئی پہاڑوں پر برف جم گئی ہو۔ جیسے روشنی اور تاریکی کے کھیل جیسے زندگی کے موسموں میں قلم کی نوک سے کائنات کے ناظم اعلیٰ نے دھیان کے اوطاقوں میں عقیدت مندی کے بادل رواں کر دیئے ہوں۔ جیسے کسی نے قرطاس ابیض پر دھیمی سفید روشنائی سے ماورائی اور دھیمے سروں کے نغمے تحریر کر کے رکھ دیئے ہوں۔ بچے کو نیمیا نے اپنے باپ کے حوالے کر دیا تھا۔

رات کے وقت ریگستان کا سماں بھی عجیب تھا۔ ٹیلے کے اوپر کھڑے ہو کر ریگستان کو دیکھتے ہوئے یرمیحا کھو گیا تھا۔ اس سے سمتوں اور منزلوں کے نشان محو کر دینے والے سقارہ کے ریگستان میں ہواؤں کے سفر میں ادھورے خوابوں کی تعبیروں جیسی خاموشی۔ کوہ گراں کی شرقی جبیں کو چومتی جھومتی دھوپ جیسی چپ۔ زیب داستان جیسی خوبصورتی۔ جلی و خفی حروف کے تعلقات کی کہکشاؤں جیسا حسن۔ خوابوں کا سا کیف اور گلابی سایوں کا سا خمار بکھرا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک ٹیلے پر کھڑا ہو کر یرمیحا ریگستان کے

چاندنی لپیٹے ٹیلوں کو یوں دیکھتا رہا جیسے وہ آفاق کے اسرار کھولتے سحاب ابدیت سی فطرت ۔ انمول خزانوں کے تجسس ۔ امیدوں کی میٹھی گو دسی جستجو اور نوید صبح کے پیغام کی تلاش میں ڈوب کر رہ گیا ہو ۔ اس موقع پر مخیدون یرمیحا کے قریب آیا ۔ اس کا بازو وہ پکڑنا ہی چاہتا تھا کہ عین اس لمحہ صحرا کے اندر ایک ایسی بھیانک چیخ سنائی دی جیسے موت کی آندھیوں نے کسی کو اپنا لقمہ بنایا ہو ۔ جیسے ستم زدہ بشریت کا کوئی فرد اجل سے اپنے آپ کو چھڑا کر صحراؤں میں بھاگ نکلا ہو ۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کے سامنے ایک بڑے ٹیلے کے قریب چاندنی رات میں سفید آنچل سا ایک ہیولا نمودار ہوا تھا ۔ اسے دیکھتے ہوئے یرمیحا کے چہرے پر مسکراہٹ اور خوشی پھیل گئی تھی ۔ وہ پہچان گیا وہی ہیولا تھا جس نے صحرائے سینا میں اسکی مدد کی تھی اس کے بھاگے ہوئے گھوڑے کو لا کر ایک جھاڑی سے باندھا تھا ۔ ریت کے بڑے ٹیلے کے قریب وہ ہیولا اچانک نمودار ہو کر رک سا گیا تھا ۔

چاندنی رات میں وہ ایسے دکھائی دے رہا تھا جیسے تاروں کی پوشاک پہن کر کوئی دور آسمانوں سے چیختی روحیں فضاؤں میں نشیلے خواب بکھیرنے کو اتری ہوں ۔ یا کرب کا بوجھ اٹھاتے تھک کر غول بیابانی کا کوئی فرد چاندنی اور روشنی میں غرق ہونے کے لیے سقارہ کے اس صحرا میں نمودار ہوا ہو ۔

چاندنی رات میں سفید پوشاک کے اس ہیولے کو دیکھ کر جہاں یرمیحا خوشی محسوس کر رہا تھا ۔ وہاں مخیدون اور زرمون متعجب ہو رہے تھے ۔ جبکہ نیمیا اور یوریما خوفزدہ ہو گئی تھیں ۔ اس موقع پر آہستہ آہستہ یرمیحا نے کسی سحر زدہ انسان کی طرح اس ہیولے کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا ۔ ہیولا ایک جگہ رکا ہوا تھا ۔ جیسے وہ یرمیحا ہی کا انتظار کر رہا ہو ۔

یرمیحا جب اس ہیولے کی طرف بڑھا تو نیمیا تڑپ کر بھاگی اس نے یرمیحا کا بازو پکڑ لیا اور کہنے لگی ۔

خدا کے واسطے اس ہیولے کی طرف مت جائیے نجانے وہ کیا ہے ۔ کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچائے ۔ اس پر مسکراتے ہوئے یرمیحا کہنے لگا ۔

نیمیا میں مخیدون اور یوریما کے علاوہ تمہیں پہلے بھی اس ہیولے کے متعلق بتا چکا ہوں ۔ یہ وہی ہے جس نے اس وقت صحرائے سینا میں میری مدد کی تھی ۔ جب مخیدون اور یوریما چلے گئے تھے اور میں دشمن کو روکنے کے لیے اکیلا رہ گیا تھا ۔

یرمیحا کی اس گفتگو سے مخیدون زرمون نیمیا اور یوریما مطمئن ہو گئے تھے پھر وہ بھی یرمیحا کے پیچھے پیچھے اس ہیولے کی طرف بڑھے تھے جب وہ قریب گئے تو انہوں نے اندازہ لگایا یا انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے اس ہیولے کی پشت ان کی طرف ہو پھر جب وہ مزید قریب گئے تو ہیولا حرکت میں آیا پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے۔آہستہ آہستہ وہ بڑے ٹیلے کی اوٹ کی طرف گیا تھا۔یرمیحا اس سے ملنے اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگ پڑا تھا۔مخیدون۔ زرمون ۔ نیمیا۔اور یوریما بھی یرمیحا کے پیچھے پیچھے اس سمت بھاگ رہے تھے جس سمت ہیولا گیا تھا۔

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام وقار عظیم

جس ٹیلے کی اوٹ میں وہ کسی دوشیزہ کے آنچل سا ہیولا گیا تھا اسی ٹیلے کی اوٹ کی طرف یرمیحا۔ مخیدون۔ نیمیا اور یوریما بھاگے تھے۔ جب وہ اس ٹیلے کی اوٹ کی طرف گئے تو ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہیولا فضاؤں میں عجیب سے انداز میں پھرتا ہوا ٹیلے کی دوسری جانب اڑا تھا۔ وہ سب پھر اسکے پیچھے پیچھے تھے۔ جب وہ دوسری سمت گئے تب انہوں نے دیکھا وہ ہیولا سقارہ کے اہرام کی طرف جارہا تھا۔ اس کی رفتار اس کے جانے کا انداز ایسا تیز تھا جیسے کوئی اسرار آدم۔ متاع لوح وقلم۔ اور انجمن کن فیکون کے اسرار جاننے کے لیے بے چین ہو۔ وہ ناشناسا ہیولا گرم باد سرسر۔ شعلوں کی بے تابی۔ ساحر آفاق۔ اور سیاح جہاں گرد کی طرح کچھ ایسے انداز میں سقارہ کے اہرام کی طرف بھاگ رہا تھا جیسے فضاؤں کے اندر ہرے بید کی شاخوں نے لہرانا شروع کر دیا ہو۔ اس ہیولے کے پیچھے ہی پیچھے یرمیحا مخیدون۔ نیمیا اور یوریما سقارہ کے اہرام میں داخل ہوئے تھے۔ اہرام کے اندر تھوڑا سا جانے کے بعد مخیدون رک گیا اور دوسروں کو بھی رکنے کا اشارہ کیا پھر اس نے یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یرمیحا میں ان اہرام کے بھید سے واقف ہوں یہاں اگر تو اکیلا عدمنیہ کی لاش اور ممی تلاش کرنا چاہے تو میرے خیال میں تو کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ اب تم تینوں میرے پیچھے پیچھے آؤ میں تم لوگوں کو سیدھا عدمنیہ کی ممی کی طرف لے کے جاتا ہوں میرا تعلق چونکہ شاہی خاندان سے ہے لہذا میں جانتا ہوں اخناتون اور اسکے خاندان کی ممیاں کس طرف

جمائی جاتی ہیں۔

اہرام کے مختلف حصوں سے گزر کر وہ مخیدون کے پیچھے پیچھے ایک بڑے اور کھلے کمرے میں داخل ہوئے پھر ایک ممی کی طرف مخیدون اشارہ کر کے کہنے لگا یر میحا میرے بھائی ادھر سامنے دیکھو وہ عد ینہ کی ممی ہے۔

اس موقع پر عد ینہ کی ممی کو دیکھتے ہوئے یر میحا کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے بیچاری نیمیا بھی رو دینے والی تھی۔ یوریما بھی ان کے پاس آکھڑی ہوئی تھی۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا یر میحا بالکل عد ینہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اس کے ہونٹ جو کبھی لعل بد خشاں کی طرح ہوا کرتے تھے وہ اس انداز میں اب بھی کھلے ہوئے تھے جیسے وہ ابھی بولے گی دل میں گد گداہٹ سینے میں سنسناہٹ بھرتی چلی جائے گی۔ تاہم اسکے چہرے پر کسی بے گناہ و نردوس سے تاثرات تھے۔ بے غرض انہماک خود فراموش محویت اس کے چہرے پر اس طرح چھائی ہوئی تھی۔ جیسے دامن صحرا میں کوئی خاموش و پژمردہ پھول۔ جیسے سرد اور کہر آلود موسموں میں موسم خزاں کا غروب ہوتا سورج۔ تاہم اسکے چہرے پر ایک کرب ایک اذیت تھی۔ کچھ اس طرح جیسے اسے کسی عجیب اور انوکھی تحقیق و تجسس کا انتظار ہو۔ یا یہ کہ اسے اپنی موت کی توقع نہیں تھی اور اسے اسکی امیدوں سے کہیں پہلے زبردستی موت سے ہمکنار کر دیا گیا ہو۔

تھوڑی دیر تک یر میحا عجیب سے جذبے میں عد ینہ کو دیکھتا رہا پھر اس کے سامنے سے ہٹ کر وہ فرعون اختاتون کی ممی کے قریب آیا۔ اور اسے بھی تھوڑی دیر تک دیکھنے کے بعد اسکے چہرے پر غصے اور غضبناکی کے آثار چھا گئے پھر فرعون اختاتون کی ممی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

بے وفا بے ایمان حیلہ گر مکار انسان تو نے بے گناہ اپنی معصوم اپنی پھول سی بیٹی کو موت سے ہمکنار کر دیا اس کے چہرے پر اب بھی بے وقت موت کا کرب ہے۔ تجھے عد ینہ کو اتنی کربناک موت دے کر کیا ملا اسکے پیچھے پیچھے تو بھی دنیا کی مستی خمار شام اور لطافت سحر سے محروم ہو گیا۔ ستم بالائے ستم روا رکھنے والے سنگدل اختاتون اگر تو نے میری بیوی عد ینہ کو موت سے ہمکنار کیا تو ذرا اپنی حالت بھی دیکھ تیرا بھی دنیا سے عمل دخل ختم ہو چکا ہے۔ تیرا شجر اقبال گر چکا تیرے اتحاد و عمل کو دیمک چاٹ گئی اور تیری

مہیب طاغوتی قوت کا افسوسناک باب بھی بند ہو گیا۔

فرعون اخناتون سے ہٹ کر یر میحا قریب ہی نیل کی ناگن کی ممی کے پاس آیا۔ اسے بھی کچھ دیر دیکھتا رہا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ چونک پڑا اس لیے کہ اہرام کے جس بڑے کمرے میں ممیاں رکھی ہوئی تھیں ۔ وہاں انہیں کسی کی دبی دبی سسکیاں ہچکیاں سنائی دی تھیں ۔ یہ سسکیاں ہچکیاں پہچانی جا سکتی تھیں وہ کسی لڑکی کی تھیں۔

لگتا تھا کوئی نوجوان لڑکی اہرام کے اندر سسک سسک کر رو رہی ہو ۔ اس صورتحال پر یر میحا ۔ مخیدون ۔ نیمیا اور یوریما چاروں متفکر ہو گئے تھے ۔ بلکہ نیمیا اور یوریما تو کسی حد تک خوفزدہ ہو کر رہ گئی تھیں ۔ تاہم یر میحا ایک تجسس میں مبتلا تھا ۔ وہ ممیوں کے اردگرد گھومنے لگا۔ پھر اچانک جس راستے سے وہ اہرام میں داخل ہوئے تھے ۔ اس راستے پر اسے وہی آنچل نما ہیولا دکھائی دیا ۔ یر میحا اس کے پیچھے بھاگا ۔ مخیدون ۔ نیمیا اور یوریما بھی بھاگ کھڑے ہوئے تھے ۔ اس ہیولے کے تعاقب میں وہ چاروں اہرام سے باہر نکلے ہیولا بھی باہر نکلا تھا ۔ ہیولا اب صحرا کی طرف بھاگا تھا ۔ اچانک یر میحا نے اسے مخاطب کیا۔

اے بنت بیابان ۔ اے دختر صحرا تو کیوں ہمیں ایک تجسس ایک کرب میں مبتلا کرنا چاہتی ہے ۔ میں تیرا شکر گزار تیرا ممنون ہوں کہ صحرائے سینا میں تو نے میرے کھوئے ہوئے گھوڑے کو مجھ تک پہنچایا ۔ میری ایسی مدد کی جس کا شکریہ نہیں ادا کیا جا سکتا ورنہ میں صحرائے سینا میں بھٹک کر ختم ہو جاتا اے بنت بیابان اے دختر صحرا کیا تو ہماری طرف نہیں دیکھے گی ۔ کہ ہم جان سکیں تو کون ہے ۔ دیکھ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو یر میحا ساری عمر ایک کرب ایک اذیت میں سسک سسک کر مرتا رہے گا۔

یر میحا کی اس گفتگو سے وہ ہیولا جو چاندنی میں گہری کہر کی مانند تھا رک گیا تھا۔ پھر اس نے مڑ کے یر میحا کی طرف دیکھا یر میحا ۔ مخیدون ۔ نیمیا اور ۔ یوریما چاروں دنگ رہ گئے وہ عدسینہ تھی ۔

عدسینہ کو سفید رنگ کے اس ہیولے کی تجسیم میں دیکھتے ہوئے یر میحا عجیب سے جذبوں کا شکار ہو گیا تھا ۔ اس کے چہرے پر خوشی تفکرات ملا جلا ایک امتزاج تھا پھر وہ اس ہیولے کی طرف بھاگا جو عدسینہ تھی ۔ اس بار مخیدون نیمیا اور یوریما یر میحا کے پیچھے نہیں

بھاگے ۔ یر میحا اکیلا ہی ہیولے کی طرف گیا تھا اور اس بار ہیولا بھی پہلے کی طرح چھپنے کے لیے بھاگا نہیں تھا ۔ بلکہ اپنی جگہ کھڑا رہا ۔ اس کے قریب جا کر یر میحا نے اپنے دونوں بازو پھیلائے اور پھر ایک دم بڑھ کر جب اس نے چاہا کہ عد نیہ کے اس ہیولے کو اپنے بازو میں لے کر اپنے ساتھ لپٹا لے تو وہاں کچھ نہ رہا ۔ یر میحا کو یوں لگا جیسے اس نے اپنے بازو اور اپنے دامن میں بس ایک خوشبو بکھیرتی ہوئی ہوا بھر لی ہو ۔

اس عمل سے یر میحا کو سخت مایوسی ہوئی تھی تھوڑی دیر تک وہ غمزدہ سا اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر اس جگہ آیا جہاں مخیدون ۔ نیمیاں اور یوریما کھڑے تھے ۔ اسکے بعد وہ واپس چل پیئے اس سمت جہاں ان کے گھوڑے کھڑے تھے ۔ انہوں نے دیکھا ذرا فاصلے پر ابھی تک زرمون اپنے گھوڑے پر سوار ان کا منتظر کھڑا تھا اور اس نے اپنے آگے یر میحا اور عد نیہ کے بچے کو بٹھا رکھا تھا ۔

پھر ان چاروں کے دیکھتے ہی دیکھتے زرمون کے گھوڑے کے قریب عد نیہ کا ہیولا نمودار ہوا تھا ۔ زرمون ہی نہیں اسکے پیچھے جو محافظ کھڑے تھے وہ بھی فکر مند ہو گئے تھے ہیولے کی شکل و شباہت سے وہ بھی پہچان گئے تھے کہ وہ عد نیہ ہے ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے زرمون گھوڑے سے اتر گیا تھا ۔ پھر بڑی دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے اس نے عد نیہ کے بیٹے دیسان کو بھی گھوڑے سے نیچے اتارا اور اسے بڑے پیار سے ریت پر بٹھا دیا تھا ۔ محافظ جو اپنے گھوڑوں پر تھے ۔ بے حرکت کھڑے رہے زرمون تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا تاہم اسکے چہرے پر فکر یا اندیشے کا کوئی شائبہ تک نہ تھا ۔

زرمون کی اس حرکت کو شاید عد نیہ کے ہیولے نے پسند کیا تھا ۔ اس لیے کہ ہیولا بڑی تیزی سے آگے بڑھا ۔ اور برستے بادل کی طرح دیسان پر اس طرح چھا گیا جیسے عد نیہ نے اپنے بیٹے دیسان کو پوری طرح اپنی تجسیم میں بھر لیا ہو ۔ تھوڑی دیر تک عد نیہ کا وہ ہیولا اسی طرح بچے پر چھایا رہا پھر جب یر میحا ۔ مخیدون ۔ نیمیا اور یوریما نزدیک آئے تو ہیولا اچانک ان کی نظروں کے سامنے غائب ہو گیا تھا ۔

یر میحا آگے بڑھ کر بچے کے پاس آیا پھر زمین پر سے اسے اٹھایا اسے چوما پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا سب لوگ بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے یر میحا کچھ دیر تک صحرا کے اس حصے کو جہاں عد نیہ کا ہیولا نمودار ہوا تھا اور سقارہ کے اہرام کو دیکھتا رہا ۔ پھر

مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

مخیدون میرے بھائی تو جانتا ہے کہ سقارہ کے ان احرام کے قریب ہی دائیں جانب دریائے نیل کے کنارے ایک کافی بڑی بستی ہے۔میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اسی بستی میں اپنی رہائش کے لیے کوئی حویلی خریدوں گا۔اسی حویلی میں اپنے بیٹے دیسان اپنی بیوی نیمیا اور اس کے ہونے والے بچوں کے ساتھ رہوں گا۔یہاں قیام کر کے مجھے یہ آسانی ہو گی کہ گاہے گاہے میں سقارہ کے ان احرام میں داخل ہو کر عدینہ کی ممی کو دیکھ سکوں گا اور اس سے گفتگو کر سکوں گا۔اور اگر عدینہ کی روح مجھ پر مہربان ہوئی تو ان صحراؤں میں میں ہیولے کی صورت میں رات کے وقت عدینہ کو دیکھ بھی سکوں گا۔اور اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ میرے لیے بڑی سعادت بڑی خوش قسمتی ہے۔

مخیدون ہی نہیں نیمیا اور یوریما نے بھی یریمیا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر سب اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور صحرا کے اس حصے کی طرف چل دیئے تھے جہاں زربال کے بھیجے ہوئے لشکر نے پڑاؤ کر رکھا تھا۔

جب وہ پڑاؤ میں داخل ہوئے تو پڑاؤ کے سرکردہ لوگوں نے خیموں سے باہر نکل کر مخیدون یریمیا اور ان کی بیویوں اور بڑے پجاری زرمون کا بہترین استقبال کیا۔اور انہیں خیمہ گاہ میں لے گئے۔یوں مخیدون۔یریمیا۔نیمیا۔یوریما اور بڑے پجاری زرمون نے زربال کے لشکر کی اس خیمہ گاہ میں قیام کر لیا تھا۔

○○○

مخیدون اور یریمیا دونوں نے شمال کی جانب اپنے مخبر اور اپنے طلایہ گر پھیلا رکھے تھے کہ جونہی حتی شہزادہ اپنے محافظوں کے ساتھ ان کے لشکر کے قریب آئے وہ انہیں اطلاع کریں تاکہ حتی شہزادے پر حملہ آور ہو کر صرف اس کا ہی نہیں اسکے محافظ دستوں کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔

یریمیا اور مخیدون کو وہاں قیام کیئے کافی دن گزر گئے۔اس دوران حتیوں کی سلطنت سے ان کا کوئی شہزادہ نہ آیا کہتے ہیں مصر میں بھی ایک تبدیلی رونما ہو گئی اور وہ اس طرح کہ زربال نے اپنے ناناآئی سے شادی کر لی اس لیے کہ ان دنوں ایسے رشتوں میں شادی کرنا روا اور حق خیال کیا جاتا تھا۔کہتے ہیں اپنے ناناآئی سے شادی کر کے زربال حتی

ہزادے کے ساتھ شادی کرنے سے بچنا چاہتی تھی تاہم بڑے پجاری کیرتون کو مطمئن
رنے کے لیے اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ حتی شہزادے نے یہاں پہنچنے میں ضرورت سے زیادہ
اخیر کر دی ہے ۔ لہذا اس نے اپنے نانا آئی سے شادی کر لی ہے ۔ اس شادی کو کیرتون نے
نتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا ۔ اس شادی کی بنا پر زربال اور آئی کے اتحاد کی وجہ سے راع دیوتا
کو زوال اور آمون دیوتا کو عروج حاصل ہو سکتا ہے ۔

سقارہ کے قریب صحرا کے اندر یرمیحا اور مخیدون کا قیام آخر رنگ لایا اور ایک
روز ان کے مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ حتی شہزادہ اپنے لشکر کے ساتھ اگلے روز بعد شام
گہری ہونے کے بعد گزارے گا ۔

یہ اطلاع مخیدون اور یرمیحا دونوں کے لیے خوش کن تھی ۔ لہذا انہوں نے
دوسرے روز دشمن پر حملہ آور ہونے کے لیے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی ۔
لشکر کا پڑاؤ انہوں نے ختم کر دیا تھا ۔ خیموں کو باربرداری کے جانوروں پر لاد دیا گیا تھا ۔ اور
لشکر دشمن پر ضرب لگانے کے لیے بالکل تیار تھا ۔

جس وقت شام ڈھل کر رات میں گہری ہوتی چلی گئی تب دریائے نیل کے
کنارے کنارے حتی شہزادہ اپنے چھوٹے سے ایک لشکر کے ساتھ گزرا تھا ۔ اس پر حملہ آور
ہونے کے لیے یرمیحا اور مخیدون نے پہلے سے ہی کوئی لائحہ عمل تیار کر رکھا تھا ۔ لہذا حتی
شہزادے کو دریائے یل کے ساتھ ساتھ گزر جانے دیا گیا ۔ پھر یرمیحا اور مخیدون دونوں اپنے
لشکر کو حرکت میں لائے اور کسی چیتے کی طرح کھٹکا کئے بغیر حتیوں کے اس لشکر کے پیچھے
لگ گئے تھے ۔

حتی بڑی بے فکری سے سفر کر رہے تھے وہ امید بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ان
پر اختناتون شہر کی طرف جاتے ہوئے کوئی حملہ بھی کر سکتا ہے اور یہ حملہ بھی مصریوں ہی کی
طرف سے ہو گا جس وقت اس حالت میں حتی شہزادہ اپنے لشکر کے ساتھ اختناتون شہر کی
طرف بڑھ رہا تھا ۔ اچانک پشت کی جانب سے مخیدون اور یرمیحا دونوں ایک ساتھ نمودار
ہوئے پھر وہ حتی شہزادے کے لشکر پر اپنی سوچوں کا اسیر بناتی وقت کی گہری موجوں ۔ بے
بسی کے دائرے ۔ مجبوریوں کی تنگنائے لاچارگیوں کی کوسیں اور ٹوٹے خوابوں کے ٹیلے
کھڑی کرتی آندھیوں اور طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے ۔

دیکھتے ہی دیکھتے یر میحا اور مخیدون اپنے لشکر کے ساتھ حتی شہزادے اور اس کے لشکر پر ہر شئے کو خود ساختہ رتوں کے خول میں بند کر دینے والے جھکڑوں ۔ دوزخ مزاج دھوپ اور دشت ہجراں کے راستوں کی طرح چھاتے چلے گئے تھے ۔ لمحوں کے اندر انہوں نے حتیوں کی حالت کرن کرن میں جگمگاہٹ ۔ کلی کلی میں اجالے بکھیرتی چاندنی کے سامنے اندھیروں کی سی بے بسی جیسی کر کے رکھ دی تھی ۔ یر میحا اور مخیدون کے اس اچانک حملے سے حتیوں میں شور برپا ہو گیا تھا ایسی افراتفری ایسی ہلچل اور ایسی بدنظمی کا وہ شکار ہوئے تھے جیسے کورے کاغذ کے جثے پر بیدرد موسموں کی تحریریں بغیر سوچ سمجھے ثبت کر دی جائیں ۔ وہ بے چارے خوابوں کی لاحاصلی کی طرح اپنی جانیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر بھاگ رہے تھے ۔

لیکن مخیدون اور یر میحا ان پر ایسے چھائے تھے کہ اب بھاگنا بھی ان کے بس کی بات نہ تھی ۔ جس قدر حتی اپنے شہزادے کے ساتھ آئے تھے ان سب کو قتل کر دیا گیا ۔ حتی شہزادے کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا ۔

حتیوں کے خلاف یہ کامیابی حاصل کرنے کے بعد یر میحا مخیدون کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

میرے بھائی ۔ وقت ہماری خواہشوں کے مطابق عمل کر رہا ہے ۔ میں خداوند قدوس کا انتہا درجے کا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ حتیوں کے مقابلے میں اس نے ہمیں کامیابی اور کامرانی عطا کی ۔

جو سامان ہمیں حتیوں سے ملا ہے میرے بھائی میں اس کا جائزہ لے چکا ہوں ۔ وہ کافی قیمتی سامان ہے اور وہ سارا سامان میں نے نیمیا اور یوریما کے حوالے کر دیا ہے ۔ اتنا کہنے کے بعد یر میحا رکا اسکے بعد مخیدون کو وہ مخاطب کرتا چلا گیا تھا ۔

مخیدون اب تم ایک کام کرو ۔ اپنے کچھ مخبروں کو اختاتون شہر میں زربال کی طرف روانہ کرو ۔ اسے اپنی اس کامیابی کی اطلاع دو ساتھ ہی اسے یہ بھی پیغام بھجواؤ کہ کل آدھی رات کے قریب ہم اختاتون شہر کے شمالی دروازے کے پاس نمودار ہوں گے ۔ لہذا زربال ہمارا استقبال کرنے کے لیے شہر کے شمالی دروازے سے باہر نکلے ۔ وہ کچھ ایسی چال چلے کہ راع دیوتا کے بڑے پجاری کیر تون اور اسکے سارے ساتھی پجاریوں کو بھی اپنے

ساتھ شہر سے باہر لائے اور ان پر یہی ظاہر کرے کہ وہ ان کے ساتھ مل کر حتی شہزادے کا استقبال کرنا چاہتی ہے۔ جیسا کہ ہمیں یہ بھی خبر پہنچ چکی ہے کہ زربال نے اپنے نانا آئی کے ساتھ شادی کر لی ہے تو زربال کو یہ بھی پیغام بھجواؤ کہ وہ کیرتون کو مطمئن کرے کہ جب حتی شہزادہ اختاتون شہر میں داخل ہوگا تو آئی سے علیحدگی کرنے کے بعد وہ حتی شہزادے سے شادی پر رضامند ہو جائے گی۔ میرے خیال میں زربال اگر ایسا کرتی ہے تو کیرتون اس سے خوش ہو جائے گا اور اپنے سارے بڑے بڑے پجاریوں کے ساتھ بظاہر حتی شہزادے کا اور باطنی طور پر ہمارا استقبال کرنے کے لیے شہر پناہ کے شمالی دروازے سے باہر زربال کے ساتھ آنے پر آمادہ ہو جائے گا۔

جو کچھ ہم نے اس سے آگے کرنا ہے مخیدون میرے بھائی وہ بھی سنو۔ میں اور تم اس لشکر کے وسط میں رہیں گے جو ہمارے ساتھ ہے اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ سفر ہم کچھ اس طرح کریں گے کہ رات جب ڈھلنے لگے تب اختاتون شہر کے قریب ہم پہنچیں تاکہ رات کے وقت کسی کو خبر تک نہ ہو کہ ہم اپنی کاردائی مکمل کر لیں۔

جب کیرتون اور دوسرے بڑے بڑے پجاری حتی شہزادے کے استقبال کے لیے آئیں گے تو میرے عزیز بھائی اپنے لشکر کے آگے آگے تم اپنے خاص آدمی رکھنا جب کیرتون اور دوسرے پجاری حتی شہزادے کے متعلق پوچھیں تو وہ ان سے یہ کہیں گے کہ شہزادہ اپنے لشکر کے وسط میں ہے۔ جبکہ آگے آگے مصر کے وہ دستے ہیں جو زربال نے حتی شہزادے کے استقبال کے لیے روانہ کئے تھے۔ یہ لائحہ عمل میری پہلی تجویز سے کچھ مختلف ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یرمیحارکا کچھ سوچا اسکے بعد وہ مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

جب ہمارا لشکر استقبال کرنے والے پجاریوں اور دیگر لوگوں کے پاس سے گزرے تب لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے۔ کچھ حصہ پجاریوں کے دائیں جانب سے کچھ بائیں جانب سے ہوتا ہوا آگے بڑھے اور شہر کے دروازے کے قریب جا کر رکتا چلا جائے۔ اس طرح پجاریوں کے اردگرد ہم ایک مضبوط حصار بنالیں گے اور جس وقت یہ حصار بن رہا ہوگا سارے پجاریوں کے علاوہ بڑے پجاری کیرتون کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ انہیں

گرفتار کرنے کے لیے بھی اپنا ایک دستہ مقرر کر دوں گا۔ تاکہ بروقت ہماری کاروائی میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

اس کے علاوہ اپنے سارے ہمدردوں اپنے سارے خاص آدمیوں اور آمون دیوتا کے ان پجاریوں کو بھی جو چھپ چکے ہیں زیرزمین جا چکے ہیں یہ پیغام بھجوا دو کہ آنے والی شب کو آدھی رات کے لگ بھگ وہ بالکل تیار رہیں۔ اور جونہی انہیں پیغام ملے وہ راع دیوتا کے مندر میں جمع ہو جائیں اس کے بعد راع دیوتا کے مندر میں رات کی تاریکی میں جو کھیل کھیلا جائے گا۔ وہ راع دیوتا کے بڑے پجاری کیرتون اور اس کے حواریوں کے لیے بڑا بھیانک ہوگا۔

راع دیوتا کے عام پجاریوں کو تو راع دیوتا کے مندر میں ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ پر کیرتون کو ہم اپنے محترم زرمون کے سامنے پیش کریں گے اس لیے کہ کیرتون سب سے بڑا مجرم زرمون ہی کا ہے۔ اس نے آمون دیوتا کے پجاریوں پر ظلم ڈھائے ہیں اور زرمون کو غریب الوطنی پر مجبور کیا۔ اس میں شک نہیں کہ کیرتون میرا بھی سب سے بدترین دشمن ہے اور میں اس سے ہر صورت میں انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اور میں اپنا معاملہ بھی محترم زرمون کے سپرد کرتا ہوں۔ اپنے حالات کو اور میرے حالات کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے کیرتون کا جو یہ فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا۔

اس موقع پر یرمیحا کے قریب ہی بلکہ پہلو میں نیمیا کھڑی ہوئی تھی۔ نیمیا کے ساتھ بڑا پجاری زرمون تھا پھر مخیدون اس کی بیوی یوریا تھے یرمیحا کی گفتگو سے زرمون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ یرمیحا خاموش ہوا تو زرمون بول پڑا۔

یرمیحا میرے بیٹے۔ تم وہ قیمتی موتی ہو جو ان مصریوں نے دھول میں پھینک دیا تھا تم میرے بچے وہ ہیرا ہو جسے پتھروں میں پھینک کر اس کی قدر و قیمت سے اسے محروم کر دیا گیا تھا۔ میرے بچے میرے بیٹے۔ اگر میں مصر کا بڑا پجاری ہوتا تو پھر دیکھتا میری بیٹی عدینہ کو کون سزا دے کر اسکی ممی بنا کر سقارہ کے احرام کی طرف بھجواتا ہے۔ اس معاملے میں اگر اخناتون کے ساتھ مجھے جھگڑا بھی مول لینا پڑتا تو قسم مجھے آمون دیوتا کی میں اخناتون کے سامنے ڈٹ جاتا تم دونوں کی شادی کو حق ثابت کرتا اور ہر صورت میں اخناتون کو مجبور اور بے بس کرتا کہ وہ تم دونوں کے معاملے کو درگزر کرے۔ لیکن برا ہو اس کیرتون کا یہ

اپنی بہن نیل کی ناگن کے ساتھ مل کر ایسا پھیلا کہ اس نے نہ صرف شاہی خاندان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا بلکہ مصر کے اندر بھی اس نے انسانی خون کے دھارے کھڑے کر دیئے ہیں۔

پر میرے بچو جو لائحہ عمل جو تجویز تم نے پیش کی ہے اگر ہم اس پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو سب کو اس خونی کیرتون سے نجات مل جائے گی۔

زرمون جب خاموش ہوا تو یرمیحا نے باری باری نیمیا اور مخیدون کی بیوی یوریما کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

نیمیا اور میری بہن یوریما۔ حتیوں کے لشکر سے ملنے والی جو قیمتی اور نایاب اشیا جو حتیوں کے شہزادے کی ذاتی ملکیت تھیں وہ میں نے تم دونوں بہنوں کے حوالے کی ہیں مصر پہنچ کر وہ ساری چیزیں مخیدون کے حوالے کر دینا اس لیے کہ ان کی تقسیم یا ان کی حفاظت کا کام مخیدون ہی بہتر انجام دے سکے گا۔ اس لیے کہ زربال اپنے مخبروں کے ذریعے اشارہ دے چکی ہے کہ جونہی مخیدون اختاتون شہر میں داخل ہو گا وہ تخت و تاج سے دستبردار ہو جائے گی اور مصر کا حکمران مخیدون کو بنا دیا جائے گا۔

یرمیحا شاید مزید کچھ کہتا کہ مخیدون بول پڑا۔

یرمیحا کچھ زیادہ اجنبیت اور بیگانگی سے کام نہ لو۔ جو قیمتی چیزیں تم نے میری بہن نیمیا اور میری بیوی یوریما کے حوالے کی ہیں وہ ان دونوں ہی کی تحویل میں رہنے دو۔ پھر بعد میں دیکھا جائے گا کہ ان کی تقسیم کیسے کرتے ہیں۔ یہ تقسیم بھی نیمیا اور یوریما کی مشاورت سے ہی کی جائیں گی۔ مخیدون کی اس گفتگو سے یرمیحا کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اور یوریما کے علاوہ زرمون بھی اپنی جگہ مطمئن انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ پھر زرمون نے سب کو مخاطب کیا۔

میرے بچو۔ میرا خیال ہے کہ لشکر گاہ کی طرف چلیں اس لیے کہ جو لائحہ عمل ہم نے تیار کیا ہے اس پر عمل کی ابتدا کر دیں۔ اور کل شب کے پہلے حصے میں اختاتون کی طرف کوچ کر جائیں۔

زرمون کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا پھر وہ خیمہ گاہ میں آئے۔ وہاں سے تیز رفتار قاصد مخیدون نے زربال کی طرف روانہ کر دیئے تھے۔ یوں اپنے لائحہ عمل کے

سارے حصوں کی تکمیل کے بعد اگلے روز شام کے قریب یرمیحا ۔ مخیدون ۔ اپنے لشکر کے ساتھ سقارہ کے صحرا سے اختاتون شہر کی طرف کوچ کر رہے تھے ۔

آدھی رات کے قریب یرمیحا اور مخیدون اپنے لشکر کے ساتھ اختاتون شہر کے شمالی دروازے کے قریب جب پہنچے تو انہوں نے دیکھا ان کے سامنے زربال کے علاوہ اس کا نانا آئی بڑا پجاری کیرتون ۔ اور اس کے ساتھ اور بہت سے راع دیوتا کے پجاری اور اراکین سلطنت ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے تھے ۔

یرمیحا ۔ مخیدون ۔ نیمیا اور یوریما کے علاوہ آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون لشکر کے وسطی حصے میں تھے ۔ جب لشکر کا اگلا حصہ بڑے پجاری کیرتون کے پاس پہنچا تب باقی لوگ تو خاموشی ہی رہے کیرتون نے اگلی صف کے سواروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ۔

میرے عزیزو ۔ حتی شہزادہ کہاں ہے تا کہ میں والہانہ انداز میں اسکا استقبال کر سکوں ۔ اس پر مخیدون اور یرمیحا کے بڑھائے ہوئے سواروں میں سے ایک بول پڑا ۔

آقا ۔ حتیوں کا شہزادہ لشکر کے وسطی حصے میں ہے ۔ ہمارا تعلق مصر کے لشکر کے ان دستوں سے ہے جنہیں ملکہ زربال نے حتیوں کے شہزادے اور اس کے ساتھیوں کے استقبال کے لیے سقارہ کے صحراؤں کی طرف روانہ کیا تھا ۔

اس جواب سے کیرتون مطمئن ہو گیا تھا ۔ پھر لشکر آگے بڑھتا رہا کچھ اس انداز میں کہ استقبال کرنے والوں کے قریب آکر لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا ۔ ایک حصہ استقبال کرنے والوں کے دائیں جانب دوسرا بائیں جانب سے ہو کر آگے بڑھا تھا ۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے زربال مسکرا رہی تھی ۔ اس لیے کہ ساری صورت حال اس کی خواہش کے مطابق عمل میں آرہی تھی ۔ پھر لشکر جب پوری طرح استقبال کرنے والوں کو گھیر چکا تو زربال اور اس کے شوہر آئی کے علاوہ سب کو لشکریوں نے گرفتار کر لیا ۔ بڑے پجاری کیرتون اور اس کے ساتھیوں کے منہ پر پٹیاں باندھنے کے بعد ان کی مشکیں کس دی گئیں تھیں ۔ پھر لشکر شہر میں داخل ہونے کے بعد شہر کے وسط میں راع دیوتا کے بڑے مندر کی طرف بڑھا تھا ۔

مندر میں داخل ہوتے ہی کیرتون کے علاوہ جس قدر راع دیوتا کے پجاری تھے

ہیں راع دیوتا کے مندر کی قربانگاہ پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ استقبال کرنے والے سرے اراکین سلطنت میں جو کیرتون اور راع دیوتا کے حامی تھے ان کو بھی ٹھکانے لگا دیا تھا۔ صرف کیرتون کو زندہ رکھا گیا تھا۔

کیرتون کے منہ پر کپڑا اور اسکی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ اس کی سمجھ میں کچھ ہیں آرہا تھا کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ابھی تک مخیدون اور یرمیحا بھی اس کے سامنے ہیں آئے تھے کہ اسے اصل صورتحال کا پتہ چلتا۔ پھر لشکر کے وہ مسلح جوان جنہوں نے اع دیوتا کی قربان گاہ پر سارے پجاریوں کا خاتمہ کیا تھا کیرتون کے حامی اراکین سلطنت کو ی موت کے گھاٹ اتارا تھا وہ کیرتون کو پکڑ کر راع دیوتا کے مندر کے ایک کمرے میں لے گئے۔ اس کمرے میں داخل ہوتے ہی کیرتون دنگ رہ گیا تھا اس لیے کہ اس کے سامنے ون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون۔ اس کے دائیں جانب مخیدون بائیں جانب یرمیحا بیٹھے وئے تھے۔ جبکہ پشت کی جانب نیمیا اور یوریما نشستیں سنبھالے ہوئے تھیں۔

جو لوگ کیرتون کو اس کمرے میں لے کر آئے تھے انہوں نے کیرتون کے ہاتھ کھول دیئے اس کے منہ پر جو کپڑا بندھا ہوا تھا وہ بھی کھول دیا گیا۔ پھر وہ پیچھے اور دائیں بائیں ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

اس موقع پر زربال اور اس کا شوہر آئی دونوں راع دیوتا کے مندر کے اس مرے میں داخل ہوئے تھے ان کے پیچھے پیچھے بہت سے اراکین سلطنت شہر کے عمائدین بھی تھے۔ زربال نیمیا کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔ آئی مخیدون کے قریب خالی نشست پر بیٹھا تھا اختاتون شہر کے دوسرے معززین اور اراکین سلطنت بھی کمرے میں لگی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے۔ اس موقع پر زربال اپنی جگہ پر اٹھی اور وہاں جمع ہونے والے سارے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اب تک میں کسی نہ کسی طرح مصر پر حکمرانی کرتی رہی ہوں۔ یہ میرے لیے انتہائی مشکل اور ناقابل برداشت کام تھا۔ جب تک میرا شوہر توتخمان زندہ تھا مجھے کوئی فکر کوئی غم کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اس لیے کہ وہ بڑے احسن طریقے سے سارے کام نپٹا لیتا تھا۔ پر برا ہو اس کیرتون کا اس نے میرے شوہر توتخمان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور سازشی چال چلی یہ حتیوں کے شہزادے کو یہاں منگوا کر اس سے

میری شادی کرانا چاہتا تھا اسکے بعد اول تو یہ میرا خاتمہ کروا دیتا یا میرے ساتھ حتی شہزادے کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیتا اور خود مصر کی سلطنت کے تاج و تخت کا مالک بن بیٹھتا۔ لیکن میری خوش قسمتی کہ کیرتون کی ساری سازشیں ناکام ہوئیں اور میں اپنی خواہشوں کے مطابق عمل کرنے میں کامیاب و کامران رہی۔

آپ سب لوگوں کی موجودگی میں میں آج رات کے وقت اعلان کرتی ہوں کہ میں تاج و تخت سے دستبردار ہوتی ہوں۔ اخناتون کی بیٹی کی حیثیت سے میں آپ سب لوگوں کے سامنے یہ اعلان بھی کرتی ہوں کہ مجھے تاج و تخت سے کوئی تعلق نہیں میں اپنے بھائی محیدون کے حق میں دستبردار ہوتی ہوں۔ یہ میری نسبت تاج و تخت کا زیادہ حقدار ہے بہتر انداز میں مصر پر حکومت کر سکتا ہے دشمنوں کو زیر بھی کر سکتا ہے اور حملہ آوروں کو منہ توڑ جواب دے سکتا ہے۔ لہذا آج سے نہیں بلکہ ابھی سے میں زربال مصر کی حکمران نہیں بلکہ اب محیدون مصر کا حکمران ہے۔ جس قدر لوگ یہاں جمع ہیں ان میں اکثریت اراکین سلطنت اور شہر کے معززین کی ہے۔ میں اس موقع پر سب کو مخاطب کر کے کہتی ہوں کہ میرے اس فیصلے کے خلاف کسی کو اگر کوئی اعتراض ہو یا اس فیصلے میں کوئی تبدیلی چاہتا ہو تو اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر اپنے خیالات کا اظہار کرے۔

زربال کے ان الفاظ کے جواب میں جب کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ اٹھا تب مطمئن انداز میں زربال اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک اس کمرے میں خاموش رہی اس کے بعد محیدون سامنے بے بسی کی حالت میں کھڑے راع دیوتا کے بڑے پجاری کیرتون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کیرتون تم نے سنا۔ اس سے پہلے میری بہن زربال مصر کی حکمران تھی لیکن اب وہ میرے حق میں دستبردار ہو گئی ہے۔ یہ دستبرداری زبردستی کی نہیں بلکہ میری بہن بخوشی میرے حق میں دستبردار ہوئی ہے۔ اب بھی میں اسے پیشکش کرتا ہوں کہ اگر وہ مصر پر حکمرانی کی خواہشمند ہے تو میں بخوشی گوشہ گیری عزلت نشینی کی زندگی بسر کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن چونکہ یہ سارا معاملہ بخوشی اور احسن طریقے سے طے پایا ہے۔ اس لیے کیرتون اب میں مصر کا حکمران اور فرعون ہوں۔ جو کچھ میں کہنے والا ہوں غور سے سنو۔

کیرتون تم وہ بد بخت انسان ہو جس نے اپنے بھانجے اخناتون کو بہلایا پھسلایا

جس کے نتیجے میں اخناتون نے آمون دیوتا کے مندر بند کروا دیئے ۔ پجاریوں کو ڈرایا دھمکایا مندروں کے اندر جس قدر دولت تھی وہ لوٹ لی ۔ اور اس بے بسی کی حالت میں زرمون کو اپنی بیٹی نیمیا کیساتھ بھاگ کر اپنی جان بچانا پڑی ۔

تمہارے کالے اور سیاہ کارنامے یہیں تک ختم نہیں ہو جاتے بلکہ تم نے اپنی بہن طائی کے ساتھ مل کر میری بہن عدینہ کا خاتمہ کروایا ۔ ظالم انسان اگر اس نے یرمیحا سے شادی کر لی تھی یہ شادی زبردستی کی تو نہیں تھی ۔ یرمیحا سے عدینہ نے اپنی خوشی سے شادی کی تھی ۔ اگر تم میرے چچا اخناتون کو نہ بھڑکاتے تو قسم آمون دیوتا کی میرا چچا عدینہ اور یرمیحا کی اس شادی کو قبول کر لیتا ۔ اس لیے کہ عدینہ کو وہ دیوانگی کی حد تک چاہتا تھا ۔ تم نے اور طائی نے مل کر میرے چچا اخناتون کو غلط راستے پر ڈالا ۔ وہ اپنی بیٹی کو سزا دینے پر رضامند ہو گیا ۔

تمہارے گناہ اور کارناموں ہی کی وجہ سے عدینہ کی موت کے بعد عدینہ کی ماں مصر کی ملکہ محترم آئی کی بیٹی نافریطا اس دنیا سے کوچ کر گئی تمہارے ہی برے افعال کی وجہ سے میرا چچا اخناتون بھی اپنی بیٹی عدینہ اور ملکہ نافریطا کا غم برداشت نہ کر سکا اور ممی کی صورت میں سقارہ کے اہرام میں پہنچ گیا ۔

غلیظ کیرتون تم نے ہی بعد میں ٹوٹمخان کو قتل کروایا اور ٹوٹمخان کی ممی بھی بنا کر تم نے سقارہ کے اہرام کی طرف بھجوا دی ۔ تمہارے ان سیاہ کارناموں کے جواب میں تھوڑی سی کاروائی میں نے اور یرمیحا نے بھی کی تھی ۔

جس وقت زندان سے نکال کر تم لوگ چاہتے تھے کہ یرمیحا کو سزا دلائی جائے میں اسے لے بھاگا ۔ بھاگنے کے بعد ہم نے تیری بہن نیل کی ناگن کو اسی مندر سے اٹھایا سمخار کو باہر سے پکڑا اور دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ۔

کیرتون سمخار اور طائی بھی تیرے ساتھ برابر کے شریک تھے لہذا میں اور یرمیحا نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا ۔ اب تم رہ گئے ہو تمہارا معاملہ میں خود نہیں نپٹاؤں گا اس وقت ہمارے سامنے آمون دیوتا کا بڑا پجاری زرمون بیٹھا ہوا ہے مصر کے اندر تمہاری حیثیت ختم ہو چکی ہے میں راع دیوتا کے بجائے آمون دیوتا کی فوقیت اسکی عظمت کا اعلان کرتا ہوں تمہاری جگہ اب زرمون مصر کا بڑا پجاری ہے ۔ لہذا تمہارا معاملہ میں اپنے بزرگ زرمون کے

سامنے پیش کرتا ہوں۔

مخیدون تھوڑی دیر کے لیے رکا اس کے بعد اپنے پہلو میں بیٹھے زرمون کی طرف دیکھا۔

محترم زرمون۔ اب تک مصر میں جو کچھ حالات گزرے ان سے آپ بخوبی واقف اور آگاہ ہیں۔ آپ جانتے ہیں قاتل کون ہے مقتول کون ہیں۔ ظالم کون مظلوم کون ہے۔ کیرتون اس وقت مجرم کی حیثیت سے آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ گزشتہ واقعات کو دیکھتے ہوئے آپ اس کا فیصلہ کریں۔ اسکے ساتھ ہی مخیدون خاموش ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک راع دیوتا کے مندر کے اس کمرے میں خاموشی رہی اس کے بعد بڑا پجاری زرمون بول اٹھا۔

کیرتون جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اس سے پہلے تمہید کے لیے چند الفاظ تم سے کہوں گا اس کے بعد میں اپنے مقصد اپنے مدعا کی طرف آؤں گا۔

یہ زندگی عارضی ہے۔ ہر ایک نے مٹی میں سماجانا ہے ہر ایک کا قبر ہی بچھاونا ہے۔ جس وقت تو نے تھوڑی دیر پہلے اختاتون شہر کے شمالی دروازے کے قریب ہمارا استقبال کیا تھا۔ اس وقت تو آب انگور سا نشاط انگیز۔ تازہ اور نو خوشخبریوں جیسا مطمئن تھا اور اب تو آنگنوں میں اڈتے سناٹوں۔ دلوں میں اٹھتی کسک جیسا اں افسردہ ہے۔ دراصل شہر سے باہر تو نے میرا یر یمیحا۔ مخیدون یا کسی اور فرد کا استقبال نہیں تھا۔ تو حتی شہزادے کا استقبال کر رہا تھا۔ جس کے ساتھ مل کر تو زربال اور مصر کی سلطنت کے خلاف سازش کرنا چاہتا تھا۔ اور بھلا ہو اس مخیدون اور یر یمیحا کا کہ تیری سازشوں کو انہوں نے ناکام بنا کر رکھ دیا۔

تو نے دیکھا ہو گا کہ جس وقت میں مصر کا بڑا پجاری تھا ہم نے بڑے تحمل بڑی بردباری سے کام لیا کسی بھی موقع پر میں نے تمہیں اپنا دشمن خیال نہیں کیا۔ تم سے عناد نہ تم سے دشمنی رکھی۔ راع دیوتا کے کسی بھی مندر کو نہ ہم نے گرایا اور نہ راع دیوتا کے کسی پجاری کا ہم نے کام تمام کیا۔ لیکن تو ایسا بدبخت انسان ہے اپنے بھانجے اختاتون کی مدد سے تو جب بڑا پجاری بنا تو آمون دیوتا کے مندروں کو تو نے ویران کر دیا۔ پجاریوں کو قتل کرنے اور مندروں کی دولت سمیٹ لینے کا حکم تو نے جاری کروا دیا۔ کسی کٹر اور انتہا

پسند وحشی کی طرح تو نے بہت سے لوگوں کو دل گرفتہ لمحوں ۔آبرو سوز ساعتوں میں مبتلا کیا۔ کیرتون میرا تم پر کوئی دباؤ کوئی حق اس وقت بھی نہیں ہے ۔میں جو گفتگو کر رہا ہوں مخیدون کے حکم پر کر رہا ہوں جو اس وقت مصر کا حکمران اور فرعون ہے ۔

غلیظ انسان جس وقت تو نے ہماری بیٹی عد سیہ اور یر میحا کی سزا کا اعلان کیا ہو گا اس وقت تو بڑا خوش ہو گا۔ چہکتا پھرتا ہو گا۔لیکن اب تو کیوں غیر مہذب بے زبان کوریان کے کسی فرد۔چلکتی دھوپ میں کھڑے اس مسافر کی طرح ویران اور بکھرا ہوا ہے جس کے مقدر میں نہ کارواں کی آہٹ ہو نہ جرس کی کوئی صدا۔

بھیڑیئے وقت سدا کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔اپنے بھانجے اخناتون کی مدد سے جو تو نے مصر کے بڑے پجاری کا عہدہ سنبھالا تو تو آپے سے باہر ہو گیا۔اس وقت جبکہ تیری زبان کا ہر لفظ کیمیا سمجھا جاتا تھا تو نے مظالم کی ابتدا کی ۔چاہیے یہ تھا کہ تو آمون دیوتا کے پجاریوں سے بھی اچھا سلوک کرتا ۔ تاکہ وہ تیرے گن تیرے گیت گاتے ۔ اگر اخناتون اپنی بیٹی عد سیہ اور یر میحا کو سزا دینا چاہتا تھا تو تو منصف کی جگہ لیتا اور بھانجے کو سمجھاتا کہ شادی یر میحا اور عد سیہ کا ذاتی معاملہ ہے انہوں نے اگر اسے سرانجام دے ہی لیا ہے تو ان کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی نہ کی جائے ۔لیکن تم لٹے چلتے رہے ۔تم اخناتون کو مشورے دیتے رہے کہ انہیں اس قسم کی سزا دی جائے ۔اب تو اسطرح میرے سامنے کھڑا ہے جیسے نہ تیرے سر پر کوئی سائبان ہو نہ شجر۔ کیرتون میں تم سے پوچھتا ہوں کیوں تو اپنے مظالم اور ستم کی وجہ سے لوگوں کو درزید نفس اور بے زبان کرتا رہا۔ مضطرو خونبار ماحول پیدا کرتا رہا ۔ ذرا وقت کے انتقام کو بھی دیکھ ۔ یہ یہی راع دیوتا کا مندر ہے ۔ جس میں بیٹھ کر تو اپنے دشمنوں کے خلاف فیصلے کرتا تھا۔یہی راع دیوتا کا مندر ہے جہاں تم منصف اور حکمران کی حیثیت سے بیٹھتے تھے ۔اب یہی راع دیوتا کا مندر ہے جہاں تم میرے سامنے مجرم کی طرح کھڑے ہو ۔اور فرعون مخیدون نے مجھے تمہارے معاملے کا انصاف کرنے کا حکم دیا ہے ۔

متعصب انسان ! جب تم لوگوں پر ظلم اور جبر کرتے رہے تو کیا تم نے کبھی اپنی واپسی اور مراجعت کے متعلق نہیں سوچا۔ کیا تو نے کبھی اس پر بھی غور نہ کیا کہ وقت بہترین منصف ہے اور کبھی وہ تجھے خود تیری ذات کو جسم سے بندھا ہوا پتھر اور تجھے اپنے ہی پاؤں کی زنجیر بنا کر تجھے کھڑا کر سکتا ہے کیرتون جب میں آمون دیوتا کا بڑا پجاری تھا تو تیرے

اور میرے درمیان کوئی فاصلہ نہ تھا۔ میں نے ہمیشہ تیری عزت تیری توقیر کی ۔ لیکن بڑا پجاری بننے کے بعد تو نے آگ کی لپیٹوں کا کھیل کھیلا سچائی کا قتل کیا۔ مردم گزیدہ بنا۔ اب دیکھ جنہیں تو اپنا بدترین دشمن خیال کرتا تھا اور جو تیرے ڈر اور خوف سے اختاتون شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ اب تیرے سامنے پانی کے بلبلے سے گرم ہواؤں کا بگولہ بن کر نمودار ہوئے ہیں ۔ اور تیرے مظالم تیرے ستم کا حساب تم سے لینے پر تلے ہوئے ہیں ۔

تو نے جتنے بھی ظلم کئے ایک جرم کو چھوڑ کر میں تیرے سارے جرائم معاف کرتا ہوں ۔ لیکن تیرا ایک جرم ایسا ہے جو ناقابل معافی ہے ۔ تو نے عدسیہ کے بازو کٹوانے اس کا گلہ دبا دینے کا حکم صادر کروایا۔ یرمیحا کو مصلوب کرنے کا فیصلہ سنوایا۔ یہ سب تیری وجہ سے تھا۔ اور جس وقت مخیدون یرمیحا کو زندان میں لے گیا تو نے اختاتون سے ساز باز کر کے عدسیہ کے سزا کی تکمیل میں انتہا درجہ کی جلدی اور عجلت سے کام لیا فی الفور اس کا ہاتھ کٹوا کر اس کا گلا دبا کر اس کا خاتمہ کر کے ممی کی صورت میں تو نے سقارہ کے اہرام کی طرف بھجوا دیا۔

کیرتون تیرا یہ ایک جرم ایسا ہے کہ جس کی معافی نہیں ہے ۔ ورنہ اسکے علاوہ اگر تو نے میرے ساتھ بھی زیادتی کی ہے ۔ میرے پجاریوں کے ساتھ بھی تم نے جو ظلم اور جبر کئے ہیں میں ان سب کو معاف کرتا ہوں ۔ عدسیہ کا خون جو تو نے کیا یہ ناقابل معافی ہے لہذا اس کے جرم میں میں تیرے لیے یہ سزا اور حکم صادر کرتا ہوں کہ تجھے بھی ابھی اور اسی وقت راع دیوتا کی قربان گاہ پر لے جایا جائے پہلے تیرا ایک ہاتھ کاٹا جائے پھر تمہیں تھوڑی دیر کے لیے وہاں پڑا رہنے دیا جائے تاکہ تجھے احساس ہو کہ جب کسی کا ہاتھ کٹتا ہے تو وہ کیسی اذیت اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے ۔ تھوڑی دیر تک تو وہاں بلبلاتا رہے اس کے بعد تیرا گلا گھونٹ کر تیرا خاتمہ کر دیا جائے ۔

یہاں تک کہنے کے بعد بڑا پجاری زرمون تھوڑی دیر تک خاموش رہا اس کے بعد اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے مخیدون کی طرف دیکھا۔

مخیدون میرے بیٹے ۔ مصر کے حکمران کی حیثیت سے جو تم نے مجھے حکم دیا تھا میں نے اس حکم کا اتباع کرتے ہوئے کیرتون کا فیصلہ کر دیا ہے اب اس کی سزا پر عمل کروانا میرے بیٹے تمہارا کام ہے ۔

زرمون کی اس گفتگو سے مخیدون کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ہاتھ کے اشارے سے چند مسلح جوانوں کو اس نے اپنے پاس بلایا۔وہ جب قریب آئے تو سرگوشی کے انداز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیرتون کو پکڑ کر راع دیوتا کی قربان گاہ پر لے جاؤ۔جس طرح اس نے عدینہ کا ہاتھ کاٹا تھا پہلے اس کا دایاں ہاتھ کاٹو۔کچھ دیر تک اسے وہیں پڑا رہنے دو۔تڑپتا رہے بلبلاتا رہے۔اس کے بعد گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دو۔اب اسے لے جاؤ۔

اس موقع پر کیرتون بولتے ہوئے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن وہ مسلح جوان زبردستی پکڑ کر اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے تھے۔قربان گاہ پر لا کر ان مسلح جوانوں نے پہلے کیرتون کا ہاتھ کاٹا۔ہاتھ کٹنے کے بعد راع دیوتا کے مندر میں عجیب طرح کی چیخیں اور دھاڑیں سنائی دیتی رہیں۔کچھ دیر تک یہ سماں رہا کیرتون تڑپتا رہا معافیاں مانگتا رہا اس کے بعد مسلح جوانوں نے گلا گھونٹ کر اسکا خاتمہ کر دیا تھا اور مخیدون کے حکم پر پھر اس کی لاش کو اٹھا کر اخناتون شہر سے باہر پھنکوا دیا گیا تھا۔

جب کیرتون کا معاملہ نپٹا دیا گیا تب پہلے کی طرح سب راع دیوتا کے مندر کے اسی کمرے میں آبیٹھے جس میں بیٹھ کر کیرتون کا فیصلہ کیا تھا۔اس موقع پر یرمیحا نے مخیدون کو مخاطب کیا۔

مخیدون میرے بھائی۔میں نے تمہارے ساتھ تین معاملے طے کرنے ہیں۔میرے خیال میں جو باتیں میں کہوں گا ایسی باتیں دوسرے لوگ جو اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی کہنا پسند کریں گے۔

مخیدون میرے بھائی۔اب تم مصر کے حکمران اور فرعون ہو۔اس سے پہلے میں تمہیں کبھی مخیدون کبھی بھائی کہہ کر مخاطب کر لیا کرتا تھا ہم دونوں کا اکٹھے رہنا تھا۔ہم دو بھائیوں دو دوستوں کی طرح تھے اب تم ایک حکمران ہو لہذا میں تم سے پہلے یہ جاننا چاہوں گا کہ اب مجھے اور دیگر لوگوں کو تمہیں کس طرح مخاطب کرنا چاہیے۔خاص کر ایسے لوگوں کو جو ماضی میں تم سے زیادہ قریب رہے ہیں۔

جواب میں مخیدون نے عجیب سے انداز میں گھورتے ہوئے یرمیحا کو دیکھا پھر وہ بڑی اپنائیت بڑی چاہت میں کہنے لگا۔

میرے بھائی ۔اجنبیت کی باتیں نہ کرو۔پہلے بھی تم میرے بھائی تھے اب بھی تم میرے بھائی ہو۔آئیندہ بھی بھائی رہو گے ۔یرمیحا تم سے میرا دوہرا رشتہ ہے ۔اول تو میں نے تمہیں اپنا بھائی بنایا تھا۔اور آج تک تمہیں اپنے بھائی ہی کی حیثیت سے رکھا۔ میری بہن عدسیہ تمہاری بیوی تھی ۔اس لیے تمہارے ساتھ میرا رشتہ بڑا مستحکم ہے ۔میرے بھائی آئندہ کبھی بھی اس موضوع پر گفتگو نہ کرنا۔جس طرح حال اور ماضی میں تم مجھے مخیدون کہہ کر مخاطب کرتے رہے ہو آئندہ بھی میرے ساتھ تمہارا انداز تخاطب یہی ہو گا۔ اس سلسلے میں میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی پسند نہیں کروں گا۔اس لیے کہ تم میرے بھائی ہو اور بھائی رہو گے۔

مخیدون کا یہ جواب سن کر یرمیحا مطمئن ہو گیا تھا اسکے بعد وہ بول پڑا۔

مخیدون ۔میرے ایک سوال کا جواب تو تم نے دے دیا۔اس سے میں مطمئن بھی ہوا۔میرا دوسرا سوال جو ہے یوں جانوں یہ میرا اندیشہ ہے ۔مخیدون میرے بھائی حتیوں کے شہزادے کو ہم نے قتل کر دیا ہے اس کے ساتھ اسکے جو محافظ دستے آئے تھے ۔ان کا بھی ہم نے خاتمہ کر دیا ہے ۔ایک نہ ایک روز یہ خبر حتیوں کے بادشاہ شبل یوماش کے پاس پہنچے گی تو وہ اپنے بیٹے کا انتقام لینے کے لیے مصر پر چڑھ دوڑے گا اور اس مقصد کے لیے ہمارے خلاف اپنی ساری طاقت اور قوت کو لگا دے گا۔لہذا جو اندیشہ میں تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہمیں ابھی سے محتاط ہو جانا چاہیے ۔ہمیں اپنے لشکریوں کی بہترین تربیت کے علاوہ انہیں ہمہ وقت مستعد بھی رکھنا چاہیے تاکہ اگر کسی بھی وقت حتیوں کی طرف سے حملے کا خطرہ ہو تو بروقت اس خطرے سے نپٹا جاسکے۔

اس کے علاوہ مخیدون ہمیں حتیوں کی سرزمین تک اپنے جاسوسوں کا ایک جال پھیلا دینا چاہیے جو حتیوں کی نقل و حرکت سے ہمیں مطلع کرتے رہیں۔

اپنے ان ہی مخبروں کے ذریعے ہمیں یہ علم ہو گا کہ حتی ہمارے خلاف حرکت میں آنا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے ہی ایک لشکر لے کر ہم اپنے شمالی سرحدی علاقوں کی طرف بڑھیں گے اور کوشش یہ کریں گے کہ یہ جنگ ہماری نہیں بلکہ حتیوں کی سرزمین میں ہو۔اور جس طرح ماضی میں ہم نے شبیلویوما اور اسکے بیٹے شبل یوماش کو شکست دی تھی اسی طرح ایک بار پھر ہم حتیوں کو شکست دے سکتے ہیں۔اس مقصد کے لیے میرے

بھائی ابھی سے ہمیں اپنے لشکر کی تیاری کا کام شروع کر دینا چاہیے ۔اور اخناتون نے اپنے دور میں جو غیر پسندیدہ عناصر لشکر میں شامل کئے تھے ۔ان سے بھی اپنے لشکر کو پاک صاف کر لینا چاہیے ۔

یرمیحا کی اس ساری گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی ۔اس دوران مخیدون ہلکے ہلکے مسکراتا رہا پھر اس نے یرمیحا کی طرف دیکھا۔

تمہارے اندیشے درست ہیں ۔ قسم آمون دیوتا تمہاری سوچیں مکمل طور پر مجھ سے ملتی ہیں ۔میں بھی تم سے یہی کہنے والا تھا کہ حتیوں کا بادشاہ شبل لیوماش اپنے بیٹے کا انتقام لینے کے لیے ہمیں جنگ کی دعوت دے گا اور ہمیں کوشش یہ کرنی ہے کہ جس طرح ماضی میں ہم نے حتیوں کو شکست دی تھی ایسے ہی ایک بار پھر انہیں مار بھگائیں تاکہ انہیں آئیندہ مصر کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرات اور جسارت نہ ہو ۔

یرمیحا یہ کام میں تمہیں سونپتا ہوں ۔جو لشکر پہلے سے ہمارے پاس ہے ۔اسے نئے سرے سے استوار کرو ۔اس کے علاوہ نئے لشکری بھرتی کئے جائیں ان کی تربیت کا کام بھی میں تمہارے سپرد کرتا ہوں ۔اس سلسلے میں جس قدر رقم تم چاہو گے میں تمہیں مہیا کروں گا۔

اس سے پہلے میں اپنی بہن زربال سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کر چکا ہوں ۔ہم ایک لحاظ سے خوش قسمت ہیں ۔میرا چچا اخناتون جس وقت حکمران تھا اس نے اپنے خزانے میں کافی اضافہ کیا تھا اس کے علاوہ حتیوں کے ساتھ ہم نے جو دو جنگیں کی تھیں ان جنگوں کے نتیجے میں بھی ہمارے ہاتھ بہت کچھ آیا تھا۔اس سے بھی مصر کے خزانے میں اضافہ ہوا تھا اخناتون کے بعد میرا بھائی توتخمان حکمران ہوا اس نے خزانے سے ایک پائی بھی خرچ نہیں کی بلکہ اس نے اضافہ ہی کیا ۔توتخمان کے بعد میری بہن خزانے کی امین بنی اور زرباال کے بعد اب میں تمہارے سامنے ہوں ۔اس سارے عرصے کے دوران کیرتون اور اس کے ساتھیوں کو کہیں بھی خزانے پر ہاتھ مارنے یا اسے بیجا خرچ کرنے کا موقع نہیں ملا۔لہذا مصر کا خزانہ بھرپور ہے اور جس قدر رقم تم مانگو گے میرے بھائی تمہیں مہیا کی جائیں گی ۔لیکن تربیت لشکر کی ایسی کرو کہ آئندے کسی بھی دشمن کو مصر کی طرف دیکھنے کی جرات نہ ہو ۔

مخیدون یہ کام میرے ذمہ مت لگاؤ پرانے لشکریوں کو نئے سرے سے استوار

کرنا نئے لشکری بھرتی کر کے انہیں جنگی اور عسکری تربیت کا کام سرانجام دینا میرے بھائی یرمیحا کے نہیں کسی اور مناسب آدمی کے ذمے لگاؤ جو اسے احسن طریقے سے سرانجام دے سکے اس لیے کہ گفتگو کے شروع میں ہی میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہارے سامنے تن مسائل پیش کرنا چاہتا ہوں پہلا مسئلہ جو تم سے گفتگو کرنے کا یا تم سے مخاطب کرنے کا انداز تھا وہ حل ہو چکا ہے۔ دوسرا مسئلہ حتیوں کے ممکنہ سے متعلق تھا اس پر بھی میری تمہارے ساتھ بات ہو گئی اب جو میں تیسرا مسئلہ تمہارے سامنے پیش کرنے والا ہوں اس مسئلے سے آپ یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ لشکریوں کی تربیت کا کام میں سرانجام نہیں دے سکوں گا یرمیحا نے یہ ساری گفتگو بڑے غور سے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کی تھی اس دوران وہ کبھی کبھی زربال کے علاوہ اپنی بیوی نیمیا کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا۔

یرمیحا کی اس گفتگو کے جواب میں مخیدون تھوڑی دیر تک تیز نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا اسکے چہرے پر شکوے گلے تھے پھر وہ بول پڑا۔

میرے بھائی اس سلسلے میں میں تمہاری کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں۔ بہرحال پہلے تم اپنا تیسرا مسئلہ پیش کرو۔ اس کے بعد میں فیصلہ دوں گا۔ کہ وہ مسئلہ کس نوعیت کا ہے جس کی بناء پر تم لشکریوں کی تربیت کا کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ وہ مسئلہ سننے کے بعد پھر میں اپنا آخری فیصلہ دوں گا اب تم اپنا آخری مسئلہ پیش کرو۔

مخیدون جس وقت سقارہ کے اہرام میں ہم عدسنیہ کی می کو دیکھنے کے لیے گئے تھے اس دوران میں نے تم سے کہا تھا کہ میں سقارہ کے صحرا میں اہرام کے قریب جو بستی ہے وہاں آباد ہونا پسند کروں گا مخیدون میرے بھائی تم جانتے ہو عدسنیہ کو چونکہ انتہائی کرب کی حالت میں مارا گیا تھا پہلے اس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا جس وقت وہ انتہائی اذیت اور کرب کی حالت میں تھی اسکا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا لہذا اس کی روح اسی کرب کی حالت میں سکون کو تلاش کرتی بھٹکتی پھر رہی ہے۔ تم یہ بھی جانتے ہوں گے صحرائے سینا میں جس وقت میرا گھوڑا بھاگ گیا تھا اور میں انتہائی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں تھا عدسنیہ نے ہی میری مدد کی تھی۔ اس کی روح ہی صحرائے سینا کے لق و دق صحراؤں میں میرے کام آئی میرا گھوڑا ایک جھاڑی کے ساتھ باندھا اس وقت مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ عدسنیہ کی روح ہے اس لیے کہ وہ چاندنی رات میں کسی لڑکی کے سفید آنچل کی طرح میرے

سامنے نمودار ہوئی تھی اور پھر ٹیلوں کی اوٹ میں جانے کے بعد غائب ہو گئی تھی۔

اس کے بعد دوسری بار وہ سقارہ کے صحرا میں ٹیلوں کے پاس نمودار ہوئی اس وقت تم لوگ بھی میرے ساتھ تھے۔ پھر جب میں نے منت کرنے کے انداز میں اس سے مخاطب ہو کر اسے رکنے اپنا آپ ظاہر کرنے کے لیے کہا تو تم جانتے ہو اس نے مڑ کر دیکھا تھا وہ عدسنیہ تھی۔ میں سقارہ کی بستی میں اس لیے آباد ہونا چاہتا ہوں کہ میں اگر ہر روز نہیں تو دوسرے تیسرے روز سقارہ کے اہرام میں داخل ہو کر عدسنیہ کی ممی کو دیکھ سکوں۔ پھر یہ بھی کہ وہاں دلیسان میرے پاس ہو گا تم جانتے ہو عدسنیہ کو مجھ سے کتنا پیار تھا اس سے بڑھ کر اسے اپنے بچے سے پیار تھا۔ لہذا مجھے امید ہے کہ اس کی روح مجھے اور دلیسان کو دیکھنے کے لیے ضرور سقارہ کے اہرام میں نہیں تو سقارہ کے صحرائی ٹیلوں میں ضرور نمودار ہوا کرے گی اس طرح عدسنیہ کو دیکھ لینے سے میرے دل کو ایک اطمینان اور تسلی ہو جایا کرے گی۔

اس سلسلے میں سقارہ سے اختاتون شہر کی طرف آتے ہوئے راستے میں ہی میں نے اپنی بیوی نیمیا سے بھی تفصیل کے ساتھ گفتگو کی تھی۔ وہ بھی اس بات پر آمادہ ہے کہ ہمیں سقارہ کی بستی میں آباد ہو جانا چاہیے وہاں کوئی حویلی لے کر مستقل رہائش اختیار کر لینی چاہیے۔

مخیدون جب میں اپنی بیوی نیمیا اپنے بچے دلیسان کے ساتھ سقارہ کی اس بستی میں آباد ہو جاؤں گا تو میرے لیے ممکن نہیں رہے گا کہ میں اختاتون شہر میں پرانے لشکر کو استوار کرنے کے ساتھ نئے بھرتی ہونے والے لشکریوں کی تربیت کا کام سرانجام دے سکوں اب بتاؤ میرے بھائی اس سلسلے میں تم کیا فیصلہ دیتے ہو۔ یہ ساری تفصیل کہنے کے بعد یرمیجا بڑے غور سے مخیدون کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

مخیدون کچھ دیر تک سوچتا رہا مسکراتا رہا پھر اس کی آواز سنائی دی۔

اس سلسلے میں میں اپنا فیصلہ محفوظ رکھتا ہوں پہلے میں اپنے لواحقین جو یہاں بیٹھے ہیں ان سے تمہارے اس ارادے سے متعلق مشورہ کرتا ہوں پھر میں اپنا آخری فیصلہ سناؤں گا اور یاد رکھنا جو فیصلہ میں سناؤں گا اس پر عملدرآمد بھی ہو گا اور میرے بھائی اس کے خلاف تم کوئی آواز بھی بلند نہیں کرو گے سب سے پہلے میں اپنے بزرگ اور محترم زرمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

مخیدون تھوڑی دیر رکا پھر زرمون کو مخاطب کر کے وہ بول اٹھا۔

زرمون آپ یرمیحا کے سسر بھی ہیں اس لحاظ سے اس کے باپ کی جگہ ہیں میں بھی آپ کو اپنے باپ ہی کی جگہ خیال کرتا ہوں لہذا ان حالات میں آپ ہم دونوں کے سرپرست ہیں اس رشتے کو مد نظر رکھتے ہوئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کو فیصلہ دیں کہ یرمیحا کو نیمیا کے ساتھ اختاتون شہر میں رہ کر لشکریوں کی دیکھ بھال کرنی چاہیے یا مجھے اکیلا اور تنہا چھوڑ کر سقارہ کی بستی میں جا آباد ہونا چاہیے۔

مخیدون کے اس سوال پر زرمون نے باری باری وہاں بیٹھے سب پر نگاہ ڈالی پھر مخیدون کی طرف دیکھا۔

مخیدن میرے بیٹے تو نے مجھے ایک عجیب سی الجھن اور الجھاؤ میں مبتلا کر دیا ہے۔ دیکھ میرے بچے میرے بیٹے میں کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا جو میرے بیٹے یرمیحا اور میری بیٹی نیمیا کی خواہشات کے خلاف ہو عزیز مخیدون تم جانتے ہو نیمیا میری سب کچھ ہے بیٹا بھی ہے بیٹی بھی ہے اس لحاظ سے یرمیحا مجھے بے حد عزیز ہے لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ نہ ہی لیا جائے تو اچھا ہے اس لیے کہ اگر میں نے اپنے دل کی بات کہی تو یقیناً یہ بات اگر یرمیحا اور میری بیٹی نیمیا کے ارادوں میں حائل ہوئی تو یہ برا مانیں گے

آپ کی بات کا کوئی برا نہیں مانتا آپ اپنے دل کی بات کہیں ۔ میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ جو فیصلہ یرمیحا اور نیمیا کریں گے وہ آخری نہیں ہوگا بلکہ جو فیصلہ ہم سب مل کر کریں گے آخری وہ ہوگا۔ آپ نیمیا اور یرمیحا دونوں کے ارادوں اور خواہشوں کی پرواہ نہ کریں بس اپنے دل کی بات کہیں مخیدون نے ایک طرح سے زرمون کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔ جواب میں زرمون کی آواز پھر سنائی دی ۔

مخیدون اگر یہ بات ہے تو سن میری خواہش ہے کہ یرمیحا اور نیمیا اختاتون شہر کے قصر میں اپنی کمروں کے اندر قیام کریں جہاں میری بیٹی عدینہ اور یرمیحا رہا کرتے تھے یوں جانو یہ میری خواہش میری خوشی ہے آگے فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے تم نے میرے دل کی بات پوچھی سو میں نے کہہ دی ۔

زرمون کا جواب سن کر مخیدون خوش ہو گیا تھا پھر اس نے زربال اور اس کے

پھر آئی کی طرف دیکھتے ہوئے انہیں مخاطب کیا۔
زربال میری بہن آئی میرے بزرگ آپ دونوں کا فیصلہ بھی میرے لیے بڑی
اہمیت رکھتا ہے میں آپ کی بھی رائے جاننا چاہوں گا کہ آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے
محترم آئی پہلے آپ بولیں آئی جواب میں جھٹ بول پڑا۔
میں اس سلسلے میں کچھ کہنا پسند نہیں کروں گا جو فیصلہ زربال کا ہے وہ ہی
میرے لیے آخری ہے اس موقع پر زربال بھی فوراً بول پڑی۔
مخیدون یرمیحا کی میرے دل میں جو قدر اور منزلت ہے۔ شاید وہ کوئی نہیں جانتا
سب لوگوں کو علم ہے کہ ہم بہنوں کا کوئی بھائی نہیں تھا عدینہ ہی کو ہم اپنی بہن اپنا بھائی
خیال کرتے رہے پھر جب عدینہ نے یرمیحا سے شادی کر لی تو بھائی کی حیثیت سے میری
نگاہیں یرمیحا پر جمی رہتی تھیں میں اسے اپنے سگے بھائیوں جیسا سمجھتی ہوں اب جبکہ عدینہ
نہیں ہے۔ تو میری خواہش ہے یرمیحا قصر میں قیام کرے اس کے یہاں ہوتے ہوئے میں
یہاں سمجھوں گی کہ میری بہن عدینہ نیمیا کی صورت میں اس کے ساتھ رہ رہی ہے ویسے بھی
مصر کے لشکریوں کو بہترین تربیت یافتہ کرنے کے لیے یرمیحا کا یہاں رہنا انتہا درجہ کا
ضروری ہے۔
یہ میرے دل کی آواز نہیں بلکہ اس موقع میں اپنے بھائی مخیدون سے پرزور بلکہ
احتجاجی انداز میں کہوں گی کہ ان دونوں میاں بیوی کو ہر صورت میں اختاتون شہر میں رہنا
چاہیے اور سقارہ کی بستی میں جا کے گوشہ نشینی نہیں اختیار کرنی چاہیے۔ پھر یہاں عدینہ کا
بیٹا دیسان ہے یوں جانو اب یہ بچہ میری آنکھوں کا تارا میری بصیرت کا نور ہے اب میں اسے
دیکھے بغیر کیسے رہ سکوں گی لہذا میری گزارش میری التماس دونوں نیمیا اور یرمیحا سے ہے کہ
وہ سقارہ کی بستی میں حویلی خرید کر رہائش رکھنے کا ارادہ ترک کر دیں اور یہیں ہمارے پاس
اختاتون شہر میں رہیں۔
زربال کا جواب سن کر بھی مخیدون خوش ہو گیا تھا پھر مخیدون نے اپنی بیوی
یوریما کی طرف دیکھا۔
یوریما اس سلسلے میں تم بھی اپنے خیالات کا اظہار کرو۔ تم کچھ عرصہ جبلہ شہر
میں یرمیحا اور نیمیا کے ساتھ رہ چکی ہو ان کے اخلاق ان کے اطوار سے بھی خوب واقف ہو

لہذا اس سلسلے میں تمہاری رائے کو بھی بڑی اہمیت دی جائے گی۔ جواب میں یوریما تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی پھر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

اس موقع پر میں آپ سے تو کچھ نہیں کہوں گی اپنی بہن نیمیا اپنے بھائی یرمیحا سے گزارش بلکہ التماس اور التجا کروں گی کہ یہ کسی بھی صورت سقارہ کی طرف نہ جائیں یہاں ہمارے پاس رہیں ہمیں ان کی ضرورت ہے یا یوں جانیں ان کے بغیر ہم اپنی ذات کی موجودگی کو برقرار نہیں رکھ سکتے اس بناء پر میں ان سے پرزور التجا کروں گی کہ یہ اپنا ارادہ ملتوی کریں اور یہیں اختاتون شہر کے قصر میں ہمارے ساتھ قیام کریں اسی میں ہم سب کا سکون اسی میں ہم سب کی تشفی اور آسودگی ہے۔

یوریما کے خاموش ہونے پر مخیدون تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا ساتھ ہی ساتھ کچھ سوچتا رہا شاید وہ اپنا آخری فیصلہ صادر کرنے کے لیے مناسب الفاظ تلاش کر رہا تھا پھر اس کمرے میں مخیدون کی آواز گونج گئی تھی۔

یرمیحا اور نیمیا سنو! جو کچھ میں کہنے والا ہوں غور سے سنو تم نے دوسرے لوگوں کے اپنے متعلق خیالات بھی سنے ان کا بھی جائزہ لے لیا ہوگا ان ہی خیالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں آخری فیصلہ کرنے لگا ہوں یرمیحا میرے بھائی اس سلسلے میں کوئی اعتراض کھڑا نہ کرنا نیمیا کو میں جانتا ہوں اسے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا نیمیا اگر سقارہ کی اس بستی میں جا کر رہنا چاہتی ہے تو صرف یرمیحا میرے بھائی تمہاری وجہ سے ہے ورنہ وہ یقیناً اختاتون شہر کو فوقیت دیتی اب میرا بھی فیصلہ سنو۔

یرمیحا میں تمہاری خواہش تمہارے ارادے کا بھی احترام کروں گا تمہارے لیے سقارہ کے اہرام کے قریب جو بستی ہے اس میں تمہارے لیے میں ایک بہترین اور انتہائی عمدہ اور شاندار حویلی کی تعمیر کا بندوبست کرتا ہوں۔ لیکن تمہاری مستقل رہائش اختاتون شہر میں ہی ہوگی تاہم کبھی کبھی اس حویلی میں جا کر تم نیمیا اور اپنے بیٹے کے ساتھ قیام کر لیا کرنا اور سقارہ کے اہرام میں جا کر عدنیہ کی ممی کو دیکھ لیا کرنا ایسے موقعوں پر میں بھی تمہارے ساتھ ہوا کروں گا زربال اور آئی بھی وہاں جائیں گے اور میری بیوی یوریما بھی ساتھ ہوا کرے گی۔ اسطرح ہم سب چند محافظ دستوں کے ساتھ وقفے وقفے سے وہاں جایا کریں گے چند دن وہاں اس حویلی میں قیام کیا کریں گے پھر لوٹ آیا کریں گے ویسے یرمیحا

تمہارا مستقل قیام انہی کمروں میں ہوگا جہاں تم اس سے پہلے عدینہ کے ساتھ رہا کرتے تھے شکریوں کی ساری تربیت اور از سر نو تنظیم میں تمہارے سپرد کرتا ہوں یہ کام تمہارے علاوہ کوئی اور احسن طریقے سے انجام دے ہی نہیں سکتا۔ میرے بھائی اس سلسلے میں اب کوئی گفتگو نہ کرنا جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے یہ آخری ہے حرف آخر ہے اسی پر عمل ہوگا۔

مخیدون کی اس گفتگو کا جواب یر میحا دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی وقت چند مسلح دان بھاگتے ہوئے وہاں آئے وہ سارے مخیدون کے رازدار اسکے اپنے آدمی اسکے مخبر اور طلایہ ر تھے پھر قبل اس کے مخیدون ان سے کچھ پوچھتا ان میں سے ایک بدحواسی میں بول پڑا۔

عظیم مخیدون ہم آپ کے لیے ایک بری خبر لے کر آئے ہیں لشکر گاہ سے چند سالا جو کیرتون اور اختاتون کے حامی تھے وہ لشکر کے ایک حصے کو لے کر تھبیس شہر کی طرف ھاگ گئے ہیں انکا ارادہ یہ ہے کہ تھبیس شہر میں محصور ہو کر وہ آپ کے حامیوں کا مقابلہ ریں گے اور آپ کو زیر کرنے کے بعد مصر میں پھر راع دیوتا کی فوقیت کو بحال کر دیں گے گر آپ لوگوں نے ان باغیوں کے خلاف بروقت کوئی قدم نہ اٹھایا تو یاد رکھیے دن بدن ن کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور یہ مصر میں ہمارے لیے سردردی کا باعث بن سکتے یں۔

یہ خبر سنتے ہی مخیدون تڑپ کر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر یر میحا کی طرف اس نے یکھا تم تو مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر سقارہ کی بستی کی طرف جا رہے تھے یہاں دیکھو کیا حالات یدا ہو رہے ہیں۔ کیا تم مجھے ان عناصر کے خلاف اکیلا چھوڑ دینا چاہتے ہو جو کیرتون اور ختاتون نے راع دیوتا کے عقیدت مندوں کی صورتیں لشکر میں شامل کر دیئے ہیں۔ یرے بھائی جب تک ان لوگوں کو ہم زیر نہیں کریں گے یاد رکھنا مصر میں یہ ہمیں آرام ر چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ اب اٹھو لشکر کی تیاری کریں آنے والی صبح یہاں سے ھبیس کی طرف کوچ کریں اور باغیوں کو ہر صورت میں اپنے سامنے زیر کر کے ان کو ایسی ی سزا دیں کہ آئندہ مصر میں کسی کو سر ابھارنے اور بغاوت و سرکشی کرنے کی جرات نہ ہو دونوں کی غیر موجودگی میں بزرگ زرمون آئی اور زربال حکومت کے امور کی دیکھ بھال یں گے۔ نیمیا اور یوریما دونوں ہمارے ساتھ لشکر میں شامل ہوں گی۔ میرے خیال میں ب وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے مجھے اور تمہیں لشکر گاہ کی طرف جانا چاہیے اور اپنے اس لشکر

کو استوار کرنا چاہیے جس کے ساتھ ہم نے کل اختاتون سے تھبیس کی طرف کوچ کرنا ہے۔
مخیدون کی اس تجویز سے یرمیحا نے اتفاق کیا پھر وہ دونوں تو لشکر گاہ کی طرف
چلے گئے تھے باقی سب کو لے کر زربال آئی اور زرمون قصر کی طرف جا رہے تھے۔ اگلے رو
صبح ہی صبح مخیدون اور یرمیحا ایک لشکر لے کر تھبیس کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ نیمیا او
یوریما بھی ان کے ساتھ لشکر میں شامل تھیں۔

یرمیحا اور مخیدون دونوں اپنے لشکر کے ساتھ تھبیس شہر سے لگ بھگ دس
یل کے فاصلے پر پہنچے ہوں گے کہ رات کی گہری تاریکی میں یرمیحا نے مخیدون کو لشکر روکنے
اشارہ دیا یہ اشارہ ملتے ہی مخیدون نے پلٹ کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور بلند آواز میں
نکر کو اس نے رکنے کا حکم دیا مخیدون کی آواز سنتے ہی لشکر جہاں تھا وہیں رک گیا مخیدون
ر یرمیحا نے بھی اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچتے ہوئے انہیں روک لیا تھا اسکے ساتھ ساتھ
بیا اور یوریما بھی اپنے گھوڑوں کو روک چکی تھیں۔

اس کے بعد مخیدون نے فکر انگیز آواز میں یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

بھائی خیریت تو ہے تم نے لشکر کو روک دینے کا اشارہ کیوں دیا جواب میں
وڑی دیر سر جھکا کر یرمیحا نے کچھ سوچا اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔

مخیدون دیکھ تھبیس شہر میں محصور باغیوں سے نمٹنے کے لیے ہمیں کسی لائحہ
مل کسی طریقہ کار سے کام لینا ہو گا اگر ہم نے ایسے ہی جا کر محاصرہ کر لیا تو یاد رکھنا تھبیس
ہر کے اندر ہمارے پہنچنے تک انہوں نے خوراک کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا ہو گا اگر ہم دونوں
ھائی آگے جا کر شہر پناہ کا محاصرہ کر لیتے ہیں۔ تو یہ محاصرہ طول بھی پکڑ سکتا ہے اور محاصرے
طول پکڑنا ہمارے لیے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لیے کہ دوسرے شہروں میں
کیرتون کی حامی قوتیں ہیں وہ بھی سر اٹھا سکتی ہیں اس طرح جگہ جگہ ہمارے خلاف
رشیں اور بغاوتیں کھڑی ہو سکتی ہیں۔ لہذا تھبیس میں اٹھنے والی بغاوت اور شورش کو

ہمیں وقت ضائع کئے بغیر سر کر لینا چاہیے میرا لائحہ عمل یہ ہے کہ آج رات ہی رات باغیوں کا سر کچل کر انہیں عبرتناک سزا دے دی جائے اور اس سزا کو مخبروں اور طلایہ گردں دستوں کے ذریعے ساری سلطنت میں مشہور کرا دیا جائے تاکہ کسی بھی باغی کو آئندہ سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔

میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں تھبیس شہر کا محاصرہ کر کے آج رات ہی رات باغیوں کا خاتمہ کرنے اور انہیں کچل دینے کے سلسلے میں تمہارے پاس کوئی لائحہ عمل ہو تو میرے بھائی کہو میں جانتا ہوں تم جو بھی تجویز پیش کرو گے وہ قابل عمل ہو گی۔ اور اس پر عمل کرتے ہوئے ہم وقت ضائع کئے بغیر باغیوں اور سرکشوں کو کچل کے رکھ دیں گے۔ مخیدون نے راتکی گہری تاریکی میں بڑے غور سے یرمیحا کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

مخیدون! ہمیں یہاں سے دو اقدام کرنے چاہیں پہلا یہ کہ تھبیس شہر تک اپنے کچھ مسلح جوانوں اور مخبروں کو پھیلا دینا چاہیے یہاں سے تھبیس شہر تک جو بھی مشکوک شخص نظر آئے اسکا خاتمہ کر دیا جائے باغیوں کا اگر کوئی مخبر ہو تو اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تاکہ کوئی بھی ہماری خبریں تھبیس شہر میں باغیوں تک نہ پہنچا سکے۔

دوسرا اقدام جو ہمیں اٹھانا ہے وہ یہ کہ لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لینا چاہیے مخیدون میرے بھائی ایک لشکر کو لے کر تم تھبیس شہر کی طرف کوچ کر جاؤ۔ تم تھبیس شہر کے شمالی حصے کی طرف پڑاؤ کرنا۔ شمالی حصے ہی کی طرف سے شہر پر حملہ آور ہو جانا۔ دہاں پہنچتے ہی پہلے پڑاؤ کرنا اس کے بعد بار بار رسوں کی سیڑھیاں پھینکتے ہوئے تیر اندازی کرتے ہوئے تم شہر پناہ پر چڑھنے کی کوشش کرنا۔ تمہارا مقصد شہر کی فصیل پر چڑھنا نہیں بلکہ ایسا کر کے زیادہ سے زیادہ دشمن کو اپنے ساتھ مصروف جنگ رکھنا ہے۔

میرے بھائی تھبیس شہر جنوب میں ہے۔ اختاتون شہر اس کے شمال میں ہے لہذا باغیوں کو صرف شمال ہی کی طرف سے خطرہ ہو گا۔ اور وہ یہی سمجھیں گے کہ جس قوت نے بھی ان پر حملہ آور ہونا ہے اختاتون سے لیعنی شمال کی طرف سے آئے گی۔ جنوبی سمت وہ کچھ زیادہ دھیان نہیں دیں گے اس لیے کہ اس سمت سے انہیں کسی طاقت کسی قوت کی طرف سے کوئی خدشہ کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ لہذا جنوبی سمت وہ اپنے لشکر کا کم حصہ رکھیں گے اور ہو سکتا ہے کہ جنوب کی طرف وہ صرف اپنی نگہداری رکھیں اور کوئی بڑی قوت شہر پناہ

کے جنوبی حصے پر متعین نہ کریں۔

تمہاری روانگی کے تھوڑی دیر بعد تک میں یہیں رکا رہوں گا۔ پھر جب تم کچھ فاصلہ طے کر لو گے تب میں بھی اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کروں گا۔ میں دریائے نیل کا کنارہ چھوڑ دوں گا۔ اور دائیں طرف صحرائی پٹی میں سے ہوتا ہوا تھبیس شہر سے ہٹ کر اسکے دائیں جانب سے گزرتا ہوا جنوب کی سمت نکل جاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ اتنی دیر تک تم دشمن کو اپنے ساتھ اچھی طرح مصروف جنگ کر لو گے اور دشمن کی پوری کوشش اس کی پوری توجہ اور اس کی پوری طاقت تمہاری طرف لگی ہو گی ایسے موقع پر میں جنوب کی طرف سے حملہ آور ہوں گا۔ رسوں کی سیڑھیوں کی مدد سے میں فصیل پر چڑھنے کی کوشش کروں گا اگر ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو مخیدون میرے بھائی بہت جلد باغیوں کا خاتمہ کر کے تھبیس شہر کو ہم باغیوں سے بالکل پاک کر دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یر میحا رک گیا تھا اس کے بعد دوبارہ اسکی آواز سنائی دی جو کچھ میں نے کہنا تھا کہہ چکا۔ جو تجویز جو لائحہ عمل میرے ذہن میں تھا وہ تمہارے سامنے کہہ چکا۔ اب اس سلسلے میں آخری فیصلہ تمہارا ہی ہو گا۔ جواب میں تھوڑی دیر تک مخیدون مسکراتا رہا پھر کہنے لگا۔

تمہاری تجویز تمہارا لائحہ عمل ہمیشہ تمہارے بھائی مخیدون کے لیے آخری رہا ہے یہ جو تجویز تم نے پیش کی ہے۔ یہ بھی آخری ہے۔ اب اس پر عمل کر کے مجھے امید ہے کہ ہم تھبیس شہر کو باغیوں اور سرکشوں سے پاک کر دیں گے۔ میرے بھائی میرے عزیز میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ آج رات ہی باغیوں کا سر کچل دینا چاہیے اس لیے کہ اگر محاصرے نے طول پکڑا تو دوسرے شہروں میں بھی ہمارے خلاف بغاوتیں کھڑی ہو سکتی ہیں۔ اس طرح جگہ جگہ اگر ہمارے خلاف بغاوتیں اٹھتی ہیں تو ہمارے لیے مصیبتوں اور ابتلاؤں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ اٹھ کھڑا ہو گا۔ جن پر قابو پانا اگر ہمارے لیے ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہو جائے گا۔ لہذا میرے بھائی تیرے اور میرے درمیان یہ امر طے شدہ ہے کہ میں ابھی تھبیس شہر کی طرف کوچ کروں گا تم تھوڑی دیر بعد صحرا کے اندر لمبا چکر کاٹتے ہوئے تھبیس شہر کے مغرب سے ہوتے ہوئے جنوب کی طرف نکل جانا اور اپنی کاروائی کی ابتدا کر دینا میرے خیال میں اب ہم دونوں بھائیوں کو اس تجویز پر عمل

شروع کر دینا چاہیے۔

یرمیحا نے مسکراتے ہوئے مخیدون سے اتفاق کیا۔ پھر وہاں کھڑے ہی کھڑے لشکر کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصے کو مخدون لے کر کوچ کر گیا تھا جبکہ اس کی روانگی کے تھوڑی دیر بعد یرمیحا اور نیمیا دونوں میاں بیوی بھی اپنے حصے کے لشکر کو لے کر آگے بڑھے تھے۔ دریائے نیل کا کنارہ انہوں نے چھوڑ دیا۔ مغرب کی طرف وہ صحرائی پٹی میں داخل ہوئے آگے بڑھتے ہوئے وہ تھبیس شہر کے مغرب سے گزرتے ہوئے شہر کے جنوب کی طرف جا رہے تھے۔

OOO

رات بڑی تیزی سے بھاگتی جا رہی تھی۔ دور تک آسمان پر ستاروں کی ہلکی سی روشنی رقص کناں تھی۔ گو رات بے چاند تھی۔ ستاروں کی ہلکی سی روشنی کے سوا چاروں طرف گہری تاریکیاں تھیں۔ زنجیروں میں جکڑا وقت ہر شئے کی حدیث دل سنتا بھاگا چلا جا رہا تھا۔ چاروں طرف فقیر راہ نشین۔ غم و حزن۔ خوف و رجا جیسی خاموشی تھی۔ لگتا تھا ہر شئے فکر و فاقہ سے بے نیاز۔ دل سلیم۔ عزم صمیم۔ راہ مستقیم اور جہد عظیم رکھنے والے کسی نقش گر۔ کسی انیس۔ کسی محرم۔ کسی کیمیا گر کے انتظار میں ہو۔ ہفت افلاک کے افق کی رفعتوں پر کٹی شاخوں کے قصوں۔ خوف و وحشت کی پیوندکاری۔ اور تنہائیوں کی محفلوں سی چپ طاری تھی۔

اس حالت میں مخیدون اپنے لشکر کے ساتھ تھبیس شہر کے قریب پہنچا اور شہر سے ذرا فاصلے پر ہی اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ مخیدون کا حکم سنتے آن کی آن میں اس کے لشکریوں نے وہاں پڑاؤ کر لیا تھا۔ پھر اپنے پڑاؤ سے آگے بڑھتے ہوئے مخیدون شہر پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اس کے لشکری اپنے ساتھ رسوں کی سیڑھیاں اٹھائے ہوئے تھے۔ تاکہ شہر کی فصیل پر رسوں کی سیڑھیاں پھینکتے ہوئے دشمن کو اپنے ساتھ جنگ میں مصروف رکھا جائے۔ اور یرمیحا کو تھبیس شہر کے جنوبی حصے سے فصیل پر چڑھنے اور دشمن پر قابو پانے کا موقع مل جائے۔

مخیدون اور یرمیحا کا یہ لائحہ عمل بڑا اچھا تھا۔ اور اگر اس پر وہ عمل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو یقیناً لمحوں کے اندر وہ تھبیس شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔

لیکن باغی سالاروں نے جو اپنے لشکر کے ساتھ تھبیس شہر میں محصور ہو گئے تھے ۔ مخیدون اور یرمیحا کے اس سارے لائحہ عمل پر پانی پھیر دیا۔ اس لیے کہ جس وقت پڑاؤ کرنے کے بعد مخیدون اپنے لشکر کے ساتھ شہر کی فصیل پر حملہ آور ہونے کے لیے آگے بڑھا تھا عین اسی وقت باغی سالار اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے شمالی دروازے سے افسردہ کارگاہ وجود میں بساط عفت و عصمت الٹ دینے والے طوفانوں کی طرح نکلے ۔ پھر وہ شور حقیقت ۔ نبض فطرت میں اجل کی راز کشا کشا کشی اور نئے آئینوں میں پرانے اور قدیم عکس کی طرح ناچ اٹھنے والی طلب غنیم کی طرح مخیدون اور اس کے لشکریوں پر حملہ آور ہو گئے تھے ۔

یہ حملہ ایسا اچانک اور زور دار تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے مخیدون کو اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹا اور پسپا ہونا پڑا۔ اس موقع پر ایسا لگ رہا تھا جیسے رات کی تاریکی میں باغی سالار اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو کر مخیدون اور اس کے لشکریوں کو نقش برآب ۔ رقم بر ریت عرصہ خواب اور بکھرتے رازوں کی طرح تہس نہس کر کے رکھ دیں گے ۔

لیکن مخیدون بھی جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا وہ دشمن کے اس اچانک حملے کو تھوڑی دیر تک برداشت کر گیا۔ پیچھے ہٹ کر سنبھلا۔ اسکے بعد اپنے لشکر کی تنظیم درست کرنے کے بعد اس نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ رگوں میں لہو منجمد کر دینے والے عمر کے سارے لمحوں کو سمیٹتی تلخیوں ۔ میدان کارزار کو خونی لمحوں سے جل تھل کر دینے والے موت کے حزن خیز دھندلکوں کی قضا لمحوں اور اجل مناظر کی تشکیل کرتے ہزیمت کی کہر جیسے بھنور کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ مخیدون کا یہ حملہ بھی ایسا زور دار تھا کہ باغی سالاروں کو تھوڑی دیر کے لیے بوکھلاہٹ میں مبتلا کر کے رکھ دیا تھا۔ اور وہ جارحیت کو بھول کر دفاع پر اتر آئے تھے ۔

اس وقت تک یرمیحا بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تھبیس شہر کے جنوبی حصے میں پہنچ چکا تھا اور پھر جس وقت باغی سالاروں نے شہر سے نکل کر حملہ کیا تھا۔ مخیدون نے اس کی اطلاع یرمیحا کو بھی کر دی تھی ۔ اب جس وقت مخیدون نے دشمن کے خلاف جوابی کاروائی کی تھی عین اسی لمحہ ایک اور انقلاب برپا ہوا اور وہ یرمیحا کا حملہ تھا۔ یرمیحا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سوالوں کی تیغ بستہ خاموشی اور روز و شب میں رواں انجانی ۔ ناآشنا اور بے کراں ابد کی ساعتوں کی طرح جنوب سے شمال کی طرف بڑھا۔ پھر اس نے دشمن کی

پشت کی طرف سے اس کے آدرش کے بنتے پھیلتے حبابوں کی تحریک کو بگاڑتی ۔ منزل کے موہوم تعین کو ختم کرتی ۔ بے معنویت پھیلاتی اندھی مسافت اور حزن و ملال کی شدت پھیلاتی نفرتوں کی مہیب آگ کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

اب باغی بری طرح پسنے لگے تھے ۔ سامنے کی طرف سے مخیدون ان کو تہہ تیغ کرتا جا رہا تھا۔ پشت کی جانب سے یریمیا بڑی تیزی سے ان کی تعداد میں کمی کرنے لگا تھا ۔ مخیدون کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ پشت کی جانب سے دشمن پر یریمیا حملہ آور ہو چکا ہے ۔ اور یہ خبر اس نے اپنے سارے لشکریوں میں پھیلا دی تھی ۔ جس کے نتیجے میں اس کے لشکریوں کا حوصلہ ایسا بڑھا کہ وہ باغیوں کی صفوں میں رات کی تاریکی میں گھس کر انکا قتل عام کرنے لگے تھے

اس دو طرفہ حملے سے میدان جنگ کی حالت دیار بے سروسامان ۔ لٹی لٹی حیات کے ساحلوں ۔ سر صحرا ایستادہ بین کرتے تنہا اور اکیلے شجر جیسی ہو کر رہ گئی تھی ۔ بے قرار روحیں جسموں کی گرفت سے آزاد ہونے لگی تھیں ۔ میدان جنگ میں موت دیمک اور کیڑوں کی طرح سرسرانے لگی تھی ۔ پھر آہستہ آہستہ باغی لشکر کی حالت کثیر وعدوں قلیل عمروں میں سکڑتے لمحوں ۔ سرد مہری کی شب اور تماشہ گاہ تمنا میں روٹھی خواہشوں کی طرح ہونے لگی تھی ۔ جب باغی سالاروں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ اب یہ دو طرفہ حملہ برداشت نہیں کر سکتے اور اگر جنگ جاری رکھی گئی تو یہ دو طرفہ حملہ بری طرح ان کا قتل عام کر دے گا۔ لہذا بچے کھچے لشکر کو لے کر وہ سمتوں کے تعین سے بے بہرہ راستوں کی شناسائی اور بے خبر اندھے اونٹ کی طرح مڑے اور شہر میں داخل ہوئے مخیدون اور یریمیا بھی اپنے لشکروں کے ساتھ ان کے پیچھے پیچھے شہر میں داخل ہو گئے تھے ۔

شہر کے اندر ایک بار پھر رات کی تاریکی میں گھمسان کا رن پڑا۔ جس کے نتیجے میں باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا گیا اور باغیوں کے جو سرکردہ سالار تھے جنہوں نے لوگوں کو بغاوت پر اکسایا اور ابھارا تھا انہیں زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

جب اگلے روز سورج طلوع ہوا تب گرفتار ہونے والے باغی سالاروں اور راہنماؤں کو فرعون مخیدون کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس موقع پر یریمیا بھی مخیدون کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں کے پیچھے نیمیا اور یوریما بھی اپنی نشستیں سنبھالے ہوئے تھیں جو

باغی سالار مخیدون کے سامنے پیش کیئے گئے تھے ۔ان کی تعداد کافی تھی اور وہ ایک خاصہ بڑا گروہ تھا ۔ تھوڑی دیر تک مخیدون سر سے لے کر پاؤں تک انہیں بڑی کراہت ۔ بڑی غصبناکی اور غیض و غضب میں دیکھتا رہا۔ پھر کھولتے لہجے اور کاٹ کھانے والے انداز میں مخیدون نے انہیں مخاطب کیا۔

میں جانتا ہوں تمہیں لشکر میں کیرتون کے کہنے پر میرے چچا اختاتون نے شامل کیا تھا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم چونکہ راع دیوتا کے عقیدت مند ہو لہذا تمہاری جنگی مہارست اور تمہاری تیغ زنی کی مہارت کو نظرانداز کرتے ہوئے تمہیں لشکر میں سالاروں کے عہدوں پر متعین کیا گیا۔ صرف اس وجہ سے کہ تم کیرتون کے مخلص اس کے وفادار تھے ۔

تم لوگوں کی سب سے بڑی راہنما نیل کی ناگن تھی جو نفرت کی بھڑکتی جوالا ناآسودگی کراہتوں نفرتوں کی اڑان اور رگوں میں کھولتا زہر تھی ۔اسکے اشاروں پر اس کے کہنے پر سمنخار اور کیرتون بھی اپنے مخالفوں کے لیے نالہ آہ و فغاں ۔ گریہ شبنم ۔الم کے قصے ۔ لب سوختہ کہانیاں کھڑی کرتے رہے ۔اب تم سب نے بھی بغاوت کر کے نیل کی ناگن ۔ سمنخار اور کیرتون ہی کی پیروی کی ہے ۔ تم سب لوگ موت کی سیج سجانے والے ۔ بدلتی رتوں میں سوگ کی اداسی بھرنے والے اور سنورتے پکڑتے سورتے چہروں کو کراہوں کے روگ سے دوچار کرنے والے ہو ۔ سنو۔ نیل کی ناگن اور کیرتون نے مل کر ہماری بہن عدسیہ کو سزا دلوائی ۔ سمنخار نے اس سزا کو عملی صورت دینے میں اور اس سزا کی نوبت پیدا کرنے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ سو تم نے دیکھا ہم نے پہلے نیل کی ناگن طائی کا خاتمہ کیا۔ پھر سمنخار کا اختاتون چونکہ اپنی بیٹی عدسیہ کے متعلق غلط فیصلہ کیا تھا لہذا وہ بھی اس جہاں سے روٹھ گیا۔

اس کے بعد کیرتون بچتا تھا اسے گزشتہ شب ہم موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں ۔ ایسے ہی جیسے اس نے ہماری بہن عدسیہ کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ہم نے پہلے اس کا بازو کاٹا پھر اس کا گلا گھونٹ کر خاتمہ کر دیا۔لاش کو اٹھا کر ہم نے اختاتون شہر سے باہر چیل کوؤں کی خوراک بننے کے لیے چھوڑ دیا۔

اب تم بھی ہمارے وفادار لشکر میں بغاوت کھڑی کر کے لوگوں کو سرکشی کا

راستہ دکھا کر نیل کی ناگن سمخار اور کیر تون کی راہ پر چل نکلے ہو لیکن میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ تم سب کو ان تینوں سے بھی بد ترین سزا دوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون خاموش ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنے پہلو میں بیٹھے یرمیحا کے ساتھ سرگوشی اور انتہائی رازدارانہ انداز میں صلاح و مشورہ کرتا رہا۔ پھر وہ شاید کسی نتیجے پر پہنچ گیا تھا۔ اس لیے کہ دونوں کے چہروں پر ایک تبسم ایک سکون اور آسودگی تھی۔ پھر مخیدون سیدھا ہو کر بیٹھا اور باغی سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم سب کے متعلق میں نے جو فیصلہ کیا ہے اس فیصلے سے متعلق میں نے اپنے بھائی یرمیحا سے صلاح و مشورہ کیا۔ یرمیحا میری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہے۔ تمہاری سزا یہ ہے کہ تم سب کے سر قلم کر کے مصر کے مختلف شہروں کے دروازوں پر لٹکا دیئے جائیں تاکہ اگر باغی اور سرکش عناصر مصر میں ابھی موجود ہیں تو انہیں عبرت ہو کہ باغیوں کا انجام اور سرکشوں کا خاتمہ اس طرح ہوتا ہے۔

پھر مخیدون نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ایک چھوٹے سالار کو بلایا اس کے کان میں تھوڑی دیر تک سرگوشی کی جسے سن کر وہ سالار پیچھے ہٹ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سالار مسلح جوانوں کا ایک دستہ لے کر آیا۔ جو فوراً حرکت میں آئے باغی سالاروں کو وہ پیچھے ہٹا کر لے گئے اور ان کی گردنیں کاٹ دیں۔ مخیدون اور یرمیحا نے اپنے لشکر کے ساتھ اس وقت تک تھبیس شہر ہی میں قیام کئے رکھا۔ جب تک باغی سالاروں کے سر کاٹ کر مختلف شہروں کے دروازوں پر نہ لٹکا دیئے گئے۔ اس کام کی تکمیل کے بعد مخیدون اور یرمیحا اختاتون کی طرف لوٹ گئے تھے۔ اس طرح مخیدون اور یرمیحا نے اپنے عمل اور فعل سے مصر کے اندر ساری سرکشی اور بغاوت کے راستے بند کر دیئے تھے۔

باغیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد مخیدون اور یرمیحا کو کچھ عرصہ آرام اور سکون کا ملا اس دوران جہاں یرمیحا اور مخیدون دونوں نے مل کر نئے لشکری بھرتی کئے اور ان کی بہترین تربیت کا کام سرانجام دیا اور پہلے لشکر کے اندر جو ناپسندیدہ عناصر تھے ان کا قلع قمع کر دیا۔ اسی عرصے کے دوران یرمیحا کی خواہش پر سقارہ کے احرام کے قریب جو بستی تھی۔ یرمیحا کے لیے اسمیں ایک بہترین حویلی تعمیر کی گئی۔ اب یرمیحا اپنی بیوی نیمیا۔ مخیدون۔ یوریا اور دوسرے لواحقین کے ساتھ اکثر و بیشتر اختاتون شہر سے نکل کر اس حویلی میں قیام کرتا اور

وہاں قیام کے دوران ہر روز سقارہ کے اہرام میں داخل ہو کر عدینہ کی ممی کو دیکھا کرتا تھا۔
اس طرح وقت گزرتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز جب مخیدون اور یرمیحا اختاتون شہر سے باہر اپنے نئے بھرتی کیے جانے والے لشکریوں کی تربیت کی تکمیل کا جائزہ لے رہے تھے کہ ان کے مخبروں میں سے کچھ ان کے پاس آئے انہیں دیکھتے ہوئے مخیدون کا ماتھا ٹھنکا تھا۔ اس لیے کہ یہ وہ مخبر تھے جنہیں یرمیحا اور مخیدون دونوں نے حتیوں پر نگاہ رکھنے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا۔ جب وہ قریب آئے تو بڑی بیچینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخیدون نے انہیں مخاطب کیا۔
میرے عزیزو تمہارا اس وقت میرے پاس آنا کسی بڑی خبر کا پیش خیمہ ہے۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو کہو میرا دل کہتا ہے کہ تم حتیوں سے متعلق کوئی بری خبر لے کر آئے ہو۔
اس پر ان مخبروں میں سے ایک نے مخیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
آقا حتیوں کے بادشاہ شبل لیوماش کو اپنے بیٹے کے قتل کی خبر کئی ماہ پہلے مل چکی تھی۔ اس کے طلایہ گروں نے اسے اطلاع دی تھی کہ اسکے بیٹے اور اس کے ساتھ جو محافظ دستے تھے انہیں صحرائے سقارہ میں مصری دستوں نے حملہ آور ہو کر انہیں تہہ تیغ کر دیا تھا

شبل لیوماش اپنے بیٹے کی خبر سن کر فی الفور ہمارے خلاف حرکت میں اس لیے نہ آسکا کہ اس سے پہلے وہ آپ اور یرمیحا کے ہاتھوں دوبار جبلہ کے نواحی کوہستانی سلسلوں کے قریب شکست اٹھا چکا تھا۔ ایک بار اس نے اکیلے شکست کا سامنا کیا۔ دوسری جنگ میں اسکا باپ بھی اس کے ساتھ ہارا اور دونوں اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلے تھے۔
ان شکستوں کو سامنے رکھتے ہوئے شبل لیوماش فی الفور حرکت میں نہیں آیا۔ اپنے بیٹے کی موت کی خبر سن کر اس نے جنگی تیاریاں بڑے زور شور سے شروع کر دی تھیں چند ماہ تک وہ اس کام میں مصروف رہا۔ اب جبکہ اس کی عسکری تیاریاں اپنے عروج پر پہنچ چکی ہیں تو ایک لشکر کے ساتھ وہ اپنے مرکزی شہر خشوشاش سے نکلا ہے۔ جتنا لشکر شبل لیوماش اور اس کا باپ شبیلو لیوما پہلی دو جگہوں میں لے کر آئے تھے اس بار شبل لیوماش کے پاس اس سے دوگنا لشکر ہے۔ پہلے کی نسبت حتی بہتر تربیت یافتہ ہیں اور اچھے ہتھیاروں سے لیس ہو کر ادھر کا رخ کر رہے ہیں۔ شبل لیوماش نے تہیہ کر رکھا ہے کہ وہ مصری

حکومت سے ہر صورت میں اپنے بیٹے کا انتقام لے گا۔ مصر کے شمالی حصوں پر قبضہ کرے گا اور مصر کی حکومت کو خراج دینے پر مجبور کرے گا۔

اس مخبر کے یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر مخیدون نے اسکی طرف دیکھا۔

جس دن فرعون کی حیثیت سے مخیدون نے کسی کو خراج ادا کیا اسی روز مخیدون تخت و تاج سے دستبردار ہو جائے گا اب تم جاؤ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حتی لشکر کی نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھو اور اگر وہ اپنے لشکر کو تقسیم کرتے ہیں لشکر کے کسی حصے کو گھات میں بٹھاتے ہیں یا اپنا لائحہ عمل تبدیل کرتے ہیں تب بھی ہر بدلتی ہوئی صورتحال سے بروقت مجھے آگاہ کرنا مخیدون کا حکم پا کر وہ آنے والے طلایہ گر باہر نکل گئے تھے۔

مخبروں کے جانے کے بعد مخیدون تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے یرمیحا کو مخاطب کیا۔

یرمیحا لگتا ہے تیرا اور میرا پھر امتحان کا وقت آگیا ہے۔ میرے عزیز بھائی بے شک ماضی میں دو بار ہم حتیوں کو بدترین شکست دے چکے ہیں لیکن بقول ان مخبروں کے اس بار شبل لیوماش پہلے کی نسبت دوگنا لشکر لے کر آ رہا ہے لہذا میرے بھائی اب حتیوں کے مقابلے میں ہمیں بھی محتاط رہنا چاہیے۔ میرے بھائی حتیوں کو ہمیں کہاں روکنا چاہیے۔ کس جگہ ان کا مقابلہ کرنا چاہیے اس سلسلے میں میں تمہاری تجویز کو ترجیح دوں گا۔

یرمیحا مخیدون کے اس سوال پر تھوڑی دیر غور و فکر سوچ و بچار میں غرق رہا پھر اس نے اپنی رائے کا اظہار کرنا شروع کیا۔

جہاں تک میری فکر کام کرتی ہے ہمیں آج یا کل اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے۔ میرے عزیز بھائی ہماری خوش قسمتی ہے کہ اپنے بیٹے کے قتل کے کئی ماہ بعد شبل لیوماش ہمارے خلاف حرکت میں آ رہا ہے۔ جس وقت اس کے بیٹے کو سقارہ کے اہرام کے قریب ہم نے قتل کیا تھا۔ اگر اسی وقت شبل لیوماش ہمارے خلاف حرکت میں آ جاتا تو یقیناً ہمارے خلاف مسائل اٹھ کھڑے ہوتے۔

اس لیے کہ اس وقت تک ہم نے مصر میں امن و امان قائم نہیں کیا تھا۔ اور باغی گروہ ادھر ادھر دندنانے لگے تھے۔ اگر اس وقت شبل لیوماش حملہ آور ہوتا تو یقیناً

ہمارے لیے نقصان اور خطرے کا باعث بن سکتا تھا اس لیے کہ باہر سے وہ حملہ آور ہوتا اندر سے راع دیوتا کے عقیدت مند ہم پر ضرب لگاتے اس طرح یہ ہمیں پیس کر رکھ دیتے ۔ لیکن اب معاملہ اور ہے ۔

عزیز بھائی اب تو تم نے بالکل امن و امان اور آتشی قائم کر دی ہے ۔ باغی اور سرکش عناصر کا ہم خاتمہ کر چکے ہیں اور مصر میں آمون دیوتا کی عظمت کو بھی بحال کیا جا چکا ہے ۔ آمون دیوتا کے پجاری دن رات اپنے کام میں مصروف ہیں اور جو کوئی بھی باغی اور سرکش انہیں دکھائی دیتا ہے اس کی نشاندھی کرتے ہیں اور اس کے خلاف تادیبی کاروائی بھی کی جاتی ہے اسطرح مصر میں تو اب ہم بالکل پرسکون اور پر امن ہیں ۔ اب شبل لیوماش ہمارے لیے اتنا بڑا خطرہ نہیں بن سکتا میرے خیال میں اس جنگ میں بھی ہم اسے بدترین شکست دیں گے ۔

جہاں تک تمہارا یہ سوال ہے کہ ہمیں کس جگہ کو میدان جنگ بنانا چاہیے میرے خیال میں ہمیں آج یا کل یہاں سے کوچ کر جانا چاہیے جبلہ کے نواح میں جو کھلے میدان ہیں انہیں ہی میدان جنگ بنانا چاہیے ایک تو وہ سرحدی مقام ہے دوسرے ان میدانوں میں شبل لیوماش پر ایک نفسیاتی اثر بھی ہو گا اس لیے کہ ان میدانوں میں اس سے پہلے دو بار ہم انہیں شکست دے چکے ہیں ۔ تیسری بار بھی جنگ کی ابتدا انہی میدانوں میں ہو گی تو شبل لیوماش ہی نہیں اسکے لشکریوں کے ذہن میں بھی یہ بات ہو گی کہ یہ وہی میدان ہیں جہاں اس سے پہلے مصری دو بار انہیں بدترین شکست دے چکے ہیں میرے خیال میں وہ میدان جنگ ہمارے لیے سود مند اور حتیوں کے لیے نفسیاتی طور پر نقصان دہ ثابت ہو گا ۔

میں تمہاری اس تجویز سے تو اتفاق کرتا ہوں کہ حتیوں کے ساتھ جبلہ کے نواحی میدانوں میں جنگ ہونی چاہیے جہاں اس سے پہلے ہم انہیں شکست دے چکے ہیں ۔ پر میرے بھائی یہ تو کہو کیا تم نیمیا کو اپنے ساتھ پڑاؤ میں رکھو گے ۔ اگر تم ایسا کرو تو میں بھی یوریما کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا اور لشکر کے سالاروں اور لشکریوں کو بھی اجازت دے دوں گا کہ ان میں سے جو چاہے اپنے اہل خانہ اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے ۔ مخیدون نے بڑے غور سے یرمیحا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا جواب میں یرمیحا بھی بول پڑا

میرے بھائی نیمیا اور بچے کے ساتھ رہنے کا میں اس قدر عادی ہو چکا ہوں کہ اب میں ان کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اس جنگ میں نیمیا میرے ساتھ ہو گی میرا بیٹا دلیسان بھی میرے ہمراہ ہو گا اب وہ بھاگتا دوڑتا ہے۔ اور میری تسلی میرے سکون کا باعث ہے۔ میرے عزیز بھائی حتیوں کے ساتھ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد میں سقارہ میں اپنی حویلی میں چند روز نیمیا اور دلیسان کے ساتھ قیام کروں گا اگر تم بھی چاہو تو وہاں یوریا کے ساتھ ہمارے ساتھ رہو میں چند دن وہاں رکوں گا مخیدون تم جانتے ہو جب کبھی بھی میں یا دلیسان وہاں جاتے ہیں تو میری اور دلیسان کی خاطر عدسیہ کی روح ضرور سقارہ کے اہرام میں یا سقارہ کے صحرا میں بھٹکتی ہے جب میں اسکو دیکھتا ہوں تو یقین جانو مجھے ایک روحانی اور قلبی سکون ملتا ہے بہرحال یہ بات طے شدہ ہے کہ اس جنگ میں نیمیا اور دلیسان دونوں میرے ساتھ ہوں گے۔

مجھے تمہارے ہی فیصلے کا انتظار تھا اب جب کہ تم نیمیا اور دلیسان کو اپنے ساتھ رکھو گے تو میری بیوی یوریا بھی میرے ہمراہ ہو گی اور جو لشکر ہم ساتھ لے کر جائیں گے اسکے لشکریوں اور سالاروں کو بھی اجازت ہو گی کہ ان میں سے جو چاہے اپنی بیوی اپنے بچوں کو ساتھ لے جا سکتا ہے میرے بھائی جب تک تم میرے ساتھ ہو مجھے امید ہے میں دشمن کو دور تک دھکیلتا چلا جاؤں گا میرے بھائی آج کا دن پورا اپنی تیاری میں صرف کریں اور آنے والی شب کو آدھی رات کے قریب یہاں سے کوچ کر جائیں کچھ مزید مخبر ہم اپنے لشکر کے آگے آگے پھیلاتے چلے جائیں۔ تاکہ اگر کوئی نئی صورتحال پیدا ہو تو اس سے وہ ہمیں بروقت مطلع کرتے جائیں۔ یرمیحا میرے بھائی مجھے امید ہے کہ شبل لیوماش سے پہلے ہی ہم جبلہ کے کھلے میدانوں میں جا کے پڑاؤ کر لیں گے اور وہاں اس کا انتظار کریں گے۔

یرمیحا نے مخیدون کی اس گفتگو سے اتفاق کیا اور آنے والی آدھی شب کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ وہ اختاتون سے جبلہ کے کھلے میدانوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

اپنے لائحہ عمل کے مطابق مخیدون اور یرمیحا دونوں جبلہ کے کھلے میدانوں میں حتیوں سے پہلے ہی پہنچ گئے تھے جس روز انہوں نے جبلہ کے کھلے میدانوں میں جا کر قیام کیا اس کے دو روز بعد حتیوں کا بادشاہ شبل لیو ماش بھی اپنے جرار لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا تھا اور یرمیحا اور مخیدون کے سامنے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

اس موقع پر یرمیحا اور مخیدون اگر چاہتے تو حتیوں کے ساتھ جنگ کی ابتدا اسی وقت کر سکتے تھے جس وقت شبل لیو ماش وہاں پہنچا تھا۔ اس لیے کہ شبل لیو ماش کا لشکر تھکا ہارا تھا۔ تھکاوٹ سے فائدہ اٹھا کر یرمیحا اور مخیدون اپنے لیے فوائد حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے حتیوں کو سستانے آرام کرنے کا موقع فراہم کیا تاکہ ان کے ہاتھوں جب بعد میں انہیں شکست ہو تو وہ یہ بہانا نہ بنا سکیں۔ کہ مصری ان کی تھکاوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان پر غالب رہے اس طرح لگاتار دو دن تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن رہے دو دن بعد جنگ کے طبل حتیوں ہی کی طرف سے بجائے گئے تھے۔

جس روز صبح ہی صبح حتیوں نے اپنے لشکر میں جنگ کے طبل بجائے تھے تو ان کی طرف دیکھتے ہوئے مخیدون نے بھی اپنے لشکر میں طبل پیٹنے کا حکم دے دیا تھا۔ یہ حکم ملتے ہی مصری لشکر میں جنگ کے طبلوں کا ایک شور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ساتھ ہی یرمیحا اور مخیدون نے اپنے لشکر کی صفوں کو بھی استوار کرنا شروع کیا تھا۔ لشکر کو انہوں نے دو برابر حصوں

میں تقسیم کیا تھا۔ایک حصہ مخیدون کے پاس دوسرا حصہ یرمیحا کے پاس۔ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے شبل لیوماش نے بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ایک حصہ شبل لیوماش نے اپنے پاس رکھا دوسرا اس نے اپنے سالار اعلیٰ کی کمانداری میں دیا تھا۔

مخیدون نے شبل لیوماش کے مقابلے میں یرمیحا کو رکھا۔جبکہ اس کے سالار کے مقابلے پر خود رہا تھا۔اس طرح جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے کچھ دیر تک دونوں لشکروں میں زور زور سے جنگ کے طبل اور دفیں پیٹی جانے لگی تھیں۔

پھر حتیوں کے لشکر میں طبل بجنا بند ہو گئے۔یہ صورتحال دیکھتے ہوئے مخیدون اور یرمیحا نے بھی اپنے لشکر میں طبل بجوانے بند کر دیئے تھے۔اس کے ساتھ ہی حتیوں کا لشکر آگے بڑھا تھا۔اور حتیوں کا بادشاہ شبل لیوماشاور اس کا سالار بے نام خواہشوں کی سرگوشیوں میں اداسی کی خنک رات کے نوحوں۔موت کی اندھی چاپ۔سوچوں کی سچائی اور حقانیت کو رسوائی اور روسیاہی میں تبدیل کر دینے والی جبر کی دھول کیطرح مخیدون اور یرمیحا پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

دوسری جانب یرمیحا اور مخیدون نے بھی جوابی کاروائی کرنے میں تاخیر نہیں کی وہ بھی حتیوں پر سانسوں کی ڈوریاں کاٹتی دھند میں لپٹی کربناک اجل۔کواڑوں کی چھپی درزوں سے در آنے والی سورج کی کرنوں کے تیروں اور سایوں کی نسل نسل کو ختم کرتے زرد رتوں کے خوف کی طرح نزول کر گئے تھے۔

حتی چونکہ تعداد میں مصریوں سے بہت زیادہ تھے لہذا اس جنگ میں یرمیحا بڑی جانفروشی بڑی سرفروشی کا مظاہرہ کر رہا تھا اس لیے کہ مخیدون نے اسے شروع میں ہی کہہ دیا تھا کہ دشمن کے مقابلے میں اس کی جنگ کا انحصار یرمیحا پر قائم و دائم ہے۔مخیدون نے چونکہ جنگ کی ساری ذمہ داری یرمیحا کو سونپ دی تھی لہذا یرمیحا ایک عجیب سے جذبے ایک انوکھے ولولے میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حتیوں کی صفوں میں دور تک گھستا چلا گیا تھا۔اور جس سمت کا بھی اس نے رخ کیا اپنے پیچھے وہ حتیوں کی لاشیں لگاتا چلا گیا تھا۔

حتیوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح مصریوں کو مار بھگائیں مخیدون اور یرمیحا کو شکست دیں لیکن خود حتیوں کا بادشاہ شبل لیوماش اور اسکے لشکر کا ایک حصہ بھی عجیب سی نفسیات میں مبتلا تھا۔شبل لیوماش اور اس کے لشکر کا وہ حصہ

جس نے پہلے جنگوں میں حصہ لیا تھا وہ اپنے سامنے ایک بار پھر مخیدون اور یرمیحا کو دیکھ رہے تھے جو اس سے پہلے انہیں دو بار شکست دے چکے تھے۔ وہ اپنے آپ کو پھر انہی میدانوں میں پا رہے تھے جہاں اس سے قبل دو بار ان کے چہرے مخیدون اور یرمیحا شکستوں کی ضربوں سے داغ چکے تھے۔

شبل لیوماش نے اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح مصریوں کو پسپا کریں لیکن اسے ناکامی ہوئی اس لیے کہ یرمیحا اس کی اگلی اور بیچ کی صفوں کا مکمل طور پر صفایا کرتا ہوا حتی لشکر کے وسطی حصے میں جارحیت کی جنگ لڑ رہا تھا۔ جنگ کی بھٹی اپنے عروج پر تھی زمین پر خوف دہراسکے سنائے بکھر گئے تھے۔ سورج کا چہرہ فق ہونے لگا تھا۔ آنے والی تباہی کی فکر میں دن کی دلکشی بھی تمام ہو گئی تھی۔ جسم و جان کی تھکن اور کشف کرب چاروں طرف ناچ اٹھا تھا۔ قضا کی دھول رگوں میں خوف کا زہر اور ابد کی سرخ دھند بکھیرنے لگی تھی۔ یرمیحا اور مخیدون اسی طرح بیباکی سے دشمن پر ضربیں لگا رہے تھے اور اپنی جان لیوا ضربوں سے انہوں نے حتیوں کے آدھے لشکر کا کام تمام کر کے رکھ دیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ حتی لشکر کی حالت بجھتے آتشکدوں کی کیفیت۔ شبستانوں کے تمام ہوتے رازوں۔ شاخوں کے کانٹوں سے الجھتے پھٹے پرانے پارچہ جات۔ ضمیروں کی اونگھ اور بے حسی کی افیون جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ شبل لیوماش نے جب اندازہ لگایا کہ اس کے مقدر میں ان میدانوں میں شکست لکھی جا چکی ہے اور کوئی بھی قوت اب اس کے اوپر منڈلاتی شکست اور ریخت کو روک نہیں سکتی تب وہ شکست تسلیم کرتا ہوا اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔

مخیدون اور یرمیحا کے لشکریوں نے بھاگتے حتیوں کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ یہ تعاقب لگ بھاگ سات سے آٹھ میل تک جاری رہا اور اس دوران تعاقب کرنے والے مصریوں نے حتیوں کی تعداد مزید کم کر دی تھی۔ یوں یہ تعاقب ختم ہوا۔ اور حتیوں کا بادشاہ شبل لیوماش اپنے لشکر کا بے پناہ نقصان برداشت کرتا شکست کی ذلت و رسوائی اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔

مصری لشکر نے جس وقت اپنے آگے بھاگتے حتیوں کا تعاقب ترک کیا اور ایک جگہ جمع ہوئے تو مخیدون دنگ رہ گیا تھا۔ اس لیے کہ اس کے حصے کے لشکر کے ساتھ یرمیحا

کے لشکر نے دشمن کے لشکر کا تعاقب ضرور کیا تھا لیکن لشکر میں اس وقت یرمیحا نہیں تھا۔ یرمیحا کے متعلق مخیدون استفسار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اسی دوران یرمیحا کے لشکر کا ایک سالار اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا مخیدون کے پاس آیا اپنے گھوڑے سے اترا زمین کی طرف جھکتے ہوئے اس نے فرعون مخیدون کو تعظیم دی اسکے بعد وہ بول پڑا۔

آقا آپ یقیناً پریشان ہوں گے کہ محترم یرمیحا اپنے لشکر کی کمانداری کیوں نہیں کر رہے اور انہوں نے کیوں دشمن کا تعاقب کرنے میں آپ کا ساتھ نہیں دیا۔ اس سلسلے میں میرے پاس ایک بری خبر ہے اور وہ یہ کہ جنگ کے دوران یرمیحا بری طرح زخمی ہو گیا تھا میں اور دیگر کئی لشکریوں نے انہیں اپنے گھوڑے سے اس وقت گرتے دیکھا تھا جس وقت دشمن میدان جنگ سے بھاگا تھا اور اسکا تعاقب کرنے کے لیے نکلے تھے۔

اس سالار کے اس انکشاف پر مخیدون بے چارہ پیلا اور زرد ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر یہ اطلاع دینے والے سالار کے وہ قریب ہوا اور ٹوٹتی بکھرتی آواز میں اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

میرے عزیز جس وقت تو نے یرمیحا کو اپنے گھوڑے سے گرتے دیکھا کیوں نہیں تم لوگوں نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا۔ جواب میں وہ سالار اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے پھر بول پڑا تھا۔

آقا جس وقت یرمیحا اپنے گھوڑے سے گرا تھا اس وقت میں اور میرے کچھ ساتھی اس کی طرف لپکے تھے لیکن ہمارے دیگر کچھ ساتھیوں نے یرمیحا کو گھیر لیا تھا اور ان میں سے کچھ طبیب کو بھی بلا لائے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہم یرمیحا کے لشکر کی کمانداری کرتے ہوئے آپ کے ساتھ دشمن کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔ میرے خیال میں ہمیں فوراً جانا چاہیے اور یرمیحا کی خیریت وعافیت دریافت کرنی چاہیے۔

یہ خبر سن کر مخیدون گھبرا اور بوکھلا گیا تھا پھر اس نے فوراً اپنے لشکر کو واپسی کا حکم دیا تھا۔ لشکر جس قدر تیزی سے وہاں تک حتیوں کا تعاقب کرتے ہوئے آیا تھا اس سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ واپس میدان جنگ کی طرف جا رہا تھا۔

جس جگہ جنگ ہوئی تھی وہاں پہنچ کر مخیدون اپنے گھوڑے سے اترا پھر وہ اس سمت بھاگا تھا جہاں یرمیحا کے گرد کچھ لوگ جمع تھے۔ جب وہ اس جگہ پہنچا تو دنگ رہ گیا۔

اس لیے کہ لوگوں کے اس مجمع لوگوں کے اس گھیراؤ کے اندر زمین کی ننگی پیٹھ پر خون میں لت پت یرمیحا کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ یرمیحا کی لاش سے نیمیا لپٹ کر دھاڑیں مارتی ہوئی بین کرتی ہوئی رو رہی تھی۔ قریب ہی مخیدون کی بیوی یوریما بیٹھی دھاروں دھار رو رہی تھی۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے مخیدون کے پاؤں تلے سے زمن کھسک گئی تھی۔ اس کا سر چکرانے لگا تھا۔ آنکھوں کے سامنے تارے لہرا گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنے ایک چھوٹے سالار کا سہارا لے کر کھڑا رہا پھر آگے بڑھا اس موقع پر وہ نیچے جھک کر یرمیحا کی لاش کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ نیمیا سے بھی کچھ کہنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ ایکدم وہ رک گیا۔ اس لیے کہ عین اسی لمحہ اسے نیمیا کی آواز سنائی دی تھی وہ اپنے شوہر یرمیحا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

میرے حبیب! میرے خلیل! میرے جلیس! میرے رفیق! آپ کے بعد میں شکستہ وراثت۔ ٹوٹی ہوئی روائیتوں کی سی ہو کر رہ جاؤنگی۔ غموں کے ہجوم۔ ہجر کے بیابان سرابوں کے صحرا میرا گھیراؤ کریں گے۔ سرما کے آلاؤ کی تمازتیں۔ شعلوں اور شمعوں کی لو۔ چمکتے سورج کا دن ڈھلے کا بانکپن۔ خزاں گزیدہ اشجار کی شاخیں۔ کالے نوحوں کے تار بنتی سیاہ شب کی برہنہ میت میرا مذاق اڑاتی پھریں گی۔

آپ کے بعد کون میرے دکھوں میرے غموں کو پھیلی کہر میں سرما کی دھوپ کی طرح پی جائے گا۔ کون میرے لیے خوابوں کے تیشے لے کر سرابوں کے جزیروں کو پاٹے گا۔ یرمیحا۔ میرے ہمسفر میرے ساتھی۔ میرا جذبہ عقیدت صرف آپ کی ذات سے وابستہ تھا۔ میرے لبوں پر چاہت کی باتیں صرف آپ کے لیے تھیں۔ اب آپ کے بعد کون برف سی اجلی چادر میرے جسم پر ڈالے کرے گا۔ آپ کے بعد میرا مسکن موم کی طرح ہو جائے گا۔ اور دھوپ میں موم کے گھر کو کون پگھلنے سے بچائے گا۔ آپ کے بعد میں ساری عمر ناکردہ خطاؤں کی سزا بھگتی رہوں گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد نیمیا بے چاری تھوڑی دیر دم لینے کے لیے رکی تھی۔ اس کے بعد پھر سسکیوں ہچکیوں اور ٹوٹتی آواز اور نوحہ کرتے انداز میں وہ پھر کہہ رہی تھی۔

یرمیحا میرے مصاحب میرے ہمنشیں! آہا! آپ کے بعد کون قدیم جذبوں کو

جدید اظہار دے گا۔ گلاب چہروں کو کون خزاں کے نوحوں سے۔ بچائے گا۔ خاموشی کی دھول میں کون مجھے میری منزل کا پتہ دے گا۔ آپ کے بعد یرمیحا۔ تشدد کے راکشش انا کی ضرورتوں کا قتل کرتے رہیں گے۔

یرمیحا میرے ہمسفر آپ کے بعد میں ہر روز آشیانوں کو لوٹتے پرندوں کو دیکھتی رہوں گی پر کوئی بھی مجھے آپ کے لوٹنے کی خبر نہ دے گا۔ صبح وشام کے فرسنگ مٹاتی زیست وموت کی اس کشمکش میں روز خورشید طلوع ہو گا۔ غروب ہو گا۔ چاند کی بزم سنورے گی۔ نکھرے گی۔ پھول کھلیں گے مرجھائیں گے۔ لمحے اور ساعتیں عمروں کے طول میں سمٹیں گی پر میری الجھتی بکھرتی زندگی میں آپ کے بعد خزاں ہی خزاں رہے گی کبھی بہار نہ آئے گی"۔

یہاں تک کہتے کہتے نیمیا بے چاری چونک سی پڑی اسے رک جانا پڑا۔ اس لیے کہ اس کی پیٹھ پر کسی کے آنسو گرے تھے۔ اس نے جب مڑ کر پیچھے دیکھا تو مخیدون وہاں کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور اسی کی آنکھوں سے آنسو نیمیا پر گرے تھے۔ مخیدون کو وہاں دیکھتے ہوئے نیمیا بیچاری دکھ اور غم میں اور زیادہ پگھل گئی پھر مخیدون کی ٹانگوں سے لپٹ کر دھاروں دھار اور دھاڑیں مارتی ہوئی رونے لگی تھی۔

مخیدون خود بھی رو رہا تھا۔ ہچکیاں لے رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سامنے بیٹھی اس کی بیوی یوریما پہلے سے زیادہ نوحہ کرتے ہوئے رونے لگی تھی۔ نیچے جھک کر مخیدون نے نیمیا کو اٹھایا پھر اپنی ڈوبتی سسکتی آواز میں اس نے اسے مخاطب کیا۔

نیمیا میری بہن۔ تم اسلام قبول کر چکی ہو۔ اسلام صبر اور تحمل کا درس دیتا ہے میری بہن یرمیحا کے رخصت ہو جانے کا جتنا غم تمہیں ہے اتنا ہی تمہارے بھائی مخیدون کو بھی ہے میں اسے اپنا بازو اسے اپنا دست راست اسے اپنا بھائی اسے اپنی زیست کا ساتھی اور شریک سمجھتا تھا۔ نیمیا یرمیحا کے مرجانے سے تیرے سر کا سایہ جاتا رہا ہے۔ تیرا شوہر تجھ سے بچھڑ گیا ہے۔ پر یہ بھی لکھ رکھنا یرمیحا کے مرجانے سے مخیدون کی پوری دنیا ہی اندھیر ہو کر رہ گئی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد مخیدون نے کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا۔ پھر اس نے یرمیحا کی لاش کے پاس بیٹھی یوریما کو مخصوص اشارہ کیا۔ جس پر یوریما بے چاری اپنی آنکھیں خشک کرتی اپنے اوپر قابو پاتی آگے بڑھی۔ نیمیا کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ پھر نیمیا کا

چہرہ اس کا منہ چومتے ہوئے یوریما کہنے لگی۔

نیمیا میری بہن۔اس میں شک نہیں یرمیحا ہم سے بچھڑ چکا ہے۔جدا ہو چکا ہے۔ پر دیکھ تجھے یرمیحا اور عدینہ بہن کے بچے دلیسان کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔ تمہیں اس کی اسے تمہاری ضرورت ہے۔کاش میری بہن تو بانجھ نہ ہوتی۔تیرے بطن سے بھی یرمیحا کا کوئی بیٹا ہوتا تو تیرا ایک ہاتھ دلیسان پکڑتا تیرا دوسرا ہاتھ تیرا اپنا بیٹا پکڑتا اور دنیا کے دکھوں اور غموں سے نکال لے جاتے۔

صبر کر میری بہن۔صبر میں ہی زندگی ہے۔اس دنیا سے ہر ایک نے کوچ کر جانا ہے۔قرار صرف اس ذات اعلیٰ کو ہے جو اس ساری کائنات کا خالق و مالک خیال کیا جاتا ہے۔جو قوت اعلیٰ ہے۔جو ایک بالا و برتر ہستی ہے۔جسے ہم لوگ دیوتاؤں کا دیوتا اور تم اہل اسلام خدا خالق و مالک رب خیال کرتے ہو۔میری بہن اپنے آپ کو سنبھال۔یرمیحا کے بعد اگر تو نے اپنی یہی حالت بنائے رکھی تو ذرا اپنے ذہن میں یہ تو خیال لا کہ تیری اس حالت کی وجہ سے دلیسان پر کیا بیتے گی۔تیرے باپ زرمون کی کیا حالت ہو جائے گی۔

یوریما کے تسلی دینے پر نیمیا نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھال لیا اس کی اس حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مخیدون کا اشارہ پا کر یوریما اسے یرمیحا کی لاش سے دور لے گئی تھی۔نیمیا کی اس دوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مخیدون اور لشکر میں شامل صناع اور کاری گر حرکت میں آئے یرمیحا کی لاش کا پیٹ صاف کیا گیا اور پھر مصالحے لگا کر یرمیحا کی لاش کو ممی کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا پھر اس کام کی تکمیل کے بعد مخیدون نے اپنے لشکر کو وہاں قیام نہیں کرنے دیا بلکہ پڑاؤ اٹھا لیا اور یرمیحا کی لاش کو سقارہ کے اہرام میں عدینہ کے پہلو میں رکھنے کے لیے مخیدون اپنے لشکر کے ساتھ جبلہ کے ان نواحی میدانوں سے سقارہ کے صحرا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

OOO

صحرائے سقارہ میں مصر کے جو نامور اہرام تھے وہاں آ کر مخیدون نے اپنے لشکر کو رکنے اور پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔مخیدون کا یہ حکم ملتے ہی آن کی آن میں صحرائی ٹیلوں کے اندر خیموں کا ایک شہر آباد کر دیا گیا تھا۔جب خیمے نصب کر دیئے گئے تب ایک جنگی رتھ پر یرمیحا کی حنوط شدہ لاش کو رکھا گیا۔اور لاش کو سقارہ کے اہرام کی طرف لے

جایا جانے لگا اس موقع پر لاش کے ساتھ نیمیا۔ یوریما۔ مخیدون۔ اور کچھ دیگر لوگ تھے۔ نیمیا نے یرمیحا اور عدینیہ کے بیٹے دلیسان کو لاش سے دور ہی رکھا تھا۔ دراصل وہ بے چاری بچے کو متاثر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے اب تک دلیسان پر یہ بھی انکشاف نہیں کیا تھا کہ اس کا باپ مر چکا ہے۔

سقارہ کے اہرام کے اندر یرمیحا کی لاش کو عین عدینیہ کی ممی کے قریب کھڑا کر دیا گیا تھا۔ کچھ دیر تک مخیدون اور اس کے ساتھ جانے والے لوگ اپنی رسومات کے مطابق دعا مانگتے رہے۔ نیمیا بے چاری یرمیحا کی حنوط شدہ لاش کے پاؤں کے قریب بیٹھ گئی۔ روتی رہی جب سب جانے لگے تب روتی اور بین کرتی آواز میں نیمیا بیچاری مخیدون کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

مخیدون میرے بھائی مجھے یہیں پڑا رہنے دو۔ یرمیحا کے بعد میرے واقعات میری دلبستگی کے نقوش ختم ہو گئے ہیں۔ حالات نے میرے حق میں کانٹے بو دیئے ہیں اب میں سقارہ کے صحرا اور ان اہرام کے اندر سرابوں کے سہارے۔ بیابانوں کے بھیانک پن۔ ہجر کے حزین ذائقوں اور دشت کے فسوں میں کھولتی تلخیوں کے سحر میں زندگی بسر کروں گی۔

میرے بھائی۔ یرمیحا کے بعد میرا گھر خاک و خون ہو گیا۔ کار دنیا وحشتوں کے منظر میں تبدیل ہو گیا۔ میرے لیے اب خرابوں کے سوز ہی سوز ہیں۔ یرمیحا کے بعد میرے گھر کے دروازے مقفل ہو چکے ہیں۔ یرمیحا کے بعد میں کسے اپنی مجبوریوں کے احوال کہا کروں گی۔

مخیدون تم دلیسان کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ یہ ظاہر نہ کرنا کہ اس کا باپ یرمیحا مر چکا ہے۔ خدا کے لیے مجھے یہیں یرمیحا اور عدینیہ کے پاس پڑا رہنے دو۔ دونوں کے ساتھ میں گھٹ کر مرجانا چاہتی ہوں۔ میرے بھائی ان دونوں کے بغیر میں اب زندہ نہیں رہنا چاہتی۔ آپ کی منت کرتی ہوں آپ اپنے لشکر کو لے کر اخناتون کی طرف چلے جائیں مجھے اسی اہرام کے اندر پڑا رہنے دیں۔ میرا باپ اگر میرے متعلق پوچھے تو اسے کہنا تمہاری بیٹی اپنے شوہر یرمیحا کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر گئی۔

نیمیا کی اس گفتگو سے وقتی طور پر مخیدون انتہا درجہ کا متاثر ہوا تھوڑی دیر تک وہ گم سم کھڑا رہا۔ اس کے ساتھ وہ سارے لوگ جو یرمیحا کی لاش اہرام میں لے کر آئے تھے وہ

بھی مخیدون کے پیچھے بیچارے اداس اور افسردہ کھڑے تھے۔ پھر مخیدون نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ آگے بڑھا قریب ہی کھڑی اپنی بیوی یوریما کو اس نے مخصوص اشارہ کیا جس پر یوریما بیچاری بڑی تیزی سے آگے بڑھی تھی۔ نیمیا کے قریب جا کر یوریما رکی پھر اسے اس کے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کھڑا کر لیا تھا۔ اس موقع پر مخیدون نے نیمیا کو مخاطب کیا۔

نیمیا میری بہن۔ جی مت چھوڑو۔ اپنے آپ کو کچھ اس طرح غموں اور دکھوں کے سامنے بے بس اور مجبور نہ کر دو۔ میری بہن اس بزم رنگ و نور میں۔ زمانے کے اس تغیر میں انسانی زندگی نیند کے ریشمی دھوئیں خواب شعلہ رنگ۔ ریگ رواں اور ٹوٹ بکھر جانے والی صداؤں کی مانند ہے۔ جو کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہیں۔

میری بہن اس عالم نیرنگ میں ایک نہ ایک روز ہر شئے کو اپنے سائے سے جدا ہونا ہے۔ موت اپنے دامن پر لہوا اپنے ہاتھ میں شمشیر لیے کسی عنا گیر کی طرح اپنے نوکیلے ارادوں سے لیس مثال موجہ طوفان ہر ایک کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اور کوئی بھی قضا کی پیاسی صحرا آنکھوں سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ جو بھی جاندار شئے ہے۔ میری بہن ہر ایک کو نہ ایک روز اسی طرح کوچ کرنا ہے جس طرح یرمیحا ہم سے بچھڑ گیا ہے۔

یہ زینت ماہ۔ یہ فرش ارض۔ یہ سقف آسمان۔ یہ فلک پر بچھے ستارے یہ زندگی کے گلستان یہ رونق بازار و محفل۔ یہ زیست کا طرہ زرفشاں۔ ایک روز ختم ایک روز تمام ہو جانا ہے۔ میری بہن ہر انسان کو ایک روز پھٹی ہوئی ردا کی طرح موت کی گمنام بستیوں کی ناشناسا آہٹوں میں کھو جانا ہے۔ میری بہن انسانی زندگی باب حیرت پر رکھے آندھیوں سے لڑتے دیئے کی مانند ہے جو کسی وقت بھی بجھ سکتا ہے۔ نیمیا میری بہن اس قدر دکھ اس قدر غم کا اظہار نہ کرو میں جانتا ہوں یرمیحا کے مرنے کا غم اور دکھ تم سے زیادہ کسی اور کو نہ ہو گا۔ پر یہ بھی تو سوچو یرمیحا میرا بھائی بھی تھا۔ عدینہ میری بہن تھی۔ یرمیحا کو مجھ سے کتنا پیار تھا میں اسے کسقدر چاہتا تھا نیمیا میری بہن یہ تم بھی جانتی ہو۔ اپنے آپ کو ان سرزمینوں میں میری بہن اکیلا مت سمجھو۔ میں اور میری بیوی یوریما تمہارے سر کی ردا تمہارے تن کے محافظ رہیں گے۔ تمہارے ہر نفس میں احساس رفاقت بھرتے رہیں گے۔ میری بہن تیری ذات کی حرمت ہم دونوں میاں بیوی کے نفس کی ہمسفر ہے۔ دیکھ ہم

دونوں ہی نہیں مصر کا ہر فرد تیرے ساتھ ہے۔ تیرا شوہر ایک عظیم انسان تھا اس نے مصر کی تاریخ میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو عرصے تک بھلائے نہ جاسکیں گے۔ میری بہن یرمیحا میرا دست راست تھا۔ اور اس کے اس دنیا سے کوچ کر جانے سے یوں جانو میرا دست راست کٹ گیا ہے۔ میری بہن آؤ اب ان اہرام سے باہر نکلیں۔ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں کبھی کبھی تمہیں یہاں لاتا رہوں گا۔ سقارہ کی بستی میں جو تمہاری حویلی ہے یہاں کچھ عرصہ قیام کرتے رہیں گے۔ اس دوران تم یرمیحا اور عدسینہ دونوں کی ممیوں کو دیکھ لیا کرنا میری بہن اب آؤ یہاں سے چلیں۔

پھر مخیدون کے اشارے پر یوریما نے نیمیا کو اپنے ساتھ لپٹائے ہی لپٹائے اہرام سے نکلنا شروع کیا۔ محافظ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے تھے۔ لشکر گاہ میں جانے کے بعد مخیدون نے وہاں قیام نہیں کیا وہ جانتا تھا کہ جب تک وہ وہاں قیام کرے گا نیمیا اہرام میں داخل ہو کر آہ وزاری کرتی رہے گی۔ اور اس کے اس رویئے سے یرمیحا اور عدسینہ کا بیٹا دیسان بھی متاثر ہو گا لہذا اس نے اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ سقارہ کے صحراسے اختاتون شہر کی طرف کوچ کر لیا تھا۔

○○○

کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد جبکہ دیسان ابھی بچہ ہی تھا نیمیا یرمیحا کے غم میں گھل گھل کر ختم ہو گئی۔ دیسان کی پرورش یوریما اور مخیدون نے کی۔ پھر وقت گزرتا رہا ایک خاندان کے بعد دوسرا خاندان ایک نسل کے بعد دوسری نسل منتقل ہوتی رہی عدسینہ کا کٹا ہوا ہاتھ جو سونے کے چھوٹے سے صندوق میں بند تھا وہ یرمیحا کی نسل میں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتا رہا۔ یرمیحا کے بعد یہ ہاتھ نیمیا کے پاس رہا۔ نیمیا کے بعد اس کا محافظ دیسان بنا۔ دیسان کے بعد اس کی نسل میں یہ ہاتھ منتقل ہوتا رہا۔

بقول ورلڈ فیمس گھوسٹ World Famous Ghost کے مصنف اشوک کمار شرما 1890ء میں عدسینہ کا یہ کٹا ہوا ہاتھ سونے کے صندوق سمیت مصر کے ایک شخص عبدالوہاب کے ہاتھ لگا۔ عبدالوہاب کا تعلق یرمیحا اور عدسینہ کی نسل سے نہیں تھا بلکہ یہ صحرائے سقارہ کی اس بستی کا سردار تھا جس بستی میں بہت عرصہ پہلے یرمیحا نے اپنے لیے ایک حویلی بنوائی تھی۔

کہتے ہیں شیخ عبدالوہاب کے پاس جب عدینہ کے کٹے ہوئے ہاتھ والا سونے کا صندوق پہنچا تو وہ ایک عجیب طرح کے بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے مقامی طبیبوں سے بہت علاج کروایا لیکن کہیں اسے افاقہ نہ ہوا۔ جس کی بناء پر وہ تنگ پڑ گیا اور گھبرا گیا۔ شیخ عبدالوہاب صاحب ثروت انسان تھا مال و دولت کی اس کے پاس ریل پیل تھی۔ لہذا اس نے اپنا علاج اعلیٰ درجے پر کرانے کا تہیہ کر لیا۔

ان دنوں مصر کی سرزمین میں آثار قدیمہ کی کھدائی کا سلسلہ شروع تھا۔ انگلستان سے ایک گروہ کھدائی کے سلسلے میں مصر کی سرزمین کا رخ کرتا تھا اور کھدائی کرنے والی اس جماعت کا سربراہ انگلستان سے تعلق رکھنے والا ایک لارڈ کیمروان تھا۔ لارڈ کیمروان کی اس کھدائی کی جماعت کے ساتھ ایک ماہر طبیب بھی آیا کرتا تھا جس کا نام کاؤنٹ لیوس ہامن تھا۔ چونکہ کھدائی کرنے والی اس جماعت کا پڑاؤ شیخ عبدالوہاب کی بستی کے قریب ہوا کرتا تھا لہذا طبیب کاؤنٹ لیوہاس اور کھدائی کی جماعت کا سربراہ لارڈ کیمروان دونوں ہی شیخ عبدالوہاب کے جاننے والے تھے۔

جن دنوں شیخ عبدالوہاب کو عدینہ کے کٹے ہوئے ہاتھ کا صندوق ملا ان دنوں کھدائی کا یہ کام کچھ عرصے کے لیے بند کیا ہوا تھا۔ اور لارڈ کیمروان اور طبیب کاؤنٹ لیوس ہامن دونوں انگلستان گئے ہوئے تھے۔

اس سے پہلے بھی جب کبھی شیخ عبدالوہاب بیمار ہوتا تھا تو کھودائی کی جماعت کے پڑاؤ میں جا کر کاؤنٹ لیوس ہامن سے ہی علاج کرواتا تھا۔ کاؤنٹ لیوس ہامن اکثر و بیشتر صحرائے سقارہ میں عبدالوہاب کی حویلی میں بھی قیام کرتا تھا۔ اس بناء پر شیخ عبدالوہاب کے کاؤنٹ لیوس ہامن کے ساتھ گہرے اور برادرانہ تعلقات تھے۔

شیخ عبدالوہاب نے چونکہ اپنی بیماری کا کافی علاج کروایا تھا اسے افاقہ نہ ہوا تھا اور بیماری دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھی۔ لہذا اس نے فیصلہ کیا کہ وہ انگلستان جا کر اپنے دوست کاؤنٹ لیوس ہامن سے علاج کروائے گا۔ اس غرض کے لیے وہ بحری جہاز میں سوار ہوا اور انگلستان پہنچا۔

جب وہ انگلستان پہنچ کر کاؤنٹ لیوس ہامن کی حویلی کے دروازے پر دستک دے رہا تھا تو دروازہ کھولنے والا خود کاؤنٹ لیوس ہامن ہی تھا۔ اپنی حویلی کے دروازے پر

مصر کے شیخ نے عبدالوہاب کو دیکھ کر کاؤنٹ لیوس ہامن دنگ رہ گیا اس وقت اس کی بیوی بھی اس کیساتھ تھی وہ بھی شیخ عبدالوہاب کی جاننے والی تھی۔ اس لیے کہ وہ بھی مصر میں کھدائی کی جماعت کے ساتھ اپنے شوہر طبیب کاؤنٹ لیوس ہامن کے ساتھ رہ چکی تھی۔ دونوں نے شیخ کو حویلی میں بٹھایا اور شیخ سے اپنی بیماری کی تفصیل طبیب لیوس ہامن سے کہی۔

یہ گفتگو سن کر طبیب لیوس ہامن اپنی جگہ سے اٹھ کر شیخ عبدالوہاب کے پاس آیا اس کی نبض پر ہاتھ رکھا تھوڑی دیر تک وہ اس کی نبض کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر حیرت اور استعجاب سے عبدالوہاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

عبدالوہاب تمہاری ظاہری حالت بتاتی ہے کہ تم واقعی بیمار ہو اور کافی عرصے سے بیمار ہو اور تمہاری صحت کافی حد تک گری ہوئی ہے۔ لیکن تمہاری نبض بتاتی ہے کہ تمہیں کوئی بیماری نہیں تم بتاؤ میں کیا کروں۔

لیوس ہامن کی اس گفتگو سے شیخ عبدالوہاب مزید پریشان ہو گیا تھا۔ اس کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے لیوس ہامن نے پھر اسے مخاطب کیا۔

میرے عزیز یہ تو بتاؤ یہ روگ جو تمہیں لگا ہوا ہے یہ کب کا ہے کیا تمہارے ذہن میں اس کے لگنے کی کوئی وجہ بھی ہے۔

لیوس ہامن۔ میرے دوست جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے جب سے میں نے مصر کی شہزادی عدسنیہ کا کٹا ہوا ہاتھ جو سونے کے صندوق میں بند ہے اپنے پاس رکھنا شروع کیا ہے تب سے مجھے یہ بیماری یہ روگ لگ گیا ہے۔ عبدالوہاب نے بڑے غور سے لیوس ہامن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

لیوس ہامن شیخ عبدالوہاب کے ان الفاظ پر چونک سا پڑا۔ پھر وہ بول اٹھا۔

کھل کر کہو تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہاری بات کو میں ابھی تک نہیں سمجھا۔ کس کا کٹا ہوا ہاتھ کیسا سونے کا صندوق۔ اس پر شیخ عبدالوہاب اٹھا اپنے سامان میں سے اس نے سونے کا وہ صندوق نکالا جس میں شہزادی عدسنیہ کا کٹا ہوا ہاتھ تھا۔ جس کے اوپر ایک چھوٹا سا شیشہ لگا ہوا تھا۔ وہ سونے کا صندوق شیخ عبدالوہاب نے کاؤنٹ لیوس کی گود میں رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

آج سے بتیس سو سال پہلے مصر پر ایک فرعون حکومت کرتا تھا۔ جس کا نام اختاتون تھا۔اس کی بیٹی کا نام عدنیہ تھا۔ یہ کٹا ہوا ہاتھ اسی شہزادی کا ہے۔ یہ نسل در نسل چلتا آرہا ہے یہ میری بستی کے ایک بوڑھے کے پاس تھا۔ اس کی ایک بیٹی ہے جو بیچاری اپاہج ہے۔اس ہاتھ اور سونے کے صندوق کی حفاظت کے لیے اس بوڑھے نے یہ ہاتھ امانتاً میرے پاس رکھ دیا تھا اس کی تفصیل کیا ہے یہ تو وہ بوڑھا ہی بتا سکتا ہے پر میں یہ کہوں جب سے یہ ہاتھ میرے پاس آیا ہے مجھے ایک روگ ایک بیماری اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے۔اور اگر اس کا علاج نہ ہوا تو میں سمجھتا ہوں میرا خاتمہ ہو جائے گا۔

شیخ عبدالوہاب کی اس گفتگو کا جواب کاؤنٹ لیوس ہامن دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

لیوس ہامن اپنی جگہ پر اٹھا اور شیخ عبدالوہاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں دستک دینے والا کون ہے۔ پھر وہ دیوان خانے سے نکل کر جب حویلی کے دروازے پر آیا تو صدر دروازہ اس نے کھولا تو سامنے ایک ادھیڑ عمر کا شخص کھڑا تھا۔ اسے دیکھتے ہی لیوس ہامن نے پر جوش انداز میں اسکا استقبال کیا۔ اس کو اندر آنے کو کہا پھر حویلی کا دروازہ بند کر کے اس شخص کو لے کر وہ دیوان خانے میں جب آیا تو اسے دیکھتے ہی شیخ عبدالوہاب اپنی جگہ سے اٹھا اور اٹھ کر اس شخص سے لپٹ گیا تھا۔ آنے والا وہ شخص لارڈ کیمروان تھا۔ جو مصر میں کھدائی کے کام کی نگرانی کرتا تھا۔ تاریخ میں یہی وہ لارڈ کیمروان ہے جس نے کھدائی کے دوران عدنیہ کے بہنوئی اور مصر کے فرعون ٹوتخمان کی ممی کی شناخت کرائی تھی۔

شیخ عبدالوہاب کو وہاں دیکھتے ہوئے لارڈ کیمروان دنگ سا رہ گیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

شیخ! تم یہاں کیسے۔ خیریت تو ہے۔ میں دیکھتا ہوں تم کچھ کمزور ہو لاغر ہو لگتا ہے برسوں کے بیمار ہو۔

شیخ عبدالوہاب کے جواب دینے سے پہلے ہی کاؤنٹ لیوس ہامن نے لارڈ کیمروان کو مخاطب کیا۔

کیمروان بیٹھو پھر میں تمہیں پوری تفصیل بتاتا ہوں۔ کیمروان بیٹھ گیا پھ :

کچھ شیخ عبدالوہاب پر گزرا تھا لیوس ہامن نے اسے بتادیا۔

یہ ساری گفتگو سن کر لارڈ کیمروان گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا تھا اس دوران طیب کاؤنٹ لیوس ہامن پھر بول پڑا تھا۔

شیخ عبدلوہاب میں توہمات کا قائل تو نہیں لیکن جو داستان تم نے سنائی ہے اس کے مطابق تمہاری بیماری اس کٹے ہوئے ہاتھ کی وجہ سے ہے۔ بظاہر تم بیمار بھی ہو کمزور اور لاغر بھی ہو چکے ہو۔ لیکن میں تمہاری نبض دیکھ چکا ہوں تمہاری نبض بتاتی ہے کہ تم میں کوئی بیماری نہیں۔ لہذا میں یہ ماننے پر بے بس اور مجبور ہوں کہ تمہاری بیماری ضرور شہزادی عدینہ کے کٹے ہوئے ہاتھ سے وابستہ ہے۔

کاؤنٹ لیوس ہامن کی اس گفتگو پر لارڈ کیمروان نے ایک قہقہہ لگایا پھر وہ زور دار آواز میں بول پڑا۔

لیوس ہامن میں تمہاری اس گفتگو سے اتفاق نہیں کرتا۔ یہ ساری توہمات کی باتیں ہیں۔ یہ کٹا ہوا ہاتھ شیخ عبدالوہاب کی بیماری کا باعث کیسے بن سکتا ہے۔ تم اسکا اچھی طرح جائزہ لو اس کا علاج کرو۔ پھر دیکھیں گے اسے کیا بیماری ہے۔

اور ہاں لیوس ہامن میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ میں بہت جلد مصر کا رخ کرنے والا ہوں تاکہ کھدائی کے کام کو پھر شروع کیا جاسکے۔ میں نے اپنے چند آدمی گزشتہ دن مصر کی طرف رواہ کر دیئے ہیں جو وہاں جا کر پڑاؤ لگائیں گے۔ اور کھدائی کرنے والے لوگوں کو اس پڑاؤ میں تیار رکھیں گے۔ میں اس لیے آیا تھا کہ تم کسی بھی وقت مصر جانے کے لیے تیار رہنا۔ اب میں جاتا ہوں تم اب شیخ عبدالوہاب کو دیکھو۔ ان پر لارڈ کیمروان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر شیخ عبدالوہاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

شیخ۔ جب تمہیں لیوس ہامن سے فرصت ملے تو میرے یہاں ضرور آنا۔ اگر تم چند روز میرے یہاں قیام کرو گے تو یہ میری خوشی کا باعث ہوگا۔ اس کے ساتھ لارڈ کیمروان اپنی جگہ سے اٹھا پھر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

لارڈ کیمروان کے جانے کے بعد لیوس ہامن پھر اپنی نشست پر آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر تک دیوان خانے میں خاموشی رہی اس کے بعد لیوس ہامن نے پھر شیخ عبدالوہاب کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

شیخ تم چند روز تک یہاں قیام کرو۔ سونے کے اس صندوق کو جس میں کٹا ہوا ہاتھ ہے تم ہاتھ مت لگانا۔ اسے چند دن کے لیے میرے پاس رہنے دو میں اسے اوپر کی منزل پر جو میرا توشہ خانہ اسمیں رکھ دیتا ہوں۔ یہ میرے پاس امانت کے طور پر رہے گا۔ اس وعدے کے ساتھ کہ جب میں مصر جاؤں گا تو یہ کٹا ہوا ہاتھ اسی بوڑھے کے حوالے کر دیا جائے گا جس سے تم نے یہ حاصل کیا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد لیوس ہامن رکا اس کے بعد شیخ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پھر کہنا شروع کیا۔

یہ تو کہو جس بوڑھے سے تمہیں یہ ہاتھ ملا تھا۔ اس نے اسے آخر برسوں اپنے پاس رکھا تھا کیا وہ بھی اس بیماری میں مبتلا ہوا تھا۔ جس میں تم مبتلا ہوئے ہو۔ اس پر شیخ عبدالوہاب تڑپ کر بولا۔

نہیں۔ وہ شخص کبھی بھی بیمار نہیں ہوا۔ وہ انتہا درجہ کا بوڑھا لاغر ہے اور اس کی عمر بھی نوے سال کے لگ بھاگ ہو گی۔ دراصل اس کی ایک بچی ہے۔ جو ابھی ہے تو چھوٹی ہی۔ اس لیے کہ اس نے آخری عمر میں دوسری شادی کی تھی۔ اس کی پہلی عورت بانجھ تھی اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ دوسری بیوی سے اس کے صرف ایک بیٹی ہی ہے جو اپاہج ہے۔ بس بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے سونے کے صندوق میں بند یہ ہاتھ اس نے میرے حوالے کر دیا۔

طبیب لیوس ہامن گردن جھکا کر کچھ دیر سوچتا رہا اس کے چہرے پر تفکرات اور تجسس کے اثرات پھیل گئے تھے۔ اس کی بیوی بھی اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے متفکر ہو گئی تھی۔ شیخ عبدالوہاب بھی اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا پھر لیوس ہامن نے شیخ عبدالوہابؒ کو مخاطب کیا۔

اگر اس بوڑھے کے پاس عرصے سے یہ ہاتھ رہا ہے اور اسے کچھ نہیں ہوا تو یاد رکھنا تمہاری یہ ساری بیماری اس کٹے ہوئے ہاتھ کی وجہ سے ہے۔ میرا دل یہ کہتا ہے کہ اس بوڑھے کا تعلق شہزادی عدینہ کی نسل سے ہو گا۔ اور جیسا کہ تم بتا چکے ہو کہ یہ ہاتھ اس کی نسل میں چلتا رہا ہے لہٰذا اب چونکہ تم ان کی نسل سے نہیں ہو اور یہ ہاتھ تمہارے پاس پہنچا ہے تو میرا دل کہتا ہے اسی کی وجہ سے تم اس عجیب و غریب بیماری میں مبتلا ہو گئے ہو۔

شیخ عبدالوہاب تم کچھ دن میرے پاس قیام کرو۔ سونے کے اس صندوق کو جس میں شہزادی عدسیہ کا کٹا ہوا ہاتھ ہے میں اپنی اوپر کی منزل کے توشہ خانے میں رکھ دیتا ہوں اس نیت سے کہ اب یہ ہاتھ تمہاری طرف سے میری طرف منتقل ہو چکا ہے میں اس نیت سے اسے رکھوں گا۔ کہ صحرائے سقارہ میں تمہاری بستی کے بوڑھے کو یہ ہاتھ لوٹا دوں گا۔

شیخ عبدالوہاب نے لیوس ہامن کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر لیوہامن اپنی جگہ سے اٹھا۔ سونے کا وہ صندوق جسم یں عدسیہ کا ہاتھ تھا وہ اس نے اٹھایا اور اپنی حویلی کے اوپر کے حصے میں اس نے توشہ خانے میں لکڑی کی ایک بوسیدہ سی الماری میں رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد وہ پھر دیوان خانے میں آکر شیخ عبدالوہاب سے گفتگو میں لگ گیا تھا جبکہ اس کی بیوی اٹھ کر کھانا پکانے میں مصروف ہو گئی تھی۔

اس طرح شیخ عبدالوہاب نے لندن میں چند روز تک قیام کیا۔ کچھ یوم وہ لیوس ہامن کے پاس رہا۔ کچھ دن اس نے لارڈ کیمروان کے پاس بھی قیام کیا۔ اس قیام کے دوران شیخ عبدالوہاب بالکل ٹھیک ہو گیا اور ایسا صحتمند ہوا کہ لگتا تھا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہ ہو۔ اس نے جب دیکھا کہ میں صحت مند ہو گیا ہوں تو وہ لندن سے مصر میں صحرائے سقارہ میں اپنی بستی میں لوٹ گیا۔

○○○

کہتے ہیں کھدائی کے ماہر لارڈ کیمروان کو مصر کی طرف آنے میں کچھ تاخیر ہو گئی اس لیے کہ وہ انگلستان میں اپنے کچھ کام نمٹانے میں مصروف ہو گیا تھا۔ اس دوران کاؤنٹ لیوس ہامن شہزادی عدسیہ کے اس سونے کے صندوق کو تقریباً فراموش کر گیا تھا۔ جس میں اس کا کٹا ہوا ہاتھ تھا۔ اس لیے کہ کٹے ہوئے ہاتھ والے سونے کے صندوق کو اس نے اپنی حویلی کی بالائی منزل کے ایک ایسے کمرے کی لکڑی کی الماری میں رکھ دیا تھا جسے توشہ خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

پھر جب کھدائی کے ماہر لارڈ کیمروان کے انگلستان سے مصر کی طرف کوچ کرنے کا وقت قریب آیا تو کاؤنٹ یوس کو عدسیہ کے کٹے ہوئے ہاتھ کا وہ سونے کا صندوق یاد آیا پھر اس نے ارادہ کیا کہ مصر کی طرف جاتے ہوئے عدسیہ کے ہاتھ والا صندوق وہ اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اور صحرائے سقارہ کی جس بستی میں یرمیحا اور عدسیہ کی نسل سے تعلق

ئے والا بوڑھا رہتا تھا جس نے وہ صندوق شیخ عبدالوہاب کو دیا تھا وہ سونے کا بکس اسی کو ادے گا تاکہ جس کی امانت ہے وہ صندوق اسی کے پاس پہنچ جائے۔

اپنی روانگی سے چند یوم پہلے کاؤنٹ لیوس ہامن اپنی حویلی کی بالائی منزل پر گیا اس کمرے میں داخل ہوا جس میں اس نے عدینہ کے کٹے ہوئے ہاتھ کا صندوق رکھا ہوا ا۔ لکڑی کی الماری اس نے کھولی پھر جب اس نے سونے کا ننھا سا وہ صندوق کھولا تو کہتے ہی ں ہامن کے منہ سے چیخ نکل گئی اور پیٹھ کے بل ڈر اور خوف کے مارے فرش پر گر گیا تھا ں ہامن کی یہ چیخ نچلی منزل میں اس کی بیوی نے بھی سن لی تھی لہذا وہ بھاگی بھاگی اوپر ں۔ اس نے دیکھا اس کا شوہر ابھی تک پیٹھ کے بل زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اونچے اونچے سانس لے رہا تھا۔ لیوس ہامن کو جب احساس ہوا کہ اس کی بیوی نیچے سے اوپر آ گئی ہے تب وہ ھ کھڑا ہوا اس کی بیوی نے دیکھا لیوس ہامن کے چہرے پر ویران بے شجر دشت میں کھڑے ں مسافر۔ اور سماجی پابندیوں کی زنجیروں میں جکڑے شام ظلمت کا شکار کسی غلام جیسی کر رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کے پیچ و تاب آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ نے شوہر کی طرف بڑی تیزی سے بڑھتے ہوئے کاؤنٹ لیوس ہامن کی بیوی اسکے قریب آئی۔ انتہائی فکر مندی اور تشویش میں اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگی کیا بات ہے۔ تمہاری ت کیوں بدلی ہوئی ہے۔

لیوس ہامن نے اپنی بیوی کے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ بس اپنی جگہ پر وہ م جسم کے مارے مسافر۔ بوڑھے برگد کے سائے اور گونگے منظر کی طرح بالکل چپ اور وش کھڑا رہا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے لیوس ہامن کی بیوی بیچاری بدگمانی کے ادوں۔ دھوپ مانگتے ابر۔ وقت کے بدترین لمحوں اور راکھ ہوتے گھر بار کی طرح ہو کر رہ ی تھی۔ پھر اس نے لیوس ہامن کا بازو پکڑ کر اسے ہلایا اور اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ئے پوچھنے لگی۔

کیا ہوا جس وقت میں اس کمرے میں آئی آپ پیٹھ کے بل گرے ہوئے تھے۔ اب میں دیکھتی ہوں آپ کا جسم لرز اور کانپ رہا ہے۔ آپ کی آنکھوں اور چہرے پر خوف شت ٹپک رہی ہے۔

اپنی بیوی کے وہاں موجود ہونے اور اسے اپنے ساتھ دیکھ کر لیوس ہامن نے

اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا۔ پھر اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

میں اپنے کوچ کی تیاری کر رہا تھا اسی سلسلے میں میں توشہ خانے میں آیا۔ لکڑی کی الماری جس میں میں نے شہزادی عدینہ کا کٹا ہوا ہاتھ سونے کے بکس میں رکھا اسمیں میرے کچھ کاغذات بھی تھے میں نے چاہا کہ یہاں سے اپنے کاغذ بھی نکالوں اور جاتی دفعہ کٹے ہوئے ہاتھ کے اس سونے کے صندوق کو بھی مصر لے چلوں اور جس کسی کی امانت ہے اسے واپس کر دی جائے۔

اس وقت میرے جی میں آیا کہ ایک بار اس سونے کے بکس کو کھول کر اس ہاتھ کو تو دیکھوں۔ جب میں نے سونے کا بکس کھولا تو میں نے وہ کچھ دیکھا جس کی میں توقع اور امید نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے دیکھا کہ ہاتھ کے اوپر جو مصالحہ لگا ہوا تھا وہ اتر رہا ہے ہاتھ کی جلد جو سیاہ رنگ اور سکڑی سکڑی ہو رہی تھی اس کی جگہ بالکل تازہ اور سرخ رنگ کی جلد لے رہی ہے میں نے یہ بھی دیکھا کہ نئی جلد سے مصر کی شہزادی کے اس ہاتھ میں سنہری رنگ کے چھوٹے چھوٹے بال بھی پھوٹ رہے ہیں۔ کیا یہ منظر مجھے وحشت زدہ مجھے خوفزدہ کرنے کے لیے کافی نہ تھا۔

اپنے شوہر کی اس گفتگو سے لیوس ہامن کی بیوی بھی گہری سوچوں میں گم ہو کر رہ گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اپنی جگہ پر کھڑی رہی کبھی کھلی الماری میں رکھے سونے کے صندوق کی طرف دیکھتی کبھی اپنے شوہر کی حالت کا جائزہ لینے لگتی تھی۔ پھر ہمت کر کے جب وہ آگے بڑھی اس نے سونے کے صندوق کا ڈھکنا کھولا اور جونہی اس نے ہاتھ کو دیکھا چیخ مارتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی قریب ہی تھا کہ وہ بھی اپنے شوہر کی طرح پیٹھ کے بل گر جاتی پر اس کے شوہر لیوس ہامن نے اسے سنبھال لیا ہاتھ کو دیکھنے کے بعد لیوس ہامن کی بیوی کی حالت بھی لفظوں سے بچھڑے معانی۔ ہاتھ بندھی خوشبو۔ اشکوں سے گیلے دامن اور نابینا جرم تیرگی جیسی ہو کے رہ گئی تھی۔ لگتا تھا اس ہاتھ کو دیکھنے کے بعد اس کے ذہن کی ساری یکسوئی جاتی رہی ہو۔

تھوڑی دیر تک وہ اپنے شوہر کے ہاتھوں میں لرزتی کانپتی رہی پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے کپکپاتی آواز میں کہہ رہی تھی۔

آپ کا کہنا درست تھا میں نے بھی ہاتھ میں بہت بڑی تبدیلی دیکھی ہاتھ کے اوپر
ممی کرنے کے لیے جو مصالحہ لگا ہوا تھا وہ جگہ جگہ سے اتر رہا ہے ہاتھ کی خشک اور بوسیدہ
کی جگہ بالکل سرخ اور گوری جلد لے رہی ہے اور آپ کے کہنے کے مطابق نئی جلد سے
نائی خوبصورت اور سنہری بال بھی اگ رہے ہیں۔

تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی اپنی جگہ پر کھڑے رہ کر گہری سوچوں میں
بے رہے پھر لیوس ہامن کی بیوی نے اسے مخاطب کیا۔

اس ہاتھ کو کسی ٹھکانے لگا دینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارے لیے کسی
اسیت کسی ابتلا کا باعث بن جائے اس سے پہلے جب میں آپ کے ساتھ مصر گئی تھی تو
ری میوں سے متعلق میں نے عجیب وغریب واقعات مقامی لوگوں سے سنے تھے اول تو
یخ وہاب سے اس ہاتھ کو قبول نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اب جبکہ یہ ہمارے گھر میں ہے
ہیں ایسا نہ ہو ہمارا گھر اس کی زد میں آئے اور ہم کسی نادیدہ عذاب میں مبتلا ہو کے رہ
یں۔

اپنی بیوی کی گفتگو کے جواب میں لیوس ہامن تھوڑی دیر تک غور و فکر میں مبتلا
ہرا اپنی بیوی کی ڈھارس کے لیے وہ بول پڑا۔

چند دن تک ہم دونوں میاں بیوی لارڈ کیمروان کے ساتھ یہاں سے مصر کی
ف روانہ ہو رہے ہیں جاتی دفعہ کٹے ہوئے ہاتھ کے اس صندوق کو بھی ہم اپنے ساتھ لے
یں گے وہاں میں شیخ وہاب سے ملوں گا اور جس بوڑھے سے اس نے یہ ہاتھ لیا تھا میرا دل
ہے اسی بوڑھے کے حوالے اس ہاتھ کو کر دیا جائے گا وہ بوڑھا جانے یہ ہاتھ جانے ہمیں
اسے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

اپنے شوہر کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر کی سوچ و بچار کے بعد لیوس
ن بیوی نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

ابھی ہماری روانگی میں چند یوم باقی ہیں ان دنوں میں اگر ہمارے گھر میں اس
نے کوئی انقلاب یا کوئی خونی واقعہ پیش کر دیا تو پھر ہمارے پاس ساری عمر پچھتانے
ا کچھ نہیں رہے گا شاید آپ نے اندازہ لگایا کہ نہیں پر میں نے غور سے اس ہاتھ کو
یں نے اس ہاتھ کے اندر زندگی کے آثار دیکھے ہیں۔ اور اگر اس ہاتھ میں زندگی کے

آثار بھرپور انداز میں آگئے تو یاد رکھئے گا یہ ہاتھ ہمارے لیے ایک ناقابل تلافی عذاب بن ک
رہ جائے گا۔

میں نے پرانی کتابوں میں پڑھ رکھا ہے کہ جس مرنے والے کی آخری رسومات
ادا نہ کی جائیں یا اسے کرب کی حالت میں ختم کر دیا جائے تو اس کے ساتھ یہی حالت ہوتی
ہے۔ میں آپ کو یہ مشورہ دوں گی کہ قبل اس کے یہ ہاتھ ہمارے لیے کسی مصیبت کسی
دشواری اذیت اور عذاب کا باعث بنے اسے صندوق سمیت اٹھا کر ہم نیچے لے جاتے ہیں۔
اس وقت آتشدان کی آگ خوب گرم ہے میرے خیال میں اس ہاتھ کو آتشدان میں آگ میں
جلا کر ہم اس کی آخری رسومات ادا کر دیتے ہیں اسطرح میرے خیال میں شہزادی عدینہ جس
کا یہ کٹا ہوا ہات ہے اس کی روح کو بھی سکون مل جائے گا۔

لیوس ہامن نے اپنی بیوی کی اس تجویز سے اتفاق کیا ہمت کر کے وہ آگے بڑھا
کاغذ اس نے الماری سے لینے تھے وہ بھی لیے کٹے ہوئے ہاتھ کے سنہری صندوق کو بھی اس
نے لیا پھر دونوں میاں بیوی بالائی منزل سے نیچے آئے دونوں آتشدان کے پاس بیٹھ گئے،
پھر پہلے لیوس ہامن نے اپنے ضروری کاغذ سنبھالے اسکے بعد آتشدان کے سامنے گئے لیوس
ہامن نے سونے کا صندوق کھولا ڈرتے ڈرتے سہمے سہمے اس نے صندوق کے اندر سے
شہزادی عدینہ کا کٹا ہوا ہاتھ نکالا جب اس نے ہاتھ کو پکڑا تو وہ چیخ مارتے مارتے رہ گیا اس
لیے کہ اس نے ہاتھ میں زندگی کی گرماہٹ اور تپش محسوس کی تھی۔ پر ہمت کر کے اس نے
شہزادی عدینہ کے کٹے ہوئے ہاتھ کو آتشدان میں جلتی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں رکھ دیا تھا۔

بس اس ہاتھ کا آگ پر رکھنا تھا کہ کمرے میں ایک زوردار دھماکہ ہوا آگ سے
ہاتھ نکل کر سونے کے صندوق میں آ بیٹھا تھا دیکھتے ہی دیکھتے کمرے میں ایسی گہری کہر جیسا
دھواں بھر گیا تھا کہ اس کے اندر کوئی چیز سجھائی نہ دیتی تھی۔ لیوس ہامن اور اس کی بیوی کو
ایسا لگا جیسے ان کے اپنے ہی گھر میں ان کی تمام عمر کے رابطے۔ وقت کی ساری ساعتیں ا
خوابوں کی تعمیریں آدھی رات کے سناٹوں کا شکار ہو گئی ہوں اور آنکھوں کی راحت دست
قاتل نے ان سے چھین لی ہو لیوس ہامن اور اس کی بیوی کو ایک دوسرے کے علاوہ خود اپنی
ذات تک کا احساس نہ رہا۔ وہ [illegible] کے اس ماحول میں کھو گئے تھے ان کا اپنا گھر تھا ان کا
اپنا کمرہ تھا لیکن وہ کسی [illegible] پہچان نہیں پا رہے تھے۔ کمرے کے اندر ایسی کہر تھی جس

کسی نے ان دونوں کو اٹھا کر انجانے ناآشنا برفستانوں میں پھینک دیا ہو۔

کچھ دیر تک اس کمرے میں ایسا ہی سماں رہا لگتا تھا ان دونوں میاں بیوی سے ان کی ساری تزئین گلستان ۔زندگی کی تکریم دل کی بے انت خوشیوں کی لہریں چھین کر ان دونوں کو وقت کے مقتل ۔ مقدر کی سیاہی ۔ ملامتوں کے طوفان اور بے تعلقی کے برزخ میں پھینک دیا گیا ہو۔

اس گھری کہر میں پہلی بار دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر اچانک کمرے کے اندر ایک اور تبدیلی نمودار ہوئی ان دونوں میاں بیوی کو احساس ہوا کہ جیسے کمرے کے اندر صحرا۔ طلسم کی طیلسان ۔سرابوں کی سنسانیوں اور غموں کے خمار جیسے ماحول میں اچانک خواب والہام کی ایک کیفیت اٹھ کھڑی ہوئی ہو ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کمرے میں جاڑے کی سجل خنکیاں اور برف میں منجمد جذبے بکھر گئے تھے ۔کمرے میں ایسی سردی ایسی ٹھنڈ پھیل بکھر گئی تھی کہ دونوں میاں بیوی آتشدان کے پاس بیٹھے ہونے کے باوجود کانپنے کپکپانے لگے تھے اور ان دونوں کے دانت بجنے لگے تھے۔ پھر کمرے کے اندر دیکھتے ہی دیکھتے سفید ہیولے کی صورت میں ایک لڑکی نمودار ہوئی۔

اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے دونوں میاں بیوی دنگ رہ گئے تھے ۔اس لڑکی کا ہیولہ انہیں ایسا لگا جیسے وہ صحرا کے جلس وجبر۔زیست کے بدترین ستم اور وحشت صحرا کی غمزدہ سسکیوں سے گھبرا کر ایک دم اس کمرے میں داخل ہو گئی ہو ۔لڑکی کا وہ ہیولہ کچھ اس انداز میں آگے بڑھا جیسے راتوں کے سحر۔یادوں کے اعجاز میں خوابوں کی کوئی مسافر لڑکی زمین پر اپنے قدم جمائے بغیر اپنے سفر کا آغاز کرتی ہے فضاؤں میں تیرتے ہی تیرتے وہ لڑکی آگے بڑھی۔

لیوس ہامن اور اس کی بیوی دونوں نے دیکھا لڑکی مصر کا سا شاہانہ لباس پہنے ہوئے تھی ۔جو اس کے شانوں سے لے کر زمین تک پھیلا ہوا تھا لباس انتہائی قیمتی لگتا تھا۔ پھر آنے والی اس لڑکی کے ماتھے کے اوپر سنہرے رنگ کا ایک سانپ تھا جس نے اپنا پھن اوپر اٹھایا ہوا تھا بالکل ایسے ہی جیسے مصر کے اہرام کے اندر قدیم ممیوں کی تصویریں ملتی ہیں۔

اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے لیوس ہامن اور اس کی بیوی دونوں خوفزدہ ہو گئے تھے

ان دونوں نے دیکھا اس لڑکی کا چاند اور گلاب چہرہ محبتوں کی کھلی کتاب تھی اس کی آنکھوں میں جذبوں کی ملاوٹ زندگی کی طراوت اور چہرے پر رفاقتوں کی امانت تھی۔ کمرے میں اس کی آمد کے باعث نشاط و رنج۔ آس و نراس۔ زمزمہ و پیاس۔ آئینہ و عکس۔ گیان و دھیان یقین و گمان۔ ازل و ابد کے حجاب۔ سکوت مرگ میں لہو کی دلدل اور حیطہ خواب میں پاتال کے سیلے اندھیروں جیسا ملا جلا سا ماحول پیدا ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ لڑکی جو شہزادی عدینہ تھی کمرے کے وسطی حصے میں آکر کھڑی رہی دونوں میاں بیوی کو یوں لگا جیسے فضاؤں کے اندر وہ تیر رہی ہو انہوں نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ وہ خوب دراز قد تھی اور اپنے حسن اپنی جوانی اپنی خوبصورتی میں کوئی مثال کوئی جواب نہ رکھتی تھی۔

پھر شہزادی عدینہ کا وہ خوبصورت ہیولہ جو دھند میں ستارے کی طرح چمک رہا تھا حرکت میں آیا لیوس ہامن اور اس کی بیوی کے قریب ہی جو سونے کا صندوق پڑا ہوا تھا جس کے اندر عدینہ کا کٹا ہوا ہاتھ تھا اس ہیولے نے ہاتھ سمیت سونے کا وہ صندوق اٹھایا پھر فضاؤں میں تیرتا ہوا وہ ہیولہ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی کمرے کے اندر جو دھند تھی وہ چھٹ گئی۔ خنکی و سردی بالکل ختم ہو گئی اور کمرہ پھر اپنی پہلی حالت پر آ گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک لیوس ہامن اور اس کی بیوی دونوں حیران اور پریشان کمرے میں بیٹھے رہے کبھی وہ ایک دوسرے کی طرف چپ چاپ نگاہوں سے دیکھتے کبھی آتش دان میں جلتی آگ کی طرف جس پر انہوں نے عدینہ کا کٹا ہوا ہاتھ رکھا تھا۔ اور کبھی ان دونوں کی نگاہیں اس سمت جاتی تھیں۔ جہاں سونے کا چھوٹا سا صندوق رکھا تھا جسے اٹھا کر شہزادی عدینہ کی وہ ہیولہ نما روح چلدی تھی۔

تھوڑی دیر تک بکھری بکھری کرب خیز سی خاموشی اس کمرے میں طاری رہی پھر لیوس ہامن کی بیوی نے اپنے شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

لیوس۔ یہ عجیب سا تجربہ یہ ایک نئی سی بات ہے جو ہمارے کمرے میں رونما ہوئی جس وقت ہم نے ہاتھ آتشدان پر رکھا کمرے میں ایک دھماکہ ہوا اور چاروں طرف تخ بستہ دھند پھیل گئی ساتھ ہی وہ ہیولہ جو شاید مصر کی شہزادی عدینہ کا تھا داخل ہوا تو اس سے

اس کمرے میں مجھے یوں لگا جیسے زندگی کی بالکونی میں برف کی سل سا کوئی تخ پارہ پریشان زیست کے دریائے تند اور موت کے گہرے سمندر میں کرب بھری ژالہ باری گھس آئی ہو وہ سفید لباس میں ملبوس روح میرے اس کمرے میں ایسے درآئی جیسے رات کے تالاب اور وقت کے ٹوٹے کنگروں پر نیلی فضاؤں میں اڑتے ہوئے سفید پرندوں سی کوئی تقدیس کی علامت گھس آئی ہو۔

میں نے یہ بھی محسوس کیا اس کے بدن پر سجے لباس سے فرشتوں کے اجلے پروں سی مہک تھی۔اس کی تجسیم دھنک رنگ جذبوں۔نواؤں کے سچے صحیفوں اور صداقت کا زندہ نشان لگتی تھی۔وہ واقعی اپنے چہرے اپنی تجسیم سے اپنے وقت اپنے دور کی شہزادی ہی لگتی تھی جس وقت وہ ہمارے اس کمرے میں داخل ہوئی تو اس کا نویدے نوشی جیسا نور و جمال۔اس کے مرمریں بازو مخملیں جسم۔رخسار ولب کی رخشندہ تابش۔اس کے خطوط بدن کی ضیاء اور کمر کے سبھی زاویے مجھے خوابوں کے نشہ تعبیر جیسے لگے تھے۔گو کمرے میں گہرے بادل جیسی دھند پھیل گئی تھی لیکن میں نے ایک بار آنکھیں بند کرنے کے بعد اس ہیولے کو دیکھا تھا اس کے انداز میں نہ چشم عنایت تھی نہ التفات نظر اس کے پاس نہ محبتکا تاثر تھا نہ صورت لطف۔اس کا بلور سے تراشا بدن سمندر کے ابلتے سینے پر تیرتا کوئی عجیب اور ناآشنا سا ہیولہ لگتا تھا وہ بالکل ایسے کمرے میں آئی جیسے بادلوں پہ تیرتا ہوا کوئی جسم اچانک گھس آیا ہو۔

لھوس ہامن کی بیوی جب خاموش ہوئی تب لیوسہامن خود بول پڑا۔تمہارا کہنا درست ہے اس ہیولے کی تجسیم سے میں نے ایک اور اندازہ بھی لگایا وہ بڑی دکھی بڑی پریشان لگتی تھی جیسے اس سے کسی نے ہم آغوشی کی خواہش۔چشم ونظر سے سرد گی کا خمار چھین لیا ہو اس کا چہرہ اس بات کی غمازی کرتا تھا جیسے ہجر کی تلخیوں میں اسکے دل کی خلش میں لاکھوں طوفانوں کے غم اور روح کے گھاؤ میں جذبوں کی مجروح شدت بھر دی گئی ہو۔ بہرحال ہم نے اس کے ہاتھ کو آتشدان پر رکھ کر بڑی غلطی کی ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ہاتھ کو سونے کے صندوق ہی میں بند رہنے دینا چاہیے تھا۔اگر ہاتھ سے مصالحہ اتر رہا تھا۔ پرانی اور سکڑی ہوئی جلد کی جگہ تازی اور جاندار جلد لے رہی تھی۔اس میں سے خوبصورت سنہری بال اگ رہے تھے۔ہاتھ میں زندگی کے آثار پیدا ہو رہے تھے تو ہمیں اس میں مخل

نہیں ہونا چاہیے تھا چند روز میں ویسے ہی ہم یہاں سے مصر کی طرف روانہ ہونے والے ہیں۔ یہ ہاتھ سونے کے صندوق سمیت ہمیں اس شخص کے حوالے کر دینا چاہیے تھا جس شخص سے یہ صندوق شیخ عبدالوہاب نے لیا تھا۔

لیوس ہامن جب خاموش ہوا تو کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد لیوس ہامن کی بیوی بول پڑی۔

آپ کا کہنا درست ہے ہاتھ کو ہمیں آگ پر نہیں رکھنا چاہیے تھا جب ہم نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ ہاتھ کی پہلی خشک سکڑی ہوئی جلد کی جگہ دوسری جلد لے رہی ہے اور ہاتھ میں زندگی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں تو کسی زندہ شے کو آگ میں رکھنے کا ہمیں کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ اس لحاظ سے ہم نے ایک گناہ ایک جرم کیا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ مصر کی شہزادی عدنیہ جو لگ بھگ تین ہزار دو سو 3200 سال بعد اپنا ہاتھ لینے واپس آگئی ہے وہ کہیں مصر کی سرزمینوں میں ہمارے لیے اذیت اور عذاب کا باعث نہ بن جائے۔

آپ جانتے ہیں کہ چند روز تک ہم یہاں سے مصر کی طرف روانہ ہونے والے ہیں وہاں لارڈ کیمروان پھر اپنی کھدائی کے کام کی ابتداء کرے گا اور کھدائی کے کام کی ابتداء بھی سقارہ کے صحراؤں کے انہی اہرام میں ہوگی جہاں بقول شیخ عبدالوہاب شہزادی عدنیہ کی ممی رکھی ہوئی ہے۔ میں نے مصر کی ممیوں سے متعلق اس سے پہلے عجیب و غریب داستانیں اور قصے سن اور پڑھ رکھے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو ہم سے انتقام لینے کے لیے شہزادی عدنیہ کی ممی سقارہ کے اس صحراؤں میں ہمارے خلاف حرکت میں آئے اور ہم نے اسکے زندگی سے بھرپور ہاتھ کو جو آگ پر رکھ کر اذیت دی ہے اس کا ہم سے انتقام اور بدلہ لے۔

اپنی بیوی کے ان الفاظ پر لیوس ہامن بھی کسی قدر پریشان ہو گیا تھا۔ پھر اپنی بیوی کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہو اس کی تسلی اور تشفی کے لیے وہ کہنے لگا۔

جن خطوط پر تم سوچ رہی ہو میری سوچیں بھی اسی طرف ہیں پر تمہیں زیادہ پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے خیال میں آؤ دونوں میاں بیوی اٹھ کر لارڈ کیمروان کی طرف چلتے ہیں اور اس سے سارے حالات کہتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں۔ وہ کیا کہتا ہے۔ لیوس کی بیوی نے اس سے اتفاق کیا دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہوئے

ابھی وہ اپنے اس کمرے سے باہر نکلنے ہی لگے تھے کہ حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی تھی لیوس ہامن نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا۔

تم تھوڑی دیر رکوں میں دیکھوں کون آیا ہے اگر کوئی ملنے والا ہوا تو اس سے فارغ ہونے کے بعد کیمروان کی طرف چلتے ہیں ۔لیوس ہامن نے آگے بڑھ کر جب دروازہ کھولا تو دستک دینے والا اخودلارڈ کیمروان ہی تھا۔اسے دیکھتے ہوئے لیوس ہامن نے بے پناہ خوشی محسوس کی اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسی کمرے مین لایا جہاں تھوڑی دیر پہلے دونوں میاں بیوی بیٹھے ہوئے تھے ۔جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب لیوس ہامن نے کیمردان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کیمروان میرے بھائی میں آج تمہارے سامنے ایک عجیب و غریب اور مافوق الفطرت واقعہ کی تفصیل کہنا چاہتا ہوں کیمروان جواب میں فوراً بول پڑا۔

جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو وہ بعد میں سنوں گا پہلے جو میں کہنے آیا ہوں وہ غور سے سنو میں نے اپنے جانے کے پروگرام میں تبدیلی کر دی ہے اب چار دن کے بجائے میں پرسوں یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں لہذا میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ تمہارے پاس تیاری کے لیے صرف آج اور کل کا دن ہے پرسوں ہم یہاں سے کوچ کریں گے ۔لہذا ان دو دنوں میں تم اپنے کوچ کی تیاریاں مکمل کر لو اب تم وہ مافوق الفطرت بات کہہ سکتے ہو جو تم مجھ سے کہنے والے تھے۔

کیمروان جب خاموش ہوا تب لیوس ہامن نے پھر کہنا شروع کیا۔

کیمروان اس کمرے میں آج عجیب سا واقعہ پیش آیا اور یہ واقعہ اس ہاتھ کی وجہ سے تھا جو شیخ عبدالوہاب مصر سے اپنے ساتھ لایا تھا۔اور میرے پاس ہی چھوڑ گیا تھا۔اس کے بعد لیوس ہامن نے ہاتھ کے اندر زندگی کے آثار پرانی جلد کی جگہ نئی جلد ہاتھ کے اندر سنہری بالوں کے اگنے ہاتھ کے آگ پر رکھنے دھماکہ ہونے کمرے کے اندر گہری تیخ بستہ بادل نما دھند پھیلنے اس کے بعد شہزادی عدنیہ کے ہیولے کا اس کمرے میں داخل ہونا اور پھر ہاتھ کو سونے کے صندوق سمیت اٹھا کر لے جانا سارے واقعات کیمروان کو تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔

لیوس ہامن جب کہہ چکا تھا تو کیمروان نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا پھر لیوس

ہامن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

لیوس ہامن لگتا ہے آج تم نے دن کے وقت سوتے میں کوئی خواب دیکھ لیا ہے جو واقعات تم نے مجھ سے بیان کیئے ہیں یہ خواب کے علاوہ کہیں بھی درپیش نہیں آسکتے۔ دیکھ لیوس ہامن ایک عملی انسان بن کر زندگی بسر کرو اگر دن کے وقت تم نے ایسے خواب دیکھنا شروع کر دیئے تو تم ایک کامیاب معالج کی طرح اپنے فرائض کیسے سرانجام دے سکو گے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کٹے ہوئے ہاتھ میں زندگی کے آثار آئیں اسر نئی جلد آنی شروع ہو جائے جس میں سے سنہری بال پھوٹنا شروع ہو جائیں اور پھر تم ہاتھ کو آگ پر رکھو دھماکہ ہو بادلوں جیسی ٹھنڈی کہر تمہارے اس کمرے میں بھر جائے اسکے بعد آج سے تین ہزار سال سے بھی زیادہ پہلے مرجانے والی شہزادی کا ہیولہ تمہارے اس کمرے میں نمودار ہوا اور اپنے ہاتھ کو اٹھا کر لے جائے۔ لیوس ہامن کوئی ایسی گفتگو کرو جو انہونی نہ ہو ہونے والی ہو جو ناقابل اعتبار نہ ہو بلکہ اسے سن کر نہ کوئی تمہارا مضحکہ اڑائے اور جسے کوئی ناممکن نہ تصور کرے۔

لارڈ کیمروان میری باتوں کو تمسخر اور مذاق میں نہ ٹالو میں نے دن کے وقت یہ خواب نہیں دیکھا بلکہ میری بیدار آنکھوں نے یہ سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور جس وقت یہ واقعہ رونما ہوا میری بیوی بھی میرے ساتھ اس کمرے میں موجود تھی اگر تم مجھ پر نہیں اعتبار کرتے تو میری بیوی سے پوچھ لو۔

کیمروان نے ایک بار پھر بھرپور قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

تمہاری بیوی سے کیا پوچھوں وہ بھی تمہاری طرح خوابوں میں زندگی بسر کرنے والی ہے۔ تم دونوں میاں بیوی چونکہ تنہا زندگی بسر کر رہے ہو لہذا میں سمجھتا ہوں اکثر و بیشتر تم ایسے خوابوں میں کھو جاتے ہو۔ بہر حال میرے پاس اب وقت نہیں ہے۔ نہ میں ایسی باتوں پر اعتبار کرتا ہوں نہ ایسی باتیں سننے کا عادی ہوں۔ جو بات میں تم سے کہنے آیا تھا وہ تم سے کہہ چکا۔ تم دونوں میاں بیوی ابھی سے تیاری شروع کر دو۔ میں جاتا ہوں اس کے ساتھ لاہارڈ کیمروان اٹھا اور ان کے پاس سے چلا گیا تھا۔ وہ دونوں میاں بیوی حیران پریشان اور ششدر رہ گئے تھے۔

تیسرے روز وہ انگلستان سے مصر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

مصر میں سقارہ کے صحرا کے اندر اپنے پڑاؤ میں پہنچنے کے بعد لارڈ کیمروان ۔ لیوس ہامن اور ان کے اہل خانہ دو روز تک برابر اپنے پڑاؤ میں آرام کرتے رہے اسکے بعد لارڈ کیمروان کیمپ میں، کھدائی کا جتنا عملہ تھا اسے چند روز تک صحرائے سقارہ اور اس کے آس پاس اور اہرام کے اندر اور باہر ان مقامات کی نشاندہی کرتا رہا جس سے دوبارہ کھدائی کے کام کی ابتدا کرنا تھی ۔ یہ سارے کام نپٹانے میں لارڈ کیمروان لیوس ہامن کو لگ بھگ ایک ہفتہ لگ گیا تھا ۔ ایک ہفتہ گزر جانے کے بعد ان دونوں نے ایک روز شیخ عبدالوہاب کو جس نے شہزادی عدسیہ کا کٹا ہوا ہاتھ لیوس ہامن کو دیا تھا ۔ اپنے کیمپ میں بلایا ۔

شیخ عبدالوہاب جب لارڈ کیمروان کے خیمے میں داخل ہوا تو خیمے میں اس وقت لارڈ کیمروان اس کی بیوی لیوس ہامن اور اس کی بیوی بھی بیٹھے ہوئے تھے ان چاروں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر شیخ عبدالوہاب کا استقبال کیا اور خالی نشست پر اسے بیٹھنے کو کہا ۔

عبدالوہاب جب بیٹھ گیا تو لارڈ کیمروان نے اسے مخاطب کیا ۔

جس کام کے لیے میں نے تمہیں بلایا ہے وہ تو میں بعد میں گزارش کروں گا ۔ پہلے لیوس ہامن اور اس کی بیوی سے جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ غور سے سنو اس کے بعد مجھے یہ بتاؤ کہ کیا ان کا کہنا درست ہے ۔

لارڈ کیمروان کے کہنے پر شیخ عبدالوہاب نے لیوس ہامن اور اس کی بیوی کی طرف دیکھنا شروع کیا اس موقع پر وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ لیوس ہامن پہلے ہی بول پڑا ۔

لیوس ہامن نے انگلستان میں اپنے گھر میں عبدالوہاب کے دیئے ہوئے شہزادی عدینیہ کے کٹے ہوئے ہاتھ کے سلسلے میں جو واقعہ پیش آیا تھا وہ تفصیل کے ساتھ سنا ڈالا۔

سارا واقعہ سننے کے بعد شیخ عبدالوہاب کی گردن لمحہ بھر کے لیے جھکی رہی تھی اسکے چہرے پر پریشانی اور آنکھوں میں فکر مندی کے آثار تھے۔ کچھ دیر تک وہ مراقبہ کی سی حالت میں بیٹھا رہا اس کے بعد نگاہ اٹھا کر اس نے سب سے پہلے لارڈ کیمروان اور اس کی بیوی کو دیکھا۔ پھر اس کی نگاہیں لیوس ہامن اور اس کی بیوی پر جم گئی تھیں۔اس کے بعد اس کی آواز خیمے میں سنائی دی تھی۔

تم دونوں میاں بیوی نے بہت برا کیا۔اگر تم نے دیکھا تھا کہ شہزادی عدینیہ کے کٹے ہوئے ہاتھ میں کوئی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔تو تم دونوں کو خاموش رہنا چاہیے تھا اگر تم لوگوں نے یہ دیکھا کہ ہاتھ کی پرانی اور خشک جلد ختم ہو رہی ہے۔اور اس کی نئی اور تازہ جلد نمودار ہو رہی ہے۔اور اس میں سنہری بال بھی پھوٹ رہے ہیں تو تمہیں ہاتھ کو جوں کا توں رہنے دینا چاہیے تھا۔وہ کسی بھی وقت تم دونوں کے لیے نقصان کا باعث نہ بنتا بلکہ جس وقت تم سقارہ کے ان صحراؤں میں آتے تو اس کو اپنے ساتھ لے آتے۔تو میں ہاتھ میں رونما ہونے والی اس تبدیلی کے باعث اس کو سونے کے اس صندوق کے ساتھ اپنی بستی کے اس بوڑھے کو لوٹا دیتا۔جس کا تعلق شہزادی عدینیہ اور اس کے شوہر یمحا سے ہے

اب بتاؤ وہ ہاتھ اس وقت کہاں ہے۔

جواب میں لیوس ہامن تھوڑی دیر تک بڑی بے بسی سے عبدالواب کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ جب ہمارے کمرے میں دھماکہ ہوا تخ بستہ دھند اور بادلوں جیسی چیز ہمارے کمرے میں چھا گئی تب ایک دراز قد کی عورت کا ہیولا اس کمرے میں داخل ہوا۔آگ میں رکھا جانے والا ہاتھ جو اس وقت سونے کے صندوق میں تھا سونے کا صندوق اٹھا کر وہ ہیولا چلا گیا۔کہاں گیا اسکے متعلق کچھ خبر نہیں۔اس ہیولے کو غور سے دیکھنے کے بعد ہم نے اندازہ لگایا کہ وہ ہیولا مصر کی شہزادی عدینیہ کا تھا۔

اس لیے کہ وہ لمبا شاہانہ لباس پہنے ہوئے تھی۔اور وہ لباس سفید رنگ کا تھا۔

جو شانوں سے لے کر زمین تک پہنچتا تھا۔ اس کے ماتھے کے اوپر سنہرے رنگ کا ایک سانپ تھا جسنے اپنا پھن خوب اوپر اٹھا رکھا تھا۔ اور اس کا ایک ہی ہاتھ تھا اور دوسرا بازو اسکا کٹا ہوا تھا۔ میں نے اندازہ لگایا کہ وہ ہیولا اسی شہزادی کا تھا جس کا کٹا ہوا ہاتھ تم نے سونے کے صندوق میں ہمیں پیش کیا تھا۔

لیوس ہامن تھوڑی دیر رکا پھر اس نے اپنا سلسلہ کلام پر جاری رکھا۔

شیخ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ کٹا ہوا ہاتھ پھر تمہارے پاس پہنچ گیا ہوگا لیکن تمہاری گفتگو بتاتی ہے کہ تم اس ہاتھ سے بے خبر ہو۔

شیخ پھر گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔ لیوس ہامن کی اس گفتگو سے چونکا کہنے لگا

مجھے اس ہاتھ کا کچھ علم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ بہرحال جو کچھ ہوا برا ہوا۔ تم لوگوں کو کسی بھی صورت ہاتھ کو آگ پر نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ یاد رکھو جو حلیہ تم نے بتایا ہے میرا اندازہ کہتا ہے کہ یقیناً وہ شہزادی عدسنیہ کی روح تھی۔ اب اس سلسلے میں اس بوڑھے کیساتھ تفصیل سے گفتگو کروں گا۔ جس کا تعلق یرمیجا اور عدسنیہ کے خاندان سے ہے اس لیے کہ وہ اس سے پہلے کئی بار عدسنیہ کی روح کو سقارہ کے اہرام کے آس پاس دیکھ چکا ہے۔ ہو سکتا ہے کٹا ہوا ہاتھ اس بوڑے کے پاس پہنچ گیا ہو۔

شیخ عبدالوہاب جب خاموش ہوا تب لارڈ کیمروان نے اسے دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے پڑاؤ میں جو لوگ ہیں ان میں سے زیادہ کا تعلق تمہاری بستی سے ہے۔ کسی کو بھیجو کہ وہ اس بوڑھے کو بلا کر لائے تاکہ پتہ چلے کہ واقعی شہزادی عدسنیہ کا کٹا ہوا ہاتھ یہاں پہنچ گیا ہے۔ میں تو یہی اندازہ لگا رہا تھا کہ لیوسہامن اور اس کی بیوی نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اور کٹا ہوا ہاتھ جسے تم لندن لے کر گئے تھے اپنی واپسی پر ساتھ ہی لے کر آؤ گے۔ لیکن تمہاری گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ تم ہاتھ ان دونوں میاں بیوی کے پاس چھوڑ آئے تھے بہرحال کسی کو بھیجو کہ وہ اس بوڑھے کو بلا کر لائے میں اس سے تفصیل جاننا پسند کروں گا

شیخ عبدالوہاب باہر نکلا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا نشست پر بیٹھ کر کہنے لگا میں نے

ایک شخص کو بھیجا ہے وہ ابھی اس بوڑھے کو بلا کر لاتا ہے پھر جو تفصیل تم اس سے پوچھنا چاہو پوچھ سکتے ہو۔ شیخ عبدالوہاب کے ان الفاظ کے ساتھ ہی کیمروان پھر بول پڑا۔

عبدالوہاب! ایک کام تو ہو چکا۔ اب تم میرے ساتھ سقارہ کے اہرام میں چلو۔ میرے خیال میں تم نے اس شہزادی کی ممی کو ضرور دیکھ رکھا ہو گا۔ جسکا کٹا ہوا ہاتھ تم نے لیوس ہامن کو پیش کیا تھا۔

لارڈ کیمروان۔ میں نے شہزادی عدسیہ کی ممی کو صحرائے سقارہ کے اہرام میں دیکھ رکھا ہے اگر تم اس ممی کو دیکھنا چاہتے ہو تو اٹھو ابھی میرے ساتھ چلو۔ جواب میں لارڈ کیمروان اس کی بیوی۔ لیوس ہامن اور اس کی بیوی چاروں اٹھ کھڑے ہوئے اور شیخ عبدالوہاب کے ساتھ ہو لیے تھے۔

شیخ عبدالوہاب انہیں لے کر صحرائے سقارہ کے اہرام میں داخل ہوا۔ اور ان سب کو عین شہزادی عدسیہ کی ممی کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا۔

لارڈ کیمروان اس کی بیوی۔ لیوس ہامن اور اس کی بیوی چاروں تھوڑی دیر تک شہزادی عدسیہ کی ممی کو بڑے غور بڑے انہماک اور تعجب اور تجسس میں دیکھتے رہے۔ پھر نہ جانے لارڈ کیمروان کو کیا سوجھی اس کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی اس نے ہلکے ہلکے شہزادی عدسیہ کے ہونٹوں پر مارتے ہوئے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس کی اس حرکت سے شیخ عبدالوہاب برہم ہو گیا۔ اس کی آنکھیں غصے میں چنگاریاں چہرہ برق برسانے لگا تھا۔ پھر اچانک اسکا ہاتھ اٹھا وہ الٹے ہاتھ کا ایک طمانچہ لارڈ کیمروان کے مارنا ہی چاہتا تھا کہ لیوس ہامن نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور لارڈ کیمروان سے وہ چھڑی چھین لی جو وہ شہزادی عدسیہ کے ہونٹوں پر مار رہا تھا۔ پھر شیخ عبدالوہاب برس پڑا۔

کیمروان تم نے انتہائی قبیح حیوانی اور بری حرکت کی ہے۔ میرا ہاتھ اٹھ چکا تھا۔ میں تمہارے منہ پر ایسا تمانچہ مارتا کہ تم بل کھاتے ہوئے ان اہرام کے اندر پلٹیاں کھاتے چلے جاتے پر دعا دو اس لیوس ہامن کو کہ اس نے میرا ہاتھ روک لیا۔ تم نے یہ کیا کیا کہ تم نے اپنی چھڑی اس ممی کے ہونٹوں پر مارنے لگے۔ یہ بڑی قبیح۔ بڑی بری اور انتہائی ناقابل پسندیدہ حرکت ہے۔ شیخ عبدالوہاب کی حالت دیکھتے ہوئے لارڈ کیمروان اس کی بیوی لیوس ہامن اور اس کی اہلیہ چاروں لرز کانپ گئے تھے۔ صورتحال کی نزاکت کا اندازہ

لارڈ کیمروان کو بھی ہو گیا تھا۔ اپنی جگہ سے ہٹا چہرے پر اس نے مسکراہٹ پھیری ۔ پھر بڑے پیارے انداز اور شفقت میں اپنا ایک ہاتھ شیخ عبدالوہاب کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

شیخ مجھ سے غلطی ہوئی میں اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں ۔ مجھے اپنی چھڑی شہزادی عدینہ کی ممی کے ہونٹوں پر نہیں لگانی چاہیے تھی۔ میں ایک بار پھر معافی کا خواستگار ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ تم معاف کر دو گے ۔

لارڈ کیمروان کی اس حرکت سے عبدالوہاب کا غصہ رفع دفع ہو گیا تھا اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر لی تھی پھر وہ کہنے لگا۔

یہاں آکر ہمارے درمیان ایک کھچاؤ اور بدمزگی ہوئی ہے ۔ میرے خیال میں اب یہاں سے چلنا چاہیے ۔ پھر کسی وقت تم لوگوں کو یہاں لاؤں گا اور ان میں ممیوں سے متعلق تفصیل سے بتاؤں گا۔ ان چاروں نے بھی شیخ سے اتفاق کیا پھر وہ اہرام سے باہر نکلے عین اس موقع پر وہ شخص وہاں پہنچا جسے بوڑھے کو بلانے کے لیے شیخ نے اپنی بستی کی طرف روانہ کیا تھا۔

اس شخص نے آتے ہی شیخ عبدالوہاب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اس بوڑھے نے پڑاؤ میں آنے سے انکار کر دیا ہے ۔ اس کو غصہ ہے کہ ہاتھ کو کیوں آگ میں رکھا گیا۔

آنے والے کے اس جواب اس کی گفتگو پر لارڈ کیمروان چونکا اور شیخ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اس بوڑھے کو کیسے پتہ چلا کہ لیوس ہامن اور اس کی بیوی نے شہزادی کے کٹے ہوئے ہاتھ کو آگ پر رکھا تھا۔ جواب میں شیخ مسکراتے ہوئے بول پڑا۔

اس جوان کو اس کی طرف بھجواتے ہوئے میں نے حالات کی تفصیل اس سے کہہ دی تھی تاکہ وہ بوڑھا بھی اس سے باخبر ہو جائے میرے خیال میں اس نے اس کا برا منایا ہے کہ ہاتھ کو آگ پر رکھا گیا ۔ بہرحال تم لوگ اپنے پڑاؤ کی طرف جاؤ ۔ میں اپنی بستی کی طرف جاتا ہوں ۔ عشاء کی نماز کے بعد میں اس بوڑھے کو لے کر تمہارے پاس آؤں گا ۔ پھر تم جو تفصیل اس سے جاننا چاہو جان سکو گے ۔

ان چاروں نے شیخ کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ چاروں اپنے کیمپ کی

طرف چلے گئے تھے۔جبکہ شیخ عبدالوہاب اپنی بستی کی طرف جارہا تھا۔

پاکستانی ویب سائٹ وقار عظیم ڈاٹ کام

اسی روز سورج غروب ہونے کے بعد جبکہ شام چاند رات میں ڈھلنے لگی تھی۔ سقارہ کے قلب وجان میں چاندنی کے انوار کا ایک سیل روان چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ آسمان سے اترتی چاندنی صحرائے سقارہ کے ٹیلوں کی پیشانی پر اپنے بوسوں کی مہریں لگا رہی تھی۔ چاروں طرف سوچوں اور وسوسوں کے جزیروں اور جلس کی فضاؤں میں بے کراں اداسیوں جیسی چپ اور اداسی تھی۔ کبھی کبھی تیز ہواؤں کے باعث صحرائے سقارہ میں ریت کا کوئی بگولہ اٹھتا۔ اجنبی سا منظر پیش کرتا اداس لمحوں کی طرح بے کراں صحرائے سقارہ کی آنکھوں میں کھو جاتا تھا۔ خاموشی کے اس جنگل میں لارڈ کیمروان اور لیوس ہامن اور ان دونوں کی بیویاں ایک خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ شیخ وہاب اور عدینہ اور یریمیحا کی نسل سے تعلق رکھنے والے بوڑھے کے منتظر تھے۔ اس خاموشی کو لیوس ہامن نے توڑا اور کیمروان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے بھائی! ابھی تھوڑی دیر تک شاید شیخ اس بوڑھے کو لے کر آئے جو شہزادی عدینہ کے کٹے ہوئے ہاتھ کا مالک ہے۔ دیکھ میرے بھائی اس بوڑھے کے ساتھ ذرا محتاط انداز میں گفتگو کرنا۔ اس سے پہلے سقارہ کے اہرام کے اندر بھی تم جذبات میں اپنا آپ چھوڑ بیٹھے تھے۔ اور اپنی چھڑی کو شہزادی عدینہ کی ممی کے ہونٹوں پر مارنا شروع کر دیا تھا۔ تمہاری اس حرکت کو شیخ نے انتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا۔ اگر میں شیخ کا ہاتھ نہ پکڑتا تو اس کا بھاری بھر کم آہنی ہاتھ یقیناً تمہارے چہرے پر پڑتا اور تمہارا چہرہ وقتی طور پر ضرور بگڑتا

کیمروان میں یہ نہیں کہتا کہ تم روحوں کی موجودگی کو تسلیم کروانہیں مانو لیکن میں نے اس موضوع پر کافی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں اور جس وقت یہ عدینہ کے کٹے ہوئے ہاتھ کا حادثہ مجھے پیش آیا اس روز اور اسکے دوسرے روز میں نے اس موضوع پر مزید کچھ کتابیں خریدیں جن کا مطالعہ یہاں آکر بھی میں نے کیا ان سے متعلق میں تمہیں چند واقعات بتاتا ہوں ۔میرے خیال میں ان واقعات کی وجہ سے شیخ وہاب اور اس بوڑھے کے آنے تک ہمارا وقت اچھا کٹ جائے گا۔

کیمروان تم روحوں پر یقین نہیں رکھتے ۔اور تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ مرجانے کے بعد انسان کی روح اس دنیا میں نہ آتی ہے نہ کارہائے نمایاں سرانجام دیتی ہے ۔لیکن میں تمہارے اس عقیدے سے اختلاف رکھتا ہوں ۔میں ان روحوں کو تسلیم کرتا ہوں اور یہ بھی مانتا ہوں کہ روحیں انسان کے مرجانے کے بعد زمین پر اترتی بھی ہیں لوگوں کی ہنسی خوشی اور غم میں شامل ہوتی ہیں اس کے لیے میں تمہیں چند مثالیں پیش کرتا ہوں یہ مثالیں گڑی ہوئی نہیں ہیں بلکہ تاریخی اسناد اور شواہد پر مبنی ہیں ۔سب سے پہلی مثال تو میں تمہیں نپولین اور روسیوں کی لڑائی کے متعلق پیش کرتا ہوں ۔

کیمروان یہ 1812ء کا واقعہ ہے جن دنوں نپولین نے روس پر حملہ کیا ہوا تھا۔ روس کی ان افواج کا جرنیل جو نپولین کا مقابلہ کر رہی تھیں ایک شخص توتشکوف تھا۔ جنگوں کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک رات خواب میں توتشکوف کی بیوی نے دیکھا کہ اس کا مرا ہوا باپ اس کے پاس آیا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ بیٹی تیرا شوہر بارودینو کی لڑائی میں مارا جائے گا۔لہذا تیری خوشیوں کے دن گنے جاچکے تیری خوشحالی ختم ہوئی۔

یہ خواب دیکھ توتشکوف کی بیوی فکر مند ہوئی اور اس نے اس خواب کا ذکر اپنے شوہر سے کیا۔توتشکوف بھی وقتی طور پر پریشان ہوا تھا پھر اس نے نقشہ منگوا کر سارے بارڈر کا جائزہ لیا جہاں ان دنوں فرانسیسیوں کے ساتھ روسیوں کی جنگیں ہو رہی تھیں ۔اس سارے بارڈر میں کہیں بھی اسے ایسا شہر اور قصبہ دکھائی نہ دیا جسکا نام بارودینو ہو اور جہاں اسکے مرنے کے آثار ہوں ۔

چند ہی روز بعد ایک انقلاب برپا ہوا اور وہ یہ کہ فرانسیسیوں کے ہاتھوں روسیوں کو پے در پے کئی شکستیں اٹھانا پڑیں اور روسیوں و فرانسیسیوں کے سامنے سے

لگاتار پسپائی ہونا شروع ہو گئی۔ان شکستوں اور پسپائیوں کا روس کی حکومت پر برا اثر پڑا لہذا روسی جرنیلوں نے جن میں توتشکوف بھی شامل تھا۔جنگ کا نیا لائحہ عمل تیار کیا تاکہ فرانسیسیوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا جائے۔لہذا 7 ستمبر 1812ء کو حملہ آور فرانسیسیوں کے لیے ایک نیا محاذ کھولا گیا تاکہ پہلو کی طرف سے ان پر حملہ کیا جائے اور نہ صرف یہ کہ ان کی پیشقدمی کو روکا جائے بلکہ ان کے بڑھتے ہوئے حوصلے اور ان کے ولولوں کو بھی ماند کرتے ہوئے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کیا جائے۔اور جس سمت سے نیا محاذ جنگ کھولا جانا تھا۔یہ چھوٹا سا ایک قصبہ تھا جو۔ماسکو سے 70 میل کے فاصلے پر تھا اور اس کا نام بارودینو تھا۔

آخر کار روسیوں نے یہ نیا محاذ جنگ کھولا۔اور اس محاذ پر فرانسیسیوں کے ساتھ روسیوں کی ہولناک جنگ ہوئی۔تاریخ گواہ ہے کہ بارودنیو کی اس جنگ میں 7 ستمبر 1812ء کو ایسی ہولناک جنگ ایسا خوناک ٹکراؤ ہوا کہ اس جنگ میں لگ بھگ پینتالیس ہزار روسی اور تیس ہزار فرانسیسی سپاہی کام آئے۔توتشکوف بھی اس جنگ میں کام آیا۔

جس وقت یہ جنگ لڑی جارہی تھی جنرل توتشکوف کی بیوی اور اس کے دوسرے اہل خانہ بارودینو قصبے سے ذرا فاصلے پر ایک سرائے میں قیام کئے ہوئے تھے۔یہ جنگ چونکہ 7 ستمبر 1812ء کو شروع ہوئی تھی لہذا 8 ستمبر کو صبح ہی صبح جس وقت جنرل توتشکوف کی بیوی سرائے میں اپنی قیامگاہ میں اٹھی تو اس کے کمرے میں ایک ہیولا داخل ہوا وہ پہچان گئی وہ اس کے باپ کا ہیولا تھا۔وہ اسے دیکھتے ہوئے لرز کانپ گئی۔ بیشک وہ اس کا باپ تھا لیکن وہ یہ جان گئی کہ یہ میرے باپ کی روح ہے اسے خدشہ ہوا کہ وہ انسے نقصان پہنچائے گی۔توتشکوف کی بیوی کے پاس آکر وہ ہیولا یعنی اس کے باپ کی روح تھوڑی دیر کے لیے رکی پھر توتشکوف کی بیوی کے پاس آکر وہ ہیولا یعنی اسکے باپ کی روح تھوڑی دیر کے لیے رکی پھر توتشکوف کی بیوی یعنی اپنی بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے ہیولا کہنے لگا۔

بیٹی تیری خوشیوں کے دن تمام ہوئے۔تیرا شوہر بارودینو کی جنگ میں لڑتا ہوا مارا گیا۔لہذا تیری شادمانیوں کے دن گنے جاچکے۔یہ الفاظ کہہ کر وہ ہیولا فضا میں دھوئیں کی طرح غائب ہو گیا تھا۔توتشکوف کی بیوی اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد لیوس ہامن تھوڑی دیر کے لیے رکا۔اس کے بعد لارڈ کیمروان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔اسی دوران لارڈ کیمروان کی بیوی اٹھی خیمے کے اندر جو انگیٹھی رکھی ہوئی تھی اس میں آگ جل رہی تھی ں اس نے آگ کو کریدا اس میں لکڑی کے مزید ٹکڑے ڈال دیئے تا کہ انگیٹھی پھر بھڑک اٹھے اس لیے کہ سردی کے باعث خیمے میں کافی خنکی ہو گئی تھی۔لیوس ہامن نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

کیمروان اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی میں تمہیں سناتا ہوں جس کا تعلق بھی انگلستان سے ہے اور ملکوں کے بھی بہت سے واقعات ہیں۔پر انگلستان کے واقعات میں تمہیں اس لیے سنا رہا ہوں تا کہ ایسے واقعات تمہاری بصارت تمہاری سماعت سے ضرور گزرے ہوں گے۔

کیمروان دریائے ٹیمز کے کنارے بکنگھم شہر کے قریب جو مارلو نام کا علاقہ ہے اس میں حکومت کی ایک عمارت ہوا کرتی تھی۔بلکہ اب بھی ہے اس کا نام بشم کانونٹ ہے یہ عمارت روحوں کے لیے بڑی مشہور تھی اور اس میں ایک عورت ڈیم الزبتھ کی روح اکثر و بیشتر دیکھی گئی۔وہ اس عمارت میں گھوما کرتی تھی۔ کبھی اداس کالے کپڑے پہنے ہوتی تھی لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ اپنے بیٹے ولیم کو تلاش کرتی پھرتی ہے۔جس سے اس کو بے پناہ محبت تھی۔

اس عورت کی روح اس عمارت میں گزشتہ چار سو سال سے دیکھی جا رہی ہے اکثر و بیشتر اس روح کو عمارت کے بڑے بڑے کمروں میں دیکھا گیا۔سیاہ لباس پہنے اپنے بیٹے کے لیے کراہتے آہیں بھرتے اس عمارت کے برآمدوں میں بھی دیکھا گیا۔ کبھی کبھی اسے عمارتکے بالکل قریب بہنے والے دریائے تھیمس کے کنارے بھی اس انداز میں دیکھا گیا جیسے کنارے کنارے گھومتے ہوئے وہ اپنی کسی گمشدہ شئے کو ڈھونڈھ رہی ہو۔جن لوگتوں نے اسے دیکھا ان کا بیان تھا کہ انہوں نے ڈیم الزبتھ کو اکثر و بیشتر دریائے ٹیمز کے کنارے باقاعدہ چلتے اور روتے ہوئے دیکھا۔حالانکہ وہ اس سے کئی سو برس پہلے مر چکی تھی۔

لارڈ کیمروان میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ یہ ڈیم الزبتھ ہماری ملکہ الزبتھ اول کی بہترین دوستوں اور سہیلیوں میں سے تھی۔جس عورت کا میں ذکر کر رہا ہوں

س کی روح دریائے ٹیمز کے کنارے بکنگم شہر کی عمارتیں اتی ہے اس نے نظم اور
ں بھی بہت کام کیا ۔اوراس نے کافی نظمیں لکھیں ۔اوراس کی نظمیں اب بھی انگلستان
ڑھی جاتی ہیں ۔اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اپنے بچوں کی تعلیم کو بنایا ہوا
وہ خود بھی تعلیم یافتہ تھی اور یہ خواہش رکھتی تھی کہ اسکے بچے خوب تعلیم یافتہ ہوں ۔

ڈیم الزبتھ اپنے چھوٹے بچے کی پڑھائی کے سلسلے میں انتہا درجہ کی فکر مند تھی
کے چھوٹے بچے کا نام ولیم تھا ۔اور یہ پڑھائی میں کمزور اور سست ذہن کا مالک تھا ۔اس
ملاوہ یہ بڑا شرارتی بھی تھا ۔اپنی نوٹ بک پر اکثر فالتو نشان لگا دیا کرتا تھا اسکی کتابیں
ی کاپیاں گندی ہی رہتی تھیں ۔ڈیم الزبتھ نے اپنے بیٹے ولیم کو اس سلسلے میں بڑا
مایا ۔مارا پیٹا بھی لیکن ولیم شرارتی کا شرارتی ہی رہا ۔اس نے پڑھائی میں کوئی دلچسپی نہ لی ۔

کہتے ہیں ایک روز ڈیم الزبتھ اپنے بیٹے ولیم سے انتہا درجہ کی برافروختہ ہوئی
لیے کہ امتحانوں کے بعد جو نتیجہ آیا تھا اس میں ولیم سب سے پیچھے تھا ۔اس بناء پر ڈیم
تھ نے اس روز اپنے بیٹے ولیم کو خوب مارا بری طرح اس کے کان بھی کھینچے اس کے بعد
ایک بڑی سی الماری میں بند کر دیا اور الماری کو تالا لگاتے ہوئے اسنے اپنے بیٹے سے یہ
کہا کہ جب تک وہ اپنے آپ کو سنوارنے کا وعدہ نہیں کرتا اس وقت تک وہ الماری
ں کھولے گا ۔

اپنے بیٹے ولیم کو جس وقت اس نے الماری میں بند کر دیا تو اسکے تھوڑی ہی
عد ملکہ الزبتھ نے ایک خادمہ کے ذریعے اسے بلا لیا ۔اب یوں جانیں کہ ڈیم الزبتھ اور
کے بیٹے کی بدبختی کہ ڈیم الزبتھ فوراً ملکہ کے پاس جانے کے لیے تیار ہو گئی ۔وہ یہ بھول
لہ اس نے اپنے بیٹے کو الماری میں بند رکھا ہوا ہے ۔وہ یہ بھی بھول گئی کہ کم از کم جاتے
تے اپنے گھر کے ملازموں کو ہی یہ کہہ دیتی کہ تھوڑی دیر بعد الماری کھول کر ولیم کو باہر
دیں ۔بہر حال وہ جلدی جلدی ملکہ سے ملنے کے لیے روانہ ہو گئی ۔الماری باہر سے
ل ہی رہی ۔

ملکہ الزبتھ کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنے اور اس سے ملنے کے بعد جب ڈیم الزبتھ
کے قصر سے نکلی تو اسے یاد آیا کہ اسے اپنے بیٹے ولیم کو الماری میں بند کر دیا تھا لہذا وہ
بھاگی گھر آئی اس وقت وہ بری طرح کانپ رہی تھی ۔اس کے دل میں یہ خطرات اٹھ

رہے تھے کہ الماری میں بند ولیم کو کچھ ہو نہ گیا ہو اس لیے کہ اپنے سارے بیٹوں میں ولیم کو وہ زیادہ چاہتی تھی۔ مگر وہ پڑھائی میں نالائق تھا۔ شرارتی تھا سست تھا اسکے باوجود اپنی شخصیت میں وہ اپنے سارے بھائیوں میں سب سے اعلیٰ تھا۔ اسی بناء پر ڈیم اپنے اس بیٹے کو بے حد پسند کرتی تھی۔ دوسری بات اسے پسند کرنے کی یہ بھی تھی کہ وہ سب سے چھوٹا تھا اور اپنے اس چھوٹے بیٹے کو وہ از حد پیار کرتی تھی۔

بہر حال ڈیم الزبتھ جب قصر سے لوٹی تو لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے اس الماری کو کھولا جس میں وہ اپنے بیٹے ولیم کو بند کر کے گئی تھی۔ جب اس نے الماری کے پٹ کھولے تو اس نے دیکھا ولیم الماری کے اندر لاش کی صورت میں پڑا ہوا تھا۔ وہ مر چکا تھا اور اس کے سر کے نیچے اس کی وہ نوٹ بک تھی جسے وہ اکثر غائب کر دیا کرتا تھا۔ اس کاپی کے کئی اوراق اسکے آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ڈیم الزبتھ گر پڑی بے ہوش ہو گئی اور کافی دیر تک وہ اپنے آپ کو بحال نہ کر سکی۔ اس کے دوسرے بیٹوں نے اسے سنبھالا۔ لیکن وہ اس صدمے کو برداشت نہ کر سکی اور کافی عرصے تک پاگلوں کی سی حرکتیں کرتی رہی۔ اور وہ اپنے چھوٹے اور معصوم بیٹے کے قتل کی اپنے آپ کو ذمہ دار خیال کرتی تھی۔ دن رات آہیں بھرتی رہتی تھی۔ اپنے ذہن سے اس بات کو وہ کبھی نہ نکال سکی کہ وہ اپنے ہی بیٹے کی قاتلہ ہے۔

جب تک وہ زندہ رہی لوگوں نے دیکھا وہ اپنی چھاتی پیٹتی رہتی تھی اپنے بیٹے ولیم کے مرنے کے کافی عرصہ بعد تک اکثر و بیشتر وہ بے ہوش ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن اب اس کے پاس پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس لیے کہ ولیم جسے وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھی ہمیشہ کے لیے اس سے رخصت ہو چکا تھا۔

یہ ڈیم الزبتھ 1607ء میں کافی بوڑھی ہو کر فوت ہو گئی۔ کہتے ہیں جس وقت یہ مری اس وقت اس کی عمر 91 اکیانوے برس تھی۔ اس کی موت کے بالکل دس دن بعد عمارت میں رہنے والے اسکے گھر کے افراد نے اسکی روح کو پہلی بار عمارت میں گھومتے ہوئے دیکھا۔ اسکے گھر والوں نے جب اپنی ماں کی روح کو دیکھا تو وہ اس حالت میں تھی کہ سیاہ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھی رو رہی تھی اور بار بار ولیم کو پکارتی تھی۔ گویا مرنے

کے بعد بھی اس کی روح اپنے بیٹے کے لیے دکھی اور متلاشی تھی۔

لارڈ کیمروان جس عمارت میں یہ عورت ڈیم الزبتھ رہتی تھی میں بتا چکا ہوں یہ ایک سرکاری عمارت تھی اور 1840ء میں اس عمارت کی مرمت کی گئی اور اسے ایک طرح سے نیا بنا دیا گیا۔ جس وقت اس عمارت کی مرمت کی جارہی تھی اس عمارت میں پرانی کتابیں اور کاپیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ اٹھا کر جب ایک طرف رکھی جانے لگیں تو ان میں ایک ایسی بھی کاپی تھی جو ڈیم الزبتھ کے بیٹے ولیم کی تھی اور جس میں اس کے آنسو خشک ہوئے تھے۔ اور جن اوراق پر اس کے آنسو گرے تھے وہ اب پیلے ہو چکے تھے۔ گھر کی مرمت کے سلسلے میں جب اس کاپی کو اٹھا کر ایک دوسری جگہ رکھا گیا تو لوگوں نے اس کے بعد بھی ڈیم الزبتھ کی روح کو دیکھا وہ اکثر و بیشتر اپنے بیٹے ولیم کی کاپی کے گرد چکر لگایا کرتی تھی۔

پھر جب گھر کی مرمت ہو گئی اور اس کاپی کو اٹھا کر پھر پہلی جگہ پر رکھا گیا تو عمارت کے مکینوں نے نئی جگہ جہاں اس کاپی کو رکھا گیا تھا کئی بار ڈیم الزبتھ کی روح کو وہاں چکر لگاتے آہیں بھرتے۔ روتے چھاتی پیٹتے اور اپنے بیٹے ولیم کو پکارتے دیکھا۔

لیوس ہامن ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ بیچ میں لارڈ کیمروان بول پڑا۔

لیوس ہامن تم بھی عجیب و غریب انسان ہو۔ ڈاکٹر اور طبیب ہو کر تم اس قسم کی باتیں کرتے ہو۔ سنو میں نے اس قسم کی کہانیاں اس قسم کے قصے اس قسم کی حکائتیں روائتیں بہت سن رکھی ہیں میں ان میں کسی پر اعتبار نہیں کرتا۔ اور یہ سب خود انسانوں کی گھڑی ہوئی ہیں جو مزے لینے کی خاطر اوروں کے لیے لکھ دیتے ہیں۔ اس طرح یہ کہانیاں ایک کان سے دوسرے کان تک پھیلی چلی جاتی ہیں۔ حالانکہ ان کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔

لارڈ کیمروان کی اس گفتگو کے جواب میں لیوس ہامن پھر بول پڑا۔

یہ من گھڑت باتیں نہیں ہیں۔ یوں جانو یہ تاریخ کا حصہ ہے میں تمہارے سامنے ایک ایسا واقعہ بھی پیش کر سکتا ہوں جو اب بھی امریکہ کی تاریخ میں محفوظ ہے

کیمروان بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میں ایسی باتیں سننے کا عادی نہیں ہوں۔ نہ ان پر میں اعتبار کرتا ہوں۔ اس پر کیمروان کی بیوی بول پڑی۔

لیوس ہامن میرے بھائی ۔ جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں کہیں ۔ ہم غور سے سنیں گے ۔ آپ سنانا شروع کریں گے ۔ ہم سب سنیں گے اور غور سے سنیں گے ۔ میں جانتی ہوں ظاہری طور پر یہ اس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں اندر سے یہ ان ساری حقیقتوں کو ماننے والے ہی ۔ لارڈ کیمروان کی بیوی کے ان الفاظ پر لیوس ہامن تھوڑی دیر مسکراتا رہا اس کے بعد دوبارہ اس نے کہنا شروع کیا ۔

کیمروان جس واقعہ کا میں تمہارے سامنے ذکر کرتا ہوں ۔ یہ 1860 ء کا ہے ۔ امریکہ کا صدر ابراہام لنکن ایک شخص کے ہاتھوں مارا گیا تھا ۔ اس وقت ابراہام لنکن ایک تھیٹر میں ڈرامہ دیکھ رہا تھا ۔ یہ واقعہ 1865 ء کا ہے ۔

جس وقت ابراھام لنکن کو مار دیا گیا لاش کو ایک گاڑی میں رکھا گیا مقصد یہ تھا کہ اس گاڑی کو ابراھام لنکن کی لاش سمیت امریکہ کے چند بڑے بڑے شہروں میں گھمایا جاسکے تا کہ لوگ اپنے ہر دلعزیز صدر کو خراج تحسین پیش کر سکیں ۔

جب یہ گاڑی روانہ ہوئی تو جس جس اسٹیشن سے یہ گاڑی گزرتی تھی اس کے پیچھے پیچھے سیاہ رنگ کی ایک اور گاڑی گزرتی تھی ۔ پیچھے والی گاڑی کے متعلق لوگوں کا خیال تھا کہ وہ روحوں کی گاڑی تھی اس کے آگے آگے سیاہ رنگ کا انجن تھا گاڑی میں ایک ہی ڈبہ تھا وہ بھی سیاہ رنگ کا تھا ۔ یہ گاڑی صرف ان اسٹیشنوں پر کھڑی ہوتی تھی یعنی پہلے والے گاڑی جہاں ابراھام لنکن کی لاش والی گاڑی رکتی تھی ۔

روحوں کی یہ گاڑی ہر اس اسٹیشن سے گزری اس اسٹیشن پر رکی جہاں ابراھام لنکن کی لاش والی گاڑی رکی تھی ۔

بہت سے لوگوں نے دیکھا کہ جس طرح آگے والی گاڑی میں ابراہام لنکن کی لاش رکھی ہوئی تھی ایسے ہی پچھلی گاڑی کے سیاہ ڈبے میں بھی ابراھام لنکن کی لاش رکھی ہوئی تھی ۔ یہ منظر امریکہ کے لاکھوں لوگوں نے دیکھا اور یہ واقعہ اب بھی امریکہ کی تاریخ میں محفوظ ہے ۔

لوگوں نے یہ بھی دیکھا کہ پچھلی گاڑی جو روحوں کی گاڑی تھی اس کے ساتھ جو ایک ہی ڈبہ تھا اس میں بہت سے انسانی ڈھانچے بھی حرکت کرتے تھے ۔ اور وہ عجیب طرح کا ساز بجاتے تھے ۔ جس اسٹیشن پر بھی وہ گاڑی رکی اور جن لوگوں نے بھی ان سازوں کو سنا

وہ خوفزدہ ہو کر رہ گئے تھے۔

اور سب سے بڑی بات جس کا لوگوں نے جائزہ لیا۔ جس کو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا وہ امریکہ کی تاریخ میں اب بھی محفوظ ہے۔ وہ یہ کہ روحوں کی سیاہ رنگ کی گاڑی جس اسٹیشن پر کھڑی ہوتی تھی آٹھ منٹ رکتی تھی اس لیے کہ پہلی گاڑی بھی ان اسٹیشنوں پر آٹھ منٹ رکتی جارہی تھی۔ جس وقت روحوں کی یہ گاڑی اسٹیشن آٹھ منٹ کے لیے رکتی تو لوگوں نے دیکھا کہ اس آٹھ منٹ کے دوران جس جس اسٹیشن پر وال کلاک لگے ہوئے تھے وہ آٹھ منٹ کے لیے چلنا بند کر دیتے تھے۔

یہی نہیں بلکہ ابراھام لنکن کے مرنے کے بعد اس کی رح کو بہت سے موقعوں پر بیشمار لوگوں نے دیکھا۔ امریکہ کا وہائٹ ہاؤس جو وہاں کے صدور کی رہائشگاہ ہے اس میں اکثر بیشتر ابراھام لنکن کی روح کو دیکھا گیا۔ اور اس روح کو امریکہ کے کئی سیاستدانوں بعد میں آنے صدروں اور دیگر لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس سلسلے میں جو سب سے مشہور واقعہ ہے وہ یہ کہ 1899ء میں امریکہ کا صدر ہیریسن ٹیکساس کے دورے پر روانہ ہونا چاہتا تھا اس نے اپنے باڈی گارڈ جان کینی کو حکم دیا کہ وہ اس دورے پر جانے کے لیے اپنی تیاری کرے یہ جان کینی اس سے پہلے ابراھام لنکن کا بھی باڈی گارڈ رہ چکا ہے۔

امریکہ کے صدر ہیریسن کے ساتھ جانے کے لیے جان کینی وہائٹ ہاؤس کے ایک کمرے میں اپنے ریوالور کو صاف کر رہا تھا کہ اس نے دیکھا ایک شخص اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا۔ اس نے سمجھا کہ شاید صدر ہیریسن نے اسے بلانے کے لیے کسی کو روانہ کیا ہوگا۔ لہذا وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔ جو کوئی اس کے پیچھے کھڑا تھا اس کی طرف اس نے کوئی خاص دھیان نہیں دیا۔ پر اچانک اسے شک ہوا اس نے جب مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے امریکہ کے مرنے والے صدر ابراھام لنکن کی روح کھڑی تھی کہتے ہیں ابراھام لنکن کی روح کچھ اسطرح کینی کو دیکھ رہی تھی جیسے وہ اسے اپنی بے وقت موت کا ذمہ دار سمجھ رہی ہو۔ پھر جان کینی نے مڑ کر جب ابراھام لنکن کو مخاطب کرنا چاہا تو اسے دیکھتے ہی دیکھتے ابراھام لنکن کی روح اس کمرے کی دیوار کے اندر سما گئی تھی۔

اس کے بعد 1844ء میں ایسا ہوا کہ۔

یہاں تک کہتے کہتے یوس خاموش ہو گیا تھا کہ عین اسی لمحہ شیخ عبدالوہاب ایک

بوڑھے اور بارہ تیرہ سال کی لڑکی کے ساتھ اس خیمے میں داخل ہوا تھا۔ لڑکی اپاہج قسم کی تھی اس لیے کہ ایک ٹانگ سے وہ لنگڑا کر چل رہی تھی۔ ان تینوں کو دیکھتے ہی لارڈ کیمروان لیوس ہامن اور ان دونوں کی بیویاں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ اس بوڑھے اور بچی کو لے کر شیخ عبدالوہاب آگے بڑھا اس دوران لیوس ہامن نے خالی نشستوں کی طرف اشارہ کیا اور اس بوڑھے اور بچی کو لے کر شیخ عبدالوہاب اس نشست پر بیٹھ گیا تھا

نشست پر بیٹھنے کے بعد شیخ عبدالوہاب نے باری باری لیوس ہامن لارڈ کیمروان اور ان کی بیویوں کی طرف دیکھا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہ جو بوڑھا میرے ساتھ آیا ہے یہ وہی ہے جسے میں نے آج لانے کا وعدہ کیا تھا۔ یہ بچی اس کی بیٹی ہے۔ دراصل اس بوڑھے کی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہیں۔ آخری عمر میں جا کر اس نے دوسری شادی کی اور یہ بیٹی پیدا ہوئی۔ اس کی دوسری بیوی بھی مر چکی ہے۔ یہ میری بستی میں اپنی بیٹی کے ساتھ اکیلا رہتا ہے۔

لارڈ کیمروان۔ لیوس ہامن اور تم دونوں کی بیویاں۔ میری بستی میں آتے جاتے رہے ہو۔ وہاں جو سب سے قدیم حویلی ہے گو اب وہ بوسیدہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس بوڑھے کی ملکیت ہے۔ وہ حویلی ان کے جد امجد یرمیحا نے اس وقت تعمیر کرائی تھی جب عدینیہ مر گئی تھی اور عدینیہ کی ممی کو دیکھتے رہنے کے لیے اس نے اس بستی میں حویلی بنائی تھی۔

لیوس ہامن۔ لارڈ کیمروان اور ان دونوں کی بیویاں تھوڑی دیر تک اس بوڑھے اور اس کے ساتھ آنے والی بچی کو غور سے دیکھتے رہے۔ بوڑھے نے سونے کا وہ بکس بھی اٹھا رکھا تھا جس میں شہزادی عدینیہ کا ہاتھ تھا۔ اور جس نشست پر وہ بیٹھا ہوا تھا سونے کا وہ صندوق اس نے اپنے پہلو میں رکھ لیا تھا۔ لارڈ کیمروان اور لیوس ہامن تھوڑی دیر تک اس صندوق کو بڑے غور سے دیکھتے رہے پھر لیوس ہامن نے اس بوڑھے کو مخاطب کیا۔

کیا میں جان سکتا ہوں تمہارا نام کیا ہے۔ اس سوال پر بوڑھا دھیمی سی آواز میں بول پڑا۔

میرا نام یرمیحا اور میری بیٹیا کا نام عدینیہ ہے۔ ہمارے جد امجد چونکہ یرمیحا اور عدینیہ تھے لہذا ہماری نسل میں زیادہ تر یہ دونوں ہی نام رکھے گئے۔ ہماری نسل کی ابتدا

یرمیحا اور عدینہ سے ہوئی میرے خیال میں ہماری نسل کا خاتمہ بھی انہی ناموں پر ہو گا۔ اس لیے کہ میرا کوئی بیٹا نہیں لہذا مجھ پر میری نسل تمام ہو جائے گی۔ میرا نام یرمیحا ہے۔ میری بیٹی بھی اپاہج ہے پتہ نہیں یہ بے چاری پروان بھی چڑھتی ہے۔ یا نہیں اگر اس کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے تو پھر عدینہ پر ہی ہماری نسل تمام ہو کر رہ جائے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر احتجاجی انداز میں وہ لیوس ہامن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

مجھے اس بات کا دکھ اور افسوس ہوا کہ آپ لوگوں نے ہماری جدہ امجد کا ہاتھ آگ پر رکھا۔ میں نے یہ ہاتھ شیخ عبدالوہاب کے حوالے اس لیے کیا تھا کہ یہ اس کی حفاظت کرتا رہے۔ میں بوڑھا ہو چکا ہوں لاغر اور کمزور ہوں۔ نہ جانے کب موت سے بغل گیر ہو جاؤں۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میرے بعد میری اس بیٹی کی کیا حالت ہو گی۔ لہذا اس ہاتھ کو حفاظت کے طور پر میں نے شیخ عبدالوہاب کے حوالے کیا تھا۔ لیکن بعد میں مجھے اس غلطی کا احساس ہوا اس لیے کہ جونہی میں نے یہ ہاتھ اس کے حوالے کیا یہ ایک عجیب و غریب بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ یہ بیماری اس ہاتھ کی وجہ سے تھی۔ لہذا اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ مرتے دم تک اس ہاتھ کو اپنے پاس محفوظ رکھوں گا۔ میرے بعد اس کا کیا بنے گا اب یہ عدینہ اور اس کی روح جانے۔ اس لیے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جدہ امجد عدینہ اپنے اس ہاتھ کی حفاظت خود کرتی ہے۔ ایسے ہی جب اس نے لندن میں اس وقت کی جب آپ لوگوں نے اس ہاتھ کو آگ پر رکھا۔ اور اس کی روح وہاں پہنچی اور اپنے ہاتھ کو آگ سے نکالا۔ اس گفتگو کے جواب میں کیمروان تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ پھر اس نے یرمیحا نام کے اس بوڑھے کو مخاطب کیا۔

پہلے یہ کہو کہ یہ ہاتھ تمہارے پاس کیسے پہنچا۔ جبکہ یہ ہاتھ شیخ عبدالوہاب اپنے ساتھ لندن لے کر گیا تھا۔ اس پر تھوڑی دیر تک بوڑھا مسکراتا رہا اس دوران کیمروان نے دیکھا اس بوڑھے کی آنکھوں میں عجیب و غریب روشنی آگئی تھی۔ ایسی روشنی جیسے اس کے جسم کے اندر کوئی اور حلول گیا ہو۔ پھر تیز نگاہوں سے اس بوڑھے نے لارڈ کیمروان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کیا تم اس بات پر یقین رکھتے ہو کہ مرنے کے بعد بھی انسانی روحیں اس دنیا

میں آتی ہیں۔ کیا تو نے اس شہزادی کی روح کو دیکھا ہے جو اس ہاتھ کی حفاظت کر رہی ہے بوڑھا عجیب سے انداز میں لارڈ کیمروان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میں نے اپنی جدہ امجد عدینہ کے ہیولا نما روح کو کئی بار دیکھا۔ کبھی سقارہ کے احرام کے اندر۔ کبھی اس حویلی میں جو صدیوں سے ہماری ملکیت چلی آتی ہے۔ اور کبھی اس صحرائے سقارہ میں جس میں تم لوگوں نے یہ پڑاؤ کر رکھا ہے۔ یہ ہاتھ میرے پاس عدینہ کی روح نے ہی دوبارہ پہنچایا تھا

لارڈ کیمروان تھوڑی دیر تک خاموش رہا اس کے بعد اس نے پھر اس بوڑھے کو مخاطب کیا۔

تم تینوں کی آمد سے پہلے لیوس ہامن مجھے دنیا کی چند روحوں کے متعلق بتا رہا تھا جو مرنے کے بعد اس دنیا میں بھٹکتی رہیں اور لوگوں نے مختلف مواقع پر انہیں دیکھا لیکن میں اس کی باتوں پر یقین نہیں کرتا۔ وہ سب سنی سنائی باتیں ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔ دیکھ بوڑھے یرمیحا جھوٹ مت بولنا۔ میں جانتا ہوں روحوں سے متعلق دنیا میں جو باتیں مشہور ہیں وہ بے بنیاد ہی ہیں۔ اپنی ایمانداری سے اگر تم صحیح معنوں میں مسلمان ہو تو سچ کہنا کیا واقعی تو نے اپنی جدہ امجد عدینہ کی روح کو دیکھا ہے اور کیا واقعی تم یہ خیال کرتے ہو کہ اگر تم مر گئے تو تمہاری موت کے بعد عدینہ کی روح اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کی حفاظت کرتی رہے گی۔

جواب میں یرمیحا نام کا وہ بوڑھا تھوڑی دیر تک خاموش رہا کچھ سوچتا رہا اس کی گردن جھکی رہی اس دوران اس کے چہرے پر کچھ بیزاری اتر آئی تھی۔ آنکھوں میں ایک چمک تھی جسے خوناک چمک کہا جا سکتا تھا پھر اس نے کھا جانے والے انداز میں لارڈ کیمروان کی طرف دیکھا۔

کیمروان مجھے تم دونوں اور تمہاری بیویوں کے نام محترم عبدالوہاب تفصیل کے ساتھ بتا چکے ہیں میں تم پر انکشاف کروں بلکہ یہ کہتا چلوں کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا۔ میں نے ایک نہیں بیسیوں بار عدینہ کی روح کو دیکھا۔ لارڈ کیمروان نے پھر سوال کیا تھا۔

تمہارے خیال میں عدینہ کی روح کیوں اس صحرا میں اور سقارہ کے اہرام میں

سرگرداں ہے۔

بوڑھا یرمیحا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اس کے بعد لارڈ کیمروان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

کیمروان مجھے شیخ پہلے بتا چکا ہے لیوس ہامن روح پر یقین رکھتا ہے لیکن تم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ عدسیہ کی روح ان صحراؤں اور سقارہ کے اہرام میں اس لیے سرگرداں ہے کہ وہ اضطراری حالت میں ماری گئی تھی۔ وہ اخناتون شہر سے جبلہ شہر کی طرف اپنے شوہر یرمیحا کے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ اس کے دل میں اس وقت جو سب سے بڑی خواہش تھی وہ یہ کہ وہ اپنے بچے دیسان سے ملنا چاہتی تھی۔ لیکن گرفتار کر لی گئی بس یہ اس کے دل اس کے ذہن میں ایک کرب تھا ایک ناکام آرزو تھی کہ وہ اپنے بچے سے نہ مل سکی۔ پھر جب اسے راع دیوتا کی قربانگاہ پر لے جایا گیا تو وہ اپنے شوہر یرمیحا کے متعلق پریشان تھی۔ کہ نجانے زندان میں بند کرنے کے بعد اس پر کیا بیتے گی یہ اس کے لیے دوسرا کرب تھا۔ تیسرا کرب اس کے لیے یہ تھا کہ اسے ختم کرنے کے لیے پہلے اسکا ہاتھ کاٹا گیا جس وقت وہ انتہائی اضطراری کرب مصیبت اور اذیت کی حالت میں تھی اسکا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا گیا بس اسی اضطراری کیفیت کی وجہ سے اس کی روح اب بھی ان صحراؤں کے اندر سکون کی خاطر سرگرداں ہے۔

بوڑھے کی اس گفتگو کے جواب میں لارڈ کیمروان تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا اس کے بعد پھر اس نے اس بوڑھے یرمیحا کی طرف دیکھا۔

تم نے اپنی گفتگو کے دوران کہا تھا کہ اگر تم مر گئے تو تمہاری موت کے بعد عدسیہ کی روح خود اپنے اس ہاتھ کی حفاظت کرے گی کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ روح اپنے اس ہاتھ کی حفاظت کرے گی۔ بوڑھا فوراً بول پڑا۔

ہاں مجھے یقین ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس کی حفاظت کرتا رہوں گا۔ میری موت کے بعد عدسیہ کی روح خود اپنے اس ہاتھ کی حفاظت کرے گی اس پر لارڈ کیمروان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس بوڑھے کے قریب آیا سونے کا صندوق کھولا اس میں سے عدسیہ کا ہاتھ نکالا پھر خیمے کے وسط میں جو مٹی کی انگیٹھی میں آگ جل رہی تھی اسکے قریب آکر رکا اور بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا اگر میں اس ہاتھ کو آگ میں رکھوں تو کیا تمہارا

خیال ہے عدنیہ اپنے ہاتھ کو جلنے سے بچائے گی۔

لارڈ کیمروان کے اس سوال پر بوڑھے یرمیحا کی حالت یکسر تبدیل ہو کر رہ گئی تھی اس نے فی الفور لارڈ کیمروان کے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا تھا تاہم اسکے چہرے پر اندیشوں کے سیل بے اماں اور خواب زاروں کے قہری پرتو رقص کر گئے تھے۔ اس کے تپتے ہونٹوں پر تشنگی کا سیلاب اور آنکھوں میں بے صوت جوگ وجفا کے رنگ اٹھ کھڑے ہوئے تھے لگتا تھا بوڑھا یرمیحا لارڈ کیمروان کے اس سوال پر اپنی ذات کی بدترین الجھنوں اور کرب خیز اعصابی عذاب میں مبتلا ہو کے رہ گیا ہو۔

بوڑھے یرمیحا کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر لارڈ کیمروان نے بدترین حماقت کا ثبوت دیا تھا اور عدنیہ کے کٹے ہوئے ہاتھ کو اس نے مٹی کی انگیٹھی میں جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا تھا بس ہاتھ کا آگ میں رکھنا تھا کہ یوں لگا جیسے چاروں طرف مرگ وزیست کا ایک خونی تماشا اٹھ کھڑا ہوا ہو ہر شے کو چاٹتی ٹھٹھرا دینے والی سرد اور برفیلی آندھیوں کے جھکڑ چل نکلے تھے۔ صحرائے سقارہ میں اس وقت بغض وعداوت اور آفت جان بنتے بگولے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پڑاؤ اور اس کے اطراف میں گہری دھند پھیل گئی تھی۔ اور اس دھند کے اندر بگولوں کی وجہ سے ریت بھی شامل ہونے لگی تھی۔ یوں کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی یوں لگتا تھا فضاؤں کے اندر کسی نے سفید رنگ کی موٹے کپڑے کی چادر پھیلا دی ہو پھر دیکھتے ہی دیکھتے فضاؤں کے اندر عجیب سی آوازیں ابھرنے لگی تھیں۔ ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے وقت نوحہ کرنے لگا ہو فضائیں سسکیاں بھرنے لگی ہوں ایک دم ہی صحرا میں چاند کی روشنی کی جگہ اندھیروں کے بھنور نے لے لی تھی۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس خیمے میں فضاؤں میں اڑتی ریت اور پھیلی دھند کے اندر عدنیہ کی روح نمودار ہوئی تھی۔ وہ کسی جوان لڑکی کے آنچل کی طرح لہراتی ہوئی خیمے میں داخل ہوئی تھی سب نے دیکھا اس کے چہرے پر کیڑے کوسوں کی فرقت۔ تشنگی کے بے کنار صحرا اور سفاک نہ ص کی یورش جیسی کیفیت تھی جبکہ اس کی آنکھوں کے اندر اژدھوں کی طرح رقص کرتے دکھ بھرے قصے اور کھولتے بپھرتے سمندر سا انتقام تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہی شیخ عبدالوہاب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا خیمے کے اندر وہ فوراً سجدے میں گر کر آیت الکرسی پڑھنے لگا تھا اور جس کی طرف دیکھتے ہوئے بوڑھا یرمیحا

اور اس کی اپاہج بیٹی عدسینہ بھی حرکت میں آئے وہ دونوں بھی سجدے میں گر گئے۔ اور ایت الکرسی پڑھنے لگے۔ تھے فضاؤں کے اندر ناقابل برداشت اور سماعتوں کو چیر پھاڑ دینے والی اوازیں سنائی دینے لگی تھیں شیخ عبدالوہاب بوڑھے یرمیحا اور چھوٹی بچی عدسینہ کو کچھ خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہونے والا ہے اس لیے کہ وہ تینوں لرزتے کانپتے سجدے میں گرے ہوئے تھے اور برابر اونچی آوازوں میں آیت الکرسی پڑھتے جارہے تھے۔

شیخ عبدالوہاب کافی دیر تک سجدے میں پڑا رہا جب تک آوازیں سنائی دیتی رہیں وہ اپنی جگہ سے اٹھا نہیں سجدے میں پڑا رہا پھر چاروں طرف سکوت پھیل گیا۔ جیسے کوئی عذاب تھا جو بے پناہ شور بلند کرتا ہوا گزر گیا ہو اس کیفیت میں شیخ عبدالوہاب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس نے دیکھا لارڈ کیمروان اور لیوس ہامن کا پڑاؤ تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ خیمے جلے پڑے تھے صحرائے سقارہ میں چاروں طرف لاشیں بکھری پڑی تھیں تاہم فضاؤں کے اندر ابھی تک گہری دھند پھیلی ہوئی تھی جس میں ایک عجیب طرح کی مانوس سی خوشبو تھی

یہ بات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے کہ لارڈ کیمروان کے پڑاؤ کو سقارہ کے صحرا میں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ یہ بات بھی محفوظ ہے کہ لارڈ کیمروان کا یہ پڑاؤ شہزادی عدسینہ کی روح کی یلغار کا شکار ہوا تھا۔

سجدے سے اٹھنے کے بعد شیخ عبدالوہاب نے اپنے چاروں طرف نگاہ کی اسے کہر میں جہاں تک بصارت کام کرتی تھی سڑی لاشوں کی بساند جلے ہوئے خیموں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا تھا پڑاؤ کا ہر ذی جان ختم ہو چکا تھا اس لیے کہ چاروں طرف کوئی آواز نہ تھی بالکل کاٹ کھانے والی اور چبھتی ہوئی خاموشی کہر میں پھیلی ہوئی تھی۔

یہ صورتحال شیخ عبدالوہاب کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ وہ زور زور سے پکارنے لگا یرمیحا عدسینہ تم دونوں باپ بیٹی کہاں ہو شیخ عبدالوہاب نے اپنی آواز کی پوری طاقت اور قوت سے کئی بار یرمیحا اور اس کی بیٹی عدسینہ کو پکارا لیکن صحرا کی خاموشی اور ڈس لینے والے سناٹوں میں اسکی پکار کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ اس صورتحال پر شیخ عبدالوہاب اور زیادہ کانپ لرز گیا تھا اس نے اپنے چاروں طرف نگاہ کی قریب ہی لارڈ کیمروان لیوس ہامن اور ان کی دونوں بیویوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں خیمے کے وسط میں جو

مٹی کی انگیٹھی میں آگ جل رہی تھی آگ بجھ چکی تھی انگیٹھی اپنی جگہ پڑی ہوئی تھی اور اس میں سیاہ رنگ کے کوئلے وقت اور حالات کا منہ چڑا رہے تھے۔

اب تک شیخ عبدالوہاب کو اپنی موجودگی کا یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ قیامت برپا ہو گئی ہے اور وہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھا ہے۔ لیکن جب اس نے انگیٹھی اور اس میں کوئلے دیکھے اپنے سامنے لارڈ کیمروان لیوس ہامن اور ان کی بیویوں کی لاشیں دیکھیں تب اسے احساس ہوا کہ وہ ایک کرب ایک عذاب سے بچ نکلا ہے پھر وہ پڑاؤ کے اندر گھومنے لگا ہر چیز فنا ہو چکی تھی کھدائی کا سامان تک جل بھن گیا تھا شیخ عبدالوہاب بڑی تیزی سے پڑاؤ کے اندر گھومنے پھرنے لگا شاید اسے بوڑھے یرمیحا اور اس کی نو عمر اپاہج بیٹی کی تلاش تھی۔ پڑاؤ میں گھوم پھرنے کے بعد پھر وہ اس جگہ آیا جہاں کیمروان اور لیوس ہامن کی لاشیں پڑی تھیں۔ اس نے دیکھا وہاں نہ شہزادی عدسیہ کا ہاتھ تھا نہ سونے کا صندوق ایسے میں شیخ عبدالوہاب چونک پڑا۔ اس لیے کہ صحرا میں اسے ایک آواز سنائی دی۔ کسی نے اسے پکارا تھا۔ یہ آواز سنتے ہی آواز کی سمت عبدالوہاب بھاگ کھڑا ہوا۔

بھاگتے بھاگتے وہ ایک جگہ رک گیا۔ یہاں تک کہ ایک بار پھر اس کا نام لے کر پکارا گیا۔ عبدالوہاب پہچان گیا۔ آواز بوڑھے یرمیحا کی تھی۔ آواز کی سمت وہ پھر اپنی پوری رفتار سے بھاگ پڑا۔ تھوڑا سا آگے جا کر اس نے دیکھا چاروں طرف پھیلی گہری دھند میں، بوڑھا یرمیحا ایک ہاتھ میں سونے کا صندوق دوسرے میں اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑے صحرائے سقارہ میں اپنی بستی کے رخ پر جا رہا تھا۔ عبدالوہاب بھی بھاگ کر ان دونوں سے جا ملا تھا۔

اسلم راہی ایم اے
غریب پورہ گجرات